ماہنامہ خالد

سیدنا طاہرؒ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

سیدنا طاہرؒ نمبر

مارچ، اپریل 2004ء
امان، شہادت 1383ہش

جلد نمبر: 51
شمارہ نمبر: 3-4

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر، ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی، پبلشر: قمر احمد محمود، مینیجر: عزیز احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)
مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی Ph:+92-4524-212349 / 212685, Fax: +92-4524-213091
e-mail:monthlykhalid52@yahoo.com ـــــــ قیمت پرچہ ھذا: -/100 روپے

یاد رکھیں کہ نماز کے بغیر آپ کی زندگی بے لطف اور بے حقیقت رہے گی

آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے

پیارے خدام احمدیت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان رسالہ خالد کا 'طاہر نمبرؒ' شائع کر رہی ہے اور صدر صاحب مجلس نے مجھے اس کے لئے پیغام بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کا وجود ایک نہایت ہی پیارا وجود تھا جو ہم سے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت صاحب رحمہ اللہ خدا تعالیٰ سے بہت ہی محبت اور پیار کرنے والے تھے اور ہمیشہ انہیں یہ تمنا اور تڑپ رہی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ہر فرد بھی خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والا بن جائے۔ آپ نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اسی جہاد میں صرف کر دیا اور جماعت کو بار بار دعاؤں اور نمازوں کی نصیحت فرماتے رہے اور اس ضمن میں اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اپنا یہ اسوہ ہمارے سامنے پیش کیا کہ باوجود نہایت کمزوری اور ضعف اور بیماری کے باقاعدگی کے ساتھ وقت پر نمازوں کی ادائیگی کے لئے (بیت الذکر) تشریف لاتے رہے۔

حضور رحمہ اللہ نے خاص طور پر جماعت کے نوجوانوں یعنی خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو نماز باجماعت کے قیام کی بار بار تلقین کی اور بتایا کہ اگر آپ فلاح چاہتے ہیں تو (دین حق) کے اس بنیادی حکم پر قائم ہو جائیں۔ پس آج جو آپ یہ خاص نمبر نکال رہے ہیں تو اس کے ذریعہ میرا آپ کو یہی پیغام ہے کہ خالی خولی دعووں کا تو کوئی فائدہ نہیں نہ یہ دعوے آپ کی عاقبت کو سنوار سکیں گے۔ اس لئے اللہ

کے ہاں مقبول بندوں میں شمار ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ حضرت صاحب کی یادوں کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان سے اپنے عہدوں کو ایفاء کرنا چاہتے ہیں اور ان کی رُوح کو اُس جہاں میں بھی خوش کرنا چاہتے ہیں تو نمازوں کے پابند ہو جائیں۔ ہر احمدی خادم اور طفل اس طرح پانچ وقت کا نمازی بن جائے کہ آپ کے ماحول کی ہر احمدی (بیت الذکر) نمازیوں سے رونق پکڑنے لگے۔ نماز آپ کی روح کی غذا بن جائے۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اس طرح آپ کی حالت نماز کے بغیر ہو۔ یاد رکھیں کہ نماز کے بغیر آپ کی زندگی بے لطف اور بے حقیقت رہے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خلافت کی عظمت اور اس کے قائم رکھنے کی خاطر بھی انتھک محنت کی اور دعائیں کیں یہاں تک کہ ہر احمدی کے دل میں آپ نے خلافت کی محبت اور اس کا احترام اور اس کی اطاعت پیدا کر دی ہے۔ یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔ آپ سب کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اور آپ کو محبت بھرا اسلام کہتے ہوئے اب میں اپنے اس مختصر سے پیغام کو ختم کرتا ہوں۔ آپ بھی دعاؤں پر بکثرت زور دیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ہر آن آپ کا نگہبان ہو۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

[دستخط]

خلیفۃ المسیح الخامس

"قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ"

(مکرم سید محمود احمد صاحب۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقدس شخصیت پر اس نمبر کے نکالنے کا مقصد تمام احمدیوں کو بالعموم اور خدام الاحمدیہ کو بالخصوص ان راہوں سے آشنا کرنا ہے کہ جن پر چل کر ہمارا پیارا محبوب سلوک کی تمام منزلیں طے کر کے اعلیٰ علّیین میں جاگزیں ہوا تا کہ ہم سب انہی راہوں پر چل کر اپنے حقیقی مقصد یعنی لقاء الٰہی سے مشرف ہوسکیں اور خدا "ہونا چاہیے" سے خدا "ہے" کے مقام پر پہنچ سکیں۔ حضور انور کی مقدس حیات کے مختلف خوبصورت پہلو ہیں گویا خوبصورت پھولوں کا ایک مہکتا ہوا گلدستہ ہے جس کے ہر ایک پھول کی اپنی خوشبو، رنگینی اور دلکشی ہے۔ سیرت کے انہی پھولوں میں سے ایک پھول نماز باجماعت کی پابندی ہے اور یہ پہلو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقدس حیات کا سب سے نمایاں اور روشن عنوان نظر آتا ہے۔

نماز باجماعت کی پابندی اس قدر تھی کہ خاکسار نے زندگی بھر کوئی ایسی شخصیت نہیں دیکھی جو حضور انور کی طرح نماز باجماعت کی پابند ہو۔ نہ صرف خود پابند ہو بلکہ دوسروں کو پابندی کی تلقین کرنے والی، ترغیب دلانے والی اور نماز کی پابندی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے والی ہو۔ بہت سی حسین یادیں، بہت سے خوبصورت لمحات اور کئی یادگار واقعات ہیں گویا یادوں کا ایک ہجوم ہے لیکن خاکسار اس وقت صرف تین واقعات پیش کرتا ہے اور اپنے خدام بھائیوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ حضور انور رحمہ اللہ کی شخصیت کے اس عظیم پہلو کی پیروی اور اتباع کے لئے دل و جان سے کوشش کریں گے اور نماز باجماعت کے اہم پہلو کو کبھی نظر انداز نہیں ہونے دیں گے۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے کہ حضور نماز باجماعت کی بے انتہا پابندی کرنے والے تھے۔ اس کا ثبوت ایک واقعہ نہیں بلکہ بہت سے واقعات ہیں۔ خاکسار نے بارہا دیکھا کہ حضور جب بھی ربوہ سے باہر کے کئی روزہ دورہ سے واپس آتے تو پہلا سوال ہی یہ ہوتا کہ آجکل بیت مبارک میں نمازوں کے اوقات کیا ہیں اور یہ احتیاط اور تحقیق اس لئے ہوتی کہ اگر نمازوں کے اوقات بدل گئے ہوں تو اس کے مطابق بیت الذکر میں حاضر ہوسکیں اور نماز باجماعت سے رہ نہ جائیں۔

پھر جیسا کہ خاکسار عرض کر چکا ہے کہ دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کرنا اور نمازی بنانے کی کوشش کرنا بھی آپ کی

سیرت کا ایک خاص پہلو تھا اور اس کا انداز نرالا اور خوبصورت تھا۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو خود تو اچھے نمازی ہوتے ہیں، باجماعت نماز کے بھی پابند ہوتے ہیں لیکن اپنے تعلق داروں کے بارہ میں اتنے حساس اور نگران نہیں ہوتے جتنا کہ حضور رحمہ اللہ تھے۔ بے انتہاء توجہ تھی کہ آپ کے اردگرد کوئی ایسا فرد نہ ہو جو نماز کے حوالہ سے کسی بھی کمزوری کا شکار ہو۔ خاکسار کے بچپن کی بات ہے اس وقت میری عمر اندازاً دس برس ہوگی۔ ٹی وی پر کوئی میچ چل رہا تھا۔ نماز ظہر میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ حضور نماز کے لئے تیار ہو کر جانے لگے۔ مجھے دیکھا، تو فرمانے لگے جانتے ہو شرک کیا ہے؟ شرک صرف بت پرستی نہیں بلکہ بڑا شرک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس سے محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہو لیکن جب اس کی طرف آنے کے لئے پکارا جائے تو سنی ان سنی کردے اور دنیاوی کاموں میں منہمک رہے۔ فرمایا! یہ بہت بڑا شرک ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ کس قدر خدا تعالیٰ کی محبت اور غیرت ہے اور کس قدر شرک کی باریک راہوں سے بچنے کی تلقین ہے اور کتنا خوبصورت اور دلنشین انداز ہے سمجھانے کا۔

تیسری بات جو خاکسار نے ابتدائے مضمون میں عرض کی تھی کہ حضور نماز کی راہوں پر چلنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ جانتے تھے کہ اس راہ کے مسافروں کی ہمت بندھانا ان کے لئے کتنا بڑا زادِ راہ ہے اور کس طرح منزل کے حصول کو آسان کر دیتا ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں بھی خاکسار نے بارہا دیکھا کہ بچے نماز کے لئے صل علیٰ کا ورد بلند کر رہے ہیں اور حضور پیچھے سے جاگنگ کرتے ہوئے آتے اور ان بچوں کو جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادت کے لئے دعوت دے رہے ہوتے تھپکیاں دیتے ہوئے آگے بڑھ جاتے۔ یقیناً یہ تھپکیاں ان کے لئے مہمیز کا کام دیتی تھیں اور یہ پیغام دیتی تھیں کہ اس راہ سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

یہ واقعات میرے بچپن کی خوبصورت یادوں کا حصہ ہیں اور آج ان یادوں میں مَیں نے اپنے تمام احمدی بھائیوں کو اس لئے حصہ دار بنایا ہے کہ ہم اپنے جانے والے محبوب امام رحمہ اللہ کے نقش قدم کو اپنا راہ عمل بنائیں۔ باجماعت نماز کی ادائیگی اور پابندی کے لئے تو ایک مستقل اور مسلسل کوشش کی ضرورت ہے کہ اسی کی طرف ہمارا جانے والا پیارا بلاتا رہا اور آخری دم تک خود بھی اس پر کاربند رہا اور اسی کی طرف ہمارا آنے والا محبوب بلا رہا ہے۔

اداریہ

عظمت کا مینار

(مدیر کے قلم سے)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بابرکت دورِ خلافت میں ہم نے جماعتی ترقیات کے ایسے ایسے نظارے دیکھے، اس قدر خدا کی محبت مشاہدہ کی، اُس کے فضلوں کی بارشوں سے وافر حصہ پایا اور فتح وظفر کے اس قدر نشان دیکھے کہ حقیقتاً آج ہم اس دنیا کے خوش قسمت ترین لوگ ہیں اور کیوں نہ ہوں! ہم نے دور ہی ایسا پایا جس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا تھا کہ ”یہ غیر معمولی دن ہیں جن میں ہم داخل ہوئے ہیں۔۱۸۸۲ء میں پہلا ماموریت کا الہام ہوا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو،۸۲ء میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے قائم فرمایا۔ پس اس خلافت کے بعد سے وہ ساری تاریخ ۸۲ء سے لے کر آج تک دہرائی جارہی ہے اور جائے گی۔ وہ ساری برکتیں جو مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کرنی شروع کی تھیں۔ یہ اس دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ سب اس میں شریک ہیں.....“ چنانچہ ان برکتوں سے ہم نے وافر حصہ پایا۔ اس امام کی رہنمائی میں ہم نے ــــ خلافت کے بلوغت کے مقام تک پہنچنے کی نوید سنی اور اس کا مشاہدہ بھی کیا ــــ اس وجود نے MTA کے نظام کا اجراء فرما کر تمام دنیا کے احمدیوں کو اس طرح باہم ایک کردیا گویا ایک ہی جگہ سارا خاندان اکٹھا ہنسی خوشی رہتا ہے ــــ اس وجود نے جہاں ساری زندگی بیمار ارواح کا علاج کیا وہاں علاج بالمثل کے ذریعہ جسمانی بیماروں کی شفا کا انتظام بھی کیا ــــ اس وجود کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے غیر بھی بے اختیار کہہ اٹھے۔

"The death of Mirza Tahir Ahmad is **a loss to all humankind**"

(A letter by Lord Avebury 20th April 2003)

ــــ اس وجود کی تقریر میں ایک عجیب مٹھاس اور خاص قسم کا گداز تھا۔ لب ولہجہ اور زیر و بم پر پوری طرح دسترس

تھی۔ قادر الکلامی کے اس جوہر کے ذریعہ اس نابغۂ روزگار نے ہمیں دین حق اور قرآن کریم کی تعلیم کی گہری حکمتوں سے آگاہ کیا اور عمل کے طریق بتائے ــــ دعوت الی اللہ کی تحریک کا اجراء فرما کر کروڑوں وجودوں کو زندہ رہنے کا مقصد دیا ــــ وقف نو کی بابرکت تحریک کے اجراء سے نئی نسلوں کو محفوظ مستقبل دیا ــــ اس بابرکت وجود کی قیادت میں خدا کے جن فضلوں کے ہم گواہ بنے اُن سب کو سپرد قرطاس کرنا تو ناممکن ہے مگر خدا کے شکر گذار بندے بنتے ہوئے ہمارا یہ فرض ہے کہ شکریہ کے طور پر اس ''عظمت کے مینار'' کی روشنی کی کچھ باتیں ہم بھی رسالہ ''خالد'' میں محفوظ کر کے قارئین ''خالد'' تک پہنچائیں۔ کیونکہ ہم جس قدر عبد شکور بنیں گے اسی قدر برکتوں کے وارث بنیں گے۔ اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ خدا کے اس بابرکت وجود اور عالی کردار انسان کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ اُس کی نصائح پر عمل کریں اور خدا کے حضور شکر کے گیت گاتے ہوئے، اُس کی حمد وثناء کرتے ہوئے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔

چنانچہ ادارہ خالد اس ''عظمت کے مینار'' کی سیرت وسوانح پر مشتمل ایک تاریخی نمبر نکالنے کی توفیق پا رہا ہے۔ اس 'نمبر' کی تیاری کے سلسلہ میں مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی بھرپور نگرانی اور شفقت نے ہمیں اس قابل بنایا کہ یہ رسالہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا سکے۔ مکرم اسفند یار منیب صاحب مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ پاکستان کے مفید مشورے ہمارے لئے بہت کارآمد ثابت ہوئے۔ اسی طرح مکرم شمشاد احمد قمر صاحب سابق مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ نے اس 'نمبر' کی تیاری کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔ علاوہ ازیں مکرم میر انجم پرویز صاحب، مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب، مکرم شفیق احمد جچہ صاحب، مکرم طارق محمود بلوچ صاحب، مکرم عبدالحق بدر صاحب، مکرم ساجد محمود بٹر صاحب، مکرم طاہر احمد مختار صاحب، مکرم شاہد احمد تبسم صاحب، مکرم شاہد احمد پرویز صاحب، مکرم محمد فاتح ناصر صاحب، مکرم شیخ نصیر احمد صاحب، مکرم احمد طاہر مرزا صاحب، مکرم محمد عباس احمد صاحب، مکرم لئیق احمد ناصر صاحب، مکرم فراست احمد صاحب، مکرم راجہ عطاء المنان صاحب، مکرم وقار احمد صاحب، مکرم نداء الحق صاحب، مکرم فاروق احمد صاحب، مکرم حامد احمد ضیاء صاحب، مکرم عطاء الحمید صاحب اور مکرم مرزا محمد عامر صاحب نے سارے رسالے کی تیاری کے دوران مسلسل اور ان تھک محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاکسار ان کا تہ دل سے ممنون ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

☆☆☆

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ

(اسفندیار منیب۔ مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ہمارے محبوب امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حضور انور کی سیرت وسوانح پر ایک ضخیم یادگاری نمبر نکالے تا کہ احمدی احباب اپنے مقتداو پیشوا، رہبرو راہنما کی مقدس سیرت کا مطالعہ کر کے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان راہوں پر چل کر اپنے مولائے حقیقی کی محبت کو پانے کی کوشش کریں۔ جن پر چل کر ان کا محبوب اپنے آقا کے حضور نفس مطمئنہ لے کر حاضر ہوا۔ نیز ان کارہائے نمایاں کو بھی بیان کرنے کی کوشش کی جائے جو حضور رحمہ اللہ کے دور میں منصۂ شہود پر ظاہر ہو کر لیظھرہ علی الدین کلّٰہ کے گواہ بنے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقدس شخصیت اتنی عظیم الشان، ہمہ گیر، متنوع اور جامع اوصاف کی حامل ہے کہ آپ کے متعلق کسی نمبر کا نکالنا ایک امر محال نظر آیا اور یہ امر محال ہے بھی۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر اس کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی گئی اور مکرم صدر صاحب مجلس سے منظوری کے بعد کام کا آغاز کیا گیا اور مسلسل محنت اور لگن سے یہ نمبر تیار کیا جاتا رہا۔ یہ نمبر جو آپ احباب کے ہاتھوں میں ہے بہت سے احباب کی شب و روز کی محنت، کوشش اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

اس نمبر کا کوئی بھی کام جس کسی کے ذمہ لگایا گیا اس نے انتہائی محبت اور وفا کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کی۔ چاہے وہ مضامین کی تیاری ہو یا کمپوزنگ کے مراحل، تصاویر کی تلاش ہو یا پرنٹنگ کے مسائل۔ اشتہارات کی ضرورت ہو یا اعانت کا سوال۔ ہر کسی نے دست تعاون بڑھایا اور دامن دل کشادہ رکھا ایسے تمام احباب کے لئے ہمارا دل انتہائی شکر کے جذبات سے لبریز ہے اور ہم اپنے مولا کے حضور ان لئے دست بدعا ہیں۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

اس نمبر کی تیاری کے مختلف مراحل میں جن دوستوں نے غیر معمولی تعاون فرمایا ان کے نام بغرض دعا تحریر ہیں۔ سب سے پہلے خاکسار مکرم ومحترم سید محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا تہہ دل سے شکر گذار ہے جن کی راہنمائی ہمیں ہر قدم پر میسر رہی اور ہر مشکل مرحلہ پر ان کی ہدایات رہنمائی مہیا کرتی رہیں۔

پھر مکرم شمشاد احمد قمر صاحب سابق مہتمم اشاعت اور مکرم اکبر احمد صاحب مہتمم مال ہیں جنہوں نے اس نمبر کی تیاری میں مالی اعانت کے لئے بہت محنت کی۔

اشاعت کمیٹیز جن کے ممبران نے مسودہ کی پروف ریڈنگ کی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اس میں سال 03-2002ء اور 04-2003ء کے ممبران کمیٹی مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب، مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، مکرم نصیب احمد صاحب، مکرم اکبر احمد صاحب، مکرم سلیم الدین صاحب، مکرم اسد اللہ غالب صاحب، مکرم فرید احمد ناصر اور مکرم فرید احمد نوید صاحب۔ یہ تمام احباب خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

پھر قائدین و ناظمین اشاعت میں سے لاہور سے مکرم منور علی چوہدری صاحب (سابق قائد ضلع) مکرم نسیم الغنی صاحب قائد ضلع، مکرم محمود احمد خان صاحب ناظم اشاعت ضلع۔ سیالکوٹ سے مکرم اعجاز احمد صاحب قائد ضلع و مکرم قاسم احمد ساہی صاحب نائب قائد ضلع، فیصل آباد سے مکرم ڈاکٹر عامر رشید صاحب قائد ضلع و مکرم طارق احمد ساہی صاحب نائب قائد ضلع۔ مکرم احمد لطیف فیضی صاحب قائد ضلع راولپنڈی، مکرم عبدالرؤف ریحان صاحب قائد ضلع اسلام آباد، مکرم کبیر احمد چغتائی صاحب قائد علاقہ راولپنڈی، کراچی سے مکرم مرزا اویس عمر نصر اللہ صاحب سابق قائد ضلع و مکرم محمود محمد شرما صاحب قائد ضلع و مکرم عبدالمصور سیف صاحب ناظم اشاعت ضلع بہت ہی شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔

اس نمبر کی تیاری میں ایک بہت بڑی مشکل یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مبارک دور خلافت کا اکثر حصہ پاکستان سے باہر گذرا تھا۔ اس لئے پاکستان میں متعلقہ مواد کی فراہمی ایک مشکل امر تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حل فرما دیا اور پاکستان سے باہر بہت سے دوستوں سے تعاون حاصل ہو گیا، جنہوں نے نہایت قیمتی معلومات سے نوازا۔ ان میں بطور خاص مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، مکرم نصیر احمد قمر صاحب، مکرم ہادی علی چوہدری صاحب (حال کینیڈا) مکرم عبدالمومن طاہر صاحب، مکرم سید نصیر احمد صاحب، مکرم رفیق حیات صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خادم مکرم بشیر احمد صاحب۔

جرمنی سے مکرم حیدر علی ظفر صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب، مکرم میر عبداللطیف صاحب، مکرم شہر یار منیب صاحب، مکرم ڈاکٹر معین الدین اور بطور خاص مکرم شاہد عباسی صاحب جنہوں نے انتہائی قیمتی تصاویر مرحمت فرمائیں۔

اسی طرح سویڈن سے مکرم آغا یحییٰ خان صاحب اور مکرم مبشر سعید صاحب۔

پھر پرنٹنگ کے مراحل میں مکرم سلطان احمد ڈوگر صاحب اور ضیاء الاسلام پریس کا تمام عملہ اسی طرح بلیک ایرو پرنٹنگ پریس لاہور کے مکرم طارق محمود پانی پتی صاحب، مکرم خالد محمود پانی پتی صاحب، مکرم مویدایاز صاحب اور باقی تمام عملہ۔ مکرم مبشر احمد آصف صاحب (جلد ساز) اور ان کے ساتھی۔ خلافت لائبریری کے مکرم محمد صادق ناصر صاحب اور تمام عملہ۔ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے کارکنان مکرم عزیز احمد صاحب، مکرم قمر احمد محمود صاحب، مکرم لطیف احمد طاہر صاحب، مکرم نصیر احمد ہاشمی صاحب، مکرم انور تبسم صاحب، مکرم عبدالقیوم صاحب اور مکرم اقبال احمد زبیر صاحب جنہوں نے بڑی محنت اور محبت سے اس رسالہ کو کمپوز کیا۔

پھر آخر پر مکرم برادرم منصور احمد نور الدین صاحب مدیر خالد اور مجلس ادارت کا جنہوں نے نہایت محنت، عرق ریزی اور اخلاص سے اس نمبر کو تیار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی خدمت کو قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

خاکسار نے کوشش کی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ایسے تمام دوستوں کا دلی شکریہ ادا کر دے جو کسی بھی رنگ میں اور کسی بھی سطح پر تعاون کرنے والے تھے۔ لیکن اگر کسی کا نام سہواً رہ گیا ہو تو امید ہے دوست معاف فرمائیں گے۔ اصل اجر تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہے۔ جہاں نہ کوئی سہو ہے نہ کسی غلطی کا امکان ہے۔

★★★★★

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رؤیا میں ایک شخص کو دیکھا کہ انتہائی درد میں ڈوبی ہوئی لَے کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نعت اس انداز سے پڑھ رہا ہے گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے آپؐ کے حضور حالِ دل پیش کیا جا رہا ہو۔ آپ کا وہ کلام تو اُٹھنے پر لفظاً لفظاً میرے ذہن میں نہیں تھا مگر اس کے ٹیپ کا مصرع

اے میرے والے مصطفیٰؐ

خوب ذہن پر نقش ہو گیا کیونکہ وہ اسے بار بار ایک خاص کیفیت میں ڈوب کر دُہراتا تھا۔

پس اسی روز گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں اس اثر کو اپنے لفظوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جو اس نعت کو سنتے ہوئے دل پر نقش ہو گیا اگرچہ معین الفاظ کی صورت میں نہیں ڈھلا اور کوشش یہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتوں میں سے ہی کچھ مضمون اخذ کر کے پیش کیا جائے اور جہاں ممکن ہو آپ ہی کے اشعار زینت کے طور پر جڑ دیئے جائیں۔

اے شاہِ مکی و مدنی سید الوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا

تیرا غلامِ در ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تُو میرا بھی حبیب ہے ، محبوبِ کبریا

تیرے جِلَو میں ہی مرا اُٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوا

تو میرے دل کا نور ہے اَے جانِ آرزو!
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیّرِ ہدیٰ

ہیں جان و جسم سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے ، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اُتر گیا
مَیں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا

اے میرے والے مصطفیٰ! اے سید الوریٰ!
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا

رب جلیل کی ترا دِل جلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مستقرّ

قبلہ بھی تُو ہے قبلہ نما بھی ترا وجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

نور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے ادب
مَیں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دِگر

تیرے وجود کی ہوں مَیں وہ شاخِ باثمر
جس پر ہر آن رکھتا ہے ربُّ الوریٰ نظر

ہر لحظہ میرے درپئے آزار ہیں وہ لوگ
جو تجھ سے میرے قرب کی رکھتے نہیں خبر

مجھ سے عِناد و بُغض و عداوت ہے اُن کا دیں
اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اس قدر

اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال
اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر

از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

تُو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات
تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اک نگہ کے ساتھ
اب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا مَیں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مِرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دم بدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم

اے کاش مجھ میں قُوّتِ پرواز ہو تو مَیں
اُڑتا ہوا بڑھوں تری جانب سوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے کوئی میری عطا نہیں
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم

یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است
جان و دِلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود مبارک میں پوری ہونے والی

بشاراتِ الٰہیہ

(مرتبہ: شفیق احمد ججہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۳۷۷)
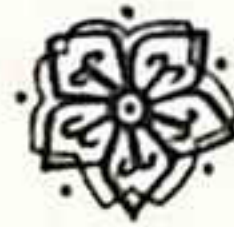
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے حضرت ام طاہر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:-

''مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ طاہر ایک دن خلیفہ بنے گا''۔ (ایک مرد خدا صفحہ ۲۰۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

''ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعاء میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی! میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہوا۔ پھر جوش میں آ کر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسماعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا انجام ہے کہ ان کے فوت ہونے پر خدا تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائمقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں

کو خوش ہو جانا چاہیے"۔ (عرفانِ الٰہی۔ انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۲۸۸)

قرآن مجید کی آیت ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یہ جو ہے آیت فرعون کا یہ کہنا کہ موسیٰ کو قتل کردوں۔ ایسا ہی زمانہ جماعت احمدیہ پر آنے والا تھا جس کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ آچکا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام میں بڑی وضاحت سے یہ بات مذکور ہے۔ ایک تحریر ہے لمبی جس میں پہلے فرماتے ہیں۔ 'یَا عَلِیُّ دَعْھُمْ وَاَنْصَارَ ھُمْ وَزِرَاعَتَھُمْ ' کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علی کہہ کر مخاطب فرمایا اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے، ان سے اعراض کر۔ وَاَنْصَارَھُمْ اور ان کے مددگاروں سے بھی وَزِرَاعَتَھُمْ اور جو وہ کھیتی اُگا رہے ہیں۔ یہ تحریر ہے اس کے بعد فرماتے ہیں، "پھر بعد اس کے میری طبیعت الہام کی طرف منحدر ہوئی اور الہام کے رُو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے

ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی

یعنی مجھ کو چھوڑ تا میں موسیٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کردوں اور یہ خواب رات کے تین بجے قریباً بیس منٹ کم میں دیکھی تھی اور صبح بدھ کا دن تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک"

اب دیکھیں پہلے اس سے بیان فرمایا علی والا مضمون اور چھوڑ دے ان کو اللہ تعالیٰ آپ ہی سنبھال لے گا۔ اس کے بعد الہام کی طرف طبیعت منتقل ہوئی اور یہ الہام ہوا ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی ۔ لیکن علی کے تعلق سے یہ بات واضح کرتی ہے کہ چوتھے خلیفہ کے وقت میں یہ واقعہ ضرور ہونے والا ہے اور بھی بہت سے شواہد ہیں جو بتا رہے ہیں کہ اسی زمانہ میں ہوگا اور چونکہ ہو چکا ہے اس لئے اس استنباط کو فرضی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ واقعات کی بعینہ یہی شہادت ہے۔

(ترجمۃ القرآن کلاس ۲۴۳ ریکارڈ شدہ ۲۸ ر اپریل ۱۹۹۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پورا رؤیا درج ذیل ہے:-

"مکرر یہ کہ ۱۸ر اکتوبر ۱۸۹۲ء کے بعد ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک اور رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں حضرت علی کرّم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں اور خواب کے عجائبات میں

سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے۔ سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ مَیں علی مرتضٰی ہوں اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اُس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں۔

یَا عَلِیُّ دَعْھُمْ وَاَنْصَارَھُمْ وَزِرَاعَتَھُمْ

یعنی اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے اور کھیتی سے مراد مولویوں کے پیروؤں کی وہ جماعت جو ان کی تعلیموں سے اثر پذیر ہے جس کی وہ ایک مدت سے آبپاشی کرتے چلے آئے ہیں۔ پھر بعد میں اس کے میری طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام کے رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے

ذَرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُوْسٰی

یعنی مجھ کو چھوڑتا میں موسیٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کر دوں اور یہ خواب رات کے تین بجے قریباً بیس منٹ کم میں دیکھی تھی اور صبح بدھ کا دن تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱۹۔۲۱۸ حاشیہ)

❁
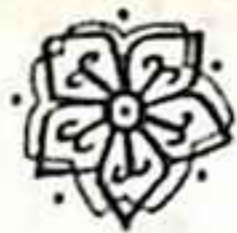
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:-

کچھ عرصہ پہلے میں نے خطبہ میں حضرت مصلح موعود کے ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا کہ وہ کسی خوف کی وجہ سے جگہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں جانے پر مجبور ہوئے ہیں...... اس میں ایک پیشگوئی مضمر تھی۔ آپ نے یہ لکھا ہے کہ جب مَیں نے خطرہ محسوس کیا تو مَیں بالا خانے پر اس غرض سے گیا کہ اپنی اہلیہ ام طاہر کو بھی جگا دوں اور اُن کو بھی ساتھ لے چلوں۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ اُن کے ساتھ ان کا ایک بچہ لیٹا ہوا ہے۔ اب وہ بچہ جو حضرت مصلح موعود کے ذہن میں موجود نہیں تھا، اچانک اس طرح دکھایا جانا خود اپنی ذات میں ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے اور پھر اس سے

دلچسپ بات یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے بچے کو اٹھایا تو وہ لڑکا بن گیا تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ موجود بچوں کی طرف اشارہ کرنا مرادنہیں تھا بلکہ کسی ایسے بچے کی طرف اشارہ کرنا مراد تھی جو خدا کی تقدیر میں دین کے کام آنے والا تھا اور اس کا لڑکا بن جانا بتاتا ہے کہ بعد میں اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہونی تھی......

دوسری بہت دلچسپ بات جو دوبارہ پڑھنے سے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ جو خطرہ تھا وہ فوجیوں کی طرف سے تھا اور اُن فوجیوں کی تعیین نہیں ہے کہ کون ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ مَیں اچانک گھر سے باہر دیکھتا ہوں تو کچھ فوجی افسر گویا بدنیتی کے ساتھ وہاں کھڑے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو مَیں زمین پر اُتر کر جانے کے بجائے جس طرح پہاڑوں پر گھر بنے ہوتے ہیں کہ اوپر کی منزل کا بھی بالا بالا تعلق ہوتا ہے۔ مَیں بالائی رستے سے نکل گیا ہوں اور یہ میری ہجرت کے عین مطابق ہے یعنی بالائی رستے سے یہاں فضائی رستے کے ذریعے رخصت ہونا اور خاموشی سے رخصت ہونا مراد ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵جون ۱۹۹۰ء)
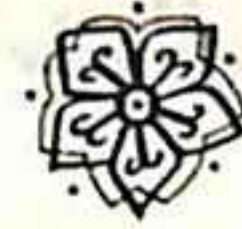
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷جنوری ۲۰۰۳ء میں فرمایا:-

”۱۸۹۷ء کا الہام ہے (......) جو لفظ لدن کا ذکر ہے۔ اس کی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں کہتا ہے کہ یہ مقام لدن ہے جہاں تجھے پہنچایا گیا، یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی“۔ (تذکرہ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب انگلستان میں بھی ایک Ludgate ہے جہاں مذہبی بحثیں ہوتی رہتی ہیں اور انگلستان کے Ludgate کی تشریح مجھے سمجھ آئی ہے کہ یہی مراد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو Ludgate پر بحثوں کے دوران عظیم الشان فتح نصیب ہوگی۔ (الفضل یکم اپریل ۲۰۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷جنوری ۲۰۰۳ء میں فرمایا:-

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف ہے:

’ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی

پھولوں میں پھول تیرے ہی رُخ کا گلاب تھا

چپ ہو کہ لب کشا ہو بلا کا خطیب تھا
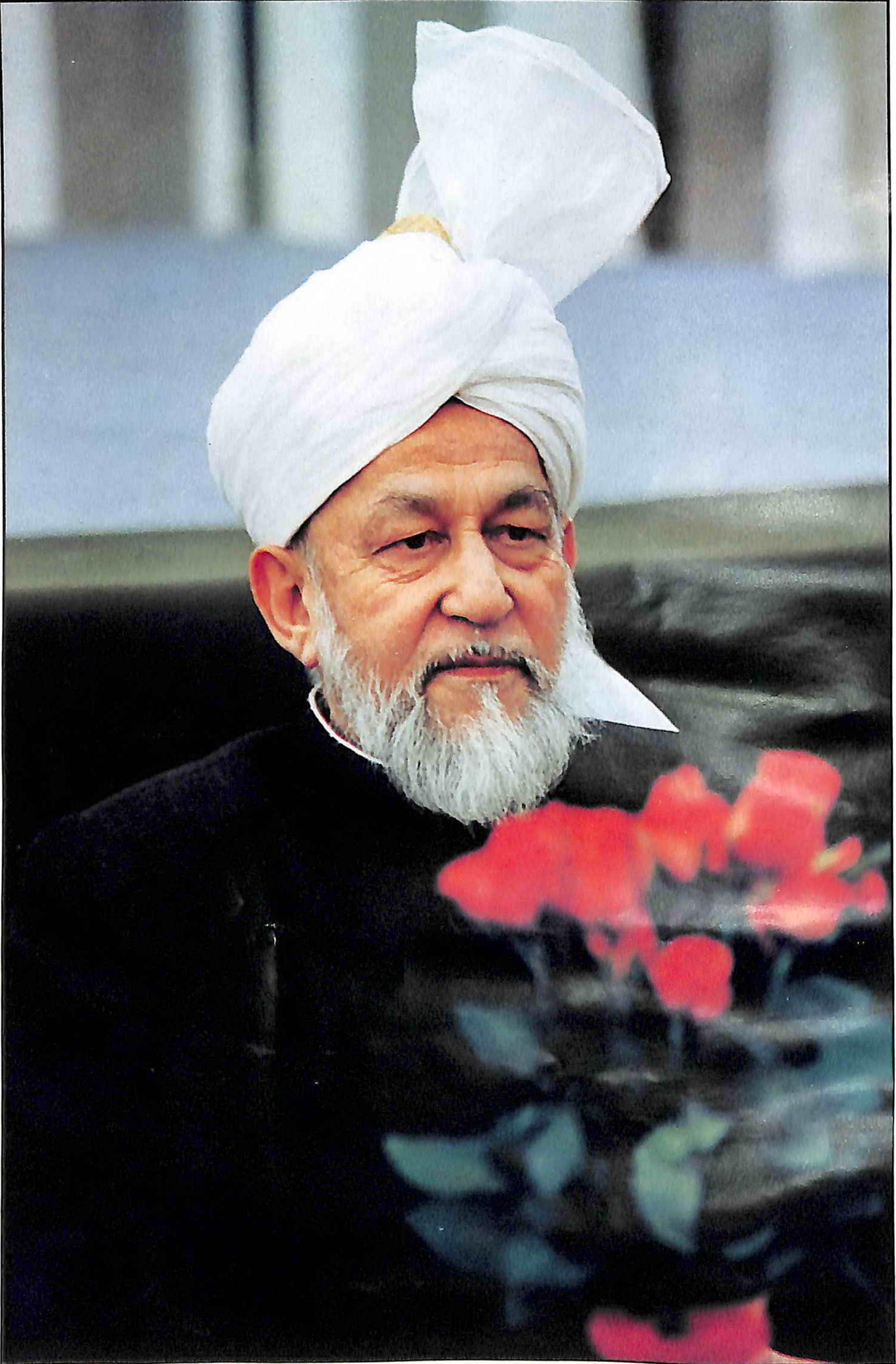
اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سندر تھا

مکان حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ
قادیان

وہ جو تھا اک حسیں نوجواں شہر میں

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی جوانی کی بعض جھلکیاں
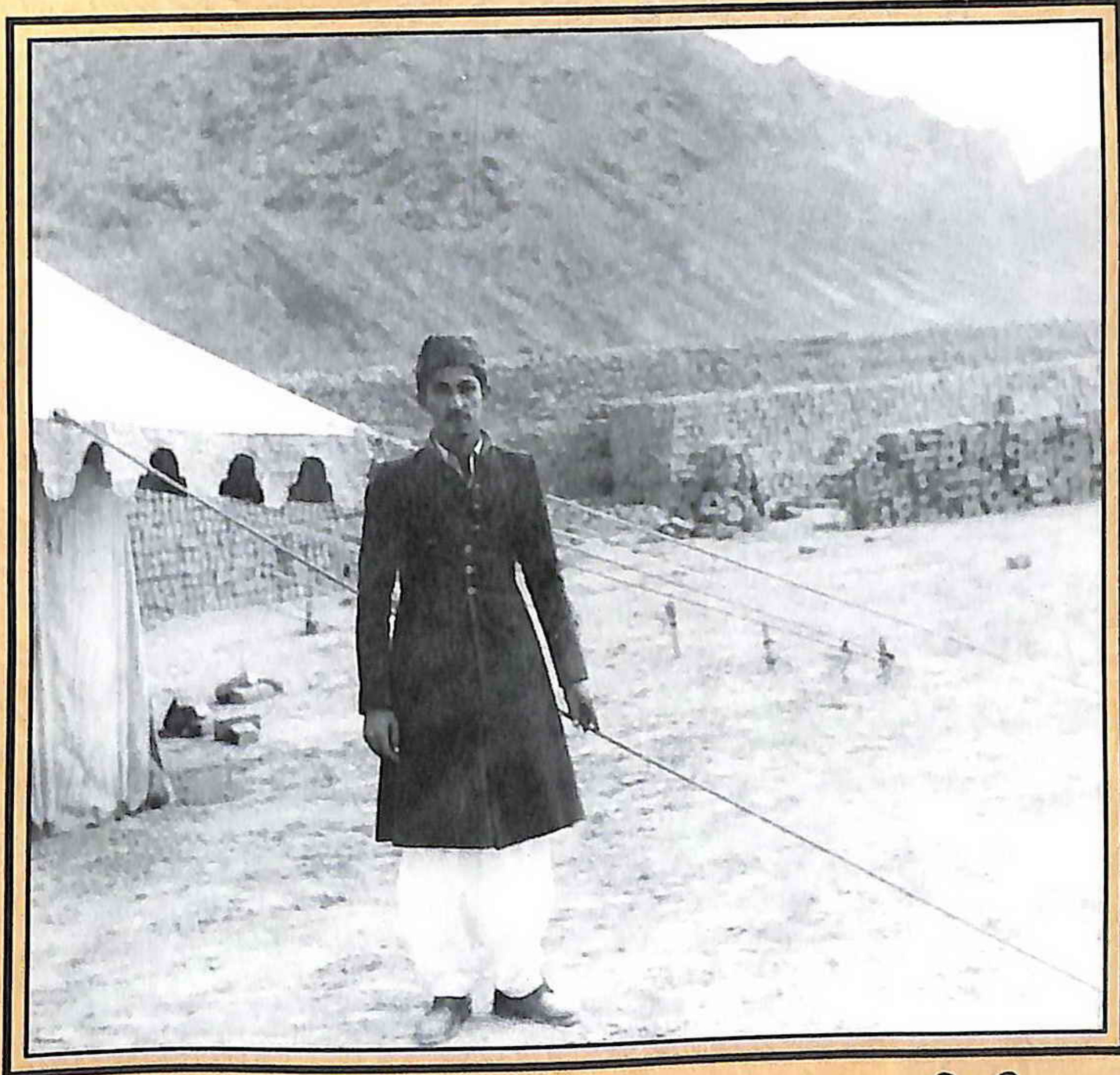
مشاورتی بورڈ 1960ء
حضورؒ اس کے پہلے صدر رہے ہیں
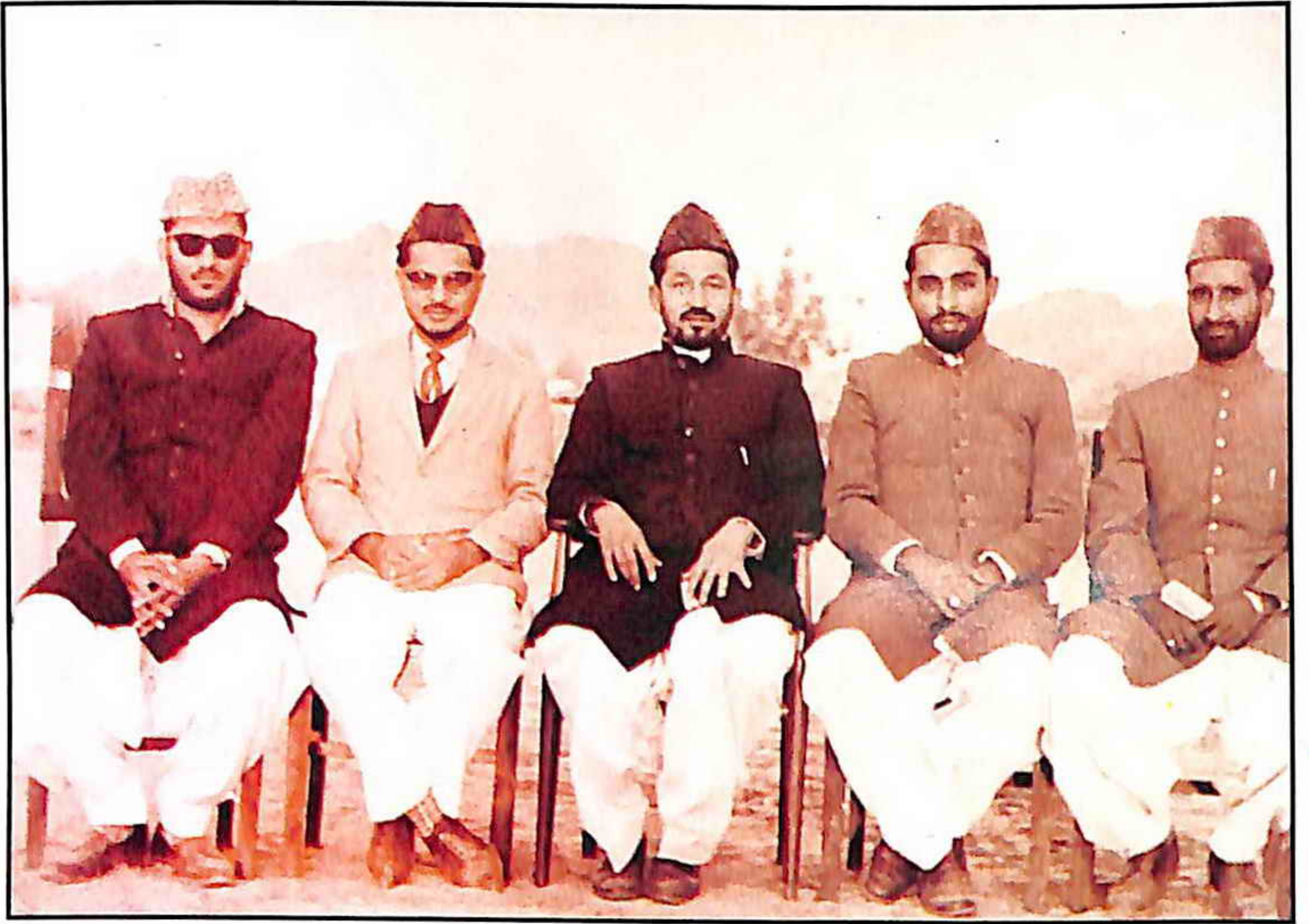
تربیتی کلاس راولپنڈی 1962ء کا افتتاح فرماتے ہوئے
حضورؒ اس وقت نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے
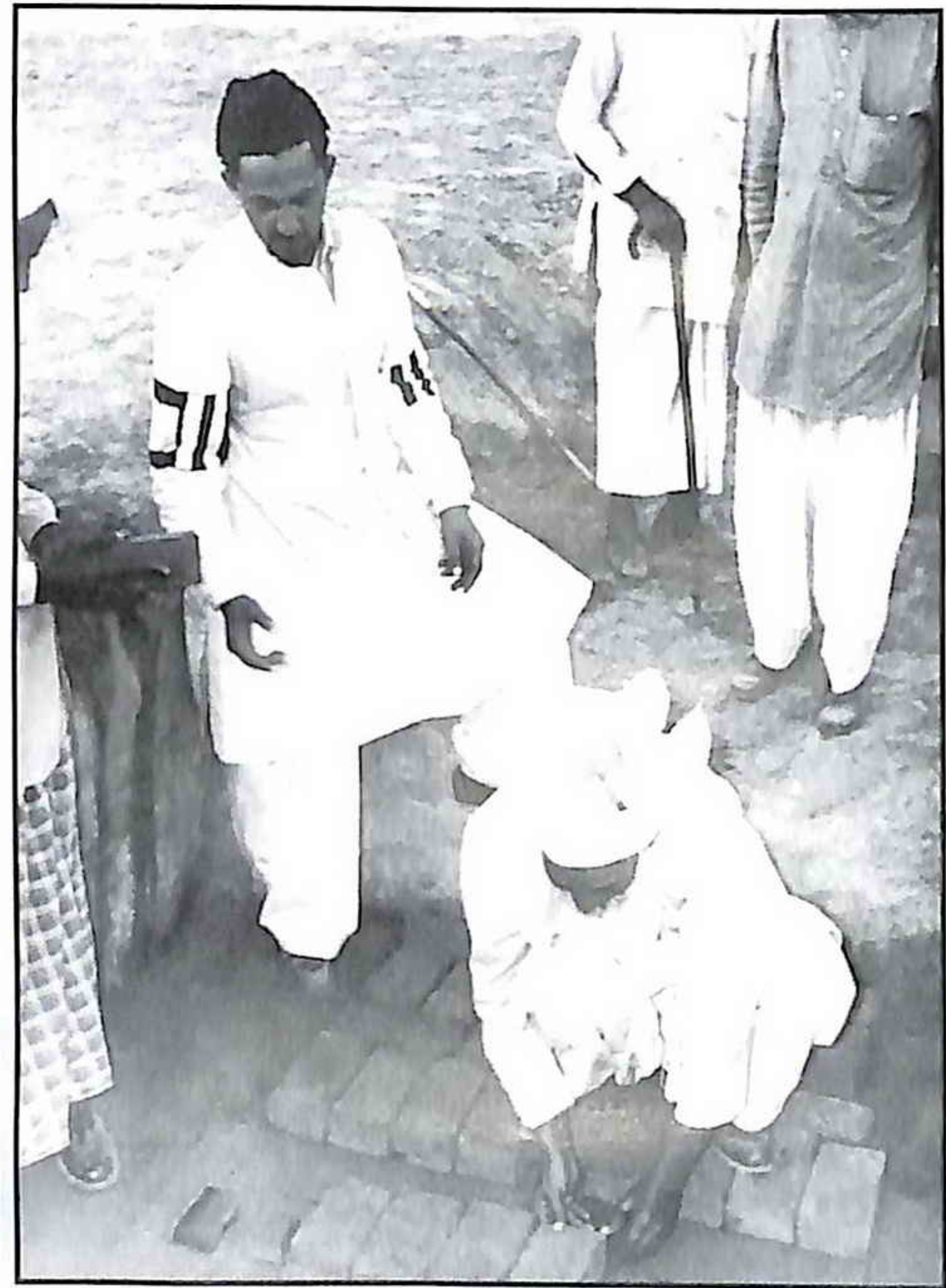
1962ء میں ایوانِ محمود کا سنگِ بنیاد
رکھنے کی تقریب حضورؒ اُس وقت
نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے
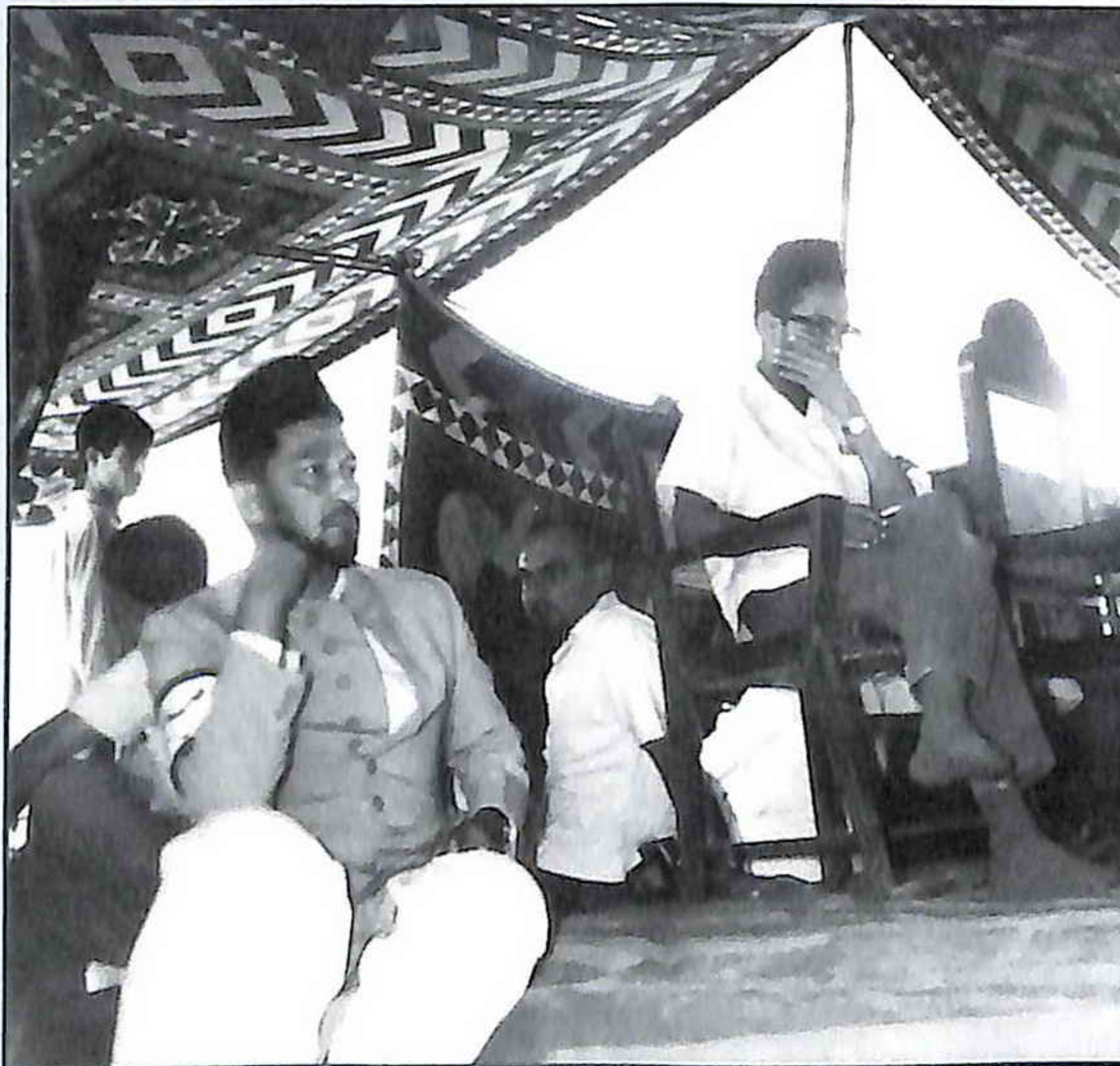
حضورؒ سٹیج کے دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔ اجتماع 1968ء
آپ اس وقت صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے

سیدنا طاہر نمبر
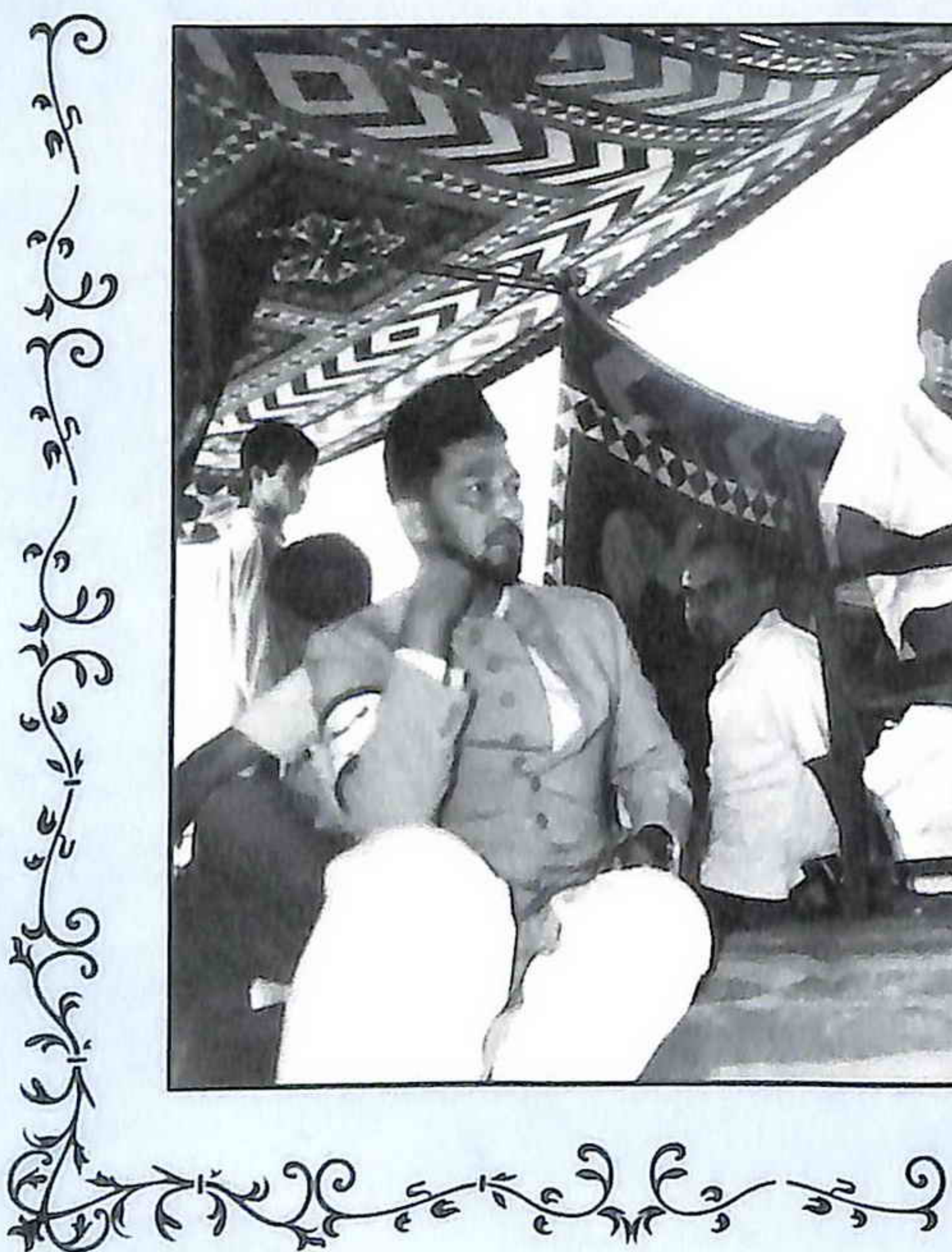
1978ء میں مرکزی تربیتی کلاس
کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے
حضورؒ اس وقت ناظم ارشاد وقف جدید تھے
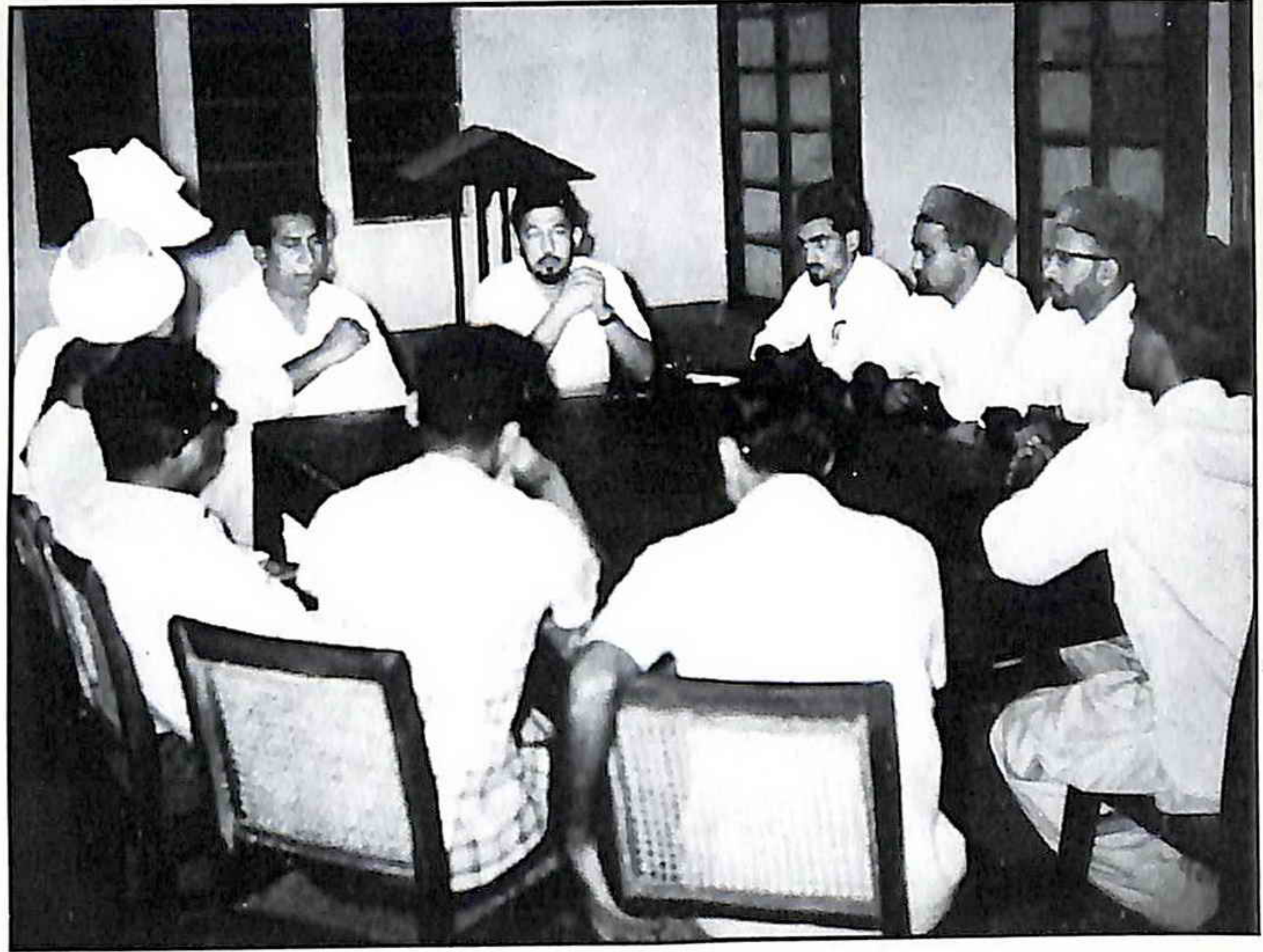
آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ 1973ء
کے موقع پر انتظامیہ سے میٹنگ

عالمگیر زبانوں کے اجلاس کے موقع پر
1975ء

جب صبح کے مطلع تاباں سے خورشید کا نور ظہور ہوا

پہلی بیعت کا ایک منظر

انتخابِ خلافت کے بعد
پہلا خطاب فرماتے ہوئے

انتخاب کے بعد
بیتِ مبارک ربوہ کے باہر
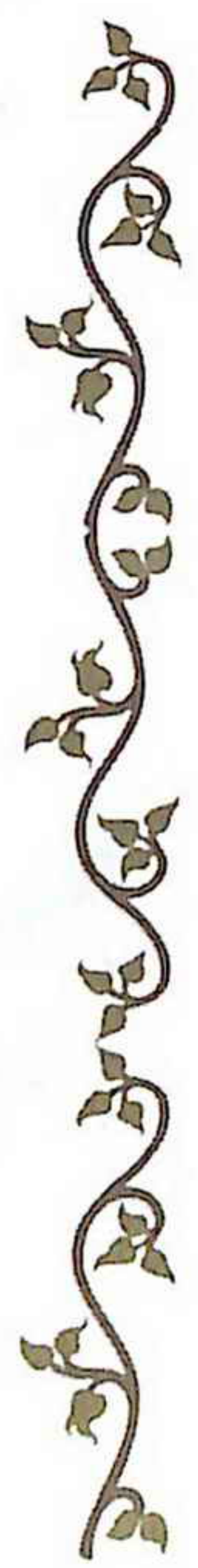
دعا دعا وہ چہرہ
حیا حیا وہ آنکھیں

اجتماع خدام الاحمدیہ 1982ء کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے

جامعہ احمدیہ کے غیر ملکی طلبہ کے ساتھ احمد نگر میں اپنی زمینوں پر

نے اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی'۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ تذکرہ صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب مجھے نیوزی لینڈ میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی یہی رسم دیکھی۔ مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی کہ کیا قصہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت پڑھ کر مجھے پتہ چلا کہ پرانے زمانے کے لوگوں میں یہ رواج تھا۔ جب میں وہاں کے سرداروں سے ملا تو انہوں نے اٹھ کر میری پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی اور میرے ناک کے ساتھ اپنی ناک رگڑی۔ یہ تعجب تو ہوا تھا اس وقت لیکن سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب اس کشف کو پڑھ کر سمجھ آئی ہے کہ یہ پرانا رواج چلا آرہا ہے"۔ (الفضل یکم اپریل ۲۰۰۳ء)

*****

آپ کی ذات میں تنوّع بہت تھا

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ بیان کرتے ہیں:-

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جو تنوع تھا اس کا ایک اپنا اور نرالا رنگ تھا۔ ان کا تنوع عجیب نوعیت کا تھا۔ معرفت الٰہی بھی ہے، عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے؛ ظرافت بھی ہے، ضیافت بھی ہے؛ بزرگان کی خدمت بھی ہے، بزرگان کے تذکرے بھی ہیں؛ کھیلوں سے دلچسپی بھی ہے، کھیلتے بھی ہیں، کھانا بھی پکاتے ہیں؛ ہومیوپیتھی بھی چل رہی ہے؛ تازہ ترین سائنٹیفک تحقیقات پر مشتمل جرائد کا مطالعہ بھی جاری ہے؛ MTA بھی چل رہا ہے، بچوں سے پیار بھی ہے، چاکلیٹ بھی تقسیم ہو رہے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آٹھ ممالک کی سیر بھی کی ہے۔ آپ موٹر کار بھی چلاتے تھے، موٹر ٹھیک بھی خود ہی کرتے تھے۔ مجھے تو نہ ڈرائیونگ آتی تھی نہ کھانا پکانا آتا تھا۔ دنیا کی چوٹی کی یونیورسٹیوں میں آپ کے لیکچر بھی چل رہے ہیں اور بچوں کی کلاس میں لطائف بھی سنا رہے ہیں۔ عجیب تنوع تھا آپ کی شخصیت میں"۔

***

حُسن وخوبی کے رنگ وخوشبو کے　　تم سے تھے جتنے استعارے تھے

حسن کا حقیقی سرچشمہ

(مرسلہ: طاہر احمد مختار)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک مجلس عرفان کے آخر پر ایک صاحب نے اپنے کچھ اشعار پیش کرنے کی درخواست کی۔ یہ اشعار انہوں نے حضور رحمہ اللہ کی تعریف میں کہے تھے۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اچھا! آپ شاعر ہیں۔ ماشاء اللہ۔ ویسے اگر میرے متعلق کہے ہیں تو میں تو بڑا Embarace محسوس کرتا ہوں۔

سائل نے کہا: اسی لئے اجازت چاہتا ہوں۔

حضورؒ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد اس دوست نے ایک طویل نظم سنائی۔ نظم کے اختتام پر حضور انور رحمہ اللہ نے فرمایا:-

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یہ سوال تو نہیں ہے مگر اس کے متعلق کچھ مَیں تھوڑی سی بات کہوں گا آپ کی خدمت میں۔ جو شعراء ہیں ان کا تخیل ماشاء اللہ بڑا بلند پرواز ہوتا ہے اور جس کے متعلق چلتا ہے اس کو بھی ساتھ لے کر اوپر اڑ جاتا ہے زیادہ۔ تو اس حقیقت سے تو مَیں آشنا ہوں۔ لیکن شعراء جو دل کے خلوص سے بات کریں اس کا مبالغہ ان کو معافی کے لائق ہوتا ہے۔ کیونکہ شاعری اور مبالغہ تو چلتے ہیں اکٹھے۔ بعض لوگ مصنوعی طور پر کرتے ہیں۔ بعض متاثر ہو کر سچے دل سے کرتے ہیں۔ تو ان کے اوپر حرف تو نہیں رکھا جاسکتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ زیادہ اونچا اڑتے ہیں اس حقیقت سے جس کے متعلق اپنے خیال کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔

لیکن ایک بات مَیں آپ کو، ضمناً مجھے خیال آیا، وہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ خاتم النبیینؐ کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ ہر حُسن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا... خدا کا حسن نبیوں کی صورت میں جو چمکا ہے ان سب کا مجمع ان سب کو اکٹھا کرنے والا ان سب کا خاتم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حسن ختم اس طرح کر لیا جس طرح "سیاہی چوس" سیاہی چوس جاتا ہے بلکہ اس طرح حسن ختم کیا ہے جس طرح سورج سب روشنی کا منبع بن جاتا ہے اور ہر چیز میں اس کی جھلک پیدا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ ہو اتنا وہ زیادہ چمکتا ہے۔ تو اصل میں کسی کی سیرت سے پیار اس رنگ میں کرنا چاہیے مسلمان کو کہ جہاں

> ***ہر حُسن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔۔۔۔ اس طرح حسن ختم کیا ہے جس طرح سورج سب روشنی کا منبع بن جاتا ہے اور ہر چیز میں اس کی جھلک پیدا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ ہو اتنا وہ زیادہ چمکتا ہے۔ تو اصل میں کسی کی سیرت سے پیار اس رنگ میں کرنا چاہیے مسلمان کو کہ جہاں جہاں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی تھوڑی جھلکیاں دیکھے اس وجہ سے پیار کرے کہ یہ میرے محبوب کی جھلکی ہے اور وہ پیار جو ہے وہ عبادت بن جائے گا۔ پھر اُس پیار میں خدا کی رضا شامل ہو جائے گی۔***

جہاں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی تھوڑی جھلکیاں دیکھے اس وجہ سے پیار کرے کہ یہ میرے محبوب کی جھلکی ہے اور وہ پیار جو ہے وہ عبادت بن جائے گا۔ پھر اُس پیار میں خدا کی رضا شامل ہو جائے گی۔ وہاں نہ ٹھہریں بلکہ پیچھے چلے جائیں، پیچھے جا کے اس کا جو سرچشمہ ہے اس پر نظر ڈالیں تو وہ سرچشمہ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نظر آئے گی اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ یہ وہ ایسی چیز ہے جس میں کوئی شاعر بھی دنیا کا مبالغہ نہیں کر سکتا۔ بالکل حقیقت ہے اور پھر اس سے پرے خدا کی ذات دکھائی دیتی ہے۔

یہ ہے خلاصہ خاتمیت کا جس پر ہمارا سارا ایمان سر سے پاؤں تک سارے وجود کا ایمان ہے اور اسی میں حقیقت ہے اور اس پر چونکہ آپ شاعر ہیں مجھے ایک غالب کا شعر یاد آگیا اس مضمون سے ملتا جلتا وہ یہ ہے کہ ؎

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

یعنی دنیا والے سمجھتے ہیں اس قبلے کی طرف رخ ہے، ہم اسے قبلہ نما سمجھ رہے ہیں یعنی خدا کی طرف رُخ کرنے والا تو اس لئے آخری بات یہی ہے کہ ہر حسن کا رُخ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا سارا رُخ اپنے خدا کی طرف ہے۔ اس حقیقت کو سمجھ کر جب آپ کسی انسان کی بھی مدح کہیں گے تو اس میں ایک پاکیزگی پیدا ہو جائے گی اور اللہ کی رضا داخل ہو جائے گی۔ (مجلس سوال و جواب 15 فروری 1987ء)

آخری دم تک رہا وہ خادمِ دینِ متیں

جو سبھی پیاروں سے پیارا تھا حسینوں کا حسیں
خامشی سے چل دیا وہ جانبِ خلدِ بریں

میرے جیسے معتبر اس کی گواہی سے ہوئے
جیسا وہ تھا ناتواں پرور، زمانے میں نہیں

عرصۂ خوشبو پچھتر سال پر پھیلا ہوا
وہ طبیعت کا غنی، مُہرِ محبت کا نگیں

پاس تھا ہر معترض کے واسطے شافی جواب
وہ مدلل، وہ مدبر، وہ مقرر دلنشیں

اس کی آنکھیں تھیں کہ یا تھیں نور کی دو مشعلیں
چاند سا چہرہ منور اور ستارا تھی جبیں

زندگی کی پائی پائی دینِ حق پر وار دی
آخری دم تک رہا وہ خادمِ دینِ متیں

خوف کا اس وقت تک قدسی کڑا پہرا رہا
صحنِ دل میں چاند جب تک دوسرا اُترا نہیں

(عبدالکریم قدسی۔ لاہور)

★★★

جو خدا کو ہوئے پیارے مرے پیارے ہیں وہی

(مکرمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ)

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں اپنی ذاتی یادوں میں سے کچھ ان کے رسالہ ماہنامہ ''خالد'' کیلئے لکھ کر بھجواؤں۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ بعض واقعات آپ کے سامنے اس طرح پیش کرسکوں جیسے میں نے خود مشاہدہ کیا اور محسوس کیا۔ میں نے خود آپ کی زبانی سنے ہیں۔ اگرچہ آپ کے بچپن کا دور تو میں نے نہیں دیکھا لیکن ان واقعات سے آپ کے بچپن کی ایک تصویر ضرور میرے ذہن میں بنتی تھی جس میں ہمیشہ مجھے ایک خاص کشش، حسن اور جاذبیت محسوس ہوتی تھی۔ اس نیت سے میں یہ واقعات آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ شاید پڑھنے والوں کو بھی میری طرح وہی کشش، جاذبیت اور حسن نظر آئے جو آپ کے اخلاق میں پایا جاتا تھا۔

مجھے یاد ہے حضور رحمہ اللہ کو اپنی خلافت کے آغاز میں ہی کسی نے خط میں لکھا کہ آپ کی والدہ بہت ہی قابل قدر خاتون تھیں جنہوں نے آپ کی ایسی تربیت فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس مرتبہ پر فائز کیا۔ خط پڑھنے کے بعد حضور فرمانے لگے میری والدہ کے پاس تو عام طور پر اتنا وقت ہی نہیں ہوتا تھا کہ ہمہ وقت میری تربیت پر توجہ دے سکیں کیونکہ وہ اپنے جلیل القدر شوہر اور جماعت کے کاموں میں ازحد مصروف رہا کرتی تھیں اور یہی کام ان کی تمام تر توجہ کا مرکز تھے۔ مگر بعض احسان انہوں نے مجھ پر چھوٹی عمر سے ہی ایسے کئے جنہوں نے آگے چل کر میری تمام زندگی میں راہنمائی کی۔ میری امی نماز کی عادت کو پختہ کرنے بہت کوشش کرتی تھیں اور اس معاملہ میں سختی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتی تھیں۔

> حضور کی ذات میں ایک خاص کشش، حسن اور جاذبیت محسوس ہوتی تھی

خاص طور پر صبح کی نماز پر جبکہ میری نیند بہت گہری تھی اور اٹھنے میں دقت ہوتی تھی تو والدہ صاحبہ نے انتظام یہ کیا ہوا تھا کہ کسی شخص کو مقرر کردیتیں کہ وہ مجھ کو روزانہ وقت پر اٹھائے اور اگر میں نہ اٹھوں تو اسے اجازت تھی کہ وہ پانی انڈیل کر بھی اٹھادے اور اگر پھر بھی بیدار نہ ہوں تو گود میں اٹھا کر بیت الذکر لے جائے۔

آپ ہمیشہ بہت پر لطف طریقہ سے یہ بتایا کرتے تھے کہ چونکہ میری نیند بہت گہری تھی جب وہ شخص مجھے اُٹھانے کیلئے آتا تو بازو یا ہاتھ ہلا کر مجھے جگانے کی کوشش کرتا۔ میں کہتا میری بازو جاگ چکی ہے اب مجھے چھوڑ دو۔ پھر وہ ٹانگ ہلاتا تو میں وہی جواب دیتا کہ ٹانگ بھی جاگ گئی

ہے اب مجھے مزید تنگ نہ کرو لیکن وہ کوشش کرتا رہتا یہاں تک کہ میں اُٹھ کر نماز باجماعت میں شامل ہو جاتا۔

عام طور پر بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی مجبوریوں کو سمجھتے نہیں اس وجہ سے ان سے تعاون بھی نہیں کرتے مگر حضورؒ اپنی والدہ کی مصروفیات کو نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ ان کے نتیجے میں نظرانداز ہو جانے والی ضروریات اور مسائل کو خود ہی حل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور عام بچوں کی طرح گلہ شکوہ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے بتایا میرے پاس بعض دفعہ دُھلے ہوئے کپڑے جو استعمال کے قابل ہوں، نہیں ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ میں شلوار کے اوپر صرف اچکن پہن کر ہی سکول چلا گیا کیونکہ کوئی دُھلی ہوئی قمیض نہیں تھی۔ پہلے بھی چند مرتبہ یہ ترکیب کر چکا تھا لیکن اس دفعہ شومئی قسمت سے پی۔ ٹی کا دن تھا۔ استاد صاحب نے میری طبیعت کی خرابی کے عذر کے باوجود مجھے مجبور کیا کہ ورزش میں حصہ لوں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں اچکن سمیت ورزش شروع کر چکا ہوں تو دوبارہ میرے پاس آئے اور اصرار کیا کہ اچکن اتاروں۔ حضور ہنستے ہوئے بتایا کرتے تھے کہ ایک طرف وہ کوشش کر رہے تھے کہ اچکن اتارنے میں کامیاب ہو جائیں۔ دوسری طرف میری کوشش تھی کہ اچکن پہنے رکھوں۔ اسی کشمکش میں سامنے کے کچھ بٹن ٹوٹ گئے۔ یوں انہیں صحیح صورتحال کا اندازہ ہوا۔ اس پر انہوں نے اس وعدہ پر چھوڑ دیا کہ آئندہ اپنے کپڑوں کا دھیان رکھوں گا۔

حضورؒ تو ہمیشہ یہ واقعہ ہنستے ہوئے سناتے تھے مگر آج جب میں اسے یاد کر رہی ہوں تو اس بچے کی شرمندگی اور تکلیف کا احساس کر کے بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

جب بھی خدا کی کوئی نعمت تمہیں ملے تو اس نعمت کی شکر گزاری تمہیں خدا کی محبت کی طرف لے جائے کیونکہ اصل دینے والا تمام نعمتوں کا وہی ہے

بچپن میں بعض چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتیں بھی دل پہ بھاری بوجھ بن جاتی ہیں اور بچہ اپنی معصومیت کی وجہ سے انہیں معمولی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح آپ کوشش کرتے کہ اپنی زیادہ تر تکلیف خود ہی برداشت کریں اور اس کا حل بھی خود ہی نکالیں۔ آپ نے بتایا ایک دفعہ قادیان میں ایک کنوئیں کی تعمیر ہو رہی تھی۔ میں چھوٹا تھا اور بہت دلچسپی سے مزدوروں کو اس کام میں حصہ لیتے دیکھتا۔ اس دوران میں نے نوٹ کیا کہ وہ کنوئیں میں ایک رسی سے لٹک کر اترتے ہیں اور دیوار سے اپنے پاؤں لگا کر سہارا لیتے ہیں۔ اس کام میں مجھے بہت کشش محسوس ہوئی اور میں نے سوچا کہ میں بھی اس طرح کنوئیں میں اتر سکتا ہوں۔ یہ خیال نہیں آیا کہ یہ تو بہت لمبی پریکٹس کے بعد اس طریقے پر عمل کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ ایک دن وہاں تنہائی پا کر میں نے بھی یہی کوشش کی۔ ایک تو مجھے تجربہ نہیں تھا دوسرے چھوٹی عمر کی وجہ سے میری ٹانگیں اس قابل نہیں تھیں کہ دیوار تک پہنچ کر ٹِک سکتیں۔ اس وجہ سے میں رسی کو پکڑے ہوئے بری طرح سے گھسٹتا ہوا تیزی سے کنوئیں کی گہرائی میں اُتر

گیا۔ گرنے سے چوٹ تو نہیں آئی مگر ہاتھوں کی کھال مکمل طور پر رسی کی رگڑ لگنے سے اُتر گئی۔ کسی مزدور کی نظر پڑی تو اس کے بلانے پر سب نے مل کر مجھے کنوئیں سے نکالا۔ ہاتھوں میں شدید تکلیف تھی مگر میں نے گھر میں کسی کو نہیں بتایا اور ہاتھوں کو چھپائے ہوئے حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے پاس پہنچا اور مرہم پٹی کروالی۔

ان واقعات کے بعد آپ کو کچھ ایسی باتیں بتاتی ہوں جو میرے ساتھ یا میرے سامنے پیش آئیں۔ حضور کی عادت تھی جب بھی فارغ ہوتے تو ایسے موضوعات پر ہم سے باتیں کرتے جن میں تربیت کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہوتا۔ ایک دفعہ جبکہ میری عمر 7-6 سال تھی آپ نے بہت دل میں اُترنے والے انداز میں بتانا شروع کیا کہ ماں اپنے بچوں کیلئے کیا کیا قربانیاں دیتی ہے۔ آپ نے ہمیں سمجھایا کہ دیکھو بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ماں اس کیلئے قربانی کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کی پیدائش تک وہ تکلیف کے مختلف ادوار سے گزرتی ہے۔ پھر بچے کی پیدائش پر اتنی تکلیف اٹھاتی ہے جیسے اپنی جان دے کر کوئی دوسری جان حاصل کرے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو نہ صرف چند ماہ بلکہ کئی سال راتوں کو نینداس کیلئے قربان کرتی ہے۔ اپنے سب آرام ایک طرف چھوڑ کر بچے کی ہر ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اپنی ہر خواہش پر بچے کی خواہشات کو مقدم کر لیتی ہے۔ پھر ایک دور آتا ہے کہ اس کی تربیت کیلئے اسے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح آپ مختلف ادوار بتاتے گئے اور ہمارے دل میں ماں کی محبت اور قدر کو روشن کیا۔

آپ کی طبیعت بہت شکر گزار تھی۔ بعض دفعہ ایسی باتوں پر شکر ادا کرتے جن کا شاید کسی عام آدمی کو خیال بھی نہ آئے۔ ہمارے اندر بھی وہی جذبہ پیدا کرنے کے لئے ان شکر گزاری کی باتوں کو بیان کرتے۔ ایک دفعہ ہم ابا امی کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ابا تھوڑی دیر کیلئے بالکل خاموش ہو گئے۔ پھر کہنے لگے ابھی میں اس بات پر شکر کر رہا تھا کہ میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بے تکلف ماحول میں بیٹھ کر کھانا کھا رہا ہوں اور میرے بچوں کو مجھ سے ہر قسم کی باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ جبکہ مجھے اپنے بچپن میں ایسے مواقع بہت کم ملتے تھے کیونکہ حضرت ابا جان جب تشریف لاتے تو امی پوری طرح بس ان پر ہی متوجہ رہتیں اور ہم بچوں کو زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔

> ہمیشہ گھر سے نکلتے ہوئے ربّ ادخلنی مدخل صدقٍ.. والی دعا پڑھتے اور ساتھ ہمیں یہ کہتے کہ میرے ساتھ ساتھ دہراؤ

آپ کی تربیت کا ایک اور بہت عجیب انداز تھا جو میں نے عام طور پر باقی گھروں میں نہیں دیکھا۔ جب آپ کہیں باہر سے تشریف لاتے تو پہلے دن وہ تحائف نہ دیتے جو آپ بچوں کیلئے لائے ہوتے بلکہ اگلے دن وہ چیزیں ہمیں ملا کرتیں۔ ایک دفعہ میں نے ابا سے آتے ہی پوچھ لیا آپ

ہمارے لئے کیا لائے ہیں۔ آپ نے کہا دیکھو! تمہاری بڑی بہن نے تو مجھ سے یہ نہیں پوچھا۔ بس اسے تو مجھے ملنے کی خوشی ہی کافی لگ رہی ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں تحائف پہلے دن اس لئے نہیں دیتا کہ اصل خوشی کی بات تمہارے لئے یہ ہونی چاہیے کہ باپ اتنی دیر کے بعد گھر آیا ہے اور تم سے ملا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل اہمیت اور محبت، دینے والی ہستی کی ہونی چاہیے اس مادی چیز کی نہیں جو وہ دیتا ہے۔ یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ جب بھی خدا کی کوئی نعمت تمہیں ملے تو اس نعمت کی شکر گزاری تمہیں خدا کی محبت کی طرف لے جائے کیونکہ اصل دینے والا اور تمام نعمتوں کا مالک خدا ہی ہے۔

چھوٹی عمر میں مجھے یاد ہے کہ آپ ہر روز سائیکل پر اپنی زمینوں پر جایا کرتے تھے اور واپسی پر دودھ کے بڑے بڑے برتن بھی سائیکل پر ہی ساتھ لایا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ کئی دفعہ تو روزانہ ورنہ کبھی کبھار ناغے سے ہم دونوں بہنیں بھی ساتھ ہوتی تھیں۔ ایک ابا کے ساتھ سائیکل پر آگے بیٹھتی تھی اور ایک پیچھے۔ ہمیشہ گھر سے نکلتے ہوئے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ.... والی دعا پڑھتے اور ساتھ ہمیں کہتے کہ میرے ساتھ ساتھ دہراؤ۔ واپسی پر بھی اسی طرح ہوتا۔ اس کے علاوہ راستے میں بھی بعض دعائیں پڑھتے اور ساتھ دُہرانے کا کہتے۔ سائیکل کے اس مختصر سے سفر میں دعائیں بھی ساتھ ساتھ یاد ہو جاتیں۔ ایک دفعہ ابا نے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ.... والی دعا پڑھنے کے بعد ہم سے پوچھا کہ تمہیں اس دعا میں سب سے زیادہ کون سا حصہ اچھا لگتا ہے۔ ہم دونوں نے اپنی اپنی پسند کے لفظ بتائے تو آپ نے خوب انجوائے کیا۔

ربوہ میں گرمیوں کے دنوں میں اکثر بجلی بند ہو جانے کی وجہ سے کمروں میں سخت گھٹن ہوتی تھی تو باہر صحن میں سونا پڑتا۔ مجھے یاد ہے میں بہت چھوٹی سی تھی۔ بجلی غائب ہونے پر رات کو اٹھ کر باہر صحن میں گئے تو ابا کے ساتھ چارپائی پر سوئی۔ جس پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا۔ ابا نے اپنا بازو میرے سر کے نیچے تکیہ کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو آپ کا بازو اسی طرح میرے سر کے نیچے تھا۔ ابا ساری رات اسی کروٹ پر لیٹے رہے اور بازو پر چارپائی کے نشان پڑ چکے تھے۔ معلوم نہیں اس حالت میں آپ سو بھی سکے یا نہیں لیکن اپنے بچے کی تکلیف کے خیال سے بازو ہلانا پسند نہیں کیا۔

حضور بہت بہادر اور شجاع انسان تھے۔ مثال کے طور پر میں نے فی الوقت دو واقعات چنے ہیں۔ جب پاکستان سے ہجرت کا وقت آیا تو بعض لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ پاکستان چھوڑتے ہوئے پگڑی وغیرہ نہ پہنیں کیونکہ اس سے انتظامیہ آپ کو واضح طور پر پہچان کر روکنے کی کوشش کر سکتی ہے۔ آپ نے اس مشورہ کو ردّ کر دیا اور فرمایا کہ اگر میری قسمت میں پکڑا جانا ہے تو پھر اس صورت

میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جماعت پر تمسخر کرنے کا ایک بہانہ انہیں دے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا میری ذات کی کوئی حیثیت نہیں مگر وہ جب بات کریں گے تو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی حیثیت سے میرا نام لیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ میں نے بزدلی سے اپنا حلیہ تبدیل کر کے باہر نکلنے کی کوشش کی ہے۔ میں پورے وقار کے ساتھ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ اگر خدا کی مرضی اس کے علاوہ کچھ اور ہے تو نہ میں اس سے گھبراتا ہوں اور نہ خوفزدہ ہوں۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے ابا نے زمینوں پر دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا اور بہت سے لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ میرا بیٹا عثمان دو اڑھائی سال کا تھا اور حضور کے ساتھ کھڑا ہو کر مچھلیاں پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں دوسری مہمان خواتین کے ساتھ سیر کیلئے آگے چلی گئی تھی۔ عثمان نے مچھلی پکڑنے کے شوق میں بہت جھک کر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور تالاب میں گر گیا۔ اس وقت سیکیورٹی والے بھی اردگرد موجود تھے اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ مگر کسی کو فوری طور پر یہ جرأت نہیں ہوئی کہ چھلانگ لگا کر بچے کو نکال لے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ سب ہی سناٹے میں آگئے ہیں مگر حضور نے بغیر ایک لمحہ ضائع کئے فوراً پانی میں چھلانگ لگا دی اور بچے کو باہر نکال لائے۔ ایسے حالات میں کچھ لمحے کیلئے تو انسان کو اپنی جان کا خوف ضرور روکتا ہے اور قوت فیصلہ کند ہو جاتی ہے مگر شاید حضور میں اس قسم کا کوئی خوف سرے سے تھا ہی نہیں۔ اس لئے آپ فوری طور پر ضرورت پڑنے پر عملی کوشش کرتے۔

> خدا نے آپ کو گفتگو کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ فطری ذہانت اور علم مل کر اس گفتگو کو اور بھی پرکشش بنا دیتے تھے۔

حضور ہمیشہ ہمارے دلوں میں بزرگوں کی محبت اور قدر پیدا کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ جب ہم نے انگلستان اور امریکہ کے سفر پر روانہ ہونا تھا تو آپ مجھے اور میری بڑی بہن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق حضرت مولوی دین محمد صاحب کے پاس ملوانے اور دعا کی غرض سے لے کر گئے۔ ہمیں کہا کہ میں جانے سے پہلے ان سے مل کر دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم ان سے ملے تو وہ بہت بیمار اور کمزور تھے۔ ان کے کمرے سے باہر آئے تو ہمیں مخاطب ہو کر فرمایا کہیں ان کی کمزوری دیکھ کر تم یہ خیال نہ کرنا کہ اب شاید ان کے وجود کا دنیا کو کوئی ایسا فائدہ نہیں ہے جو صحتمند اور چلتے پھرتے لوگوں کا ہوتا ہے۔ یہ اس بستر پر لیٹ کر اپنی دعاؤں سے وہ کام کر رہے ہیں جو ہم جیسے صحتمند انسان اپنی تمام تر طاقتیں صرف کر کے بھی نہیں کر سکتے۔ اس طرح ان کی محبت بھی ہمارے دل میں پیدا کی اور دعا کی اہمیت کا احساس بھی کروا دیا۔

دعوت الی اللہ کا آپ کو شروع سے ہی بہت شوق تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی کسی غیر از جماعت فرد سے آپ کو بات کرنے کا موقع ملا ہو اور آپ باتوں باتوں میں اسے بالآخر جماعت احمدیہ کے تعارف کی طرف نہ لے آتے۔ خدا نے آپ کو گفتگو کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ فطری ذہانت اور علم مل کر اس گفتگو کو اور بھی پرکشش بنا دیتے۔ اس لئے سننے والا ضرور کسی نہ کسی حد تک متاثر ہوتا۔ ایک دفعہ یورپ اور امریکہ کے سفر کے دوران آپ نے ایک شخص سے بات شروع کی جو حسب معمول دعوت الی اللہ تک پہنچ گئی۔ آخر پر وہ کہنے لگا اگر آپ برا نہ منائیں تو ایک بات آپ سے پوچھوں۔ آپ تو بہت مہذب اور تعلیم یافتہ انسان نظر آتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ آپ کی بیوی اور بیٹیاں اس موجودہ ماڈرن زمانے کے ساتھ چلتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ حضور کہتے ہیں میں نے اسے جواب دیا کہ شاید ان برقعوں اور پردہ سے تم نے یہ اندازہ لگایا ہے۔ مگر بات اس طرح نہیں ہے جیسے آپ سمجھے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس دور کے تقاضوں کو بھی بخوبی جانتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی قوم کی عورتیں اب اتنی مہذب نہیں رہیں۔ تہذیب نے انسان کو رفتہ رفتہ کپڑے پہننا سکھایا تھا کپڑے اُتارنا نہیں۔ آپ کی عورت دوبارہ اس جاہلیت کے دور کی طرف چلی گئی ہے جب انسان بغیر کپڑوں کے شرم محسوس کئے بغیر پھرتا تھا۔ اس بات کو ذرا شگفتہ بنانے کیلئے آپ نے ہنس کر مزید فرمایا: ہوسکتا ہے تمہارے خیال میں میری بیوی اور بیٹیوں نے کچھ زیادہ ہی کپڑے پہن لئے ہوں مگر بہرحال یہ اُن خواتین سے بہتر ہیں جو تہذیب کے تمام تقاضوں کو ایک طرف رکھ کر دوبارہ اپنے آپ کو عریاں کرنے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ واقعہ بعد میں آپ نے خود ہمیں سنایا اور پردے کی عزت اور قدر ہمارے دل میں بھی پیدا کی۔

حضورؒ کی ایک عادت عام روش سے بالکل ہٹ کر تھی۔ عام طور پر لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے غم میں دنیا ان کا ساتھ دے اور خوشیاں اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں۔ حضور خوشیوں کو بانٹا کرتے تھے اور غموں کو اپنے تک محدود کر لیتے تھے۔ جب بھی باہر سے ہمارے لئے کچھ لاتے، ساتھ ویسی ہی چیزیں کچھ دوسرے بچوں کیلئے بھی لایا کرتے۔ سیروں پر جاتے ہوئے ہمیشہ اپنے گھر والوں اور بچوں کے علاوہ کسی نہ کسی اور شخص کو بھی شریک کر لیتے۔ مجھے یاد ہے کہ بہت کم کبھی اکیلے سیر کیلئے نکلتے۔ دکھ خواہ کتنا ہی تکلیف دہ ہوتا اکیلے ہی برداشت کرنے کی کوشش کرتے۔ دوسروں پر بوجھ ڈالنے کے احساس سے آپ کی تکلیف کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتی۔ ہماری سب سے بڑی بہن جو پیدائش کے ایک ماہ بعد ہمارے ماموں کے ولیمہ والے دن وفات پا گئی تھی۔ امی چونکہ رات کی دعوت کی تیاری اور مہمانوں کی آمد کی وجہ سے مصروف تھیں۔ صرف ابا ہی وہاں موجود تھے۔ ابا نے ہمیں بتایا کہ جب بچی کی وفات ہوئی تو میں نے سوچا کہ بچی کو تو واپس نہیں لایا جاسکتا اگر باہر جا کے یہ خبر میں نے سب کو بتادی تو گھر کی خوشی غم میں تبدیل ہو جائے گی۔ آپ سارا دن اکیلے کمرے میں اس کو

لے کر بیٹھے رہے۔ جب امی اندر آکر پوچھتیں کہ آج تو یہ رونہیں رہی کیونکہ یہ بچی اپنی شدید بیماری کی وجہ سے سارا دن بے چین رہتی تھی۔ آپ جواب دیتے ہاں آج یہ سکون سے ہے۔ اس طرح آپ جھوٹ کا سہارا لئے بغیر امی کو مطمئن کر دیتے۔ جب تقریب خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ گئی تو پھر آپ نے اس حادثے کی اطلاع سب کو دی۔

آپ گھر کے ملازمین سے بھی غیر معمولی حسن سلوک سے کام لیتے۔ اتنا خیال رکھتے کہ بعض دفعہ بچپن کی نادانی کی وجہ سے ہمیں ان سے ایک طرح کا مقابلے کا احساس ہونے لگتا اور امی سے ابا کیلئے شکوہ بھی کیا جاتا۔ امی ہمارے شکوہ پر ہنستی بھی تھیں اور سمجھاتیں کہ دیکھو! ابا ان کا اس لئے زیادہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مجبور لوگ ہیں ورنہ اپنے گھر چھوڑ کر دوسروں کے گھر میں رہنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ تمہارا تو اپنا گھر ہے جو دل چاہتا ہے کرتی ہو مگر ان کو نجانے کس کس بات پر اور کتنی مرتبہ اپنے دل پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ بعض بچوں کو اپنے گھر میں رکھا اور ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت بھی خود کی۔ اپنے حسن سلوک کی وجہ سے دلوں میں اپنی ایسی محبت قائم کر دی کہ پھر وہ اپنے پرانے رشتوں کو بھول کر حضور سے ہی تمام عمر کیلئے وابستہ ہو گئے۔ حضور کی طبیعت شروع سے ہی بہت محبت کرنے والی اور بہت گہرائی میں جا کر دوسروں کا خیال رکھنے والی تھی۔

> اگر خدا کی راہ میں میری جان جائے تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی

ہر سال اپنی زمینوں پر جامعہ احمدیہ کے ایسے طالب علموں کی دعوت کا اہتمام کرتے جو باہر کے ملکوں سے حصول علم کیلئے اپنے گھر بار اور اپنے پیاروں سے دور رہنے پر پابند ہوتے۔ آپ کو اس بات کا بہت احساس تھا کہ یہ بالکل مختلف ماحول اور تمدن میں اپنے وطن سے مخصوص تفریحات اور دلچسپیوں کو مِس (Miss) کرتے ہوں گے۔ چنانچہ اس دعوت میں آپ اس بات کا اہتمام کرتے کہ ان ملکوں کے روائتی کھانے بھی پکائے جائیں۔ ان علاقوں کی مختلف کھیلوں کے مقابلے بھی کرواتے اور خود بھی پوچھ پوچھ کر ان کھیلوں میں شامل ہوتے۔ ہر کھانا بھی ضرور چکھتے چاہے وہ کیسا ہی مختلف اور عجیب و غریب مزا رکھتا۔ بعض کھانوں کا ذائقہ تو ایسا ہوتا تھا کہ حضور کے اصرار کے باوجود ایک لقمہ لینا بھی ہمارے لئے مشکل ہوتا۔ ان طالب علموں میں زیادہ تعداد افریقن ممالک سے آئے ہوئے لڑکوں کی ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہمیں یہ دیکھ کر بے اختیار ہنسی آجاتی تھی کہ ابا ان کے ساتھ مل کر کیسی عجیب و غریب کھیلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ حصہ لے رہے ہیں بلکہ کچھ دیر کیلئے محسوس ہوتا کہ ان میں سے ہی ایک ہیں۔

حضورؒ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنی جان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ 1974ء میں جب تمام ملک میں احمدیت کے خلاف فسادات کی آگ بھڑک اٹھی تو ان دنوں گوجرانوالہ اور اس کے گردونواح میں بہت دردناک واقعات کی خبریں ملیں۔ بعض احمدیوں کو بہت دردناک طریقے سے شہید کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فوری طور پر حضور کو بلوایا اور فرمایا کہ تم اسی وقت جا کر موقع پر حالات کا جائزہ لو اور جو ممکن کوشش ان مظلوم احمدیوں کیلئے کی جاسکتی ہے کرو۔ اس میں ذرا بھی دریغ نہ کرو۔ حضور نے واپس آ کر امی کو بتایا کہ میں اسی وقت گوجرانوالہ جا رہا ہوں۔ تو امی قدرتی طور پر بہت گھبرا گئیں اور حضورؒ سے اس کا اظہار بھی کر دیا۔ حضورؒ نے ناراضگی سے فرمایا تمہیں تو اس وقت خوش ہونا چاہیے کہ خدا مجھے خدمت کا ایک موقع دے رہا ہے۔ اگر تم میری جان کے خوف سے گھبرا رہی ہو تو مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں۔ اگر خدا کی راہ میں میری جان جائے تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔

ابا عہدیداران اور نظام سلسلہ کی بے حد عزت کرتے تھے اور ہم سے بھی یہی توقع رکھتے تھے کہ ہم بھی آپ کی طرح نظام جماعت کے کامل فرمانبردار ہوں۔ عہدیداروں کی بھی ایسی عزت کریں جیسی کرنی چاہیے۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے امی کی وفات کے بعد لجنہ اماء اللہ انگلینڈ کی صدر مکرمہ باجی امۃ الرشید صاحبہ نے مجھے کہا کہ آپ ہمارے اجتماع کے موقع پر سٹیج پر میرے ساتھ بیٹھیں۔ میں نے حضور کو آفس فون کر کے پوچھا کہ صدر صاحبہ مجھے اس طرح کہہ رہی ہیں کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں ان کے ساتھ سٹیج پر بیٹھوں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہاں میری اجازت ہے۔ بلکہ یہ کہا کہ ہاں اگر تمہاری صدر تمہیں کہہ رہی ہیں تو ضرور بیٹھو۔ پھر اس اجتماع پر آپ عورتوں کے پنڈال میں تشریف لائے تو آپ کے آنے پر میں اٹھ کر ایک طرف کھڑی ہوگئی۔ جب آپ بیٹھ گئے تو باجی امۃ الرشید نے دوبارہ مجھے کہا آپ حضورؒ کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں نے پھر ابا سے پوچھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اگر تمہاری صدر صاحبہ کا حکم ہے تو میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔

حضورؒ سے وابستہ میری یادیں بہت لمبے عرصہ پر پھیلی ہوئی ہیں اور ہر یاد اپنی جگہ روشن اور زندگی کی راہوں کو روشن کرنے والی ہے۔ بقول شاعر

ہر نقش پا بلند ہے دیوار کی طرح

میں اس امید پر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں کہ شاید کبھی زندگی کے کسی موڑ پر حضور کی کوئی خوبصورت یاد آپ کے ذہن میں جگمگا کر کسی ایسے رستہ کو آپ پر روشن اور آسان کر دے جس پر چل کر انسان اپنے اخلاق کو سنوار کر خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی امید رکھ سکتا ہے۔

وہ جدھر جاتا تھا کرنیں سی بکھر جاتی تھیں

(مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب)

وہ جو اک شخص ترے غم میں گھلا رہتا تھا
وہ جو ہر آن ترے در پہ پڑا رہتا تھا

جس کا لبریز تھا الفت سے تری ساغرِ دل
تھا چھلکتا بھی، چھلک کر بھی بھرا رہتا تھا

جس کا دل مسکن و مہبط کسی محبوبؐ کا تھا
اس کے عاشق پہ بھی سو جاں سے فدا رہتا تھا

آج عشاق محمدؐ میں سر خیل تھا وہ
کوچۂ عشق میں زنجیر بہ پا رہتا تھا

خدمتِ دین کا پیکر تھا وہ اک بطل جلیل
گامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا

جس کی الفت میں گرفتار تھے لاکھوں انساں
اور وہ ایسا کہ لاکھوں پہ فدا رہتا تھا

ہاں وہی شخص جو رہتا تھا دلوں میں ہر دم
وہ جو ہر سانس کی ڈوری میں بندھا رہتا تھا

اس کے عشاق کی ہر ملک میں حالت یوں تھی
اس کو ہو جائے نہ کچھ، دھڑکا لگا رہتا تھا

ہفت اقلیم میں پھیلائے ہوئے دستِ دعا
بھیگی پلکوں سے ہر اک وقفِ دعا رہتا تھا

''مجھ سے ہی پیار وہ کرتا ہے'' یہ تھا سب کو گماں
اس کا پیار ایسا تھا ہر دل میں بسا رہتا تھا

وہ جدھر جاتا تھا کرنیں سی بکھر جاتی تھیں
اپنے ماحول میں خورشید ادا رہتا تھا

زیر بار اس کی محبت کئے رکھتی تھی ہمیں
حسن و احساں تلے راشدؔ بھی پڑا رہتا تھا

چند یادیں

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید

ادارہ 'خالد' نے خاکسار سے خواہش کی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ لکھوں۔ بعض متفرق امور ذیل میں تحریر ہیں۔

1

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل ضیاء الحق نے آرڈیننس XX جاری کیا اور رات کی خبروں میں اس کا اعلان ہوا۔ رات 10 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی عہدیداروں کا ایک اجلاس بلایا۔ میری یادداشت کے مطابق اس اجلاس میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم سید میر مسعود احمد صاحب، مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب، مکرم سید عبدالحیٔ صاحب اور خاکسار شامل تھے۔ اس بات پر ابتدائی مشورہ ہوا کہ اس آرڈیننس کے مدنظر جماعت کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہو۔

اگلے روز باہر کی جماعتوں سے بھی بہت سے نمائندگان تشریف لے آئے اور مشورہ وسیع ہو گیا۔ مختلف کاموں کیلئے مختلف کمیٹیاں قائم کی گئیں اور حضور رحمہ اللہ کی ہجرت کا فیصلہ بھی اسی دن ہوا۔ اس سے اگلے دن حضور رحمہ اللہ کی ہجرت کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی۔

حضورؒ نے ۲۹/اپریل کو صبح روانہ ہونا تھا۔ ۲۸/اپریل کو ہجرت جیسے اہم قدم اور جماعت سے جدائی کی وجہ سے حضور رحمہ اللہ کی ایک کرب کی کیفیت تھی۔ جس کا اظہار ان ارشادات سے ہوتا ہے جو حضورؒ نے روانگی سے ایک دن قبل 28 اپریل کو مختلف نمازوں کے بعد فرمائے۔ ان دنوں میں (بیت) مبارک میں ربوہ کے دوست کثرت سے تشریف لاتے تھے۔ چونکہ حضورؒ نے یہ ارشادات بغیر کسی پیشگی پروگرام کے فرمائے تھے اس لئے اس وقت ان کو محکمانہ طور پر ریکارڈ نہیں کیا گیا، البتہ بعض دوستوں نے اپنے طور پر ان ارشادات کو نوٹ کر لیا تھا۔ ان دوستوں کی تحریر خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔ چونکہ وہ ارشادات ابھی تک، جہاں تک خاکسار کو علم ہے سلسلہ کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع نہیں ہوئے۔ اس لئے ان کو ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ جہاں تک خاکسار کی یادداشت اور بعض دوسرے دوستوں کی یادداشت ہے۔ یہ کم و بیش حضورؒ کے ہی الفاظ ہیں:-

(i)

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صبر کریں، حوصلہ رکھیں۔ ہم نے خدا تعالیٰ کو مانا ہے۔ ہم مشرک نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم سے قربانیاں مانگی ہیں۔ ہم قربانی

دیں گے۔ وہ جتنی قربانیاں مانگے گا ہم دیں گے، ہم دیں گے، ہم دیں گے۔ سب سے پہلے میں قربانی دوں گا۔ میں قربانی دوں گا۔ میں قربانی دوں گا۔''

(ii)

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں نے آپ کو یہاں اس لئے نہیں بٹھایا کہ میں نے کوئی تقریر کرنی ہے۔ میں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بٹھایا ہے۔ میری آنکھیں آپ کو دیکھنے سے ٹھنڈک محسوس کرتی ہیں۔ میرے دل کو تسکین ملتی ہے۔ مجھے آپ سے پیار ہے، عشق ہے۔ خدا کی قسم کسی ماں کو بھی اس قدر پیار نہیں ہوسکتا۔''

(iii)

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں آج آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ کوئی بھی ایسی حرکت نہیں کرنی جو صبر کے معیار سے گری ہوئی ہو۔ صبر کا دامن صبر سے تھامے رکھنا ہے۔ صبر روحانیت میں تبدیل ہوجایا کرتا ہے۔ یہ اس صابر کی دعائیں ہیں جو دنیا میں انقلاب برپا کرتی ہیں۔ صبر کے سامنے سب طاقتیں ہیچ ہیں۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے جماعت پر حرف آئے۔ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار گریہ وزاری ہے۔ اتنی گریہ وزاری کریں، اتنی گریہ وزاری کریں کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں۔ قسم اُٹھا کر میرے ساتھ وعدہ کریں جو حکم میں دوں گا اُس کی اطاعت کریں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت روحانیت کے نئے دور میں داخل ہورہی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا غم کو خوشیوں میں تبدیل کردے گا۔ آہیں اور سسکیاں خوشیوں میں تبدیل ہوجائیں گی۔ خدا کی قسم فتح ہماری ہے۔ آپ جیتیں گے، آپ جیتیں گے، آپ جیتیں گے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں آپ سچے ہیں، آپ سچے ہیں، آپ سچے ہیں۔ قوموں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اُن کی حفاظت کریں گے۔ صبر کرنے والے ہمیشہ غالب آتے ہیں اور بے صبرے ہمیشہ تباہ ہوجاتے ہیں۔''

ان ارشادات کو پیش کرنے کے ساتھ ایک بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ 28 اپریل 1984ء عشاء کی نماز آخری نماز تھی جو ہجرت سے قبل حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں (بیت) مبارک میں پڑھائی۔ قراءت کے دوران حضورؒ نے قرآن مجید کی آیت کا یہ ٹکڑا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اتنا بار بار اور اتنے الحاح اور رقت سے پڑھا کہ جن لوگوں کو ہجرت کے فیصلہ کا علم تھا انہوں نے یہ محسوس کیا کہ حضورؒ نے تو ہجرت کا اعلان ہی کر دیا ہے۔

2

ہجرت کے بعد لندن پہنچتے ہی کسی توقف کے بغیر حضور رحمہ اللہ نے جماعت کی ترقی اور بہبود کے لئے منصوبہ بندی اور کام شروع کردیا۔ چنانچہ سب سے پہلے

حضور رحمہ اللہ نے یورپین مراکز کے قیام کی تحریک کی تھی اور سب سے پہلے لندن کے مضافات میں ٹلفورڈ میں جماعتی مرکز خریدا گیا۔ جس کا نام اسلام آباد رکھا گیا۔ حضور نے دوستوں سے اس مرکز کے لئے نام پوچھے تھے۔ محترمہ سلمیٰ مبارکہ صاحبہ نے اسلام آباد نام تجویز کیا تھا جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا۔ یہیں جماعت UK کا جلسہ سالانہ ۱۹۸۵ء سے منعقد ہو رہا ہے۔

جہاں تک خاکسار کو یاد ہے۔ اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا قبضہ جماعت کو ۱۰ستمبر ۱۹۸۴ء کو ملا تھا۔ خاکسار اس وقت ربوہ میں ہی تھا۔ حضور رحمہ اللہ کو اس مرکز کی خرید کی اتنی خوشی ہوئی تھی کہ حضور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا تھا کہ اس خوشی میں مٹھائی بانٹی جائے۔ چنانچہ سب کوارٹرز تحریک جدید میں اس خوشی میں مٹھائی بانٹی گئی تھی۔ گیسٹ ہاؤس ۴۱ بھی ان دنوں میں ہی خریدا گیا تھا۔

انگلستان کے مرکز کی خرید کے بعد پھر یورپین ممالک، کینیڈا، امریکہ، آسٹریلیا اور دوسرے ممالک میں مراکز کی تعمیر اور خرید کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا جو فی ذاتہٖ ایک الگ مضمون کا متقاضی ہے۔

3

حضور رحمہ اللہ ۲۹ راپریل ۱۹۸۴ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد بعض ایسے مشورے تھے جو پاکستان سے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کئے جانے تھے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مرکز سے کوئی نمائندہ یہ مشورے لے کر حضور کے پاس آئے۔ چنانچہ خاکسار کے جانے کا فیصلہ ہوا۔ حضور رحمہ اللہ کا منشاء تھا کہ خاکسار لندن میں دو ہفتے قیام کے بعد واپس آجائے گا۔ لیکن عملاً خاکسار ایک سال سے زائد عرصہ وہاں رہا اور حتی الوسع خدمت کی توفیق پائی۔

خاکسار ستمبر ۱۹۸۴ء کے آخر میں گیا تھا۔ جاتے ہی حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں اپریل ۱۹۸۵ء میں جلسہ سالانہ منعقد کرنا ہے۔ افسر جلسہ سالانہ مقرر کرنے کے لئے کسی دوست کا نام تجویز کریں۔ چنانچہ UK کی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا اور مجلس عاملہ نے مشورہ دیا کہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کو افسر جلسہ مقرر کیا جائے جس کو حضور رحمہ اللہ نے منظور فرمایا اور خاکسار کو حضور رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جلسہ کے کاموں کے بارے میں ان کی رہنمائی کریں اور جلسہ کے انتظامات کی نگرانی بھی کرلیں۔ جو حتی المقدور خاکسار کرتا رہا۔ ساتھ ہی حضور نے جلسہ کے معاً بعد انٹرنیشنل شوریٰ منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا جس کا انتظام خاکسار کے سپرد فرمایا۔

4

1984-85ء میں لندن میں خاکسار کے قیام کے دوران کا ایک اور واقعہ خاکسار کو کبھی نہیں بھولتا۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (برادر حضرت شیخ محبوب عالم صاحب خالد مرحوم) تفسیر کبیر سے ایک اقتباس لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ میں جھجکتا ہوں۔ آپ یہ اقتباس حضور کی خدمت

میں پیش کردیں۔ یہ اقتباس سورۃ انبیاء کی تفسیر سے اس حصہ سے متعلق ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر ہے اور ان مصائب و مشکلات کا ذکر ہے جن میں وہ مبتلا رہے علاوہ ازیں ان کی ہجرت کا ذکر ہے اور یہ کہ جس ملک میں وہ رہتے تھے اس کا بادشاہ ظالم تھا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 549 تا 554)

اقتباس یوں ہے: ”ان دونوں (حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام۔ ناقل) کے بعد حضرت ایوب کا ذکر کیا گیا ہے جن کی ساری عمر مشکلات میں کٹ گئی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لحاظ سے شاید حضرت علیؓ کو حضرت ایوبؑ سے نسبت دی جا سکے اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لحاظ سے تو بہر حال یہ ایک پیشگوئی ہے جو وقت پر آ کر ظاہر ہوگی۔“

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 549 مطبوعہ 1958)

چنانچہ جب یہ اقتباس خاکسار نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا کہ ہاں میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ اس اقتباس کو رسالہ 'النصر' میں شائع کردیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں ان دنوں یہ اقتباس رسالہ النصر میں شائع کروا دیا گیا تھا۔ النصر ایک ہفتہ وار رسالہ تھا جو الفضل کے بدل کے طور پر لندن سے حضور رحمہ اللہ کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد جاری کیا گیا تھا۔ کچھ عرصہ جاری رہ کر بند ہو گیا تھا۔ مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب اس کے ایڈیٹر تھے۔

احباب جانتے ہیں کہ خلافت رابعہ کا دور ایک مشکلات کا دور تھا۔ جس کے بارے میں حضرت مصلح موعود نے تفسیر کبیر میں مذکورہ بالا پیشگوئی فرمائی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کے سامنے اللہ تعالیٰ کے ایک صبور اور شکور بندے کی طرح سینہ سپر ہوئے اور جماعت کی کشتی کو ان مشکلات کے طوفان سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح و سالم باہر نکال لائے۔

اسی طرح خاکسار کے ۸۵-۱۹۸۴ میں لندن قیام کے دوران ایک دوست نے حضور رحمہ اللہ کو حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی ایک رؤیا لکھ کر بھجوائی جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا۔ ان دوست نے حضور رحمہ اللہ کو لکھا کہ یہ رؤیا تو حضور رحمہ اللہ کی موجودہ ہجرت پر چسپاں ہوتی نظر آتی ہے۔ حضورؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں بھی وہ خط اور رؤیا پڑھ لوں۔ نیز حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس رؤیا کے مطابق اس ابتلا کے دور میں جماعت نے درمیانی راستہ ہی اختیار کیا ہے اور کسی انتہا پر نہیں گئی۔

خاکسار نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ رؤیا میں حضرت مصلح موعود وہ راستہ اختیار کرنے کا سوچ رہے تھے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں ذکر ہے اور پوچھا کہ وہ الہام کونسا ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ الہام یَاْتِیْ عَلَیْکَ زَمَنٌ کَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی ہے۔

پوری صورت حال کو سمجھنے کے لئے احباب جماعت کو مصلح موعود کے دعویٰ والے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے رؤیا کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ رؤیا صرف مصلح موعود کی پیشگوئی تک محدود نہیں بلکہ یہ رؤیا خلافت احمدیہ کے سفر پر حاوی ہے۔

5

۱۹۷۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا تھا، تو صد سالہ جوبلی منصوبہ کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب مرحوم اس کے صدر تھے۔ حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) اس کے ممبر تھے۔ خاکسار سیکرٹری تھا۔ اس منصوبہ کی کئی شقیں تھیں۔ جس شق پر منصوبہ بندی میں زیادہ مشکل پیش آئی تھی وہ شق نمبر 4 تھی۔ 'نوع انسانی کو (ملتِ) واحدہ بنانے کا کام' اور کوئی ایسی صورت نہیں ابھرتی تھی جس پر پورا اطمینان ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ چوتھی شق حسب ذیل ہے۔

''حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کی بنیادی غرض غلبہ (دین حق)، تمام بنی نوع انسان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ اسے ہم نوع انسانی کو (ملتِ) واحدہ بنانے کا کام کہتے ہیں۔

الف: (ملتِ) واحدہ بنانے کیلئے حقیقی کوشش تو یہ ہے کہ سب بنی نوع انسان توحید خالص پر قائم ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مست۔ مگر بعض چھوٹی تدابیر بھی کرنی ہوں گی جن میں سے بعض یہ ہیں۔

1- نیشنلزم اور انٹرنیشنلزم میں صحیح توازن کا قیام

2- اللہ کے حقیقی بندوں میں جو مختلف ممالک میں رہنے والے ہیں باہمی مودّت اور رابطہ پیدا کرنے کے لئے۔

(الف) ٹیلیکس

(ب) ورلڈ بلال ریڈیو اسے چیور (amateur) کلبز

(ج) بین الاقوامی سطح پر قلمی دوستی

(د) براڈ کاسٹنگ سٹیشن

(ہ) مرکز سلسلہ میں جلسہ سالانہ میں اقوام کے وفود کی شمولیت۔ رہائش کا انتظام اور ایک بڑی جلسہ گاہ بنانا

(و) تصاویر کا تبادلہ

اس کی راہ میں جو بڑی اندرونی روک ہے وہ تکفیر کی گرم بازاری ہے۔ اسے دور کرنے کی کوشش۔ پس اس سولہ سال (یعنی ۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۹ء۔ ناقل) کے عرصہ میں ہم اسلام کے تمام فرقوں کو بڑی شدت کے ساتھ، نہایت عاجزی کے ساتھ، بڑے پیار کے ساتھ، بڑی ہمدردی اور غم خواری کے ساتھ یہ پیغام دیتے رہیں گے کہ جن اصولوں میں ہم متحد ہیں۔ اس میں اتحادِ عمل کرو اور غیر مسلم دنیا میں توحید خالص کو پھیلانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو منوانے اور قرآن کریم کی شان کے اظہار کے لئے اکٹھے ہو کر کوشش کرو۔''

خاکسار کی رائے میں ہجرت کے بعد لندن جا کر جن امور کی طرف حضورؒ نے خاص توجہ دی اور جن پر غیر معمولی محنت کی وہ ساری دنیا کو (ملتِ) واحدہ بنانے والے اقدامات تھے۔

اوّل اس بات کو جماعت کے ذہن نشین کروایا کہ جماعت کے لئے خلیفۂ وقت کے خطبات سننا ضروری ہیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے خطبات جمعہ کی کیسٹس دنیا کے سارے ممالک کو بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ممالک کو کیسٹ پلیئرز خرید کر بھجوائے گئے۔ اسی طرح ممالک کو کیسٹ کا پیپرز مہیا کئے گئے۔ تاکہ جب حضور رحمہ اللہ کی کیسٹ کسی ملک میں پہنچے فوراً اس کی کاپیاں کر کے اس ملک میں جماعتوں کو بھجوائی جائیں۔ پاکستان کی جماعتوں کے لئے بھی اسی قسم کا انتظام کیا گیا۔ خطبہ جمعہ کی کیسٹس کے ساتھ دعوت الی اللہ کی ضرورت کو پورا کرنے والی تقاریر اور سوال و جواب کی کیسٹس کو بھی اس طرح ساری دنیا میں پھیلانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ پھر حضور رحمہ اللہ کے خطبات اور مجالس کی مختلف زبانوں میں ترجمانی کا انتظام کیا گیا۔

اس کے ساتھ ہی ویڈیو کیسٹس کی تیاری کا بھی وسیع پیمانے پر انتظام کیا گیا اور لندن میں ان دونوں کاموں کو انجام دینے کے لئے ٹیمیں مقرر کی گئیں۔

پھر حضور رحمہ اللہ نے جماعت کے لئے ریڈیو سٹیشن کے قیام کے لئے بھی لندن جاتے ہی کوشش شروع کر دی تھی۔ لیکن ریڈیو سٹیشن کی range تھوڑی تھی۔ ساری دنیا تک آواز پہنچانے کیلئے relay stations کا قیام ضروری تھا۔ اس لئے یہ پروگرام بھی کچھ عرصہ کے بعد بین الاقوامی ضروریات کے لئے ناکافی ہونے کی وجہ سے drop کر دیا گیا۔

ماریشس کی جماعت نے ٹیلیفون پر حضور رحمہ اللہ کا خطبہ سننے کا انتظام کر کے اسطرف توجہ پھیر دی کہ حضور رحمہ اللہ کے خطبات جماعتیں براہ راست سنیں اور رخ سیٹلائٹ کے نظام سے استفادہ کی طرف مڑ گیا اور MTA معرض وجود میں آیا۔ MTA کے ذریعہ جماعت اور جماعت سے باہر کے لوگ جو MTA کی نشریات سنتے ہیں بتدریج جماعتی سوچ کے ساتھ ہم آہنگ ہو رہے ہیں اور دنیا (ملتِ) واحدہ بننے کی طرف اپنا آخری قدم اٹھا چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو (ملتِ) واحدہ بنانے کے لئے مختلف وسائل اختیار کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عملی صورت دے کر دکھا دیا کہ MTA کا قدم دنیا کے (ملتِ) واحدہ بننے کے لئے بڑا اہم اور بنیادی ہے۔

اب ماشاء اللہ MTA کے قیام پر ۱۰ سال گزر چکے ہیں اور MTA نے جماعت کے افراد کو خلیفۂ وقت کے ساتھ اور آپس میں جوڑ دیا ہے۔ بیک وقت ساری دنیا میں خلیفۂ وقت کے ارشادات پہنچنے کے نتیجہ میں جماعت ایک

ہی طرح پر سوچنے اور عمل کرنے لگتی ہے اور خلیفۂ وقت کی آواز پہنچنے اور اس پر عمل درآمد میں کوئی وقفہ یا دیر نہیں ہوتی۔ MTA نے جماعت کے اندر وحدت خیال اور وحدت عمل پیدا کرنے میں ایک زبردست کردار ادا کیا ہے۔ یہ کردار صرف اندرون جماعت تک محدود نہیں بلکہ بیرون جماعت تک ممتد ہے۔ مختلف ملکوں، مختلف قومیتوں کے لوگ، مختلف زبانیں جاننے والے بھی ہمارے پروگرام سنتے ہیں اور اُن کی سوچیں بھی ہماری سوچوں سے ہم آہنگ ہو رہی ہیں تو (ملتِ) واحدہ بننے کا عمل صرف اندرون جماعت ہی جاری نہیں۔ بیرون جماعت بھی جاری ہے اور حضور رحمہ اللہ کے خطابات اور بالخصوص سوال جواب کی مجالس نے نیشنلزم اور انٹرنیشنلزم کے درمیان توازن قائم کرنے کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔

بچوں کے پروگرام کے ذریعہ بچے ایک لڑی میں منسلک ہو رہے ہیں۔ خواتین کے پروگراموں کے ذریعہ عورتوں کی سوچیں جماعتی نہج پر آگئی ہیں۔ غرضیکہ ایک بین الاقوامی انقلاب ہے جو MTA کے ذریعہ برپا ہو رہا ہے۔

MTA حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ ہے۔

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

❀❀❀

گاتے رہے توحید کے نغمات مسلسل

ہنستے ہوئے سہتے رہے صدمات مسلسل
گاتے رہے توحید کے نغمات مسلسل

اک دھن تھی محمدؐ کا رہے نام ہمیشہ
دیتے رہے دن رات ہدایات مسلسل

ہر صبح نئی صبح تھی، ہر شام نئی شام
ہر لحظہ ہر اک آن کرامات مسلسل

وہ فضلِ خداوند سے نصرت کے امیں تھے
بوتے رہے ہر ملک میں باغات مسلسل

جولائی میں، ہر سال ہوا جشنِ بہاراں
اللہ کی رحمت کی یہ برسات مسلسل

گرمی ہو کہ سردی ہو کہ طوفانی ہوائیں
ہر جمعہ کو دیتے رہے خطبات مسلسل

روحانی خزائن کے معلم تھے وہ یکسر
ملتی رہی طاہر سے یہ سوغات مسلسل

مسرور ہمیں بخشا جو طاہر لیا ہم سے
احمدؑ کے غلاموں پہ عنایات مسلسل

(قریشی فائق محی الدین۔ کراچی)

★★★★★

یہ محبتوں کے نصیب ہیں

ادارہ 'خالد' کے انٹرویو پینل نے مکرمہ و محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یادوں کے حوالے سے ایک انٹرویو کیا جو احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس دن یہاں سے ہجرت کی ہے اُسی دن صبح کی بات ہے۔ میں نہ پوری طرح سو رہی ہوں اور نہ جاگ رہی ہوں ایک نیم خوابی کی کیفیت ہے اور مَیں کہہ رہی ہوں۔ "یہ ذوالنون ہیں یہ ذوالنون ہیں"۔ میں نے آنکھ کھولی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مَیں یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق کہہ رہی ہوں، لیکن مجھے اس کی کچھ سمجھ نہ آئی۔ مَیں نے ملک سیف الرحمٰن صاحب کو فون کیا اور ان سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد حضرت صاحب ہی ہیں۔

OOO

حضرت صاحب بچپن میں بے حد شرارتیں کیا کرتے تھے۔ باجی امۃ القیوم کہتی ہیں کہ حضرت صاحب بچپن میں بہت موٹے ہوتے تھے تو مَیں آپ کو پکڑ لیا کرتی تھی اور چھیڑا کرتی تھی کہ طاری جی! تم دُبلے کیوں ہو؟ تو کہتے کہ "شہر کے اندیشہ میں"۔ باجی کہتی تھیں کہ جب آپ خلیفہ بنے تو میں نے ان کو لکھا کہ پہلے تم صرف شہر کے اندیشہ میں دبلے تھے اب تم پر ساری دنیا کا اندیشہ پڑ گیا ہے۔

OOO

ایک دفعہ کوئی صاحب حضرت ابا جان کو ملنے کے لئے آ رہے تھے۔ ابا جان کو اندازہ تھا کہ طاہر شرارتیں کرتے ہیں تو ابا جان نے منع کیا کہ یہ اندر نہ آئیں۔ ابا جان کہتے ہیں کہ مَیں بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایک دم وہ آدمی کروٹیں بدلنے لگ گیا۔ کبھی اِدھر منہ کرے کبھی اُدھر، سمجھ نہ آئے کیا ہوا۔ دیکھا تو طاہر سامنے دروازے سے جھانک کر اُن کی نقلیں اُتار رہے تھے۔ ابا جان نے کہا کہ طاہر! جاؤ باہر۔ خیر چلے گئے چپ کر کے۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہ آدمی کروٹیں بدلنے لگا۔ دیکھا تو صوفہ پر کرسی کے ساتھ بیٹھے ہوئے طاہر ہی اس کی نقلیں اتار رہے تھے۔ پھر ابا جان نے عبدالاحد خان کو بلایا اور کہا کہ طاری کو کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں سے یہ نقلیں نہ اُتار سکیں۔ انہوں نے چھت پر لے جا کر کمرہ میں بند کر دیا۔ کہتے ہیں دیکھا تو روشندان سے جھانک کر

ان کی نقلیں اُتار رہے تھے۔ عبدالاحد خان کہتے ہیں کہ بمشکل مَیں نے اپنی ہنسی روکی کہ یہ تو قابو آنے والا نہیں۔

OOO

حضرت صاحبؒ کو نمازوں کا بچپن ہی سے بے حد شوق تھا۔ ہمیشہ بیت الذکر میں باجماعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔کبھی کبھار احمد نگر سے جب دیر ہو جاتی اور بیت الذکر میں نماز ہو چکی ہوتی تو میرے گھر آ جاتے۔ یہاں سب کو اکٹھا کر کے باجماعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔

OOO

ابا جان کا احترام بہت زیادہ تھا۔ ڈر بھی تھا اور احترام بھی۔ کوئی بات ابا جان کہہ دیں مجال ہے جو کبھی نافرمانی کی ہو یا انکار کیا ہو۔

حضرت اُم طاہر ان کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دیتی تھیں۔ غلطی کرتے تو ڈانٹتی بھی تھیں۔ یہ نہیں تھا کہ ایک ہی بیٹا ہے تو کچھ نہ کہا۔

OOO

سفروں میں ہم ابا جان کے ساتھ ہی جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے کہ امرتسر میں کوئی چاولہ تھا۔ وہ ایک دوسیٹر (Two Seater) جہاز قادیان لایا تھا۔ ابا جان نے بچوں کو اس جہاز کی سیر کروائی۔ اور ہر دفعہ ایک بچے کے ساتھ ایک بڑے کو بٹھاتے تھے۔ حضرت صاحب کے ساتھ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بٹھایا تھا۔ حضرت صاحب نیچے اُترے تو ابا جان نے پوچھا۔ طاری! تم نے کیا دیکھا۔ تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے حضور! انہوں نے تو بڑی عجیب بات دیکھی۔ انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے آئے ہیں اور آ کے کہتے ہیں کہ نماز پڑھائیں اور انہوں نے اُن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے۔ ابا جان نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ ایسی بات بچوں کے سامنے نہیں کیا کرتے۔

OOO

حضرت صاحبؒ کی سب سے اچھی بات جو مجھے لگتی تھی وہ یہ تھی کہ ان میں ہمدردی بہت زیادہ تھی۔ سب رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ بے تکلفی اور دوستی کے ساتھ ساتھ احترام کو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ بڑوں کا احترام کرتے تھے اور چھوٹوں کے ساتھ بہت زیادہ بے تکلفی ہوتی تھی۔

OOO

ہماری تعلیم کے لئے ابا جان نے ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اتالیق کو مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ ہم سب بہن بھائیوں کو بیت مبارک (قادیان) میں پڑھایا کرتے تھے۔ ہم چوتھی جماعت میں سکول داخل ہوئے تھے۔

ہمارے ابا جان بہت زیادہ سادگی پسند تھے۔ آگے ابا جان کی اولاد میں بھی اکثریت سادہ طبیعت ہی تھے۔ اُمی

خود بھی بہت سادہ تھیں۔ اپنے لئے بھی بہت کپڑے نہیں بناتی تھیں اور نہ ہی ہمارے لئے۔ بس دو چار جوڑے ہوتے تھے۔

OOO

حضرت صاحب رحمہ اللہ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا لیکن کورس کی کتابیں پڑھنے کا اتنا شوق نہیں تھا۔ گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں بہت پڑھتے تھے۔ اُمی کو شدید خواہش تھی کہ آپؒ ڈاکٹر بنیں۔ حضرت صاحب کو بھی اُمی کی خواہش کے احترام میں میڈیکل کا شوق تو تھا لیکن نمبر اتنے اچھے نہیں آتے تھے اس لئے میڈیکل میں داخلہ نہ مل سکا۔ پھر حضرت صاحبؒ نے ہومیوپیتھی کی پریکٹس شروع کر دی۔ اس طرح اُمی کی خواہش بھی پوری کر دی۔

OOO

حضرت صاحب رحمہ اللہ گھر پر ہی لوگوں کو دوائیاں دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جلسہ کے دن تھے۔ جلسہ کے تیسرے دن ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جو چھ گھنٹے کی ہو کر فوت ہو گئی (یہ بچی عزیزہ مونا سے چھوٹی تھی)۔ آپؒ اس وقت جلسہ کی ڈیوٹی میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے آئے، بچی کو دیکھا اور پھر چلے گئے۔

اگلے دن جلسہ تو ختم ہو چکا تھا لیکن دور دراز دیہات سے آئے ہوئے لوگ صبح فجر کے فوراً بعد ہی دوائیاں لینے کے لئے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ آپؒ ان کو دوائیاں دیتے رہے یہاں تک کہ گیارہ بج گئے۔ بھائی منصور بڑے غصہ میں آئے اور کہا کہ آپ اِدھر دوائیاں دے رہے ہیں اُدھر حضرت صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) جنازہ کے لئے کھڑے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر منصور بھائی نے لوگوں کو ڈانٹا کہ تم لوگوں کو ذرا خیال نہیں کہ اس کی بیٹی کا جنازہ پڑا ہے اور تم بیٹھے ہو۔ لوگ سخت شرمندہ ہوئے کہ ہمیں تو انہوں نے بتایا ہی نہیں۔ آپؒ نے بھائی منصور سے کہا کہ بھائی! یہ لوگ اتنی دور سے سال میں ایک دفعہ آتے ہیں۔ ابھی دوائیاں نہیں لے کر جائیں گے تو پھر کس وقت آئیں گے۔ دوبارہ آنا ان کے لئے مشکل ہوتا ہے اس لئے ان کو دوائیاں دے رہا ہوں۔ خیر جب آپؒ نے یہ سنا کہ حضور انتظار کر رہے ہیں تو فوراً چھوڑ کر چلے گئے۔

OOO

حضرت صاحب رحمہ اللہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے بھی بہت محبت اور احترام کا تعلق تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اسلام آباد میں بیمار ہوئے تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اسلام آباد آ گئے اور بیت الفضل جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیمار تھے وہیں قیام پذیر ہو گئے اور گھر سے کہیں باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں حضور کو ضرورت پڑے اور وہ وہاں موجود نہ ہوں۔

نیچے گیسٹ ہاؤس میں ایک ڈرائنگ روم تھا۔ اس میں باوجود شدید گرمی کے کونے میں ایک دری بچھا کے اس پر پڑے رہتے تھے۔ اور کہیں جاتے نہیں تھے اس خیال سے کہ کہیں حضور (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) کو کوئی ضرورت پڑے اور میں نہ ہوں۔

اس لئے آپؒ وہیں رہتے اور کھانے پینے کا بھی کوئی ہوش نہ رہتا تھا۔ میری بھانجی روفی (امۃ الرؤف) نے کہا کہ خالہ! ماموں کو کھانا وغیرہ تو دے دیا کریں۔ ماموں بھوکے رہتے ہیں اور کوئی کھانے کا پوچھتا نہیں۔ حضور رحمہ اللہ نے کھانے کے لئے بھی کبھی نہیں کہا۔ کھانا رکھا ہو تو کچھ کھالیا ورنہ چپ کر کے بیٹھے رہے۔

OOO

حضرتؒ صاحب میں مہمان نوازی کی صفت بہت زیادہ پائی جاتی تھی۔ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ ہنسا کرتی تھیں کہ مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی اسٹیشن پر مقرر کیا ہوا ہے اور ایک بس کے اڈے پر کہ کوئی بھی مہمان آئے تو اسے گھر لے آؤ۔ بے حد مہمان نواز تھے۔

OOO

حضرت صاحبؒ کے خلیفہ بننے کے بعد ایک دم عجیب قسم کا رعب دل میں بیٹھ گیا اور اس قدر حجاب ہو گیا تھا کہ میں نے کبھی خود حضور کو مخاطب نہیں کیا تھا۔ حضرت صاحب بات کرتے تو میں جواب دیتی ورنہ پہلے تو ہماری لڑائی ہوا کرتی تھی۔

عید وغیرہ کے موقعوں پر بھی حضورؒ ہمیشہ ہمیں یاد رکھتے تھے۔ لندن جا کر تو باقاعدہ عیدی آتی تھی۔ پہلے عید پر حضورؒ دس ہزار روپے بھیجا کرتے تھے۔ پھر غلام قادر کی راہ مولیٰ میں قربانی کے بعد پانچ پانچ ہزار ہم دونوں (میرے اور غلام قادر صاحب کی اہلیہ امۃ الناصر نصرت صاحبہ) میں تقسیم کر دیا۔ میں حضرت صاحب کی عیدی رکھ لیا کرتی تھی اور خرچ نہیں کرتی تھی کہ جب نئی عیدی آئے گی تو پھر خرچ کروں گی۔ اب آخری عیدی میں نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔

OOO

حضرت صاحب رحمہ اللہ گھر کے کام کاج بھی خود کر لیا کرتے تھے۔ ناشتہ بھی خود بناتے تھے۔ آصفہ بیمار تھیں اس لئے جلدی لیٹ جاتی تھیں۔ بچے چھوٹے تھے۔ حضورؒ باہر سے آیا کرتے تھے۔ خود کچن میں جاتے کھانا گرم کیا اور کچن ہی میں چند نوالے لے لیے پانی پیا اور چلے گئے۔ اسی طرح اور بھی چھوٹے چھوٹے کئی کام گھر کے خود ہی کیا کرتے تھے۔ مہمان آتے تو آصفہ کو نہیں جگاتے تھے کہ بیمار ہیں شوگر ہے خود مہمانوں کے لئے کام کرتے تھے۔ اس وقت روٹی پکانی نہیں آتی تھی اس لئے روٹی بی بی امۃ الحکیم کے گھر سے لے آیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کھانے کی بہت سی چیزیں خود بناتے تھے۔ آئس کریم

بڑے شوق سے بناتے تھے۔ مچھلی بناتے تھے۔ پکوڑوں کا بھی شوق تھا۔

OOO

جرمنی میں ایک مربی سلسلہ کی بیوی کے ہاتھ کی بنی ہوئی مچھلی حضور کو بہت پسند تھی۔ ایک دفعہ مجھے کہتے ہیں وہ آئی ہوئی ہیں۔ مَیں مچھلی بنواتا ہوں دیکھیں تم پسند کرتی ہو کہ نہیں۔ جب وہ مچھلی تیار کرنے لگیں تو مَیں ان کے پاس کھڑی ہوگئی کہ دیکھوں کیسے اتنی مزیدار مچھلی بناتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ میں نے مچھلی بنانی سیکھ لی ہے۔ حضرت صاحب نے کہا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اچھا مَیں تمہارا امتحان لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے تین چار کلو مچھلی منگوالی۔ میری تو جان نکل گئی کہ ابھی تو صرف دیکھا ہی ہے۔ خیر پھر مَیں نے بنا کر بھیجی تو کھانے کے کمرے سے حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم پاس ہوگئی ہو امتحان میں۔

OOO

بچپن میں حضرت صاحب شکار کے بہت شوقین تھے اور بہت زیادہ نڈر اور بہادر تھے۔ ایک دفعہ آپؒ ڈلہوزی میں شیر کا شکار کرنے کے لئے نکل گئے اور بہت دیر تک شیر کو تلاش کرتے رہے، مگر شیر نہ ملا۔ ہمیں جب پتہ چلا تو ہم نے شکر کیا کہ شیر نہیں ملا ورنہ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جاتا۔ لیکن آپ کو ذرا بھی خوف یا ڈر نہ تھا۔
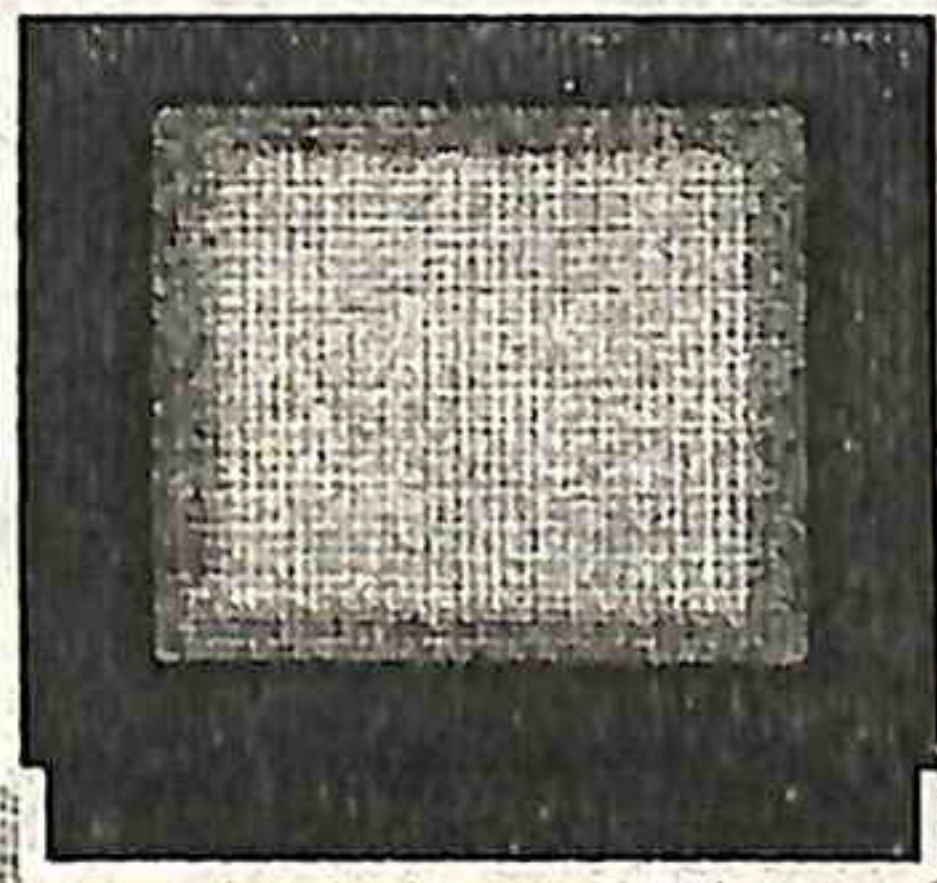
آنکھیں ساون برساتی ہیں

(مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب)

تم نے تھا کہا متوالوں سے ہم آن ملیں گے صبر کرو
جب دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

جب آمنے سامنے بیٹھیں گے تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی اور پیاس بجھے گی برسوں کی

ہم دور دور کے دیسوں سے اب قافلہ قافلہ آئے ہیں
تم چھوڑ کے ہم کو جا بھی چکے ہو تھکن اتارنے برسوں کی

ان عشق و وفا کے کھیتوں میں ہم رخصت کرنے آئے ہیں
آنکھیں ساون برساتی ہیں تری ایک جھلک کے ترسوں کی

تم علم کا ایک خزانہ تھے، دنیا کی ساری قوموں کو
قرآں کے معارف سکھلائے، کیا بات تمہارے درسوں کی

تم پیار سے آن کے بیٹھتے تھے اپنے عشاق کی مجلس میں
یہ اتنی دیر کی بات نہیں، یہ بات ہے کل یا پرسوں کی

تم بات کے سب سے سچے تھے اور وعدے کے سب سے پکے
پر رب کی مرضی غالب ہے، کیا مرضی دید کے ترسوں کی

جا! پیار محبت بانٹنے والے اپنے رب کے پیار میں رہ
ہم کو تو اب یہ کاٹنی ہیں محرومیاں لمبے عرصوں کی

****

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق

میری یادیں

(مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان)

ہم عمری کے لحاظ سے بچپن میں ہمارا اکثر وقت اکٹھے گزرا جس میں بچپن کی کھیلیں، شرارتیں اور ہلکے پھلکے واقعات آج تک یاد ہیں۔ جہاں تک حضور رحمہ اللہ کا سوال ہے آپ بچپن سے ہی محنتی، جفاکش، جسمانی ورزش کرنے والے، مضبوط اعصاب والے اور مختلف کھیلوں میں حصہ لینے والے تھے۔

پرائمری تک ہم بھائیوں کی تعلیم تو ایک ہی سکول، ٹی آئی سکول میں ہوئی۔ بعد میں خاکسار کو مدرسہ احمدیہ میں اور حضور رحمہ اللہ کو ٹی آئی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ بچپن میں ہی ابا جان (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کے خاص ارشاد پر خاکسار کو اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو غلام رسول صاحب افغان کے ذریعہ فن تجوید سکھایا گیا۔ چنانچہ کئی ماہ تک ہم نے ساتھ ساتھ اسے سیکھا۔ بیت المبارک میں ہم نے خان صاحب سے قرآن کریم تجوید سے سیکھا۔ چنانچہ اسی کا اثر ہے کہ بعد میں خاکسار کو بھی صحیح رنگ میں قرآن مجید کا تلفظ ادا کرنے کی توفیق ملی۔

بچپن میں کئی مرتبہ ہم لوگ پرندوں اور دریائی پرندوں کے شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہم دونوں ابا جان کے ہمراہ دریائے بیاس پر دریائی پرندوں کے شکار کے لئے گئے اور چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر دریا کے کنارے پر بنے ہوئے آبی پرندوں کے گھونسلوں کو تلاش کرنے لگے۔ ابا جان نے دو مگوں پر فائر کیا جن میں سے ایک گر گیا اور ایک زخمی ہو گیا۔ ابا جان نے مجھے اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو انہیں لانے کی ہدایت فرمائی۔

آپ کی طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ ربوہ میں باقاعدہ سائیکل سواری کیا کرتے تھے۔.... سندھ میں حضورؒ میاں انور احمد صاحب اور خاکسار کو ابا جان کے ہمراہ ایک مرتبہ زمینوں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں وہاں گھوڑے نہیں بلکہ خچروں اور گدھوں کا استعمال ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم دونوں گدھوں پر بیٹھ گئے اور ان کو تیز بھگانے کے لئے کافی ایڑیاں لگائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بدک گئے اور ہمیں نیچے گرا دیا۔

کوٹھی دارالحمد میں ابا جان کی گھوڑیاں ہوتی تھیں مجھے یاد ہے جب حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب قادیان آتے تو وہ بھی گھڑ سواری کرتے تھے۔ ہم لوگ بعض دفعہ قادیان کے قریبی گاؤں تغلوال تک گھوڑوں پر

چلے جاتے تھے۔ حضرت ام طاہر صاحبہ کو بچپن میں اپنے ننھیال میں گھڑسواری کا بہت شوق تھا۔

حضرت ام طاہر اپنی بیماری کے وقت میڈیکل کالج لاہور کے کرنل ہیز کے زیر علاج تھیں۔ اس سلسلہ میں لمبا عرصہ لاہور میں قیام رہا۔ ان کے لئے باقاعدہ دعاؤں کے اعلان ہوتے رہے۔ حضور کا ان دنوں میٹرک کا امتحان ہونے والا تھا۔....

بہرحال خدائی تقدیر کے مطابق آپ کی وفات ہوئی آپ کا جنازہ قادیان لایا گیا اور حضرت ام طاہر صاحبہ کے مکان کے نچلے برآمدہ میں مغربی جانب رکھا گیا۔ تدفین کے لئے لے جانے لگے تو خاندان کے سارے افراد جو موجود تھے سب نے یکے بعد دیگرے مرحومہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا۔

حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کی وفات کے بعد ابا جان نے حضرت سیدہ مہر آپا مرحومہ سے شادی کی، چونکہ ان سے کوئی اولاد نہ تھی حضورؒ نے ابا جان کی وفات کے بعد حضرت سیدہ مہر آپا کا بہت خیال رکھا۔

حضور جب قادیان تشریف لائے تو خواہش تھی کہ اس کمرے میں ٹھہریں گے جہاں آپ کی والدہ محترمہ اور ابا جان کا قیام ہوتا تھا۔ میری بیوی امۃ القدوس بیگم نے کمرہ کی مناسبت سے حضورؒ کے پلنگ کو سیٹ کیا لیکن جب تشریف لائے تو فرمایا جہاں ابا جان اور امی کا بستر ہوتا تھا وہیں بچھائیں۔

جب قادیان تشریف لائے تو گھر میں فوٹو کھینچا گیا۔ اس میں میری بچیاں اور حضورؒ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔ میں قادیان میں موجود تھا لیکن کاموں کی وجہ سے شامل نہ ہوسکا اور حضور رحمہ اللہ کی بیگم صاحبہ اپنی بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہوسکیں۔ چنانچہ لندن جاکر جب حضورؒ نے وہ فوٹو بھیجا تو اس فوٹو پر نوٹ دیا کہ اس میں نہ آصفہ ہیں اور نہ بھائی وسیم اور نوٹ دیا کہ آئندہ پھر کبھی۔ جب حضورؒ کی وفات کے بعد لندن گیا ہوں تو فائزہ بیٹی کہتی تھیں کہ ابا جان کئی بار آپ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

مہاراجہ چنبہ کے چچا راجہ کیسری سنگھ کی درخواست پر بعض امور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ان کی بہت مدد کی تھی۔ ان کے دو بیٹے راجہ گلاب سنگھ اور راجہ شیر سنگھ حضورؒ کے بڑے بے تکلف دوست تھے۔ یہ دونوں بھائی تقسیم ملک سے پہلے ایک بار قادیان آئے تو ان کا قیام حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے گھر اور ان کا کھانا حضرت ام طاہر کے گھر پر ہوتا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد میرا بھی ان سے تعلق رہا۔ ان کی بچیوں کے میری بچیوں کے ساتھ بہت قریبی مراسم تھے۔ ان کی ایک بیٹی مالویکا مسز گووند پٹھانیہ آف جے سور ہماچل کی خواہش تھی کہ حضورؒ جب قادیان سے ڈلہوزی تشریف لائیں تو راستہ میں ان کے مکان بر مقام جے سور ضرور ٹھہریں لیکن بعض وجوہ کی

بناء پر حضور کا وہ سفر ملتوی ہو گیا تھا۔ البتہ دہلی میں حضورؒ راجہ گلاب سنگھ صاحب کے گھران کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ حضور سے ان کے اتنے قریبی تعلقات تھے کہ انہوں نے حضورؒ کی تصویر اپنے گھر میں لگائی ہوئی تھی اور ڈش پر حضورؒ کے خطبات سنتے تھے۔

حضورؒ بڑے مہمان نواز تھے۔ ربوہ میں جب حضور کا اپنا مکان بن گیا تو سلسلہ کے اکثر بزرگوں اور احباب کو مدعو کرتے رہتے تھے۔ خاکسار جب بھی ربوہ جاتا تو بعض دفعہ علمی مجالس میں شمولیت کی توفیق بھی ملتی تھی۔

ایک معاملہ میں حضور نے خاکسار کی اس طرح تربیت فرمائی کہ خاکسار نے ایک دوست سے خواہش کی کہ فلاں چیز میں خریدنا چاہتا ہوں وہ لے آئیں، جب وہ لے آئے تو انہوں نے اس کی قیمت وصول نہ کی اور تحفۃً دینی چاہی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود کا طریق تو یہ تھا کہ اگر کسی کو کوئی چیز لانے کے لئے کہتے اور وہ آپ کی خواہش پر وہ چیز لاتا تو ایسی چیز کو آپ تحفہ کے طور پر قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی قیمت ادا کر کے وصول کرتے۔

حضور کی طبیعت میں مزاح کا مادہ بہت تھا۔ ایک بار حضور کی بہن امۃ الحکیم بیگم صاحبہ نے دعوت کی تو ناریل کی بنی ہوئی ایک مٹھائی جو ناریل اور سوجی سے بنتی ہے اور اگر قوام صحیح نہ ہو تو سخت ہو جاتی ہے۔ وہ مٹھائی میری بیٹی امۃ الرؤوف نے توڑنے کی کوشش کی، توڑ نہ سکی۔ وہ مٹھائی امۃ الرؤوف کے دانتوں ہی میں تھی کہ حضور نے اپنا ایک ہاتھ اوپر سر پر ایک ہاتھ نیچے ٹھوڑی میں رکھ کر فرمایا کہ اگر یہ اس طرح دبایا جائے تو ٹوٹ سکتی ہے۔

یادوں کا ہجوم تو بہت ہے لیکن اس موقع پر اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں حضور رحمہ اللہ کے مقاصد کو آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

(ہفت روزہ بدر قادیان ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۰۳ء)

وہ روشن چاند چہرہ چھپ گیا ہے

شکایت ہے نہ کچھ تم سے گلا ہے
جو مولیٰ کی رضا، اپنی رضا ہے
تمہیں دل میں بسانے کا صلہ ہے
تمہیں پایا، خدا کو پا لیا ہے
نئی دنیا بسانے کی طلب میں
وہ روشن چاند چہرہ چھپ گیا ہے
بچھڑنے کی ادا کتنی حسیں ہے
وصالِ یار کا کیا مرحلہ ہے
وہ محفل، عالمِ بالا کی محفل
جہاں تجھ سا کرم فرما گیا ہے
ہم آئیں گے تری محفل میں آقا!
ہمارے دل میں بھی ذوقِ لقا ہے

(محمد آصف عدیم)

داغ ہجرت

ربوہ سے روانگی

مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب، امیر جماعت احمدیہ لاہور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ربوہ سے ہجرت کے وقت حضور رحمہ اللہ کے ساتھ لندن تک کا سفر کیا۔ ادارہ 'خالد' کی طرف سے مکرم حافظ راشد جاوید صاحب اور مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب نے اس سفر ہجرت کے بارے میں آپ سے ایک انٹرویو لیا۔ اس سفر کی روداد سیدنا طاہر نمبرؒ کے قارئین کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے نتیجہ میں حضور کی یہاں سے روانگی ہوئی۔ اس سے قبل کچھ عرصہ سے جماعت کو احساس تھا اور یقیناً حضور کو بھی احساس تھا کہ حکومت کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ بہت سے اجلاس ہوا کرتے تھے جن میں مختلف پہلوؤں پر غور کیا جاتا تھا اور وکلاء کے ساتھ مشورہ کیا جاتا تھا۔ ۲۵ راپریل کو مجھے حضور کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ کچھ وکلاء کراچی سے ربوہ آئے ہوئے ہیں وہ شام کو لاہور آجائیں گے۔ آپ ان وکلاء کا اپنے گھر میں انتظام کرلیں اور وہ جو بات کریں آپ ان سے مشورہ کرنے کے بعد ربوہ آکر اس کی تفصیل پیش کریں۔

اس کے لئے میں نے وکلاء کو گھر بلالیا ان میں وحید سلیم صاحب اور حمید اسلم قریشی صاحب تھے۔ بعض اور دوست بھی تھے جن کے نام اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں۔ یہ جو کراچی سے دوست آئے تھے یہ ربوہ سے لاہور کوئی دس گیارہ بجے کے قریب پہنچے۔ ان کے آنے کے بعد ان کے ساتھ مشورہ ہوتا رہا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان خطوط پر، جن پر بعد میں یہ قانون بنا ہے، کچھ قانون سازی کی جارہی ہے۔ مگر بعد کے حالات سے پتا چلا کہ ان کو جس نے بھی اطلاع دی تھی اس نے تو کہا تھا کہ قانون سازی کی جارہی ہے لیکن عملاً قانون سازی ہوچکی تھی۔ بعد میں ۲۶ راپریل کی صبح فجر کی نماز کے وقت یا تھوڑی دیر بعد میں ان وکلاء کے ساتھ ربوہ پہنچ گیا اور وہاں حضور سے ملاقات ہوئی۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم لاہور واپس چلے جاؤ اور امراء کا ایک اجلاس ۲۷ راپریل بروز جمعہ لاہور میں بلاؤ۔ چنانچہ میں ۲۶ راپریل کو ہی لاہور واپس

آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے تمام امراء کو اطلاع کروانے کا انتظام کیا اور شام کو مجلس عاملہ کا ایک اجلاس کیا تا کہ امراء کے آنے پر ان کی رہائش وغیرہ کے انتظامات کئے جاسکیں۔ اسی دوران میرا بیٹا مصطفیٰ نصر اللہ خان آیا اور اس نے آ کر مجھ سے کہا کہ وہ قانون تو بن گیا ہے جس کے متعلق آپ بات کر رہے ہیں۔ (وہ بچہ چونکہ گھر میں تھا اور ٹی وی وغیرہ دیکھ رہا تھا تو اس نے ٹی وی پر سنا۔ اس نے کہا کہ میں فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر رابطہ نہیں ہوسکا تھا)۔ اسی وقت مَیں ربوہ چلا گیا جہاں پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بھی سب امراء کو یہاں سے اطلاع کروا رہا ہوں اور تم بھی لاہور جا کر وہاں سے اطلاع کروادو کہ لاہور آنے کی بجائے اب وہ ربوہ آ جائیں۔

وہ قانون تو بن گیا تھا اس لئے اب اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ لوگ اکٹھے ہوں۔ اس طرح ۲۶ر اپریل کو میں واپس لاہور آ گیا۔ ۲۷ر اپریل کو جو بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دی تھیں ان پر کام کرتا رہا۔ اطلاعات کرتا رہا اور یہ کہ اگر کوئی اتفاق سے چل پڑا ہو اور یہاں لاہور آ جائے تو اسے ربوہ پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح جو دوست کراچی وغیرہ سے آ رہے تھے ان کو بھی ربوہ پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ جمعہ کے دن بہت سے دوستوں کو میں نے یہاں سے بھجوایا اور بہت سے باہر سے آئے تھے ان کا انتظام کیا۔ لیکن میں خود جمعہ کے وقت ربوہ میں موجود نہیں تھا۔ میں جمعہ کو ربوہ بعد دوپہر پہنچا ہوں۔

اس دن مختلف کاموں کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی گئی تھیں ان کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس قانون کے تحت پکڑ دھکڑ کریں اور جماعت کے کام کو روکنے کی کوشش کریں تو اس صورت میں کیا طریقہ کار ہوگا۔ تین کمیٹیاں تھیں جن میں میرا نام رکھا گیا تھا۔ ان میں سے ایک کمیٹی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر کے متعلق تھی جس کے آٹھ نو یا شاید زیادہ ممبر تھے۔ اس کمیٹی کا اجلاس صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے زیر صدارت ہو رہا تھا۔ اس میں کافی تجاویز آئیں۔ جب کافی وقت گذر گیا تو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے کوئی بات نہیں کی خاموش بیٹھے ہو۔ تو میں نے عرض کیا کہ میرے خیال میں جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کا فکر اور فہم برابر ہے ان میں سے جس کسی کے سپرد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ربوہ سے کراچی سفر کے انتظامات کئے جائیں تو وہ کر لے گا۔ اس پر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ کی ذمہ داری ہے۔

۲۸ر اپریل بروز ہفتہ کی صبح کو پھر ربوہ میں ایک اجلاس ہوا۔ سارے امراء اور دوسری شخصیات اس میں شامل ہوئیں اور اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ حضور انگلستان تشریف لے جائیں۔ اس اجلاس میں مَیں بھی موجود تھا

اور اس سے فارغ ہو کر میں لاہور آ گیا۔

پروگرام یہ تھا کہ انتیس اور تیس کی درمیانی رات کو سیٹوں کا انتظام مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر کراچی اور مکرم مسعود جہلمی صاحب (وکیل التبشیر) کریں گے۔ ربوہ سے لاہور مَیں اور چوہدری احمد مختار صاحب اکٹھے آئے۔ جب میں ربوہ میں ہی تھا تو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حضور استفسار فرما رہے ہیں کہ روانگی کا کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا آپ میری طرف سے حضور کی خدمت میں عرض کریں کہ حضور تیاری کیلئے کتنا وقت لیں گے کیونکہ مجھے اس وقت خود بھی معلوم نہیں کہ کب چلنا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ جلدی جانا ہوگا۔ اس پر حضور رحمہ اللہ کا پیغام ملا کہ دس منٹ۔

لاہور آ کر میں نے چند دوستوں کا انتظام کیا اور وہ انتظام یہ تھا کہ مختلف اوقات میں مختلف دوست میرے پاس آئیں اور یہاں سے ربوہ روانہ ہو جائیں تا کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے کا علم نہ ہو کہ کون کیوں اور کس کام سے جا رہا ہے۔ ان میں مکرم ادریس نصر اللہ خان صاحب، مکرم سردار سمیع صاحب، مکرم شیخ نعیم صاحب، مکرم شیخ بشیر احمد صاحب سمن آباد والے کے بیٹے عامر صاحب اور مکرم عیسیٰ درد صاحب شامل تھے مگر درد صاحب ناسازیٔ طبع کے باعث شامل نہ ہو سکے تو اس وقت شیخ مبشر احمد صاحب ماڈل ٹاؤن والے جو شیخ شفیع صاحب کے بیٹے ہیں ان کو شامل کیا گیا۔

پروگرام یہ بنایا تھا کہ مختلف اوقات میں یہ لوگ میرے پاس آ جائیں گے اور میں ان کو ربوہ بھجتا رہوں۔ ٹیلیفون کر کے میں صرف یہ کہتا تھا کہ ذرا کام سے جانا ہے تو کیا تم فلاں وقت آ سکتے ہو اور ایک جوڑا کپڑوں کا ساتھ لے آنا۔ مقصد میرا یہ ہوتا تھا کہ ان کو پتا ہو کہ ایک رات ان کو باہر ٹھہرنا ہوگا۔

پروگرام کے مطابق میں نے ان احباب کو بلایا۔ یہ دوست تین مختلف وقتوں میں میرے پاس آئے۔ مثلاً ایک رات کو دس بجے آیا دوسرا ساڑھے دس بجے اور تیسرا گیارہ بجے آیا۔ یہ دوست لاہور سے تھے۔ ان تینوں گاڑیوں کو تین مختلف جگہوں پر میں نے ربوہ میں بھجوا دیا کہ آپ وہاں جا کر آرام کریں۔ آگے جو بات ہوگی وہ مَیں ربوہ آ رہا ہوں آ کر بتاؤں گا۔

پھر میں خود رات کے اڑھائی پونے تین بجے ربوہ پہنچا۔ اُدھر میں نے مکرم ملک سلطان ہارون خان صاحب جو میری خالہ کے بیٹے ہیں ان کو بلایا ہوا تھا کہ وہ بھی ربوہ آ جائیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب والے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ نماز فجر کی اذان سے کوئی ۲۵ منٹ پہلے میں نے حضور کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ

ہم تیار ہیں۔ دس منٹ میں حضور اور بچے گاڑی میں آ گئے اور ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ اب چونکہ ادریس نصر اللہ کو پتا تھا کہ حضور نے جانا ہے اس لئے اس کی گاڑی بھی وہیں تھی۔ چنانچہ دو گاڑیاں اکٹھی نکلیں۔ جو باقی گاڑیاں تھیں ان کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ فلاں وقت پر روانہ ہونا ہے یہاں سے اور فلاں سڑک پر آنا ہے اور جب میری گاڑی آپ کی گاڑی کو کراس کرے تو آپ میری گاڑی کے پیچھے پیچھے آ جائیں یعنی گاڑیاں ربوہ سے اکٹھی نہیں نکلیں۔ اس طریقے سے وہاں سے روانگی ہوئی۔

ہم نے ربوہ سے سرگودھا روڈ پر سفر اختیار کیا اور کچھ سفر طے کرنے کے بعد جو سڑک بائیں مڑتی ہے اس کو اختیار کیا۔ یہ سڑک اس وقت نئی تعمیر ہوئی تھی۔

اس قافلے کی ایک گاڑی میں مَیں حضرت صاحب اور ان کی فیملی تھی۔ دوسری گاڑیوں میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم وقیع الزمان صاحب، ادریس نصر اللہ صاحب، شیخ مبشر صاحب، شیخ نعیم صاحب، شیخ عامر، سردار عبدالسمیع، ملک سلطان ہارون تھے۔ ایک گاڑی تحریک جدید کی تھی۔ جبکہ باقی لاہور کی گاڑیاں تھیں۔

پہلی گاڑی میں ادریس نصر اللہ تھے دوسری گاڑی جس میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما تھے اس کو میں ڈرائیو کر رہا تھا۔ حضور آگے میرے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ حضرت بیگم صاحبہ اور صاحبزادیاں پیچھے بیٹھیں تھیں۔

ربوہ سے نکلے تو اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان والے چوک میں ایک آدمی جو روایتی فقیروں کی طرح چوغہ پہنے اور کشکول ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوا تھا اور حضور رحمہ اللہ نے اشارہ کر کے مجھے اس کی طرف متوجہ کیا لیکن میں اس کو نہیں دیکھ سکا۔ بعد میں حضور رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ وہاں ایک فقیر بیٹھا ہوا تھا تم نے دیکھا؟ میں نے عرض کیا میں نہیں دیکھ سکا۔ اس وقت میں گاڑی چلا رہا تھا اس لئے اُس طرف میری توجہ نہیں تھی۔ لیکن راستہ میں جب دو یا تین آدمی کھڑے ہوئے نظر آئے جن کا وہی لباس تھا جو حضور رحمہ اللہ نے ربوہ میں دیکھا تھا تو مجھے کہا کہ اس قسم کا فقیر وہاں کھڑا تھا اور اس وقت میں نے یہ دیکھا کہ میرے آگے میرے بھائی ادریس نصر اللہ خان کی گاڑی تھی۔ وہ تھوڑا سا شیشہ کھولتے تھے اور اس میں سے ہر فقیر کو ایک نوٹ پانچ یا دس روپے کا دیتے۔ یہاں خدا تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوا کہ ہر دفعہ ہَوا کی وجہ سے نوٹ اڑ کر فقیر کے پیچھے جا گرتا۔ اب چونکہ انہوں نے فقیر کا روپ دھارا ہوا تھا اس لئے مجبوراً انہیں خود کو فقیر ظاہر کرنے کے لئے نوٹ اٹھانے کی غرض سے پیچھے مڑنا پڑتا۔ ان میں ہر فقیر جب پیچھے مڑتا تھا ہم گذر جاتے تھے۔ اس طرح یہ مرحلہ طے ہوا۔

ہم نے فجر کی نماز راستے میں پڑھی۔ اس کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذرا بلند اور رقت آمیز آواز میں

دعائیں کیں۔ سفر کا زیادہ وقت حضور زیر لب ذکر الٰہی اور دعائیں کرتے رہے۔

دوران سفر میں نے حضرت بیگم صاحبہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ چائے یا کافی وغیرہ موجود ہے؟ اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں ہاں چائے بھی ہے کافی بھی ہے اور بیگم صاحبہ سے چائے بنانے کے لئے کہا۔ چنانچہ بیگم صاحبہ نے چائے بنا کر پکڑائی۔ اسی وقت جھٹکا لگا تو تھوڑی سی چائے مجھ پر گر گئی۔ فوراً حضور فرمانے لگے تم جل تو نہیں گئے میں نے کہا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ بیگم صاحبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم مجھے پکڑاتی میں پکڑا دیتا۔

ہمارا پہلا قیام سکھر میں ہوا جہاں ہم دوپہر کے کھانے کیلئے شہر کے باہر نہر کے کنارے پر رُکے۔ پہلے سڑک سکھر شہر کے بیچ میں سے گذرا کرتی تھی لیکن اس وقت چونکہ بائی پاس بن چکا تھا اور وہ بائی پاس نہر کے پل سے گذرتا تھا اس لئے ہم وہاں رکے۔ جب ہم وہاں کھڑے تھے شیخ بشیر احمد صاحب کے بیٹے شیخ عامر صاحب گاڑی سے نکلے اور انہوں نے انگڑائی لی تو اس وقت ان کی نگاہ حضور رحمہ اللہ پر پڑی۔ میں نے ان سے پوچھا تو نہیں لیکن میرا تاثر یہ ہے کہ انہیں اُس وقت پتا لگا کہ حضرت صاحب ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ ان کے چہرے پر بڑی حیرانگی تھی۔

راستہ میں عموماً پولیس والے چیک کیا کرتے تھے۔ چیکنگ کے لئے بیریئر لگے ہوئے تھے۔ ادریس کی گاڑی مجھ سے آگے ہوتی تھی اس لئے تقریباً ہر دفعہ وہ اسے روک لیتے اور ان کی توجہ اُدھر ہوتی تھی۔ پیچھے میں زور سے اپنی گاڑی کا ہارن دیتا۔ عموماً افسر پیچھے کہیں بیٹھا ہوتا اور سپاہی وغیرہ چیک کیا کرتا تھا۔ میں زور زور سے ہارن دیتا اور افسر کی توجہ بھی ہماری طرف ہو جاتی تو سپاہی یہ سمجھتا کہ شاید یہ افسر کا جاننے والا ہے۔ چنانچہ وہ سپاہی ہمیں چیک کئے بغیر گذر جانے دیتا اور باقی گاڑیوں کو روک لیتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل رہا کہ جس گاڑی میں حضور رحمہ اللہ تھے اس کو کسی جگہ پر بھی کسی پولیس چیکنگ والے نے نہیں روکا۔ دوسری بات یہ کہ سارے سفر کے دوران حالانکہ میں دو تین دنوں سے جاگتا بھی رہا مجھے کسی قسم کی کوئی تھکان نہیں ہوئی اور نہ ہی میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ ہمیں اس سفر میں کوئی نقصان ہوگا اور ہم کراچی نہیں پہنچ سکیں گے۔

سکھر میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا قیام تھا جہاں ہم نے کھانا وغیرہ کھایا۔ کراچی والوں سے وہاں کا ٹائم سیٹ تھا لیکن وہ ہمارے بعد وہاں پہنچے۔ ان کا خیال تھا کہ قافلہ فجر کے بعد ربوہ سے چلے تو دوپہر کے وقت سکھر کیسے پہنچ سکتا ہے۔ ہمارے کھانا کھا لینے کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد کراچی والے پہنچے۔ ہماری رفتار الحمدللہ خاصی تیز رہی۔ اللہ کے فضل سے راستہ میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ نہ تو کوئی گاڑی خراب ہوئی اور نہ ہم بلاوجہ کسی جگہ رکے۔

کراچی کے امیر چوہدری احمد مختار صاحب اپنے قافلے کے ہمراہ ہمارے سکھر پہنچنے کے بعد وہاں پہنچے۔ ان کے پاس تین گاڑیاں تھیں اور ان کی معیت میں ہم کراچی روانہ

ہو گئے۔ سکھر سے کراچی تک کراچی والوں نے پائلٹ کیا۔

کراچی میں داخل ہونے سے پہلے ایک دفعہ رک کر وہاں ایک مختصر سا مشورہ ہوا کہ کراچی میں کیا طریقہ کار ہوگا کہاں جانا ہے۔ چنانچہ کراچی کے ایک گھر میں ہم ٹھہرے جو پہلے سے مقرر کیا گیا تھا۔

سکھر سے تین بجے کے قریب چلے اور کراچی رات گیارہ بجے گھر پر پہنچے۔ جہاں اتنا وقت مل گیا تھا کہ کھانا کھالیا جائے اور کپڑے تبدیل کر لئے جائیں۔ جن سے مشورہ کرنا تھا وہ بھی وہیں آ گئے تھے پھر وہاں سے سیدھے ائیر پورٹ چلے گئے۔

لندن کے سفر کے لئے KLM کا انتخاب کیا گیا۔ اس کی کئی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ KLM سے سفر کیا کرتے تھے۔ اور اس کی سروس کو پسند فرماتے تھے۔ KLM کے اس وقت کے افسران کے جماعت کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ چوہدری احمد مختار صاحب سے بعد میں کسی وقت گفتگو سے معلوم ہوا کہ KLM کے ڈچ افسر کو معلوم تھا کہ حضور اس سے سفر کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کا انتظام کر دیں گے اور ان کے پاس فرسٹ کلاس میں دو ہی سیٹیں تھیں۔ اس لئے سارا قافلہ اکٹھا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن یہ ایسے لوگ تھے جن پر اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

سفر کے دوران جو ائیر پورٹ پر واقعات ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو میرے علم میں ہیں وہ بیان کر دیتا ہوں۔

حضورؒ اور بیگم صاحبہ کا فرسٹ کلاس میں انتظام ہو گیا تھا اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دو بچیاں اور مکرم وقیع الزمان صاحب اور میرا انتظام اکانومی کلاس میں تھا۔ ائیر پورٹ پر اب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی روانگی کا آخری مرحلہ تھا۔ میں بکنگ کروانے کے بعد ویٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سول ایوی ایشن کے ایک واقف کار آ گئے اور کہا کہ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ باہر جا رہا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ میرے لائق کوئی خدمت؟ میں نے کہا کہ ہمارے حضرت صاحب جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب وہ سوار ہو جائیں تو تم یہاں آ کر باہر سے اشارہ کر دینا کہ وہ سوار ہو گئے ہیں تو مجھے اطمینان ہو جائے گا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ جب ہوائی جہاز کی روانگی کی اناؤنسمنٹ شروع ہوئی تو مکرم وقیع الزمان صاحب بچوں کو ساتھ لے کر جہاز میں چلے گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ چلیں میں ابھی آتا ہوں۔ میں وہیں لاؤنج میں بیٹھا اس آدمی کا انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد اس آدمی نے آ کر اشارہ کیا تو پھر میں بھی جہاز میں آ گیا۔ جہاز میں حضور رحمہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ فرسٹ کلاس کی سیٹ نمبر ایک اور دو پر تشریف فرما تھے۔

خدا کے فضل سے کراچی سے ایمسٹرڈیم تک کا سفر نہایت پرسکون گذرا اور دوران سفر کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ

ہوئی۔ جب ہم ایمسٹرڈیم پہنچے تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یہاں کی جماعت سے ملنا چاہتا ہوں۔ ہم نے چونکہ connecting فلائیٹ میں جانا تھا جو ایک گھنٹہ بعد جانی تھی۔ چنانچہ ملاقات کے لئے وقت کافی نہیں تھا۔ میں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گذارش کی کہ KLM کے ساتھ میں نے پہلے بھی سفر کیا ہوا ہے اس میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ اگر ہم ان سے یہ کہہ دیں کہ ہم تین گھنٹے بعد والی فلائیٹ میں جانا چاہتے ہیں تو وہ ہمیں اس میں لے جائیں گے۔ اس کے بعد ایمسٹرڈیم میں احباب جماعت سے ملاقات ہوئی اور سوال و جواب کی ایک مجلس ہوئی۔ آگے پھر لندن بھی KLM کے ذریعہ ہی گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ٹھیک ہو گیا اور ۳۰ر اپریل ۱۹۸۴ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بخیریت لندن پہنچ گئے۔

مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے بعد میں بتایا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لندن پہنچ جانے کے بعد گورنر پنجاب کی طرف سے مجھے فون آیا۔ اس نے کہا کہ میں Head of the community سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ اس وقت تو یہاں میں ہی ہوں۔ اس پر گورنر صاحب نے کہا کہ نہیں ہم خلیفہ صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ پھر آپ لندن بات کریں۔

❖❖❖❖❖

اے تیز پا! اے عہد کے مردِ خدا! سلام

سورج تھا، کہکشاؤں کے جھرمٹ قریب تھے
تو تھا تو آسمان کے نقشے عجیب تھے

اِک روشنی تھی رتجگوں سے ہمکلام تھی
اِک حُسن جلوہ گر تھا اور جلوے عجیب تھے

آنکھیں تھیں اور دائرہ تھا ماہتاب کا
اُس کی لپک تھی اور ہم اُس کے قریب تھے

اُس کی کشش میں تھے جو زمانے کے نقش تھے
اور مہر و ماہتاب بھی اس کے نقیب تھے

سارے چمن کو ایک ہی صورت سے ربط تھا
وہ شخص اک گلاب تھا ہم عندلیب تھے

کس کو خبر تھی ہم سے تو بچھڑے گا اُن دنوں
جب تیرے لوٹ آنے کے دن بھی قریب تھے

پاؤں تلے زمین تھی نہ سر پہ آسمان
فرقت کی اُس گھڑی میں ہم کتنے غریب تھے

ڈوبا ہوا تھا ہجر نصیبوں کا آفتاب
اور اُس کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے حبیب تھے

اے تیز پا! اے عہد کے مردِ خدا! سلام
ہم تجھ سے فیض یاب تھے ہم خوش نصیب تھے

(ناصر احمد سید)

✿✿✿

داغ ہجرت

لندن آمد

(مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام بیت الفضل لندن)

ہر انسان کی زندگی میں کچھ ایسے دن آتے ہیں جو کبھی بھلائے نہیں جاسکتے۔ وقت گزرنے کے باوجود ان کی یاد تازہ رہتی ہے اور ان کی تفاصیل ذہن پر کچھ ایسے نقش ہوجاتی ہیں کہ جیسے پتھر پر کوئی تحریر کندہ کردی گئی ہو۔ میں اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو ایسے ناقابل فراموش تاریخی دنوں میں سے ایک دن ۳۰؍اپریل ۱۹۸۴ء کا ہے، جس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے۔ یہ سوموار کا دن تھا۔ یہ دن نہ صرف میرے لئے ایک بہت ہی یادگار دن تھا بلکہ تاریخ احمدیت میں ایک ایسا تاریخی اور تاریخ ساز دن ہے جس کے اثرات ساری تاریخ احمدیت پر پڑے۔ اس لحاظ سے اس دن کو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ ایک اہم سنگ میل کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

اس دن کے تفصیلی تذکرہ سے قبل چند اہم امور کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔ خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں فیملی سمیت ۱۶؍نومبر ۱۹۸۳ء کو لندن آیا اور ۲۶ نومبر کو محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سے چارج لے کر امیر جماعت برطانیہ، مربی انچارج و امام بیت الفضل لندن کے طور پر خدمت کا آغاز کیا۔ حضور رحمہ اللہ کی ہدایت کی تعمیل میں، جو آپ نے مجھے ربوہ میں الوداعی ملاقات میں دی تھی، میں نے مشن کی فائلوں کے مطالعہ سے کام کا آغاز کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعتی کاموں سے متعارف ہونے اور بعض جماعتوں کے دوروں کا بھی سلسلہ شروع ہوگیا۔ جنوری ۱۹۸۴ء کے پہلے ہفتہ میں مجھے بائیں ٹانگ میں D.V.T کی تکلیف ہوگئی۔ یہ ایک خطرناک بیماری ہے جس کی وجہ سے فوراً ہسپتال داخل ہونا پڑا اور ۱۸ روز وہاں زیر علاج رہا۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام اور سفر نہ کرنے کی ہدایت کی۔ حضور رحمہ اللہ کو علم ہوا تو آپ نے دعا کے ساتھ یہ ہدایت فرمائی کہ ڈاکٹری ہدایات کی پوری پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہونے پر ڈاکٹروں نے کسی قدر کام کی اجازت دی تو میں یکم اپریل کو بیماری کے بعد پہلے روز دفتر میں آیا۔ ان دنوں پاکستان میں جماعت کی مخالفت زوروں پر تھی اور ان خدشات کی خبریں آرہی تھیں کہ جماعت کے خلاف کوئی آرڈیننس جاری ہونے والا ہے۔ مرکزی ہدایات کی تعمیل میں مصروفیات دن بدن بڑھتی جارہی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۶؍اپریل کو مڈلینڈ وارک

یونیورسٹی میں (دین حق) کے بارہ میں میری تقریر تھی۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ ہوا۔ شام کو رشید احمد صاحب کے مکان پر کھانے پر بیٹھا تھا کہ لندن سے مکرم مبارک احمد صاحب ساقی (جو ان دنوں میرے ساتھ نائب امام کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے) نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف آرڈیننس جاری کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی میں نے مناسب خیال کیا کہ رات مڈلینڈ میں قیام کی بجائے فوراً لندن واپس آجاؤں۔ چنانچہ آدھی رات کو واپس پہنچا۔ دوسرے روز سے اس نئے قانون کے حوالہ سے مصروفیات میں اضافہ ہو گیا۔ حالات کی نزاکت کا تو اندازہ ہو رہا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اب آئندہ کیا صورت حال ہوگی اور حالات کس کروٹ بیٹھیں گے۔ فکرمندی کے ساتھ دعاؤں پر زور تھا اور ساری جماعت کو صبر اور دعا کی تلقین کی جا رہی تھی۔

۲۹ر اپریل کی رات کو دیر تک مصروفیات جاری رہیں اور نصف شب کے قریب بستر پر لیٹا۔ رات قریباً اڑھائی بجے فون کی گھنٹی بجی۔ بہت حیرت ہوئی کہ اتنی رات کو یہ کس کا فون آ گیا ہے۔ ریسیور اٹھایا تو مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی (جو ان دنوں وکیل التبشیر کے طور پر کام کر رہے تھے) کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا مجھے پہچان لیا ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگے کہ تیار ہو جائیں۔ میں نے کہا کہ میں تیار ہوں لیکن کس لئے؟ کہنے لگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے پاس لندن آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کب؟ میرا اندازہ تھا کہ ابھی چند دنوں کے بعد ہی آمد کا پروگرام ہوگا۔ انہوں نے مجھ سے جواباً پوچھا کہ اس وقت لندن میں کیا وقت ہے۔ میں نے بتایا تو کہنے لگے کہ حضور کو کراچی سے روانہ ہوئے چار گھنٹے ہو چکے ہیں اور لندن وقت کے مطابق قریباً آٹھ بجے حضورؒ لندن پہنچ جائیں گے۔ اس سلسلہ میں سب ضروری انتظامات کر لیں۔ آپ نے چند معین ہدایات بھی دیں اور اس پر گفتگو مکمل ہو گئی۔ فون ختم ہوا تو میری اہلیہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ نے جو اس اچانک فون سے گھبرا کر اٹھ بیٹھی تھیں پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے بس اتنا کہا کہ حضورؒ چند گھنٹوں میں لندن پہنچ رہے ہیں۔ دراصل اس اچانک اطلاع سے اور اس کے نتیجہ میں کمزور کندھوں پر عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کے تصور سے میں سخت فکرمند اور پریشان تھا۔ اس اچانک خبر نے مجھے کلیۃً مبہوت کر دیا تھا۔ میری اہلیہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کچھ بھی کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکیں اور قادر و توانا خدا سے مدد چاہیں کہ وہ ہر قدم پر ہماری دستگیری او رنصرت فرمائے اور ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ چنانچہ ہم دونوں نے سب سے پہلے نوافل ادا کئے اور سخت پریشانی کے عالم میں جو سمجھ آئی وہ دعائیں کیں اور پھر اللہ کا نام لے کر کام کا آغاز کر دیا۔

اطلاع یہ ملی تھی کہ حضورؒ KLM کے ذریعہ پہلے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) پہنچیں گے وہاں سے جہاز تبدیل کرنے کے بعد KLM ہی کے ذریعہ دن کے گیارہ بجے کے قریب لندن تشریف لائیں گے۔ ہالینڈ میں حضورؒ کی آمد صبح آٹھ بجے کے قریب متوقع تھی۔ حسبِ ہدایت میں نے ہالینڈ کے مربی انچارج مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب کو حضورؒ کی آمد کی اطلاع دی اور یہ کہا کہ آپ ایسا انتظام کریں کہ مشن میں کسی ذمہ دار دوست کی ڈیوٹی لگا دیں جو حضورؒ کے بخیریت ہالینڈ پہنچتے ہی ہمیں لندن میں اطلاع کردے اور ائیر پورٹ پر حضور کے استقبال کا سارا انتظام کرلیں۔

اس کے بعد ہم دیگر انتظامات کی طرف متوجہ ہوئے۔ میری اہلیہ نے فوری طور پر گھر کے سارے سامان کو سمیٹنا شروع کیا کیونکہ اسی مکان میں حضور انورؒ کا قیام ہونا تھا۔ ان دنوں دفاتر کے اوپر پہلی منزل کے رہائشی مکان میں میری رہائش تھی اور دوسری منزل پر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ رہتے تھے جو ان دنوں میرے ساتھ نائب امام کے طور پر کام کررہے تھے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ میں فیملی سمیت جماعت کے مہمان خانہ میں منتقل ہوجاؤں جو 49 گریسن ہال روڈ پر واقع تھا اور باجوہ صاحب فیملی سمیت ایک احمدی دوست کے خالی مکان واقع 11 گریسن ہال روڈ میں منتقل ہوجائیں۔ حسن اتفاق سے اس وقت بیت الذکر کے قریب یہ مکان بھی خالی مل گیا اور جماعت کے مہمان خانہ میں بھی کوئی دوست مقیم نہیں تھے۔ میری اہلیہ نے جلدی جلدی گھر کے سارے سامان کو سمیٹنا شروع کیا۔ بستر کی چادریں لے کر ان میں سامان باندھا گٹھڑیاں تیار کیں۔ اس قدر عجلت میں یہ کام کیا کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس گٹھڑی میں کیا ہے۔ بعد میں عرصہ تک ہم اندازہ سے انہیں کھولتے اور ضرورت کی چیزیں تلاش کرتے رہے۔ مکان کے سب کمروں کو ایک ایک کرکے خالی کیا۔

مکان میں یہ کام ہو رہا تھا اور میں فوری طور پر نیچے اپنے دفتر میں آ گیا۔ میز پر کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ سب کاغذات اور دفتری سامان کو سمیٹنا شروع کیا کہ چند گھنٹوں کے بعد حضور انورؒ اسی سادہ سے مختصر دفتر میں رونق افروز ہونے والے تھے۔

ان دنوں حالات کی وجہ سے چند خدام مشن ہاؤس میں ڈیوٹی پر ہوتے تھے۔ انہوں نے بھی میرے ساتھ کام کروایا۔ دفتر کی ساری فائلوں، کتابوں اور کاغذات وغیرہ کو ڈبوں میں یا گٹھڑیوں میں بند کیا اور اس طرح دو گھنٹے کے اندر اندر گھر اور دفتر کا سارا سامان منتقل کرنے کے لئے تیار ہوگیا اور حضورؒ کے لئے دفتر بھی مکمل طور پر تیار کردیا گیا۔

ان دنوں نماز فجر پانچ بجے کے قریب پڑھی جاتی تھی۔ میں نے چار بجے نیشنل صدر مکرم چوہدری انور احمد صاحب

کاہلوں کوفون پر حضور انور رحمہ اللہ کی آمد کے پروگرام سے مطلع کیا اور کہا کہ جملہ ممبران مجلس عاملہ کو اطلاع کردیں کہ نماز فجر کے بعد مجلس عاملہ کا ایک ہنگامی اجلاس بیت الذکر میں ہوگا۔ سب اس میں شامل ہوں۔

پانچ بجے سے قبل خدام بھائیوں کی مدد سے گھر اور دفتر کا سارا سامان مہمان خانہ میں منتقل کردیا گیا۔ اس عرصہ میں میری اہلیہ نے محترمہ مسزامۃ الحفیظ سلام صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ UK اور پانچ چھ مزید خواتین کو بلایا جنہوں نے حضور انورؒ کے لئے رہائش گاہ کی صفائی کی تیاری میں بھرپور مدد کی۔ سارے گھر کی قرینہ سے ترتیب لگائی اور کھانے کا بھی انتظام کیا۔ الحمدللہ کہ صبح آٹھ بجے تک یہ سب کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔

پانچ بجے بیت الفضل لندن میں نماز فجر پڑھانے کے معاً بعد مجلس عاملہ کے ہنگامی اجلاس کی صدارت کی۔ جملہ ممبران کو تفاصیل سے آگاہ کرنے کے بعد خصوصی دعاؤں کی تلقین کی اور سب ممبران کے مشورہ سے جملہ انتظامات کا لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ مختلف دوستوں کے سپرد مختلف ذمہ داریاں کردیں اور اسی وقت ان کو ان کاموں کے لئے روانہ کردیا گیا۔

سیکیورٹی، ضیافت، ٹرانسپورٹ، ہوائی اڈہ پر استقبال وغیرہ سب شعبہ جات کے بارہ میں ضروری ہدایات دیں اور احباب کے مشورہ سے تقسیم کار کا چارٹ تیار کرلیا گیا۔

قریباً سات بجے دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا اور سب ممبران اپنی اپنی ڈیوٹیوں میں مصروف ہوگئے۔

اجلاس کے دوران ایک بات یہ سامنے آئی کہ اس وقت لندن مشن کے پاس جو دو کاریں ہیں وہ دونوں ہی پرانی ہیں اور اس حالت میں ہیں کہ حضور انور رحمہ اللہ کو ہوائی اڈہ سے لندن مشن لانے کے لئے مناسب اور قابل اعتماد نہیں۔ یہ بات کسی طرح بعض مخلصین کے علم میں آئی تو ان کی طرف سے اجلاس کے تھوڑی دیر بعد یہ پیشکش موصول ہوئی کہ ہماری نئی کاریں اس خدمت کے لئے حاضر ہیں بلکہ ایک سے زائد مخلصین نے یہ کاریں بلاتاخیر لندن مشن بھجوادیں کہ جب تک ضرورت ہو انہیں استعمال کیا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فکرمندی بغیر کسی کوشش کے دور ہوگئی۔ ایک فکرمندی یہ تھی کہ حضور انور رحمہ اللہ کی آمد کے موقع پر ملک میں داخلہ کے وقت کوئی الجھن یا تاخیر نہ ہو۔ اس سلسلہ میں مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نے بعض افسران سے رابطہ کرکے یہ تسلی بخش انتظام کیا کہ ضرورت پڑنے پر وہ فوری طور پر ضروری کارروائی کریں گے اور انشاء اللہ اس سلسلہ میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ حضور کی آمد کے وقت امیگریشن کا یہ قانون تھا کہ پاکستانی پاسپورٹ رکھنے والے ویزا کے بغیر بھی برطانیہ آسکتے ہیں ان کو ویزا ہوائی

اڈہ پر جاری کیا جاتا تھا لیکن اس بارہ میں فیصلہ موقع پر موجود امیگریشن افسر کی صوابدید پر ہوتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے تصرفات میں سے ایک غیر معمولی تصرف تھا۔ اگر اس وقت ویزا لے کر آنے کی پابندی ہوتی اس میں بہت سی مشکلات اور روکوں کا حقیقی خطرہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ حضورؒ کی آمد کے وقت ویزا لے کر آنے کی پابندی نہیں تھی اور حضورؒ کے یہاں تشریف لانے کے چند ماہ بعد ویزا لے کر آنے کی پابندی نافذ ہوگئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک نشان ہے۔

صبح ہونے تک لوگوں کو حضور کی آمد کے پروگرام کا علم ہوگیا بلکہ یہ خبر بیرونی ملکوں تک بھی پہنچ گئی چنانچہ لندن مشن میں ٹیلیفون کا تانتا لگ گیا۔ ان دنوں مشن میں صرف دو لائنیں تھیں، دونوں پر فون بڑی کثرت سے آرہے تھے۔ اس شعبہ کے کارکن بڑی مستعدی سے یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ باقی سب شعبہ جات بھی پوری طرح فعال ہو چکے تھے۔ ٹیلیفون کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک اور نشان یاد آ گیا۔ حضور رحمہ اللہ کی آمد سے دو ماہ قبل ایک روز دل میں یہ خیال آیا کہ مشن میں فون کی صرف دو لائنیں ہیں۔ اگر کوئی فوری یا ہنگامی صورت ہو تو یہ ناکافی ہوں گی۔ باہر سے فون لگاتار آرہے ہوں تو خود باہر فون کرنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ اس خیال سے مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک اور ٹیلیفون لائن مشن میں لگوائی جائے اور اس کا نمبر زیادہ مشتہر نہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں دقت بھی پیش آئی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے آنے سے چند دن قبل یہ فون لگ چکا تھا اور اس کے سیٹ نیچے دفتر میں اور اوپر بیڈروم میں تھے۔ اس وقت حضورؒ کے اس طرح لندن آنے کا کوئی خیال یا پروگرام نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دل میں تحریک ڈال کر اس سہولت کا انتظام کروادیا۔ جب حضور رحمہ اللہ تشریف لائے تو واقعی یہ صورت تھی کہ پہلے سے موجود دونوں ٹیلیفون لائنیں ہر وقت اس قدر مصروف رہتی تھیں کہ ان سے باہر فون کرنا ممکن نہ تھا۔ اس کیفیت میں یہ نئی فون لائن بہت ہی کام آئی اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حضورؒ کے اپنے استعمال کے لئے یہ لائن مخصوص کر دی گئی۔ جب حضورؒ پہلی بار دفتر میں تشریف لائے اور میں نے اس نئے فون کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس کا نمبر یہ ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں حضورؒ جس کو دینا چاہیں یہ حضور کی مرضی پر ہے۔ حضورؒ اس سے بہت خوش ہوئے اور عملاً اس نئے فون سے بہت ہی سہولت رہی اور مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خلیفہ کی خاطر سہولت کے یہ سب انتظامات پہلے سے کروا دیئے تھے۔

ہالینڈ میں حضور انورؒ کی آمد صبح سات بجے کے قریب متوقع تھی لیکن جہاز ایک گھنٹہ سے کچھ زائد تاخیر سے پہنچا۔ اس کی وجہ، جو ہمیں بعد میں معلوم ہوئی، جہاز کی کراچی

سے دیر سے روانگی تھی لیکن یہ بات اس وقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشانی ہو رہی تھی۔ اس عرصہ میں مَیں نے بار بار ہالینڈ مشن سے پتہ کروایا لیکن وہاں کوئی اطلاع نہ تھی لحہ بہ لحہ فکر مندی میں اضافہ ہو رہا تھا اور اس پریشانی میں میرے لئے دفتر میں بیٹھنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ میں دفتر سے اٹھ کر صحن میں آ گیا اور خیریت کی اطلاع کے انتظار میں ادھر سے ادھر چکر لگانے لگا۔ مجھے یاد آ رہا تھا کہ رات مکرم مسعود جہلمی صاحب نے بتایا تھا کہ حفاظتی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کے اس سفر کے بارہ میں بیرونِ پاکستان سب سے پہلی اطلاع مجھے اس وقت دی جا رہی ہے جبکہ حضور رحمہ اللہ کا جہاز ترکی کی حدود کراس کرنے کے بعد یورپ میں داخل ہو چکا ہوگا۔ اس بات کو یاد کرتے ہوئے حفاظتی پہلو کی وجہ سے بہت فکر ہو رہا تھا۔ میں اسی کیفیت میں دعاؤں میں مصروف تھا کہ ہالینڈ سے یہ اطلاع آ گئی کہ حضور انور رحمہ اللہ مع افرادِ قافلہ خیر و عافیت سے وہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر جان میں جان آئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ پیارے آقا خیریت سے پہلی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔

اب حضور رحمہ اللہ کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ جانے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس سلسلہ میں سب انتظامات کا جائزہ لیا۔ ہوائی اڈہ پر استقبال کے سلسلہ میں خدام کو صبح ہی بھجوا دیا گیا تھا۔ لندن مشن سے جو کاریں ہوائی اڈہ کے لئے جانی تھیں ان کی ترتیب لگائی جا رہی تھی اور میں مشن کی عمارت سے باہر ان انتظامات کی نگرانی کر رہا تھا کہ ایک نوجوان بھاگتے ہوئے آئے اور کہا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا فون آیا ہے۔ حضورؒ نے آپ سے بات کرنی ہے۔ میں فوراً بھاگ کر اندر آیا تو پتہ لگا کہ حضور رحمہ اللہ کا فون پہلے ایک دوست نے اٹھایا تو حضور رحمہ اللہ نے میرے بارہ میں دریافت کیا۔ پھر ایک دوست سے بات ہوئی اور پھر حضورؒ نے میرا پوچھا۔ اتنی دیر میں مَیں پہنچ گیا۔ مَیں نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ جواب مرحمت فرمانے کے ساتھ ہی حضورؒ نے پوچھا۔ خیریت سے ہیں؟ مَیں جذبات سے مغلوب ہو گیا۔

پیارے آقا کی محبت بھری آواز سن کر ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں عرض کیا کہ حضور! مَیں خیریت سے ہوں، حضور! آپ کا کیا حال ہے؟ حضورؒ نے بڑے اطمینان سے فرمایا: الحمدللہ مَیں خیریت سے ہوں۔ پھر پوچھا کہ کیا سب تیاری ہو گئی ہے مَیں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ہم نے فلائٹ تبدیل کر لی ہے اور اس کی تفاصیل حضورؒ کے ایک ساتھی نے مجھے بتائیں۔ اس گفتگو سے بے حد تسلی اور خوشی ہوئی۔ نا معلوم فلائٹ کی اس تبدیلی میں کیا حکمت تھی یا اس کی کیا وجہ تھی۔ ہمیں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ تیاری کے لئے کچھ اور وقت مل گیا اور ہالینڈ میں مقامی طور پر یہ فائدہ ہوا

کہ حضور انورؒ نے آرام تو نہیں کیا لیکن سفر کے دوران کچھ وقفہ کرنے کا موقع مل گیا جس میں حضور انورؒ نے ہالینڈ کے مقامی احمدیوں سے ملاقات کی۔ چائے کی ایک پیالی لی اور VIP روم میں بیٹھ کر احباب جماعت سے بہت تفصیل سے انگریزی میں گفتگو فرمائی اور اپنی ہجرت کے پس منظر اور ضرورت کو پوری طرح واضح فرمایا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہالینڈ میں حضور کی آمد کے موقع پر جماعت ہالینڈ نے ایک ویڈیو تیار کی جس میں مندرجہ بالا سب تفاصیل موجود ہیں۔ میں نے اپنی یادداشت سے خلاصۃً چند باتیں ذکر کی ہیں۔

ہالینڈ میں اس مختصر قیام کے بعد حضورؒ ایمسٹرڈیم سے روانہ ہوئے اور لندن وقت کے مطابق دن کے گیارہ بجے کے بعد لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ پر ورود فرما ہوئے۔ ہجرت کے اس تاریخی سفر میں حضور رحمہ اللہ کے ساتھ حضور رحمہ اللہ کی بیگم صاحبہ مرحومہ سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ، دو چھوٹی بچیاں بی بی مونا، بی بی طوبیٰ، مکرم وقیع الزمان صاحب اور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب شامل تھے۔ احباب جماعت کے لئے یہ ہدایت تھی کہ وہ حضور رحمہ اللہ کا استقبال لندن مشن ہاؤس میں کریں گے۔ صرف چند احباب ہوائی اڈہ پر گئے جہاں خدام نے بڑی مستعدی سے اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالا ہوا تھا۔ KLM کے تعاون سے صرف تین نمائندگان کو اندر تک جانے کی خصوصی اجازت مل گئی تھی۔ ان میں یہ خاکسار، مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی مرحوم جنرل سیکرٹری اور مکرم محمد اسلم جاوید صاحب نیشنل قائد خدام الاحمدیہ برطانیہ شامل تھے۔ جونہی جہاز کے بخیریت ہوائی اڈہ پر اترنے کی اطلاع نوٹس بورڈ پر آئی تو دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر سے بھر گیا۔ اب نظریں پیارے آقا کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں اور اسی جانب لگی ہوئی تھیں۔ انتظار کا ایک ایک لمحہ بہت طویل اور مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وقت ٹھہر گیا ہو۔ KLM کے نمائندہ ہمارے ساتھ تھے۔ آنکھیں حضور رحمہ اللہ کو تلاش کر رہی تھیں اور دل بڑی فکرمندی کے ساتھ دعاؤں میں مصروف تھا کہ خدایا تو ہی ہر قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازنا اور اس عظیم ذمہ داری کو جو حضور رحمہ اللہ کی برطانیہ آمد کے حوالہ سے کمزور کندھوں پر آپڑی ہے اسے احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق دینا۔ دعاؤں کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ اچانک حضور انور رحمہ اللہ کے مبارک چہرہ پر نظر پڑی۔ جونہی حضور انور رحمہ اللہ جہاز سے باہر تشریف لائے تو سب سے پہلے اس عاجز کو یہ توفیق اور سعادت نصیب ہوئی کہ میں نے پیارے آقا سے معانقہ کیا۔ دست مبارک کو بوسہ دیا اور مصافحہ کیا۔ اس کے بعد KLM کے نمائندہ نے بڑھ کر حضور رحمہ اللہ کا استقبال کیا اور پھر میرے دونوں ساتھیوں نے حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کی اور پھر یہ

مختصر قافلہ امیگریشن کی طرف روانہ ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور نے KLM کے نمائندہ سے بڑی ہی بے تکلفی سے گفتگو کی۔ وہ خاص طور پر حضور رحمہ اللہ کے استقبال کے لئے اس ڈیوٹی پر مقرر تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے ان سے پہلی بات یہ پوچھی:-

How is the weather?

کہ موسم کیسا ہے؟ اس روز موسم بہت اچھا تھا اور ہمارے لئے تو ویسے بھی حضور رحمہ اللہ کی بخیریت لندن آمد سے ہر طرف بہار ہی بہار تھی۔

اس جگہ میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جب حضور رحمہ اللہ جہاز سے باہر تشریف لائے تو حضور رحمہ اللہ کے چہرہ کی کیفیت ناقابل فراموش تھی۔ حضور رحمہ اللہ کے چہرہ پر لمبے سفر اور نیند کی کمی کے آثار تو ضرور تھے لیکن ایک عجیب اطمینان، نور اور عزم کی کیفیت تھی جس کے بیان کے لئے مجھے مناسب الفاظ نہیں مل رہے۔ حضور رحمہ اللہ کے چہرہ پر مسکراہٹ نمایاں تھی اس مسکراہٹ نے تھکان اور کوفت کے سب نقوش کو چھپایا ہوا تھا۔ لمبے سفر اور کئی راتوں کی بے آرامی کے سبب حضور رحمہ اللہ کی آنکھوں میں سرخی اور تھکاوٹ بھی تھی لیکن آپ کا چہرہ بہت ہشاش بشاش اور پُرعزم تھا۔ ایک ایسے عظیم قائد کی طرح جو ایک خاص مہم کے لئے پابہ رکاب ہو اور ہر مشکل اور روک کے باوجود آگے سے آگے بڑھنے کی قسم کھا چکا ہو۔ یہ جذبہ اپنے عروج پر تھا اور حضور رحمہ اللہ کے انداز سے بے اختیار جھلک رہا تھا۔ حضور رحمہ اللہ کی پگڑی، اچکن اور کپڑے لمبے سفر کا پتہ دے رہے تھے۔ ساتھیوں پر بھی سفر کے اثرات نمایاں تھے لیکن ان سب حالات کے باوجود جن سے گزرنے کے بعد آپ لندن پہنچے تھے حضور انور رحمہ اللہ کے آہنی عزم اور اپنا سب کچھ راہِ خدا میں جھونک دینے کے ارادہ نے آپ کو ایک غیر معمولی قوت عطا کر دی تھی۔ آپ کے قدموں میں تیزی تھی جو آپ کے اندرونی جذبات کی عکاسی کر رہی تھی۔

امیگریشن کنٹرول پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی کوئی دقت نہیں ہوئی۔ KLM کے نمائندہ نے سارے پاسپورٹ Counter پر پیش کئے اور امیگریشن آفیسر نے کسی سوال و جواب کے بغیر داخلہ کی اجازت دے دی۔ یہ ساری کارروائی اس قدر جلدی مکمل ہوگئی کہ حضور انور رحمہ اللہ اندازہ سے کافی پہلے ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر تشریف لے آئے۔ خدام نے کاریں کار پارک میں کھڑی کی ہوئی تھیں وہ فوری طور پر کاریں لینے کے لئے دوڑے۔ حضور رحمہ اللہ باہر تشریف لائے تو وہاں ان چند احباب جماعت سے ملاقات فرمائی جو جماعتی اجازت سے باہر موجود تھے۔ ان میں مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں اور مکرم مبارک احمد صاحب ساقی شامل تھے۔ حضور اور حضرت بیگم صاحبہ کے استقبال کے لئے چار خواتین کو بھی

ہوائی اڈہ پر حاضر ہونے کی سعادت ملی۔ ان میں خاکسار کی اہلیہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ، مکرمہ امۃ الحفیظ سلام صاحبہ صدر لجنہ UK، مکرمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ صدر لجنہ لندن اور مکرمہ امینہ کاہلوں صاحبہ شامل تھیں۔ حضور انور رحمہ اللہ نے ان خواتین سے کچھ دیر گفتگو فرمائی۔ اس موقع پر چار تصاویر لی گئیں جو جماعتی ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ اس سفر میں حضور کے ساتھ بہت مختصر سامان تھا۔ ایک تصویر میں اس مختصر سامان کا ایک حصہ بھی نظر آ رہا ہے۔

ہوائی اڈہ کی عمارت کے باہر چند منٹ حضور رحمہ اللہ نے انتظار فرمایا اتنی دیر میں خدام کاریں لے آئے اور قافلہ ہوائی اڈہ سے روانہ ہوا۔ حضور رحمہ اللہ اور بیگم صاحبہ کار کی پچھلی سیٹ پر تھے۔ حضور رحمہ اللہ والی کار چلانے کی سعادت مکرم خلیفہ فلاح الدین احمد صاحب کو ملی۔ اگلی سیٹ پر یہ عاجز بیٹھا تھا۔ کار جونہی ہوائی اڈہ کی حدود سے باہر نکلی تو حضور رحمہ اللہ نے گھڑی دیکھی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ہم کتنی دیر تک بیت الفضل پہنچیں گے اور نماز ظہر کتنے بجے ہوگی؟ میں نے عرض کیا کہ نماز ظہر ایک بجے ہوتی ہے اور ہم اس سے قریباً نصف گھنٹہ پہلے پہنچ جائیں گے انشاء اللہ۔ میری یادداشت کے مطابق حضور قریباً ساڑھے بارہ بجے خیریت سے لندن بیت الفضل پہنچ گئے۔ الحمد للہ علی ذالک

اس وقت تک حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے کی اطلاع ہر جگہ پر پہنچ چکی تھی اور احباب جماعت کثیر تعداد میں حضور رحمہ اللہ کے استقبال کے لئے لندن بیت الفضل کے احاطہ میں جمع ہو چکے تھے۔ سوموار کا دن کام کا دن ہوتا ہے اور آمد کا پروگرام بھی اچانک بنا تھا لیکن پھر بھی احباب بڑی کثرت سے محبت اور اہتمام کیساتھ قطاروں میں کھڑے حضور رحمہ اللہ کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور رحمہ اللہ کار سے باہر نکلے اور دائیں طرف سے جملہ احباب سے مصافحہ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ حضور نے ملاقات کا یہ طریق رکھا کہ سب احباب اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہیں اور آگے نہ آئیں۔ حضور رحمہ اللہ خود سب احباب کے پاس جا کر ان سے ملاقات فرماتے رہے۔ بعض جگہ ٹھہر کر حضور رحمہ اللہ نے مختصر بات چیت بھی کی اور بعض بیماروں سے ان کی خیریت دریافت کی۔ ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد حضور رحمہ اللہ اپنی رہائش گاہ میں جو پہلی منزل پر واقع تھی تشریف لے گئے۔ حضرت بیگم صاحبہ پہلے سے وہاں پہنچ چکی تھیں۔

میری اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر کے اندر تشریف لائے تو حضور رحمہ اللہ نے سب کو سلام کہا اور خیریت دریافت کی۔ میں نے پانی کا گلاس حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پانی پینے کے بعد حضور رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ عطاء المنعم کہاں ہے؟ مجھے آج تک اس بات پر حیرت بھی ہوتی ہے اور خوشی بھی

کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بیٹے کا نام یاد رکھا اور اس کے بارہ میں اتنی مصروفیت کے باوجود دریافت فرمایا۔ عطاء المنعم اس وقت ۱۴ ماہ کا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! وہ اس وقت سویا ہوا ہے۔ اس پر حضور ازراہِ شفقت اس کے کمرے میں تشریف لے گئے اور سوئے ہوئے کو پیار کیا۔ حضور رحمہ اللہ ہماری تینوں بیٹیوں عزیزات عطیہ، بشریٰ اور ساجدہ سے بھی ملے اور سب کو پیار دیا۔ اس کے بعد حضور رحمہ اللہ نے وضو کیا اور نماز کے لئے بیت الفضل تشریف لے گئے۔

حضور انور رحمہ اللہ نے ہجرت کے بعد لندن آنے پر بیت الفضل لندن میں پہلی نماز ظہر کی پڑھائی۔ بیت الفضل نمازیوں سے پُر تھی اور باہر بھی احباب کی کثیر تعداد تھی۔ سفر اور اونچی آواز سے بولنے کی وجہ سے حضور کا گلا خراب تھا۔ آواز زیادہ بلند اور صاف نہیں تھی لیکن حضور رحمہ اللہ نے بڑے پُر درد اور رقت آمیز انداز میں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آج شام کو احباب سے خطاب کروں گا اس کا انتظام کرلیں اور سب کو اطلاع کردیں۔ اس کے بعد حضور رحمہ اللہ واپس رہائش گاہ پر تشریف لائے، کھانا تناول فرمایا اور کچھ دیر آرام فرمایا۔

نماز عصر پڑھانے کے بعد حضور رحمہ اللہ پہلی بار اپنے دفتر میں تشریف لائے جو پوری طرح تیار کیا جا چکا تھا۔ دفتر بہت چھوٹا اور سادہ سا تھا لیکن حضور رحمہ اللہ کے تشریف لانے سے برکتوں سے بھر گیا۔ حضور رحمہ اللہ نے دفتر سے متعلق بعض امور دریافت فرمائے اور کچھ ہدایات دیں۔ اس وقت حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کوئی باقاعدہ پرائیویٹ سیکرٹری نہیں تھے۔ اس لئے حضور رحمہ اللہ سے ہدایت اور ان کی تعمیل کرنے اور کروانے کی ذمہ داری اور سعادت اس عاجز کو نصیب ہوئی اور اس کا سلسلہ قریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔

شام کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمود ہال میں احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ یہ ایک تاریخی خطاب تھا جو ایک گھنٹے سے زائد وقت تک جاری رہا۔ ابتداء میں حضور رحمہ اللہ نے اردو میں خطاب فرمایا اور کچھ حصہ انگریزی میں بھی بیان فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ کے ایک طرف یہ عاجز بیٹھا تھا اور دوسری طرف مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں تھے۔ محمود ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دور دور کی جماعتوں کے دوست بھی پہنچ گئے تھے۔ اجلاس کی ساری کارروائی آڈیو ریکارڈ کی گئی۔ افسوس کہ اس موقع پر ویڈیو نہیں بن سکی تاہم تصاویر کی مدد سے ایک ویڈیو بن چکی ہے جو بعد ازاں MTA پر بھی دکھائی جا چکی ہے۔

اس تاریخی خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل سے پاکستان کے حالات کا ذکر فرمایا اور ان وجوہات کو خوب کھول کر بیان کیا جن کی بناء پر حضور رحمہ اللہ نے لندن آنے کا فیصلہ کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے بڑے جذباتی رنگ میں فرمایا کہ میں تو اس راہ میں ہر بڑی سے بڑی قربانی دینے

روشن جمالِ یار سے ہے انجمن تمام
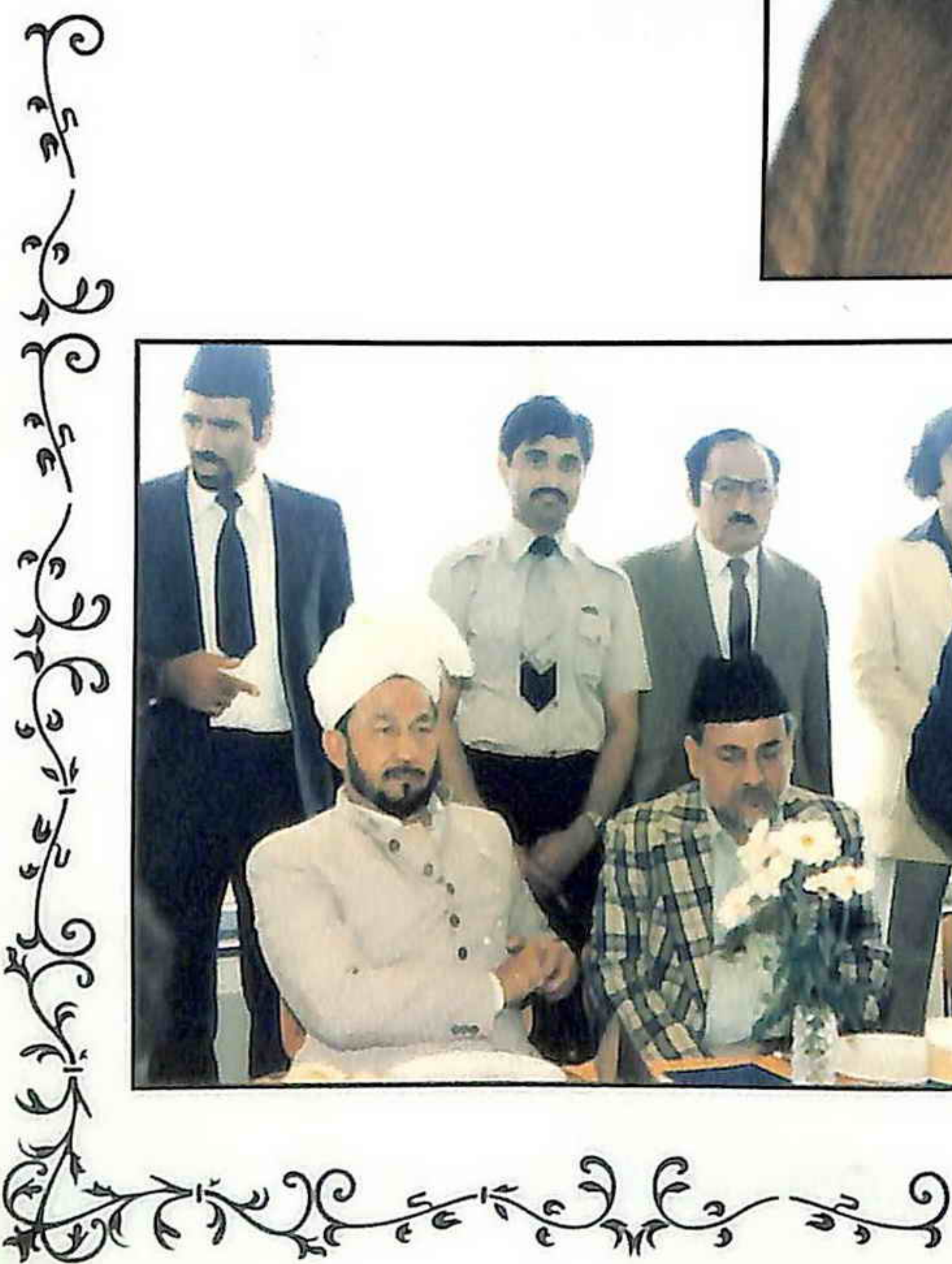
دیکھا کچھ مغرب کے اُفق سے کیسا سچ کا سورج نکلا

30 اپریل 1984ء کو پاکستان سے ہجرت کر کے لندن پہنچنے کے بعد ہیتھرو ائیر پورٹ پر

30 اپریل 1984ء کو بیت الفضل لندن میں پہلی نماز

30 اپریل 1984ء کو محمود ہال لندن میں حضورؒ کا تاریخی خطاب
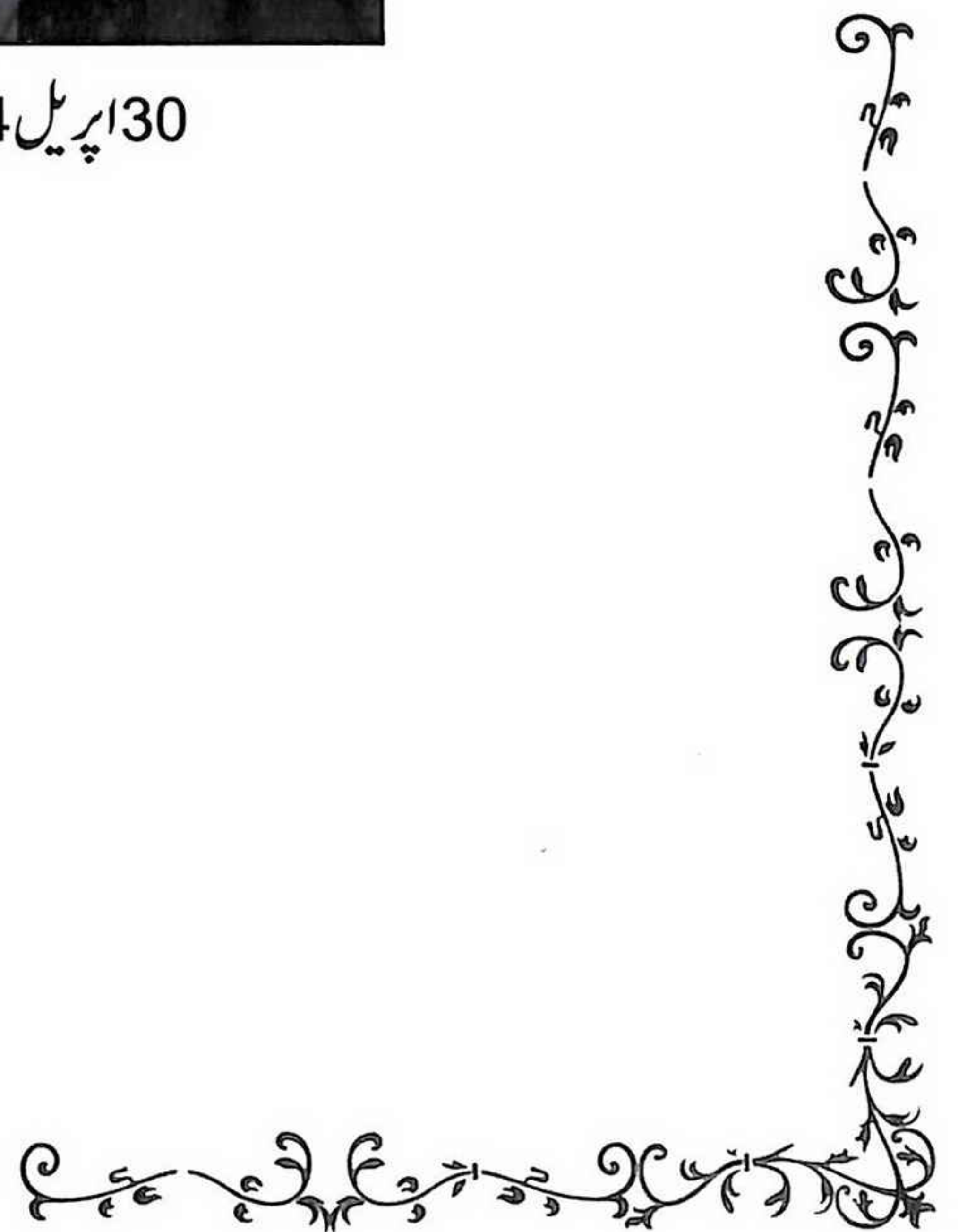
اُس کی قامت پہ زیب دیتا تھا
جو پہن کر وہ پیرہن آیا
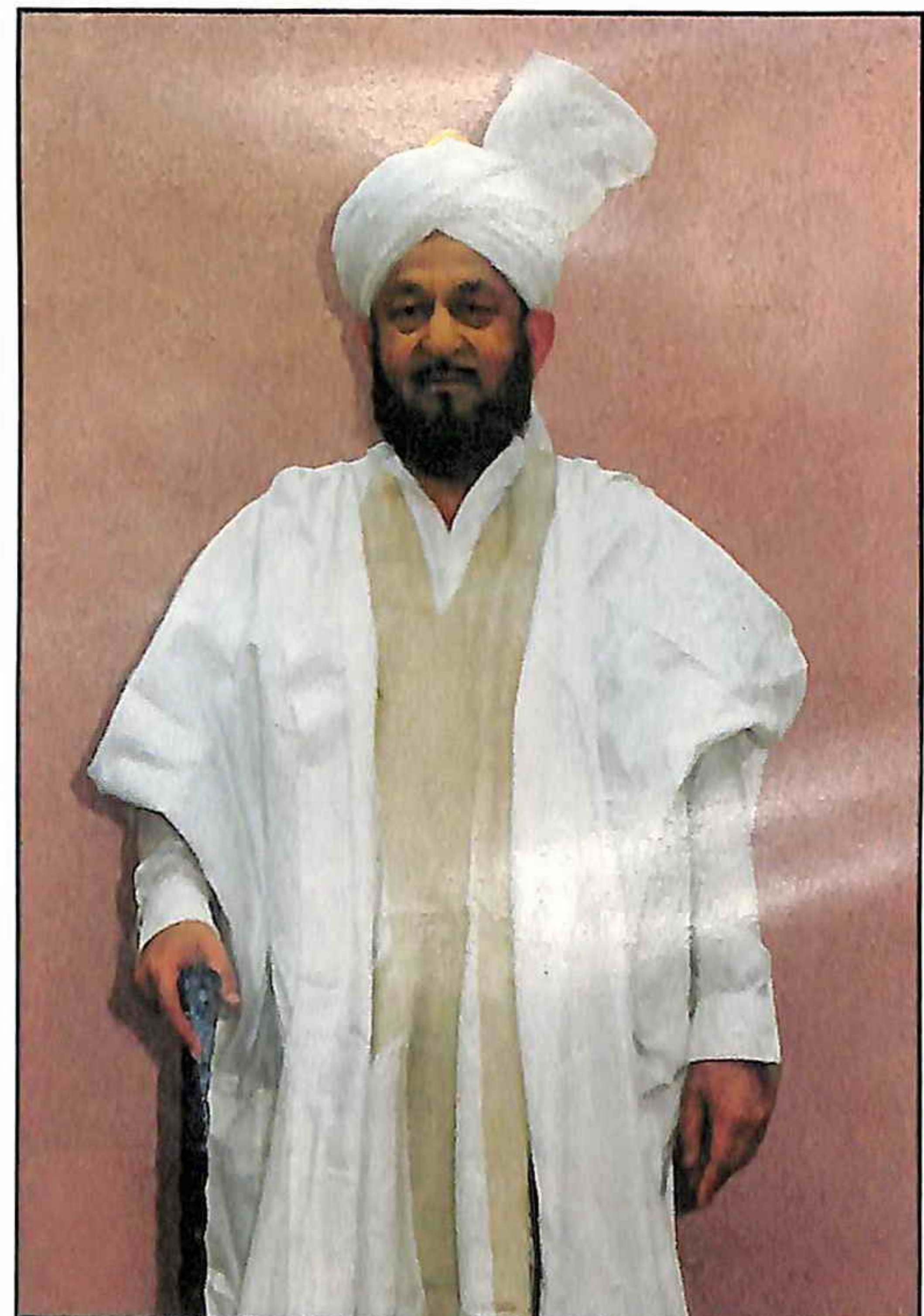
اُس کی آنکھیں ہیں شبِ تاریکِ وعدہ کا چراغ
اُس کا چہرہ رات میں اک دن نکل آنے کا نام

نصرت ہائی سکول بانجل گیمبیا میں
پودا لگاتے ہوئے 1988ء

الحمراء غرناطہ میں

صد شکر ہے خدایا! صد شکر ہے خدایا!

صد سالہ جوبلی کے موقع پر دوسری صدی کی پہلی بیعت لیتے ہوئے
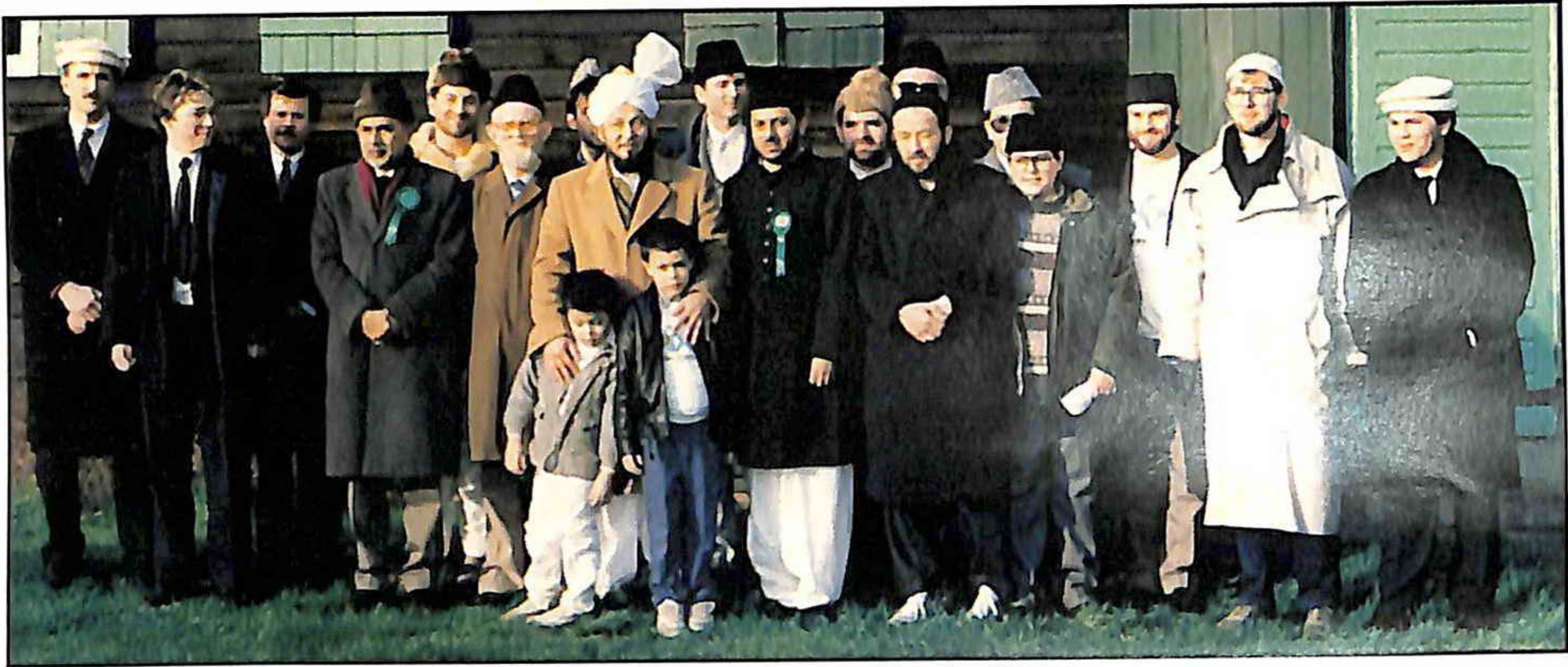
صد سالہ جوبلی کے موقع پر انگریز احمدی اپنے آقا کے ہمراہ
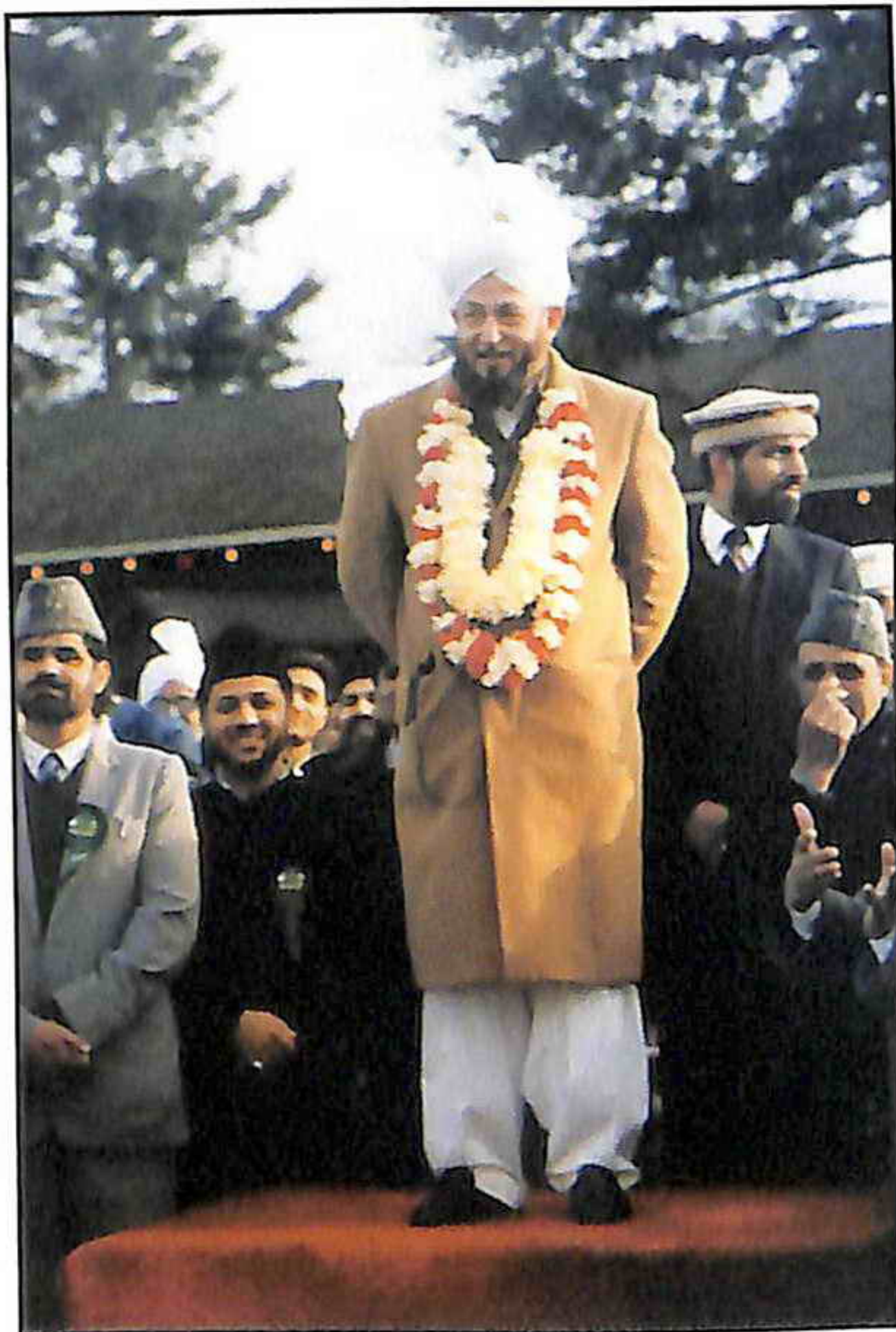
اسلام آباد ٹلفورڈ میں
پہلا پودا لگاتے ہوئے 1989ء

اسلام آباد ٹلفورڈ صد سالہ جوبلی جشنِ تشکر کے موقع پر

رب نے آخر کام سنوارے، گھر آئے بِرہا کے مارے
آ دیکھے اونچے مینارے، نورِ خدا تا حدِ نظر تھا
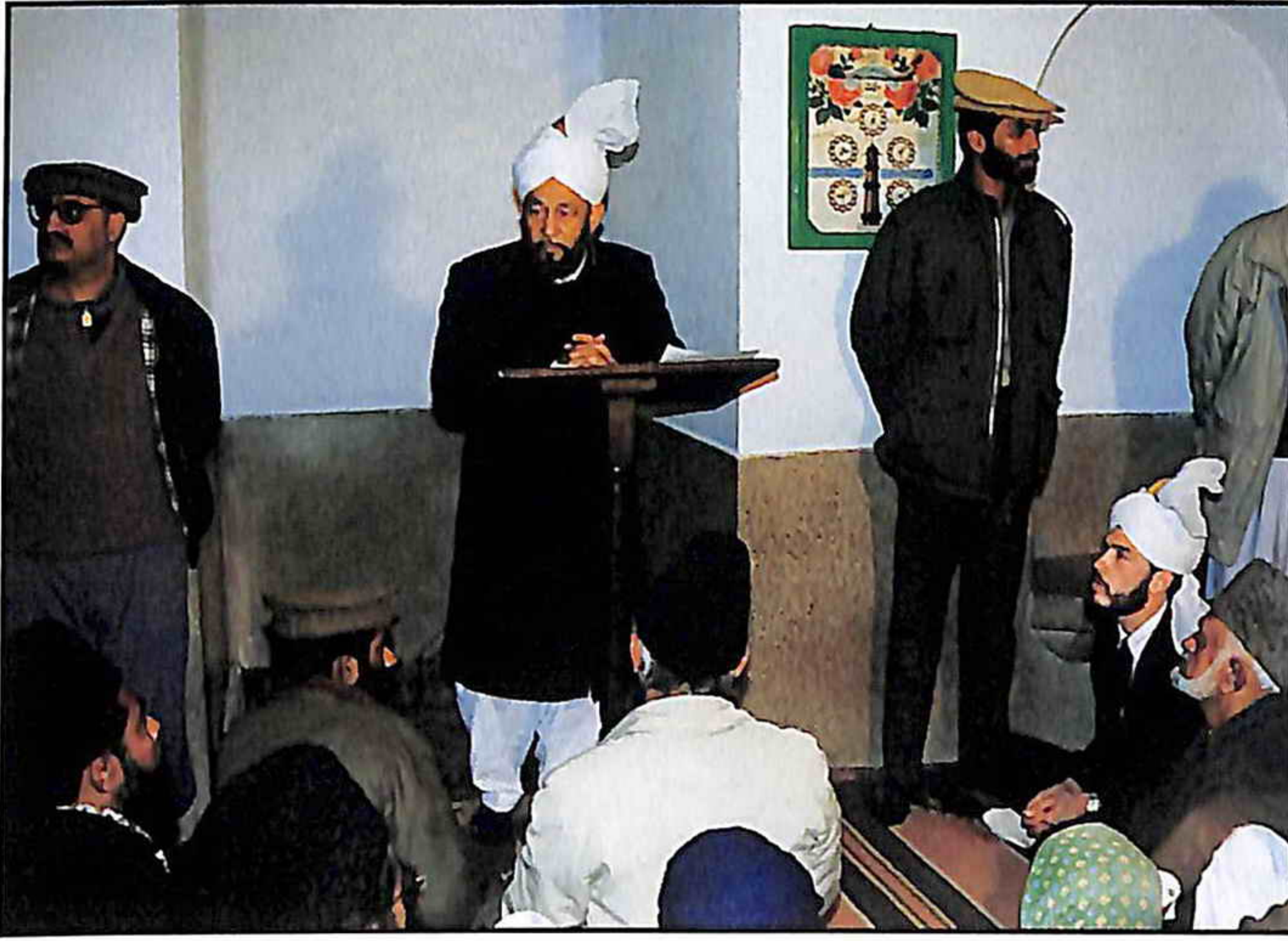
1991ء قادیان میں
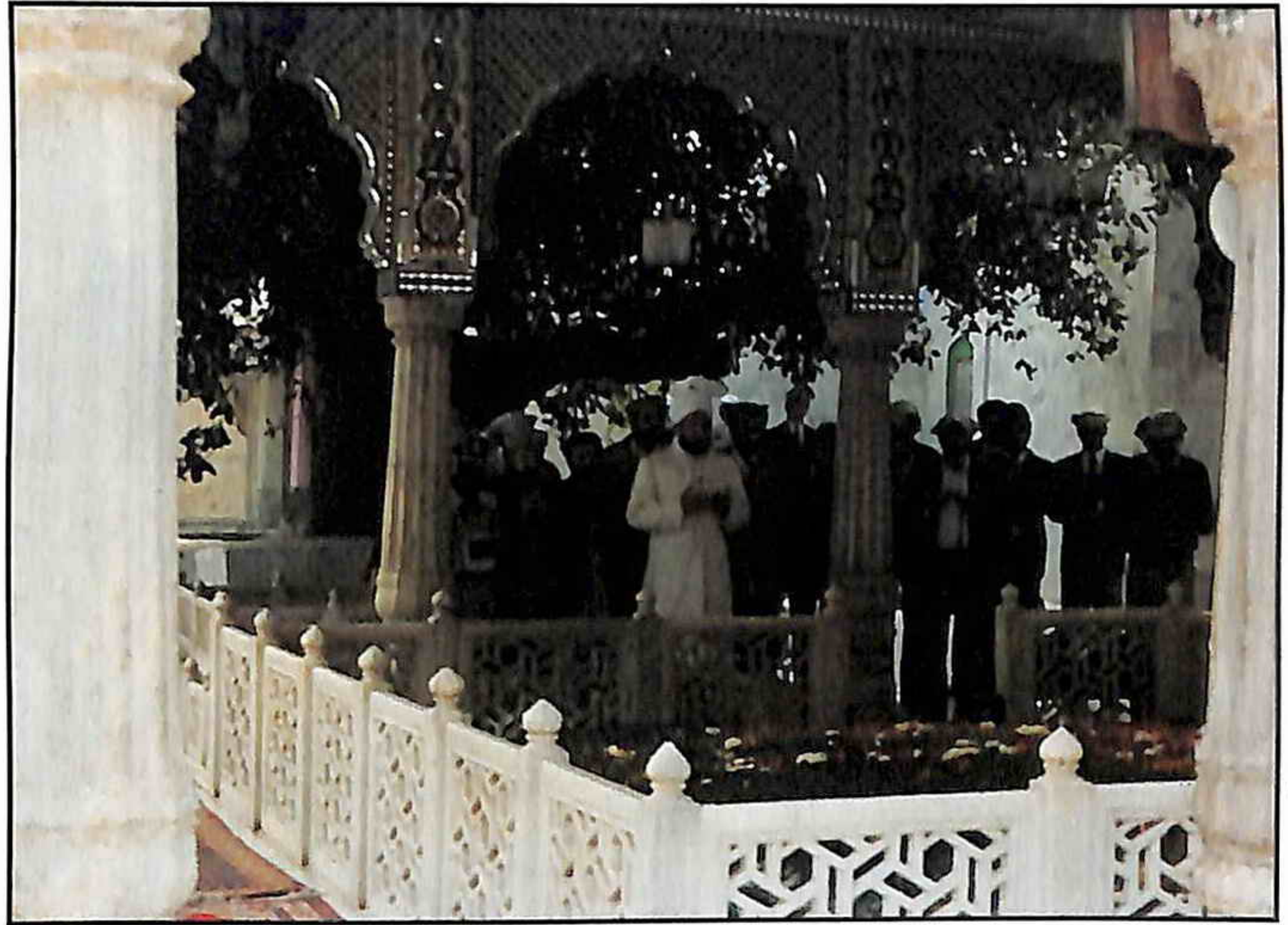
حضرت خواجہ بختیار کاکی کے مزار پر دعا کرتے ہوئے
(1991ء دہلی میں)
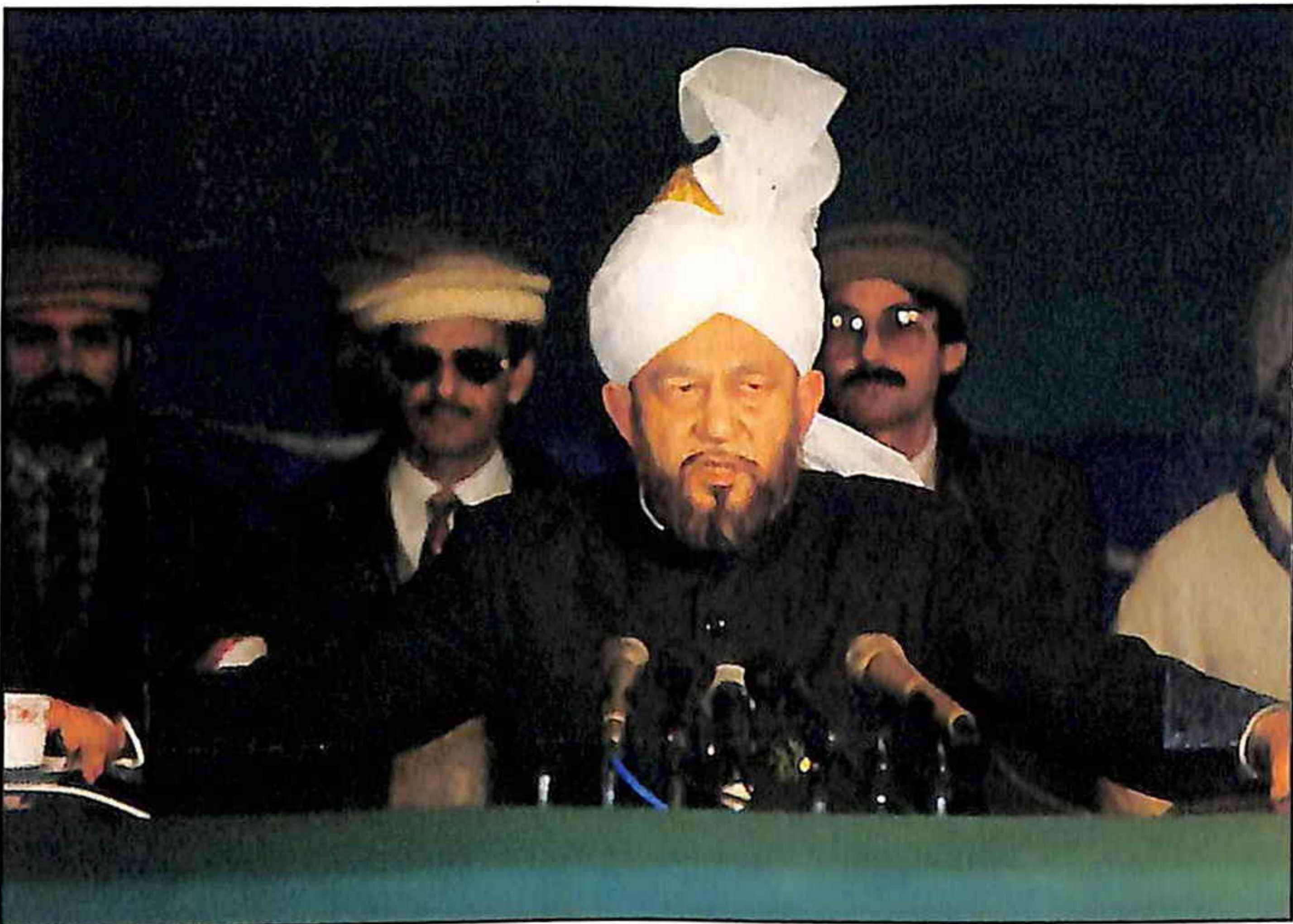
جلسہ سالانہ قادیان
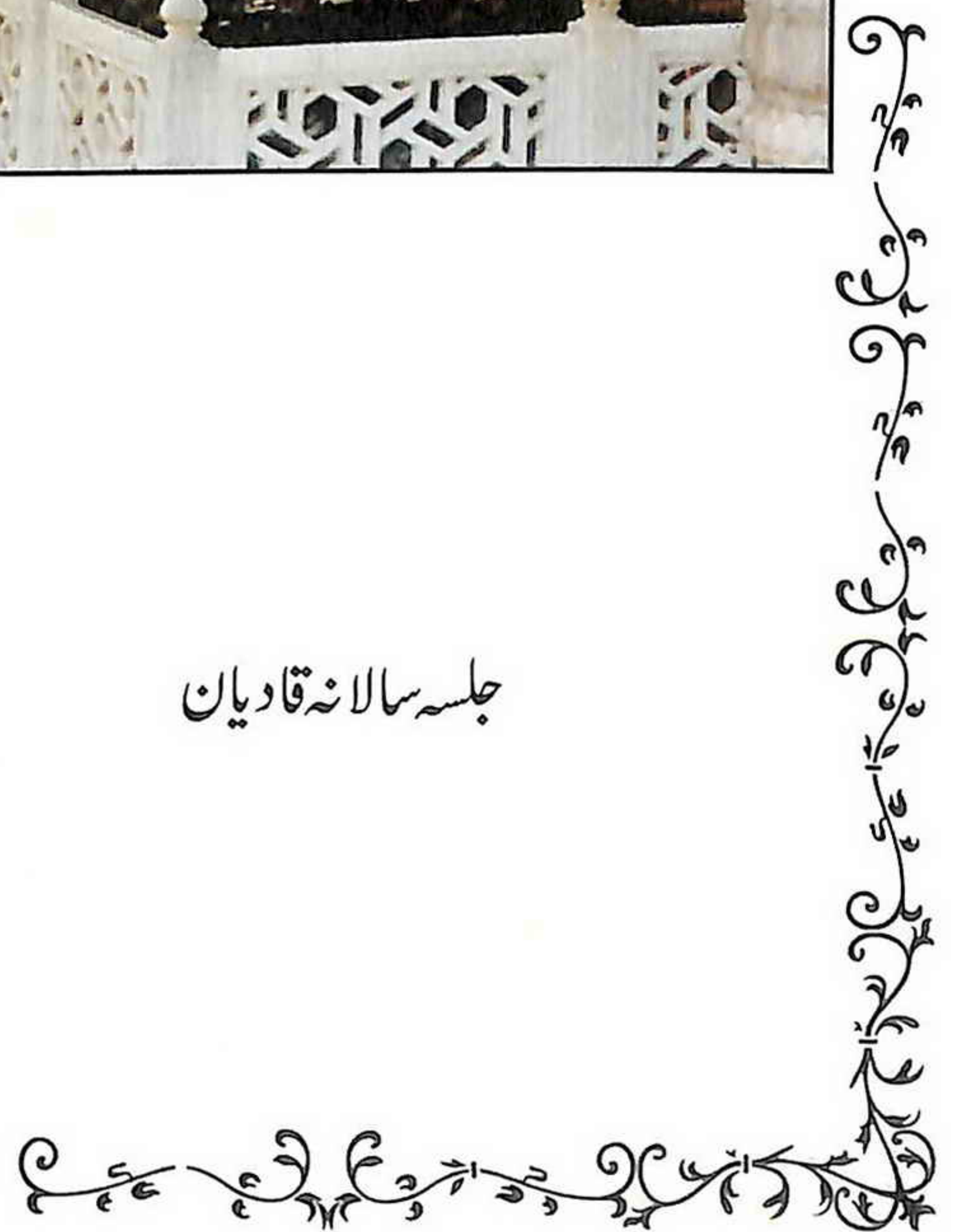
ہمارا مسلک سبھی سے الفت

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
سالانہ اجتماع 1996ء کے موقع پر

قادیان 13 جنوری 1992ء

سڈنی آسٹریلیا میں ابروجینز (Aborigines)
کے ساتھ 1989ء
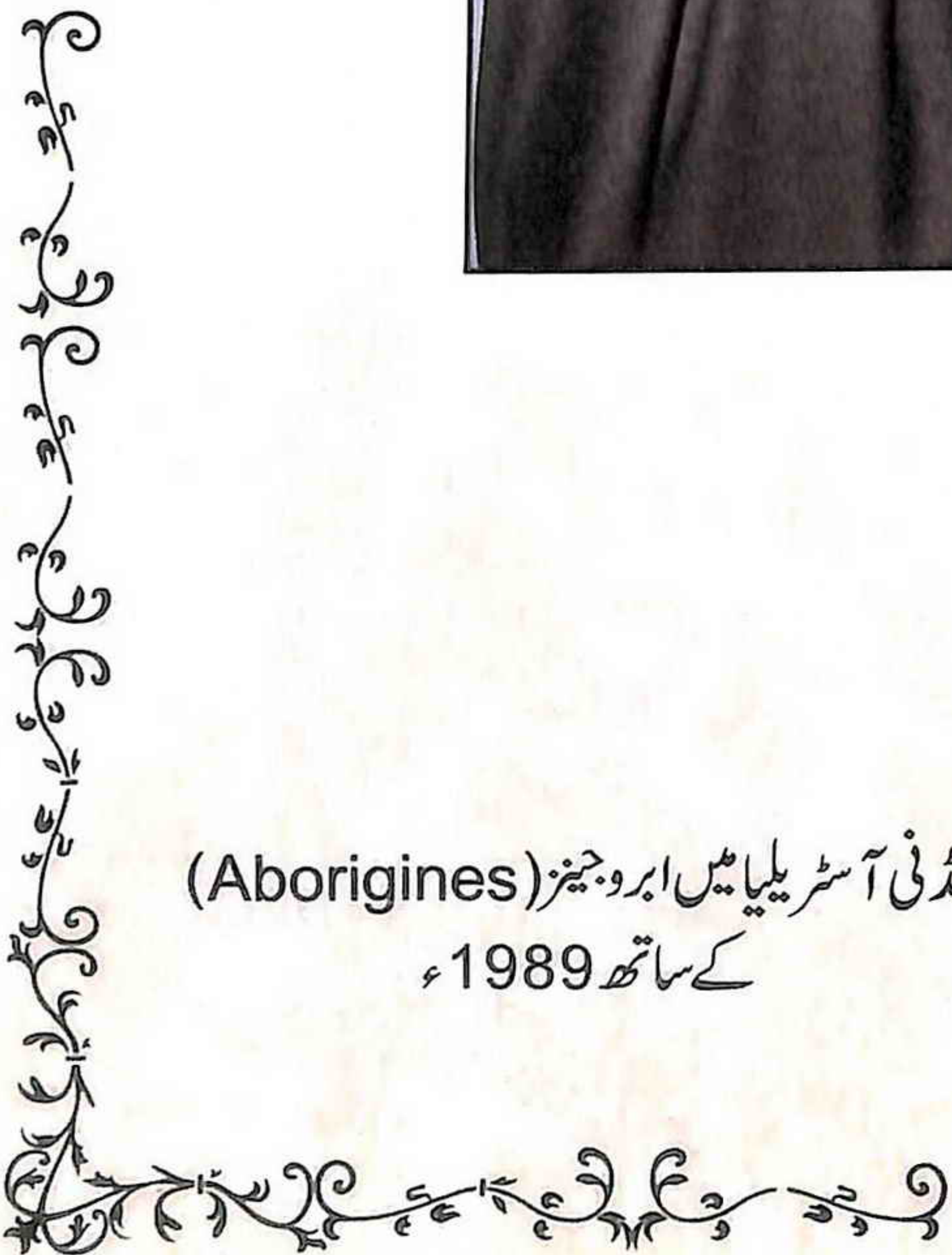
اے خوشا! دل بہ یار دست بہ کار
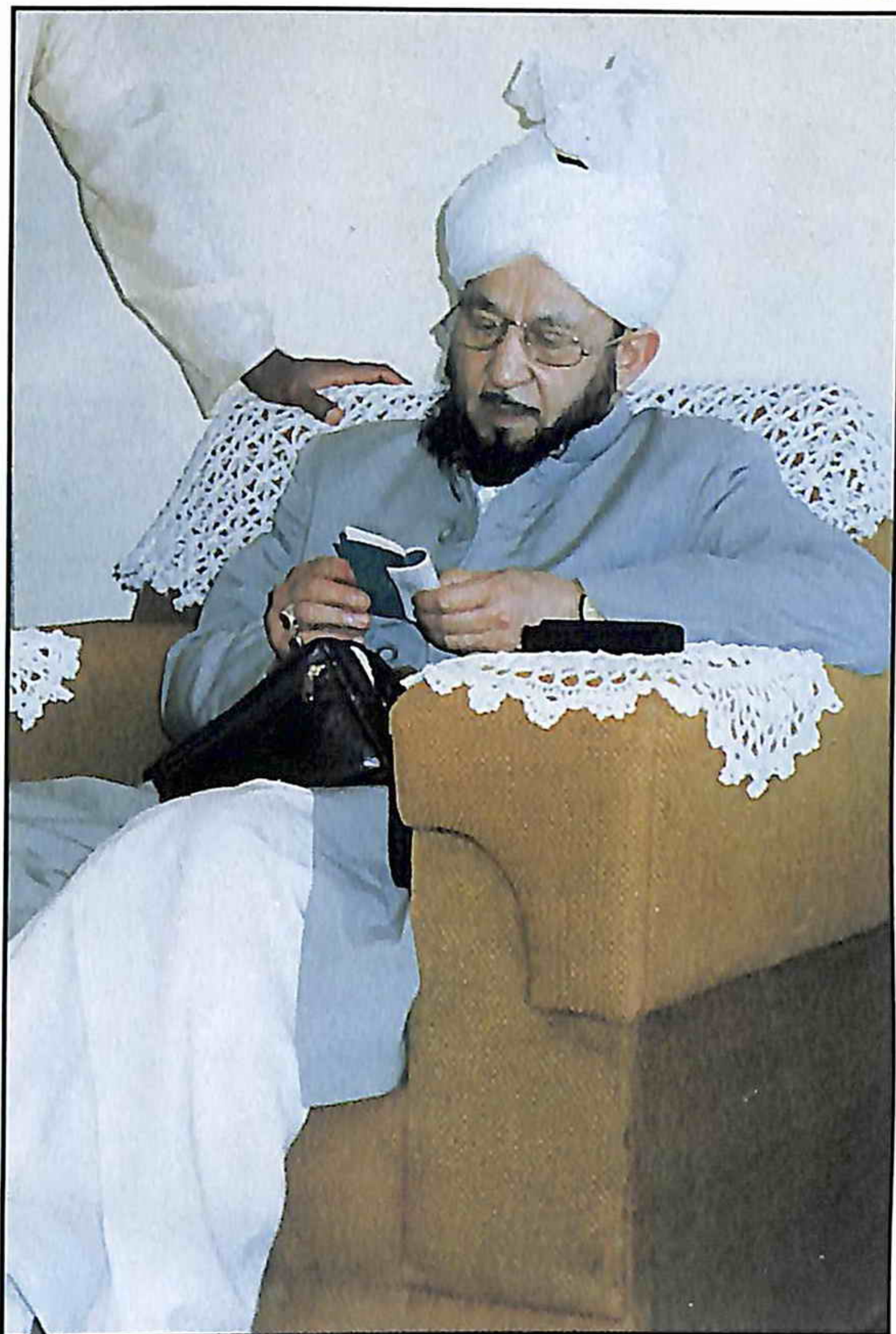
کے لئے تیار تھا لیکن جماعتی مفاد کی خاطر اور اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ رہنمائی طلب کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے حکومت پاکستان کے خوفناک عزائم کا بھی ذکر فرمایا۔ ہجرت کے بارہ میں مختلف دوستوں کی خوابوں کا بھی ذکر فرمایا نیز اپنی بعض خوابوں کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اب ساری جماعت خدمت (دین حق) پر کمربستہ ہو جائے۔ بہت عظیم کام ہیں جو ہم نے کرنے ہیں اور کسی مخالفت کی وجہ سے سرخم نہیں کرنا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں بہت مصروف ہوں اور منصوبہ بندی کے اہم کام کرنے والے ہیں اس لئے دوست مجھ سے ان دنوں ملاقات کی درخواست نہ کریں کیونکہ معذرت کرنے سے میری طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہر فردِ جماعت سے اس کی استطاعت کی آخری حد تک بھرپور کام لیا جائے گا اور مجھے جس کسی سے بھی مدد یا مشورہ کی ضرورت ہوگی اس کو میں خود ملاقات کے لئے بلاؤں گا۔ (یہ پورا تاریخی خطاب کئی بار MTA پر نشر ہو چکا ہے)۔

ابتداء میں حضورؒ نے اپنے گلے کی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ربوہ میں حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے پر پابندی کی وجہ سے مجھے بڑی اونچی آواز میں احباب سے خطاب کرنا پڑا۔ حضورؒ نے قہوہ منگوایا اور دو تین بار اس کو بہت ہلکا بنانے کی ہدایت فرمائی۔ قہوہ بنانے والے حضورؒ کے منشاء کے مطابق نہ بنا سکے تو حضور رحمہ اللہ نے بڑی شفقت سے صرف یہ فرمایا کہ یہ قہوہ بنانے والوں کا قصور نہیں لگتا۔ لندن کا پانی ہی گدلا ہے!

خطاب کے آخر میں حضور رحمہ اللہ نے پرسوز دعا کروائی اور اس کے بعد ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب کو جو محمود ہال میں کرسیوں کی پہلی قطار میں حضور رحمہ اللہ کے سامنے بیٹھے تھے، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ابھی دفتر میں ملاقات کے لئے تشریف لے آئیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب موصوف کو یہ منفرد اعزاز نصیب ہوا کہ حضور رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انہیں ملاقات کی دعوت دی اور آپ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضور انورؒ سے باقاعدہ ملاقات کا شرف پایا۔

یہ ۳۰/اپریل ۱۹۸۴ء کے تاریخی دن کی کچھ تفصیل ہے جو کبھی بھلائی نہ جا سکے گی۔ یہ احمدیت کی تاریخ کا ایک سنگ میل ہے جس کی یاد ہمیشہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہے گی۔

❄❄❄

اعلان ولادت

میجر احمد نعیم اختر صاحب لاہور سے لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳ نومبر ۲۰۰۳ء کو خاکسار کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام ولید احمد تجویز فرمایا ہے۔ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم احمد سعید اختر صاحب واپڈا ٹاؤن لاہور کا پوتا، مکرم بریگیڈیئر منور احمد رانا صاحب کا نواسہ اور مکرم فضل الرحمٰن بسمل صاحب سابق امیر جماعت بھیرہ کا پڑپوتا ہے۔ احباب سے نومولود کے نیک اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اک عنبر بار تصور نے یادوں کا چمن مہکایا ہے

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

دسمبر ۱۹۹۳ء میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ماریشس کا دورہ فرمایا۔ یہ دورہ 18 ایام پر مشتمل تھا۔ اس سفر کے آخری تین چار دن آرام اور سیر کیلئے مخصوص تھے۔ حضور انورؒ اور ممبران قافلہ کیلئے جماعت ماریشس نے سمندر کے کنارے ایک علیحدہ جگہ پر Huts حاصل کئے ہوئے تھے۔ پروگرام کے مطابق شام سے قبل حضور انورؒ اس جگہ تشریف لے آئے۔ اگلے روز صبح نماز فجر کے لئے حضورؒ اپنے Huts سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم ممبران بھی اپنے Huts سے نکل کر نماز کیلئے جا رہے تھے کہ حضورؒ کی نظر پڑی تو ہاتھ کے اشارہ سے بلایا۔ عاجز حاضر خدمت ہوا تو فرمایا آج کیا پروگرام ہے؟ خاکسار نے عرض کی کہ آج ہم سب نے (یعنی ممبران قافلہ نے) شاپنگ کا پروگرام بنایا ہے۔ صبح شہر جا کر شام سے قبل واپس آجائیں گے۔ اس پر فرمایا: آج ہم قرآنِ کریم کے ترجمہ کا کام نہ کرلیں؟ خاکسار نے عرض کیا جی حضور ضرور۔ نمازِ فجر کے بعد حضورؒ نے سب سے پوچھا کہ آج کیا پروگرام ہے تو سب نے کہا آج شاپنگ کا پروگرام ہے۔ حضورؒ فرمانے لگے کہ ماجد صاحب سے پوچھ لیں، انہوں نے تو شاپنگ کیلئے نہیں جانا؟ انہوں نے تو آج ترجمہ کا کام کرنا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا جی حضور آج ترجمہ کا کام کرنا ہے۔

حضور انورؒ نماز کے بعد واپس جانے سے قبل فرمانے لگے کہ میں سیر کر کے ناشتہ کے بعد آجاؤں گا پھر ترجمہ کا کام شروع کر دیں گے۔ اس کے بعد حضورؒ تشریف لے گئے۔

صبح پونے آٹھ بجے کا وقت تھا کہ خاکسار باتھ روم سے نہا کر نکلا تو دیکھا کہ حضورؒ سامنے چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں سیر سے سیدھا ادھر آگیا ہوں۔ ناشتہ ہم یہیں کریں گے اور ساتھ ساتھ کام بھی کرتے رہیں گے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضورؒ بس پانچ منٹ دے دیں تاکہ کنگھی وغیرہ کرلوں اور کپڑے بدل لوں۔ پانچ سات منٹ میں خاکسار تیار ہوگیا۔ میز کرسی وغیرہ سیٹ کی۔ حضور انورؒ نے پانچویں پارہ کے آخری ربع سے ترجمہ لکھوانا شروع کیا (اس سے قبل کا ترجمہ حضورؒ ماریشس کے سفر سے قبل مکمل فرما چکے تھے۔)

حضور انورؒ ترجمہ لکھواتے رہے اور خاکسار لکھتا رہا۔ یہ سلسلہ دو بجے دوپہر تک جاری رہا۔ اس طرح مسلسل چھ گھنٹے تک حضور انورؒ نے ترجمہ لکھوایا یوں معلوم ہوتا تھا کہ

ترجمہ نازل ہو رہا ہے۔ مسلسل روانی کے ساتھ بغیر کسی جگہ رُکے حضور انورؒ ترجمہ لکھوا رہے تھے۔ میز کے ایک طرف ناشتے کا سارا سامان موجود تھا۔ حضورؒ نے فرمایا آپ نے کچھ نہیں کرنا، ناشتہ میں خود تیار کر کے دوں گا۔ ترجمہ کے دوران ہی ناشتہ کیا گیا۔ دو تین دفعہ چائے بھی پی۔ بریڈ پر جام اور مکھّن وغیرہ لگا کر بھی خود ہی دیا۔ چائے بھی خود ہی بنا کر دیتے رہے اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی لکھواتے رہے۔ خاکسار بھی کھانے پینے کے ساتھ ساتھ لکھتا رہا۔ غرض چھ گھنٹے مسلسل کام کے بعد جب دوپہر کے دو بج چکے تھے تو فرمایا اب وضو کر لیتے ہیں اور نماز کی تیاری کرتے ہیں۔ حضورؒ وضو کیلئے باتھ روم میں گئے۔ ادھر خاکسار کو پریشانی لاحق ہوئی کیونکہ تولیہ نہیں تھا۔ ہم نے سب تولیے دُھلنے کیلئے بھجوائے ہوئے تھے۔ کوئی ٹشو پیپر بھی نہ تھا۔ اتنے میں حضور انورؒ وضو کر کے باہر تشریف لائے اور پوچھا تولیہ ہے؟ خاکسار نے عرض کی کہ دُھلنے کیلئے بھجوائے ہوئے تھے اور کوئی ٹشو پیپر بھی نہیں ہے۔ اس پر آپ نے بستر کی چادر لے کر چہرہ اور ہاتھ صاف کیے اور فرمانے لگے آج چادر ہی سہی۔ اس دوران امیر صاحب ماریشس دوپہر کا کھانا لے کر پہنچ چکے تھے۔ فرمانے لگے پہلے کھانا کھا لیتے ہیں۔ نماز ظہر و عصر جمع کر کے عصر کے وقت میں پڑھ لیں گے۔ اس وقت باقی سب ممبران بھی واپس آ چکے ہوں گے۔ چنانچہ وہیں بیٹھ کر حضورؒ نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

4:30 بجے کے قریب حضورؒ نمازوں کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے۔ نمازوں کے بعد کسی تفریحی مقام کیلئے روانگی تھی۔ خاکسار کو بلایا اور فرمایا قرآن کریم لے کر گاڑی میں آ جاؤ۔ خاکسار حاضر ہو گیا۔ حضور انورؒ نے اپنے ساتھ پچھلی سیٹ پر بٹھا لیا اور ترجمہ لکھوانا شروع کر دیا۔ یہ سفر قریباً ایک گھنٹہ جانے کا اور ایک گھنٹہ واپس آنے کا تھا۔ ان دو گھنٹوں میں حضور انورؒ مسلسل ترجمہ لکھواتے رہے۔ راستہ کچا تھا اور سڑک بہت خراب تھی۔ گاڑی کو بہت جمپ لگتے تھے۔ میرے لئے لکھنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ ہاتھ کبھی دائیں، کبھی بائیں اور کبھی اوپر نیچے جاتا تھا۔ حضور انورؒ یہ صورتحال ملاحظہ فرما رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔ بالآخر فرمانے لگے: کیا لکھا ہے مجھے پڑھ کر سناؤ۔ خاکسار نے جب من وعن پڑھ کر سنایا تو فرمایا ٹھیک ہے۔ بس اس کے بعد پھر حضور انورؒ رُکے نہیں مسلسل لکھواتے رہے۔

دو گھنٹے کے سفر کے بعد واپس پہنچے تو 20,15 منٹ کے بعد شہر روز ہل (Rose Hill) کی طرف روانگی تھی۔ نماز مغرب و عشاء مرکزی بیت الذکر میں ادا کرنے کے بعد صدر مجلس انصار اللہ کے گھر رات کا کھانا تھا۔ یہ سفر بھی پون گھنٹہ سے زائد کا تھا۔ اندھیرا بھی ہو چکا تھا۔ چلنے سے قبل فرمایا کہ قرآن کریم لے کر گاڑی میں آ جاؤ۔ خاکسار حسب ارشاد حاضر ہو گیا۔ فرمایا: ساتھ بیٹھ جائیں۔ گاڑی کے اندر لائٹ جلالی اور پھر مسلسل پون گھنٹہ تک ترجمہ لکھواتے

رہے۔ آخر بیت الذکر پہنچے۔ نمازیں ادا کیں۔ نماز کے بعد بیت الذکر سے باہر تشریف لائے تو فرمایا: آجاؤ، بیٹھ جاؤ۔ خاکسار نے عرض کی۔ حضورؒ جس گھر میں جانا ہے وہ صرف دو منٹ کے سفر پر ہے۔ فرمانے لگے اس وقت میں ہم ایک آیت ہی کر لیں گے اور اس وقت کا مصرف ہو جائے گا۔ خاکسار ساتھ بیٹھ گیا۔ ڈیڑھ دو منٹ کے بعد میزبان کے گھر پہنچ چکے تھے۔ اس دوران حضورؒ نے تین آیات کا ترجمہ لکھوایا اور فرمایا: دیکھا ایک آیت کی بجائے تین آیات ہو گئی ہیں۔

صبح سے مسلسل لکھائی کرنے کی وجہ سے خاکسار کی اُنگلیاں جواب دے رہی تھیں اور درد کر رہی تھیں۔ اب مجھے فکر تھی کہ ابھی پون گھنٹہ کی واپسی بھی ہے لیکن یہ سوچ کر اطمینان ہو گیا کہ چونکہ یہ خدا کا کام ہے اس لئے وہ خود ہی توفیق بھی دے گا۔ بہر حال جب حضور رحمہ اللہ کھانے سے فارغ ہو کر جانے کیلئے باہر تشریف لائے تو خاکسار قرآن کریم کے ساتھ گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: اب آرام کر لو۔ کل کام کریں گے۔

چنانچہ اگلے تین دن اسی طرح ترجمہ کا کام کرتے ہوئے گزرے۔ آخری دن جس دن ماریشس سے لندن واپسی کیلئے روانگی تھی، حضور انورؒ جب اپنی رہائش گاہ سے ائر پورٹ کیلئے روانہ ہوئے تو فرمایا ترجمہ کیلئے گاڑی میں آجاؤ۔ خاکسار حاضر ہو گیا۔ ائر پورٹ تک کا سفر قریباً ایک گھنٹہ کا تھا۔ اس دوران ترجمہ لکھواتے رہے۔ ائر پورٹ پر VIP لاؤنج میں پہنچے تو فرمایا: ہم دونوں ایک جگہ الگ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور ترجمہ کا کام جاری رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک کونے میں جگہ کا انتخاب کر کے حضور انورؒ وہاں تشریف فرما ہوئے اور ترجمہ لکھواتے رہے۔ یہاں بھی قریباً ایک گھنٹہ سے زائد ترجمہ کا کام کیا۔ جب جہاز کی روانگی میں 10 منٹ باقی رہ گئے تو متعلقہ آفیسرز نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ جہاز میں داخل ہونے کے دوران آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ اگر کوئی سیٹ خالی ہوئی تو میں آپ کو بلالوں گا اس لئے تیار رہیں۔ یہ کہہ کر حضورؒ فرسٹ کلاس میں تشریف لے گئے۔ یہ فلائیٹ جو ماریشس سے فرانس تک تھی 13,12 گھنٹے کی فلائیٹ تھی اور مسلسل تین دنوں سے لکھائی کا کام کرنے کی وجہ سے اُنگلیاں بہت دُکھ رہی تھیں۔ صرف یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ حضورؒ لکھوائیں اور میں لکھ نہ سکوں۔ دوسری طرف خوش نصیبی، سعادت اور برکت تھی جو ہر فکر اور پریشانی اور تکلیف پر غالب تھی۔ چنانچہ جہاز کی روانگی سے قریباً ایک گھنٹہ کے بعد حضورؒ نیچے ہمارے حصہ میں جہاں ممبران قافلہ بیٹھے ہوئے تھے تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر بڑے پیار سے فرمایا کہ میرے ساتھ سیٹ خالی نہیں ہے۔ 13 گھنٹے کی مسلسل فلائیٹ اور تھکا دینے والے سفر کے بعد جہاز فرانس کے دارالحکومت پیرس کے انٹرنیشنل ائر پورٹ

پر اُترا۔ یہاں سے لندن روانگی کیلئے ایک دوسرے ایئرپورٹ پر جا کر فلائیٹ لینی تھی۔ یہ وقت قریباً فجر سے پہلے کا تھا اور دوسرے ائرپورٹ پر پہنچنے کیلئے 40 منٹ کا رستہ تھا۔ جب ایئرپورٹ سے باہر نکل کر گاڑیوں میں بیٹھنے لگے تو فرمایا: قرآن کریم لے کر آجائیں۔ خاکسار حاضر ہوگیا۔ گاڑی کی اندرونی لائٹیں جلالیں اور دوسرے ایئرپورٹ پہنچنے تک ترجمہ لکھواتے رہے۔ جب ائرپورٹ پر پہنچے تو یہاں سے لندن کیلئے جہاز کی روانگی میں ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ یہاں جماعت فرانس نے حضور انورؒ اور ممبران قافلہ کیلئے ناشتہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ فرمانے لگے ان سب کو ناشتہ کرنے دو ہم ترجمہ کا کام کرتے ہیں۔ ناشتہ لندن جا کر کریں گے۔ چنانچہ ایک بینچ پر حضور انورؒ بیٹھ گئے اور ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل ترجمہ کا کام کیا۔ مسافر آگے پیچھے، دائیں بائیں سے گزرتے رہے لیکن ہر چیز سے بے خبر مسلسل ترجمہ لکھواتے رہے۔ اب جہاز کی روانگی کا وقت تھا۔ فرمایا: جہاز میں میرے ساتھ جگہ خالی ہوئی تو وہاں بیٹھ جانا۔ چونکہ یہ ایک گھنٹہ سے کم وقت کی فلائیٹ تھی جس کی وجہ سے جہاز بڑا نہیں تھا۔ یہاں اکانومی کے مسافروں کو بھی اپنی سیٹوں تک پہنچنے کیلئے کلب اپر کلاس کے حصہ سے گزر کر جانا پڑتا تھا۔ حضور انورؒ پہلے تشریف لے جا کر بیٹھ چکے تھے۔ جب بعد میں ہم ممبران قافلہ داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ دائیں بائیں کوئی سیٹ خالی نہیں تھی۔ چنانچہ حضورؒ کے پاس سے گزر کر جب پچھلے حصہ کی طرف جانے لگے تو آپ مسکرائے اور فرمایا۔ اب انشاء اللہ باقی کام لندن چل کر۔ چنانچہ پھر لندن پہنچ کر یہ کام مسلسل چار سال تک جاری رہا۔

❋❋❋

حضور انورؒ کے دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کے ناخن دونوں اطراف سے گوشت کے اندر گھس جانے کی وجہ سے سخت تکلیف تھی۔ ایک روز فرمایا کہ میں اپنے دونوں انگوٹھوں کو پانی میں بھگو کر رکھنا چاہتا ہوں اس سے تکلیف اور درد کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی چیز تیار کر دیں جو ان انگوٹھوں پر چڑھا دی جائے اور انگوٹھے گیلے رہیں اور پانی بھی باہر نہ آئے تا کہ جرابیں گیلی نہ ہوں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مختلف تجربات کئے گئے۔ نرم کپڑے کے خول تیار کئے گئے اور ان کے اندر پلاسٹک لگایا گیا تا کہ پانی اندر رہے لیکن یہ تجربہ بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر اللہ کے فضل سے ایک ایسی چیز مہیا ہوگئی جو بہت نرم تھی اور اس کے اندر کی طرف ایسا میٹریل تھا جو پانی کو باہر نہ آنے دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے خول تیار کئے گئے اور ہر ہفتہ، دس دن بعد چار سے چھ نئے خول تیار کر کے حضور انورؒ کی خدمت میں پیش کر دیئے جاتے رہے اور یہ سلسلہ چھ سات ماہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔

❋❋❋

یہ واقعہ 14-15 سال قبل کا ہے۔ یوگنڈا میں جماعت نے مشن ہاؤس کیلئے ایک عمارت دیکھی جو اپنے رقبہ اور تعمیر کے لحاظ سے بہت عمدہ تھی اور سب ضروریات پوری کرنے والی تھی۔ مجلس عاملہ نے اپنی پوری تائید کے ساتھ حضورؒ کی خدمت میں اس عمارت کی خرید کیلئے سفارش کی۔ جس پر حضور انورؒ نے فرمایا کہ یہ عمارت نہیں خریدنی۔

جب اس فیصلہ کی اطلاع جماعت یوگنڈا کو دی گئی تو انہوں نے اس خیال سے کہ شاید ان کی طرف سے عمارت کے کوائف اور معلومات نامکمل تھیں جس کی وجہ سے حضورؒ نے خریدنے کی منظوری عطا نہیں فرمائی۔ اس عمارت کی مزید تفصیل اور حدود اربعہ بتا کر فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی جس پر حضورؒ نے پھر فرمایا نہیں خریدنی۔

اب دیکھیں کس طرح خدا تعالیٰ اپنے خلیفہ کے ذریعہ جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور جماعت کو ایسے نقصانات سے بچاتا ہے جو ابھی پردہ میں ہوتے ہیں اور عام آدمی کی نظر اور سوچ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ دو تین دن بعد امیر صاحب یوگنڈا کی طرف سے فون پر پیغام ملا کہ الحمدللہ ہم حضور انورؒ کے فیصلہ کی برکت سے ایک بہت بڑے نقصان سے بچ گئے ہیں۔ جو شخص یہ عمارت فروخت کر رہا تھا وہ دراصل اس عمارت کا مالک ہی نہیں۔ یہ شخص دھوکہ سے یہ عمارت جماعت کے پاس فروخت کر رہا تھا۔ اگر جماعت خرید لیتی تو ساری رقم ضائع ہو جاتی تھی اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آنا تھا۔

❋❋❋

ماریشس کے دورہ کے پروگراموں میں جماعت نے ایک روز ہرن کے شکار کا پروگرام بھی رکھا تھا۔ چنانچہ اس روز حضور انور رحمہ اللہ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد اُس علاقہ کی طرف تشریف لئے گئے جو پہاڑیوں اور جنگل پر مشتمل ہے اور شکار کیلئے مخصوص ہے۔ ساتھ ہم ممبران اور چند خدام بھی تھے۔ حضورؒ ایک جگہ نشانہ لے کر بیٹھ گئے۔ دوسری طرف ہم سب نے مختلف جگہوں پر گروپس کی صورت میں اکٹھے ہو کر شور بلند کیا اور آوازیں نکالیں۔ اس شور کے نتیجہ میں ہرنوں کا ایک غول ایک طرف سے نکل کر بھاگا۔ جب یہ غول اس جگہ سے گزرا جہاں حضور رحمہ اللہ نشانہ لئے انتظار میں تھے تو حضور نے ایک ہرن کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ گو یہ فائر کافی دُور سے کیا گیا تھا لیکن حضورؒ نے فرمایا کہ میرا نشانہ ہرن کو لگا ہے اور گردن کے قریب لگا ہے۔ وہ ضرور کہیں قریب ہی گرا ہوگا۔ مگر تلاش کرنے پر وہ ہرن اردگرد کے قریبی علاقہ میں نہ مل سکا۔ ویسے بھی اندھیرا ہو چکا تھا۔ اس لئے جنگل میں مزید تلاش مشکل تھی۔ واپس آتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا: کہ نشانہ خطا نہیں گیا اس لئے صبح یہ ہرن ضرور مل جائے گا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح چند خدام اُس جگہ پہنچے اور علاقہ کے منتظمین کے ساتھ مل کر

تلاش کیا تو وہ ہرن مل گیا۔ گولی اس کی گردن کے قریب لگی تھی۔ حضور انورؒ کی خدمت میں ایک خادم نے آ کر اس کی اطلاع دی اور اس کا گوشت بھی لائے۔ تو حضورؒ نے فرمایا: میں نے کہا نہیں تھا کہ میرا نشانہ خطا نہیں گیا اور یہ ضرور مل جائے گا۔

❋❋❋

جہاز کے سفر کے دوران وقت بہت تیزی سے تبدیل ہوتا ہے۔ اس لئے نمازوں کے لئے اوقات کا تعین کرنا خصوصاً لمبے سفر میں بہت مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا حضور انورؒ سفر کے شروع میں ہی پائلٹ کے کیبن سے سورج کے طلوع وغروب اور زوال سے متعلق معلومات حاصل کر کے نمازوں کے اوقات معلوم کر لیتے تھے اور ان کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام فرماتے تھے۔ ایک سفر کے دوران جو کہ غالباً لاس اینجلس امریکہ کا سفر تھا اور لمبی فلائٹ تھی۔ حضور انورؒ وضو کرنے کے بعد جہاز کے اُس حصہ میں تشریف لائے جہاں حضور انورؒ کی بچیاں اور قافلہ کے دیگر ممبران بیٹھے تھے۔ خاکسار اور منیر جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اکٹھے بیٹھے تھے۔ ہماری پچھلی رو (Row) میں حضور انورؒ کی بیٹیاں بیٹھی تھیں۔ خاکسار نیند کی کیفیت میں تھا کہ اچانک سر پر کسی نے ہاتھ سے کھجلی کی۔ خاکسار نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو حضور انورؒ کا دست مبارک تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: نماز کا وقت ہو چکا ہے نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ ہم نے نماز ادا کی اور حضور انورؒ نے بھی اپنی بچیوں کے ساتھ وہیں بیٹھ کر نماز ادا کی اور پھر اپنی نشست پر تشریف لے گئے۔

❋❋❋

حضورؒ کی ساری زندگی آیت قرآنیہ ظلوماً جھولاً کی زندہ تفسیر تھی۔ ایک واقعہ ذیل میں درج ہے۔

غالباً 1998ء کا رمضان المبارک تھا۔ حضورؒ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ درس القرآن ارشاد فرماتے تھے۔ حضور انورؒ کا درس دینے اور پھر اگلے دن کے درس کی تیاری کا طریق اس طرح تھا کہ روزانہ ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے دوپہر تک درس ہوتا تھا۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا کی جاتی۔ نماز ظہر کے بعد حضورؒ اپنے دفتر تشریف لے آتے اور نماز عصر تک اگلے روز کے درس کی تیاری فرماتے۔ حضور انورؒ کی ہدایت پر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نوٹس پڑھ کر سناتے۔ حضورؒ ساتھ ساتھ ہدایات دیتے اور نوٹس لکھواتے۔

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سات آٹھ دن بیمار رہے جس پر خاکسار کو ارشاد ہوا کہ اس کام کیلئے حاضر ہو جاؤں۔ ایک روز حضور رحمہ اللہ کی طبیعت کافی ناساز تھی۔ آپ کو بخار تھا۔ خاکسار حاضر ہوا تو فرمایا پڑھنا شروع کرو۔ ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ بخار کی وجہ سے حضور رحمہ اللہ کی آنکھ لگ گئی (غنودگی ہوگئی)۔ پانچ چھ منٹ اسی طرح گزر گئے۔ آنکھ کھلی تو فرمایا: آگے پڑھیں۔ ابھی چند منٹ

ہی گزرے تھے کہ پھر حضورؒ کو اونگھ آ گئی۔ حضور رحمہ اللہ کا چہرہ بخار کی وجہ سے سرخ تھا۔ عرض کیا گیا کہ حضور آپ آرام فرمائیں بخار کی وجہ سے حضور کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، یہ وقت نوٹس کی تیاری کیلئے میں نے رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ بخار کی حالت ہی میں حضورؒ نے درس کی تیاری فرمائی اور اگلے دن بخار کی حالت میں ہی درس دیا۔ اس طرح اگلے دو تین روز تک حضورؒ نے بخار کی حالت میں ہی درس کی تیاری فرمائی اور پھر روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ درس بھی ارشاد فرمایا۔

❋❋❋

1993ء میں حضورؒ اپنے دورۂ ماریشس کے دوران ایک دن کیلئے جزیرہ روڈرگ (Rodrigues) تشریف لے گئے ۔ یہ علیحدہ جزیرہ ماریشس کا ہی حصہ ہے اور ماریشس کے نیشنل ائرپورٹ سے اس جزیرہ تک پون گھنٹہ کی فلائٹ ہے۔ جماعت ماریشس نے جہاز کا بڑا حصہ ریزرو کروالیا تھا جس میں سب اپنے ہی ممبران تھے۔ 35,30 کے قریب خدام وانصار اس سفر میں ساتھ تھے۔ حضورؒ کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔ دوران سفر ماریشس جماعت کے یہ ساتھ سفر کرنیوالے احباب باری باری حضورؒ کے ساتھ بیٹھتے ۔ ویڈیو تیار ہوتی اور تصاویر کھینچی جاتیں اور حضورؒ سے باتیں کرتے ۔ اس پون گھنٹہ کی فلائٹ میں ہر ایک نے حضورؒ کے ساتھ بیٹھ کر ویڈیو بنوائی اور تصاویر اُتروائیں اور برکتیں حاصل کیں۔

اس روز حضورؒ بے حد خوش تھے۔ حضور انورؒ کا چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا۔ جب روڈرگ پہنچے تو احباب جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فیملیز سے ملاقات شروع کرنے سے قبل فرمایا: آئیں اب دُور کے جزیرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے ملاقات کریں۔

حضورؒ کے اس فقرہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضورؒ کو کتنی خوشی تھی کہ ایسے دُور افتادہ جزیرہ میں بھی جو نقشہ پر بھی کم ہی نظر آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے موجود ہیں اور یہ الہام کہ میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔

❋❋❋

سال 1998ء کا رمضان المبارک تھا۔ عیدالفطر کے بعد تیسرے یا چوتھے دن خاکسار ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو حضورؒ نے بسکٹ کلر کا ایک سویٹر خاکسار کو عنایت فرمایا اور فرمایا یہ سویٹر ایک لمبے عرصہ سے میرے زیر استعمال رہا ہے اور اس رمضان میں مَیں نے سارا مہینہ اس کو پہنا ہے اور میں نے بہت دعائیں کی ہیں۔ یہ آپ رکھ لیں۔

❋❋❋

قرآن کریم کے ترجمہ کے کام کے دوران ایک روز جس دن قرآن کریم کے سجود کے مطابق آخری سجدہ

تھا۔ جب ترجمہ لکھواتے ہوئے یہ سجدہ تلاوت آیا تو آپ نے بڑے پیار سے فرمایا۔ سجدہ کے لئے میرے ساتھ ہی جائے نماز پر آجائیں۔ خاکسار نے تعمیل ارشاد کی اور جائے نماز پر حضورؒ کے ساتھ ہی سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے بڑی محبت سے جائے نماز خاکسار کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ آپ سنبھال لیں۔ یہ آپ کو یاد دلائے گا کہ ہم نے اس پر اکٹھے سجدہ کیا تھا۔

❋❋❋

ایک روز خاکسار دفتری ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو مٹھائی کے ایک ڈبّہ پر نظر پڑی جو حضور انورؒ نے ایک الماری کے کونے میں رکھا ہوا تھا۔ یہ الماری اُس دروازہ کے ساتھ تھی جہاں سے حضورؒ اپنے دفتر میں تشریف لاتے اور واپس جاتے تھے۔ چار پانچ روز تک یہ ڈبّہ اسی جگہ پڑا نظر آتا رہا۔ اس ڈبّہ کو وہاں پڑے ہوئے چھٹا دن تھا۔ خاکسار نے سوچا کہ شاید حضورؒ رکھ کر بھول گئے ہیں کہیں خراب نہ ہو جائے۔ اس لئے آج ملاقات کے بعد حضورؒ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ چنانچہ ملاقات سے فارغ ہو کر اس ڈبّہ کے بارے میں عرض کرنے ہی لگا تھا کہ حضورؒ نے فرمایا وہ مٹھائی کا ڈبّہ اُٹھا لائیں۔ خاکسار نے اٹھایا اور حضورؒ کے پاس لے آیا۔ فرمایا اسے کھول کر دیکھیں۔ چنانچہ ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے اسے کھولا۔ فرمایا اس ڈبہ میں موجود ہر ٹکڑے میں سے میں نے کھایا ہوا ہے اور میں اتنے دن آتے جاتے اس میں سے کھاتا رہا ہوں۔ یہ آپ کیلئے ہے اسے گھر لے جائیں۔

❋❋❋
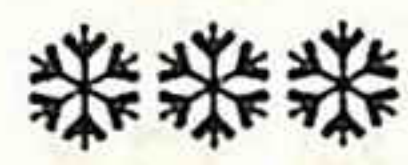
کینیڈا کے ایک سفر کے دوران جماعت کینیڈا نے دو تین دن کیلئے ایک خوبصورت جھیل کے کنارے حضور انورؒ کے قیام کا پروگرام رکھا تھا۔ چنانچہ حضور انورؒ جلسہ سالانہ کینیڈا اور دوسرے جماعتی پروگرام سے فارغ ہو کر پروگرام کے مطابق اس جھیل کے کنارے تشریف لے گئے۔

حضور انور رحمہ اللہ کا بنگلہ جھیل کے کنارے کے بالکل قریب تھا۔ جب کہ باقی قافلہ کے ممبران کی رہائش قدرے ہٹ کر تھی۔ جھیل اور اس کے اردگرد کا علاقہ بڑا خوبصورت اور سرسبز و شاداب تھا۔ ایک دن شام کی سیر کے بعد جب حضورؒ واپس تشریف لائے تو نماز مغرب کی ادائیگی میں ابھی قریباً 40 منٹ باقی تھے۔ خاکسار کو بلایا اور فرمایا: قرآن کریم لے آؤ۔ ان 40 منٹوں میں ہم ترجمہ کا کام کر لیتے ہیں۔ خاکسار حسب ارشاد حاضر خدمت ہوا۔ حضور انورؒ اپنے بنگلہ پر اکیلے تھے۔ باقی فیملی کے ممبران ابھی جھیل کی سیر پر تھے۔ حضور انورؒ نے اندر بلا لیا۔ ابھی خاکسار بیٹھا ہی تھا تو فرمانے لگے کہ پہلے تربوز کھاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فریج سے تربوز نکالا۔ اس کے دو حصے کئے۔ ایک خود لیا اور دوسرا عاجز کو تھماتے ہوئے فرمایا: آج ایسے ہی کھاتے ہیں جیسے کبھی پاکستان میں کھایا کرتے تھے۔ چنانچہ چھری استعمال کئے بغیر انگلیوں سے ہی کھایا۔ تربوز بہت ٹھنڈا تھا۔ اس لئے کھانے میں کافی مشکل پیش

آئی۔ بہر حال جب فارغ ہوئے تو فرمایا نماز میں کتنا وقت باقی ہے؟ عاجز نے عرض کی حضورؒ 25,20 منٹ رہ گئے ہیں۔ فرمانے لگے اب چائے پیتے ہیں۔ یہ سن کر خاکسار چائے بنانے کیلئے اُٹھا تو فرمایا: آپ بیٹھیں میں خود بناؤں گا۔ چنانچہ حضورؒ نے چائے تیار کی۔ جب چائے پی کر فارغ ہوئے تو خاکسار کپ دھونے کیلئے اٹھنے لگا تو حضورؒ مجھ سے پہلے ہی کھڑے ہوگئے اور فرمایا: آپ بیٹھیں۔ آپ میرے مہمان ہیں اور میرے گھر میں ہیں۔ چنانچہ آپ نے خود کپ دھوئے اور فرمایا: اب تو نماز کا وقت ہو چکا ہوگا؟ خاکسار نے عرض کی جی حضورؒ! اب تو صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ فرمایا نماز کیلئے تیاری کریں میں آرہا ہوں۔

❋❋❋

یہ واقعہ جلسہ سالانہ UK کا ہے۔ حضور رحمہ اللہ اسلام آباد میں اپنے بنگلہ میں جلسہ کے ایک خطاب سے قبل نوٹس پر آخری نظر ڈال رہے تھے۔ نوٹس ملاحظہ فرماتے ہوئے جرمنی میں مقیم ایک احمدی بچی کا واقعہ سامنے آیا۔ واقعہ اس طرح تھا کہ اس بچی نے لکھا تھا کہ میرے سر میں ایک عرصہ سے درد رہتی ہے اور ہر قسم کے علاج کے باوجود کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ شدید پریشانی تھی۔ اس بچی نے عہد کیا کہ جب حضورؒ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر لجنہ سے خطاب کیلئے تشریف لائیں گے تو وہ حضورؒ کے چہرہ مبارک پر مسلسل نظر ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے گی کہ اے خدا! آج اس چہرہ کے صدقے تو میری درد دُور کردے اور اس بیماری سے مجھے نجات بخش دے۔ اس بچی نے لکھا کہ جب حضورؒ لجنہ سے خطاب کیلئے مارکی میں تشریف لائے تو میں نے حضورؒ کے چہرہ پر اپنی نظر مرکوز کردی اور خدا تعالیٰ سے دُعا کرتی رہی کہ اے اللہ! آج اس چہرہ کے صدقے میری درد دُور کردے۔ چنانچہ ابھی حضور رحمہ اللہ کا خطاب جاری تھا کہ مجھ پر خوشبودار پانی کے چھینٹے گرے اور دائیں بائیں جو خواتین جلسہ میں موجود تھیں ان پر بھی پانی کے چھینٹے گرے اور یہ جگہ خوشبو سے مہک گئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک مجھے سر درد نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بیماری سے نجات بخش دی۔

یہ واقعہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور رحمہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ اس بچی کے اردگرد بیٹھنے والی اُن عورتوں کی بھی گواہی لے لی جائے جن پر خوشبودار پانی کے چھینٹے گرے تھے۔ جب حضور انورؒ نے یہ ہدایت دی اس وقت خطاب شروع ہونے میں قریباً 35 منٹ باقی تھے۔ اب اسلام آباد میں یہ گواہی کہاں سے اور کیسے حاصل کی جائے۔ بچی جرمنی کی ہے لیکن کہاں رہتی ہے، کیسے رابطہ کیا جائے۔ اس کے اردگرد بیٹھنے والی عورتیں کون تھیں؟ کچھ پتہ نہ تھا کہ بچی کا فون نمبر کیا ہے۔ آدھ گھنٹہ میں یہ کام بظاہر ناممکن تھا لیکن جس کے کام خدا تعالیٰ کرتا ہے اس کے فرشتے اپنے پیارے بندے کے کاموں اور ضروریات کی تکمیل پر مامور

ہوتے ہیں۔ وہاں دُنیا کی نظر میں جو باتیں ناممکن ہوتی ہیں وہ معجزانہ رنگ میں ممکن ہوجایا کرتی ہیں۔ اب دیکھیں اللہ کی تقدیر کس طرح کام کرتی ہے۔ یہ واقعہ تقریر کے نوٹس میں درج کرتے وقت خاکسار کے ذہن میں تھا کہ بچی مغفور احمد منیب صاحب (سابق امیر جماعت جاپان) کی کوئی عزیزہ ہے۔ بس اسی یادداشت کے سہارے خاکسار نے گھر آکر مغفور صاحب کو جاپان فون کیا اور اس واقعہ کا مختصر حوالہ دیتے ہوئے اس بچی کے بارہ میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ نہ صرف اس بچی کو جانتے ہیں بلکہ اس کا فون نمبر بھی ان کے پاس ہے۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ آپ حضور انورؒ کا خطاب سننے کیلئے انتظار کررہے ہیں۔ اس میں یہ واقعہ بیان ہونا ہے۔ اس لئے آپ فوراً فون کرکے اُس سے تصدیق کرلیں اور اس کے ساتھ جو خواتین تھیں اپنی عزیزہ سے ان کے فون نمبر لے کر رابطہ کی کوشش کریں۔ اس کام کیلئے صرف 10 منٹ ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو فون کرلوں گا۔ ابھی آٹھ منٹ ہی گزرے تھے کہ مغفور صاحب کا فون آگیا کہ ان کی اپنی عزیزہ سے رابطہ ہوگیا ہے۔ عزیزہ نے خود فون اُٹھایا اور واقعہ کی تصدیق کی۔ لیکن عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ جو خواتین اس واقعہ میں اس کے ساتھ تھیں وہ بھی اس کے عزیز واقارب میں سے تھیں اور ان کے ساتھ بھی اُسی وقت بآسانی رابطہ ہوگیا۔ اور اُن کی طرف سے بھی تصدیق ہوگئی ہے۔

چنانچہ یہ گواہی واقعہ کے نیچے درج کرکے خطاب سے 10 منٹ قبل حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کردی۔ اب دیکھیں خدا کی تقدیر نے کس طرح بظاہر ناممکن بات کو ممکن بنادیا۔ ایسا بھی ہوسکتا تھا کہ مغفور صاحب نے جب جاپان سے فون کیا تو عزیزہ نہ ملتی، گھر پر نہ ہوتی یا اگر وہ مل جاتی تو ساتھی خواتین سے رابطہ نہ ہوتا۔ وہ کہیں آگے پیچھے ہوتیں۔ لیکن چونکہ یہ نشان خداتعالیٰ نے دکھایا تھا اس لئے خدا کے فرشتے اس کام کی تکمیل پر مامور تھے۔ اس لئے سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کردیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

❋❋❋
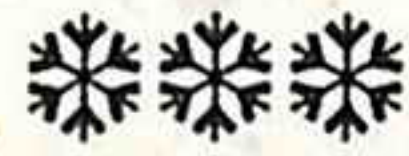
حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر ۱۹۹۷ء میں مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ اور مکرم محمد زکریا خان صاحب البانیہ گئے۔ جہاں (بیت الذکر) اور مشن ہاؤس کے لئے جگہ کی خرید اور تعمیر کے متعلق جائزہ لینا تھا۔ ان کے وہاں پہنچنے کے بعد ملکی حالات خراب ہوگئے۔ فون کے رابطے کٹ گئے۔ خانہ جنگی کی کیفیت تھی۔ رابطہ نہ ہونے اور ان کی خیریت کی اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے حضورؒ کو سخت پریشانی تھی۔ حضور انورؒ وقفہ وقفہ سے رپورٹ طلب فرماتے۔ دو روز اس پریشانی میں گزرے۔ کسی قسم کا رابطہ ہونا بظاہر ناممکن تھا۔ حضور انورؒ کی ہدایت تھی کہ جب بھی رابطہ ہوجائے اور کوئی اطلاع آئے تو حضورؒ کو فوراً پہنچائی جائے۔ خواہ رات کو ہی کوئی وقت کیوں نہ ہو۔ رابطہ کئے ہوئے تیسرا دن تھا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے کے قریب

فون کی گھنٹی بجی تو فون پر چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ تھے۔ انہوں نے اطلاع دی کہ ہم بڑی مشکل سے اپنی زندگیاں بچا کر بذریعہ فیری (بحری جہاز) البانیہ سے نکل کر اٹلی پہنچ گئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ خاکسار نے اسی وقت حضور انورؒ کو فون پر اطلاع دی۔ حضورؒ اپنے دفتر میں کام کر رہے تھے۔ حضورؒ یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوئے اور مبارکباد دی۔ حضورؒ کو پیغام دینے کے قریباً ایک منٹ بعد خاکسار نے چوہدری عبدالرشید صاحب کے گھر فون کیا تاکہ ان کی اہلیہ اور بچوں کو بھی خیریت کی اطلاع دی جائے تو ان کی اہلیہ نے بتایا کہ ابھی حضور انورؒ نے خود فون کر کے ان کو چوہدری صاحب کی خیریت کی اطلاع دے دی ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے سویڈن فون کر کے زکریا خان صاحب کے گھر بھی اطلاع کر دی۔ صبح جب خاکسار دفتر حاضر ہوا تو حضور انورؒ نے یاد فرمایا۔ خاکسار حاضر ہوا تو مٹھائی کا ڈبہ عطا فرمایا اور فرمایا "یہ رات کی اس خوشخبری کی خوشی میں ہے جو آپ نے دی تھی"۔

❄❄❄

جلسہ سالانہ UK ۱۹۹۲ء کا روز تھا۔ حضور انورؒ اس تقریر کے نوٹس ملاحظہ فرما رہے تھے جو قریباً ایک گھنٹہ بعد حضور نے فرمانی تھی۔ نوٹس ملاحظہ فرماتے ہوئے خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ ایک حوالہ چاہیے۔

حضور انورؒ نے فرمایا کہ حوالہ کسی رسالہ میں چھپا تھا۔ اس حوالہ کو ابھی تقریر میں شامل کرنا ہے۔ جلسہ کے سیشن کی کارروائی شروع ہونے میں قریباً نصف گھنٹہ باقی تھا۔ فرمایا: پہلے تلاوت اور نظم بھی ہے اس لئے حوالہ کی تلاش میں کچھ وقت مل جائے گا۔ اب اسلام آباد میں تو اس حوالہ کا ملنا ناممکن تھا۔ خاکسار حضورؒ سے اجازت لے کر گھر آیا اور فوری طور پر مکرم مبارک مصلح الدین صاحب کو فون کیا کہ یہ حوالہ چاہیے۔ آپ مولوی دوست محمد شاہد صاحب سے رابطہ کر کے بتا دیں کہ یہ حوالہ حضورؒ کو ابھی اپنے خطاب کیلئے چاہیے اور آپ مولوی صاحب کو لے کر اسی فون نمبر پر آ جائیں۔ خاکسار آپ کو 20 منٹ بعد فون کرے گا، اس سے زیادہ وقت کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ خاکسار نے ٹھیک 20 منٹ بعد فون کیا تو محترم مولوی صاحب مع رسالہ کے وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اسی وقت مکمل حوالہ تمام ریفرنس کے ساتھ نوٹ کروایا۔ خاکسار نے رف نوٹ کر لیا اور سٹیج پر پہنچ گیا۔ اس وقت تلاوت شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ خاکسار نے سٹیج پر بیٹھ کر اس حوالہ کو صاف لکھا اور خطاب کے نوٹس میں اس جگہ رکھ دیا جہاں حضور انورؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔ نظم کے دوران نوٹس حضورؒ کی خدمت میں پیش کئے تو آپ نے پوچھا حوالہ مل گیا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا جی حضور! مل گیا ہے اور نوٹس میں رکھ دیا ہے۔ فرمایا الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے خلفاء کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری فرماتا ہے۔ اس کی تائید میں اور اس کی تکمیل میں خدا تعالیٰ کے فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں اور بظاہر ناممکن بات ممکن ہو جاتی ہے۔ اب اس وقت مبارک مصلح الدین صاحب کا

نام ذہن میں آنا اور پھر مجھے گھر میں ان کا فون نمبر مل جانا اور ان کا فون پر مل جانا پھر ان کے رابطہ کرنے پر مولوی دوست محمد صاحب شاہد کا ربوہ میں ہونا اور فوراً مل جانا اور مولوی صاحب کو اس متعلقہ رسالہ کا فوراً مل جانا اور 20 منٹ کے اندر ان کا رسالہ لے کر مبارک مصلح الدین صاحب کے گھر حاضر ہو جانا۔ یہ سب کچھ ہرگز اتفاقات نہیں ہیں۔ خدا کی تقدیر ہے جس نے اپنے پیارے کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے فرشتوں کو مسخر کر دیا اور بظاہر مشکل نظر آنے والے کاموں کو نہایت آسانی سے مکمل فرما کر ہر آن اپنے ساتھ ہونے اور تائید و نصرت شاملِ حال ہونے کا ثبوت دیا۔

❁❁❁

ایک روز خاکسار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اچکن لے کر حاضر ہوا اور حضورؒ اپنے دفتر میں نیچے ایک چادر پر تشریف فرما تھے۔ آئس کریم کی ایک بالٹی سامنے رکھی ہوئی تھی اور اس میں شہد اور ایک پھل کا مربع جو خود تیار کیا ہوا تھا Mix کر رہے تھے۔ دائیں بائیں Vanila آئس کریم کے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ مکرم سلیم ظفر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضور انورؒ کی مدد کر رہے تھے۔ فرمایا آجاؤ، بیٹھ جاؤ۔ خاکسار چادر ہی کے ایک حصہ پر بیٹھ گیا۔ ایک کپ میں آئس کریم ڈال کر دی۔ فرمایا کیسی تیار ہوئی ہے۔ خاکسار نے عرض کیا حضورؒ! بہت مزیدار ہے۔ فرمایا اب میں مختلف ڈبوں میں ڈال کر انہیں Freeze کر لوں گا۔ جلسہ پر مہمان آئیں گے تو اس وقت کام آئے گی۔

❁❁❁

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے کپڑے جب دھل کر آتے تو بعض دفعہ قمیض کے کفوں کے بٹن ٹوٹے ہوئے ہوتے۔ حضور انورؒ پیغام بھیجتے کہ سوئی دھاگہ اور بٹن وغیرہ لے آؤ۔ خاکسار حسب ارشاد حضور انورؒ کے دفتر حاضر ہوتا۔ فرماتے یہ بٹن لگا دو۔ خاکسار اس حالت میں بٹن لگا رہا ہوتا کہ ساتھ ساتھ حضور انورؒ ڈاک بھی ملاحظہ فرما رہے ہوتے جس کی وجہ سے ہاتھ اور بازو ہلتے تھے اور بٹن لگانا مشکل ہوتا تھا۔ ایسے میں خاکسار کو یہی خوف دامنگیر رہتا کہ کہیں ہاتھ ہلنے کی وجہ سے سوئی حضور انورؒ کے ہاتھ پر نہ چُبھ جائے۔

❁❁❁

سیرالیون کے حالات جب زیادہ خراب ہوئے اور باغیوں نے ملک کے مختلف علاقوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا تو ان علاقوں میں متعین مربیان کے رابطے ملکی مرکز سے کٹ گئے اور کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ مربیان کس حال میں ہیں۔ ان کے ساتھ کیا تکلیف دہ حالات گزر رہے ہیں۔ حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ روزانہ رپورٹ طلب فرماتے تھے اور ہدایات دیتے تھے۔ بعض مربیان سے چند دنوں بعد رابطہ بحال ہوا اور معلوم ہوا کہ وہ اس اچانک حملے کے نتیجے میں بڑی مشکل سے جان بچا کر باہر نکلے ہیں اور جنگل میں جا کر پناہ لی ہے اور پھر وہاں سے پیدل لمبا سفر طے کر کے محفوظ مقام

پر پہنچے ہیں۔ آہستہ آہستہ مربیان کی خیریت کی اطلاع ملنی شروع ہوگئی۔ لیکن ایک مربی ہارون جالو صاحب کے بارہ میں تین چار ماہ تک کوئی خبر نہ ملی اور غالب گمان یہی تھا کہ شاید اب ان کا زندہ ملنا مشکل ہو کیونکہ ان کے علاقہ میں باغیوں نے ہر چیز کا صفایا کر دیا تھا۔ آخر ایک روز سیرالیون سے اطلاع ملی کہ ہارون جالو صاحب خیریت سے ہیں۔ ان سے رابطہ ہوگیا ہے۔ جس رات حملہ ہوا تھا اس رات وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر وہاں سے نکلے تھے اور اب تک جنگلوں میں ہی چھپے رہے ہیں۔ یہ اطلاع فوری طور پر حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچائی گئی تو حضورؒ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا میں نے ان کیلئے بہت دعائیں کی ہیں اور صدقہ بھی نکالا تھا اور مجھے اللہ کے فضل سے پوری اُمید تھی کہ یہ ضرور زندہ ملیں گے۔

❄❄❄

جب لائبیریا کے حالات خراب ہوئے اور وہاں باغیوں نے بعض علاقوں پر بھرپور حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا تو اس وقت ہمارے مشنری مکرم شیخ محمد یونس صاحب جس علاقہ میں تھے وہ بھی باغیوں کے قبضہ میں آ گیا اور وہاں بہت قتل و غارت ہوئی۔ رابطے بالکل کٹ گئے۔ انتہائی پریشان کن صورتحال تھی۔ حضور رحمہ اللہ بہت فکرمند تھے اور بار بار دریافت فرماتے تھے کہ کوئی اطلاع آئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا کہ حضور رحمہ اللہ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ حضور انورؒ نے اُسی وقت صدقہ کیلئے رقم نکال کر دی اور فرمایا: ہارون جالو صاحب کیلئے بھی صدقہ نکالا تھا اور وہ مل گئے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے یہ بھی انشاء اللہ مل جائیں گے۔ چنانچہ قریباً دو ہفتہ بعد سیرالیون سے اطلاع ملی کہ مکرم شیخ یونس صاحب انتہائی کسمپرسی کی حالت میں لائبیریا کا بارڈر پار کر کے سیرالیون پہنچ گئے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ جب حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی گئی تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور فرمایا: **الحمدللہ، ماشاء اللہ .** مبارک ہو۔

❄❄❄

اپریل ۱۹۹۶ء میں لائبیریا کے حالات شدید خراب ہوگئے۔ ملک کے دارالحکومت منروویا (Monrovia) میں باغیوں اور ملکی فوج کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔ ہمارا مشن ہاؤس بھی اس کی زد میں آ گیا اور بہت سارے گولے مشن کی عمارت پر آ کر لگے اور شدید نقصان پہنچا۔ اس وقت مشن ہاؤس میں ہمارے مربی صاحب اور امیر جماعت لائبیریا محمد اکرم باجوہ صاحب مع فیملی موجود تھے اور ساتھ ڈاکٹر مشہود احمد صاحب کی اہلیہ بھی تھیں۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب اپنے کلینک میں تھے۔ حملے کے دوران باغیوں کا ایک گروپ مشن ہاؤس میں داخل ہوا اور مشن میں موجود ہمارے مربی صاحب، اُن کی فیملی اور ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو پکڑ کر اپنی بیرکس اور مورچوں میں لے گئے۔ اس

تکلیف دہ صورتحال کی رپورٹ حضور انورؒ کی خدمت میں ساتھ کے ساتھ پیش ہو رہی تھی۔ جنگ مسلسل جاری تھی۔ اس دوران اس بیرکس پر بھی گولے آکر گرے جہاں ہمارے یہ آدمی محصور تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔ حضور انورؒ کی دعائیں تھیں جو مسلسل ان کی حفاظت کر رہی تھیں ورنہ موت ہر وقت آنکھوں کے سامنے تھی۔

حضورؒ ہر گھنٹے دو گھنٹے بعد رپورٹ طلب فرماتے تھے۔ باغیوں نے فون پر بات کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اکرم باجوہ صاحب سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ ہمارے ان افراد کی رہائی کیلئے جو دنیوی اسباب تھے وہ بھی حضور انورؒ کی ہدایات کے مطابق بروئے کار لائے جا رہے تھے۔ اس صورتحال کو کنٹرول کرنے کیلئے غانا اور نائیجیریا کی افواج کے دستے لائبیریا پہنچے۔ جماعت غانا نے اپنی فوج کے کمانڈر کو پیغام بھجوایا کہ اس طرح ہمارے یہ آدمی باغیوں کے قبضہ میں ہیں اور محصور ہیں۔ کسی طریق سے ان کو فوراً وہاں سے نکالیں۔ چنانچہ غانا کی اس فوج کے ایک دستہ نے انہیں ایک ٹینک کی طرح کی گاڑی Movack میں بٹھا کر وہاں سے باہر نکالا۔ ان کی رہائی کے بارہ میں غانین کمانڈر نے خود باغی لیڈروں سے بات چیت کی اور پھر ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعہ ان کو سینیگال پہنچایا گیا۔ ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے میں ایک دوسرے ملک کی ایمبیسی نے بھی مدد کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ جمیعاً۔

حضور انورؒ کو اس صورتحال کی ساتھ کے ساتھ اطلاع دی جا رہی تھی۔ جب باغیوں کے قبضہ سے ہمارے یہ افراد رہا ہو کر باہر آگئے تو اطلاع دی گئی کہ اب وہ رہا ہو گئے ہیں اور غانین فوج کے دستہ نے انہیں نکال لیا ہے اور اب ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سینیگال کیلئے روانہ ہونے والے ہیں تو حضورؒ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا۔ بار بار فرماتے الحمدللہ۔ الحمدللہ۔

نیز فرمایا: ابھی فون کر کے محترم میر مسعود احمد صاحب کو ربوہ اطلاع کر دیں وہ پریشان ہیں۔ خاکسار نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی اور میر صاحب کو فون کر کے یہ خوشی کی خبر سنا دی کہ آپ کے بیٹے ڈاکٹر مشہود احمد صاحب اور ان کی اہلیہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت لائبیریا سے سینیگال پہنچ گئے ہیں۔

❋❋❋

سال ۱۹۹۷ء میں گیمبیا (Gambia) میں جماعتی حالات بہت خراب تھے۔ حضور انورؒ کی خدمت میں مسلسل رپورٹس موصول ہو رہی تھیں۔ حضور انور ساتھ ساتھ ہدایات دیتے جو گیمبیا اور بعض دوسرے ممالک کو فوراً پہنچا دی جاتیں۔ جرمنی، کینیڈا اور الاسکا (امریکہ) کے سفر کے دوران بھی حضور انورؒ قریباً روزانہ ہی ہدایات دیتے اور رپورٹ طلب فرماتے۔ حضور ان حالات اور اس صورتحال سے متعلق بہت فکر مند تھے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں

ایک روز رات کے چار بجے کے قریب فون کی گھنٹی بجی۔ خاکسار نوافل کی ادائیگی کیلئے اٹھا ہوا تھا۔ فون اٹھایا تو سخاوت باجوہ صاحب (ممبر سیکورٹی سٹاف) تھے۔ کہنے لگے فون ہولڈ کریں حضورؒ نے بات کرنی ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے فون پر گیمبیا کے بارہ میں بعض ہدایات دیں اور فرمایا یہ بات ابھی میرے ذہن میں آئی ہے۔ آپ بھی ابھی فون کر کے امیر صاحب گیمبیا کو پہنچادیں۔ چنانچہ خاکسار نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی اور صبح حضور انورؒ کی خدمت میں رپورٹ عرض کر دی۔

***

حضورؒ نے فروری، مارچ 1990ء میں فرانس، پرتگال اور سپین کا دورہ فرمایا۔ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پرتگال کا پہلا دورہ تھا۔ حضور انورؒ نے دورہ پر روانہ ہونے سے قبل سفر میں پیش آنے والے امور اور ضروریات کے پیش نظر سپینش اور Portugese زبان میں مختلف اشیاء کے نام اور جملے وغیرہ لکھوا کر منگوائے تھے۔ یہ کوئی یکصد سے زائد فقرات تھے اور مختلف اشیاء کے نام وغیرہ تھے۔ چنانچہ جب فرانس سے گزر کر پرتگال جانے کیلئے سپین میں داخل ہوئے تو رات کے قیام کیلئے جگہ کا انتخاب کرنا تھا۔ راستہ میں جہاں کہیں ہوٹل یا Motel نظر آتا تو وہاں قافلہ رک جاتا۔ تو بعض جگہ حضور انورؒ خود ان فقرات کی مدد سے Receptionist سے بات کرتے کہ ہم اتنے آدمی ہیں، ہم نے ایک رات قیام کرنا ہے۔ ہمیں اتنے کمرے چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔ دو تین مقامات پر تو جگہ نہ مل سکی آخر ایک مقام Deba نامی علاقے میں ایک ہوٹل میں جگہ مل گئی اور رات قیام کیلئے ٹھہرے۔ اب صبح ناشتہ کا مسئلہ تھا۔ صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انورؒ کے ساتھ ہم سب باہر کسی بیکری کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ہوٹل کی Reception سے ایڈریس لے لیا تھا۔ لیکن تلاش میں کچھ وقت لگا۔ آخر بیکری مل گئی۔ وہاں بریڈ، انڈے، مکھن وغیرہ کے حصول میں کوئی مشکل پیش نہ آئی کہ سب اشیاء سامنے نظر آرہی تھیں۔ چنانچہ مطلوبہ چیزیں وہاں سے خریدیں اور ہوٹل آکر ناشتہ کیا۔ حضور انورؒ نے خود سب کیلئے آملیٹ تیار کیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد حضور انورؒ کمرے میں نیچے ہی سب ممبران کے ساتھ بیٹھ گئے اور نقشہ کھول لیا اور اگلے سفر کا روٹ دیکھا اور جائزہ لیا کہ دوپہر کہاں ہوگی اور رات کا قیام کس علاقہ میں ہوگا۔ جب دوپہر کھانے کیلئے ایک جگہ رُکے تو مچھلی کھانے کا پروگرام تھا۔ حضور انورؒ نے فقرات اور الفاظ کے ذریعہ ان کو یہ بات سمجھادی کہ ہم نے مچھلی کھانی ہے۔ اب یہ مسئلہ تھا کہ کونسی مچھلی کھانی ہے۔ حضور انورؒ نے پھر فقرات کے ذریعہ انہیں سمجھایا کہ ہمیں مچھلی دکھائیں۔ انہوں نے سب سے پہلے جو مچھلی نما کوئی چیز دکھائی وہ خوفناک قسم کی تھی۔ کلیجی کے رنگ کی طرح اس کا رنگ تھا۔ حضور انورؒ نے دیکھتے ہی فرمایا No,No (نہیں نہیں)۔ بہر حال اس کے بعد ایک مچھلی پسند کی گئی اس کا آرڈر دیا گیا۔ اس کے بعد سفر آگے جاری

رہا۔ رات کے قیام کیلئے پرتگال کے بارڈر کے قریب Fuente De Ontro نامی گاؤں میں پہنچے اور فقرات کی مدد سے ہوٹل والوں سے بات شروع کی۔ حضور انورؒ خود بات چیت کر رہے تھے کہ اس دوران اچانک سپین کے دو احمدی احباب اپنے کاروباری سفر کے دوران قیام کیلئے اس ہوٹل میں پہنچے تو حضورؒ کی نظر ان پر پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا: لو فرشتے آ گئے۔ زبان کا مسئلہ بھی حل ہو گیا اور کھانا پکانے کا بھی (کیونکہ اس ہوٹل میں کھانا پکانے کی اجازت نہ تھی)۔ ان دونوں احباب کے پاس سامان والی Van تھی جو شہر سے باہر لے گئے اور سڑک سے ذرا ہٹ کر کھڑی کر کے Van کے اندر چولہا وغیرہ رکھ کر چنے کی دال اور چاول پکائے گئے۔

❋❋❋
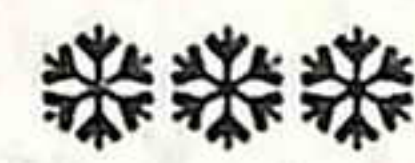
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اس الہام کی صداقت انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے مربی صاحب حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم کے ذریعہ بھی ظاہر ہوئی اور آپ اعجازی رنگ میں آگ سے محفوظ رہے۔

حضور انورؒ اپنے دورہ انڈونیشیا کے دوران 4 جولائی 2000ء کو بیت مبارک پاڈانگ (سماٹرا) میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد اُس مقام پر تشریف لے گئے جہاں حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم کا مکان تھا۔ جو ایک معجزانہ نشان کے طور پر آگ سے محفوظ رہا تھا۔ آج کل یہاں بازار ہے اور مارکیٹ بن چکی ہے۔ حضور انورؒ نے ان کے مکان والی جگہ پر کھڑے ہو کر بڑی پرسوز دعا کی۔ ساتھ جانے والے احباب حضور انورؒ کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے۔ دعا سے قبل حضور انورؒ نے دریافت فرمایا کہ آگ کس طرف سے شروع ہوئی تھی اور اس کا رُخ کس طرف تھا۔ اس پر مقامی احباب نے اس کی نشاندہی کی اور اشارہ کر کے بتایا کہ اِس طرف سے شروع ہوئی تھی اور تمام مکانات جلا کر یہاں تک پہنچی تھی۔ دعا کے بعد حضور انورؒ واپس تشریف لے آئے۔

انڈونیشیا کے سفر کے دوران 26 جون 2000ء کو دوران سفر جب Singapure کے مقام پر پہنچے تو یہاں طے شدہ پروگرام کے مطابق رکنے کا پروگرام نہیں تھا۔ حضور انورؒ کو بتایا گیا کہ یہاں جو ہماری بیت الذکر ہے وہ حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم نے 1939ء میں تعمیر کی تھی۔ اس پر حضور انورؒ بیت الذکر میں تشریف لے گئے اور محراب میں کھڑے ہو کر پرسوز دعا کی۔ دعا سے قبل حضورؒ نے فرمایا کہ اس دعا میں ان شہداء احمدیت کو بھی شامل کریں جو اس علاقہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس روز رات کا قیام Garut شہر کے ایک ہوٹل میں تھا۔ یہ ہوٹل مخلص احمدی احباب کا ہے۔ اگلے روز نماز فجر کی ادائیگی کا پروگرام اسی ہوٹل میں تھا۔ جب حضور انورؒ کے علم میں یہ بات آئی کہ انڈونیشیا کی سب سے پہلی احمدیہ بیت الذکر "بیت محمود"

جو خود حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم نے ۱۹۳۷ء میں تعمیر کروائی تھی۔ اس کا فاصلہ یہاں سے سات کلومیٹر ہے تو حضور انورؒ نے فرمایا کہ فجر کی نماز میں اس بیت الذکر میں جا کر پڑھاؤں گا۔ چنانچہ حضور انورؒ نماز فجر کی ادائیگی کیلئے اس بیت الذکر میں تشریف لے گئے۔

حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم جب انڈونیشیا میں مربی تھے اور بیوت الذکر تعمیر کر رہے تھے اس وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ کسی وقت خلیفۃ المسیح یہاں آئیں گے اور ان بیوت الذکر میں نمازیں پڑھیں گے۔ مولوی صاحب کیلئے دعائیں ہوں گی اور جہاں آگ کا غلامی میں آنے کا نشان ظاہر ہوا تھا وہاں بھی خلیفۃ المسیح پہنچیں گے اور ان کیلئے دعا کی جائے گی۔ مولوی صاحب مرحوم کی ساری زندگی ان أجری الا علی الله کی مصداق تھی۔

❋❋❋

مارچ ۱۹۹۰ء میں پرتگال اور سپین کا دورہ مکمل کرنے کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو صبح سپین سے واپس فرانس کیلئے روانہ ہوئے۔ Valanzia اور Barcelonna کے شہروں سے گزرتے ہوئے "La Sonquera" کے مقام پر پونے چار بجے سہ پہر فرانس کا بارڈر کراس کیا اور فرانس کے مشہور شہروں Agen, Toulouse, Narbonne, Perpignen اور Bordeaux سے گزرتے ہوئے رات 11 بجے Tonneins کے مقام پر پہنچے۔

۱۹۸۵ء کے فرانس کے سفر میں حضور انورؒ نے اس علاقہ میں ایک ہوٹل میں جو ایک قلعہ میں بنا ہوا ہے اور دریا کے کنارے تھا قیام فرمایا تھا اور حضور انورؒ کو یہ جگہ پسند آئی تھی۔ اب بھی حضور انورؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اس ہوٹل میں قیام کیا جائے لیکن یہ کسی کو یاد نہیں تھا کہ ہوٹل کا نام کیا ہے اور یہ کس جگہ پر ہے۔ کونسی سڑک اور راستہ جاتا ہے کچھ علم نہ تھا۔ حضور انورؒ اپنی یادداشت کے ساتھ ہدایت دیتے کہ یہ رستہ لیں اور اب یہ رستہ لیں۔ ایک دو جگہ بھولے بھی لیکن جلد ہی صحیح رستہ لے لیا۔ آخر مختلف رستوں سے ہوتے ہوئے حضور انورؒ سارے قافلے کو عین ہوٹل کے سامنے لے آئے جو ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔ کیونکہ یہ ہوٹل کسی بڑی شاہراہ پر نہ تھا بلکہ موٹروے سے اتر کر 25,20 میل اندر کی طرف ایک عام اور چھوٹی سڑک پر تھا اور بغیر نقشہ اور ہوٹل کا نام معلوم ہونے کے یہاں پہنچنا بظاہر ناممکن تھا۔ اس ہوٹل کا نام "Hotel Castel Ferron" ہے اور یہ Tonneins کے مقام پر ہے۔

❋❋❋

MTA کا آغاز جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوا۔ حضور انورؒ نے اس روز MTA پر پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمانا تھا۔

اس روز صبح حضور انور رحمہ اللہ نے عاجز کو فرمایا: ”آج

جمعہ پر میں نے یہ براؤن رنگ کی اچکن پہننی ہے۔ اسے استری کر کے لے آئیں"۔ خاکسار نے تعمیل ارشاد کی لیکن جب حضور انورؒ نماز جمعہ کے لئے تشریف لائے تو سیاہ رنگ کی اچکن پہنی ہوئی تھی۔ خاکسار بڑا حیران ہوا۔

اس روز نماز عصر کے بعد خاکسار دفتری ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا: کہ "اب آپ پوچھیں گے کہ میں نے براؤن کلر کی اچکن کیوں نہیں پہنی"۔

خاکسار خاموش رہا۔ فرمانے لگے کہ "براؤن اچکن اور کالی اچکن دونوں ساتھ ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ میں جمعہ پر جانے کے لئے جب اچکن پہننے لگا تو براؤن اچکن پر ہاتھ ڈالا لیکن ہاتھ خود بخود کالی اچکن پر چلا گیا۔ دوسری مرتبہ پھر براؤن اچکن کو پکڑنے لگا تو ہاتھ کالی اچکن پر چلا گیا۔ چنانچہ کالی اچکن اتار کر پہن لی۔ کالی اچکن کے کالر کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرتہ کا ایک ٹکڑا ساتھ لگا ہوا ہے"۔ فرمانے لگے "یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تھی جو میرا ہاتھ کالی اچکن پر لے جاتی تھی۔ آج جماعت کی تاریخ میں MTA کا آغاز ہو رہا ہے اور کسی بھی خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ جمعہ ہے جو T.V پر Live آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس تاریخی موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کا تبرک ساتھ رہے اور اللہ نے ہی مجھے یہ تبرک والی اچکن پہنائی ہے"۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

پیاروں کے سہارے

کیا سوچ کے دنیا سے کوئی دل کو لگائے
چھن جائیں جہاں پل میں سہاروں کے سہارے

ہے کتنی گراں بار یہ پیاروں کی جدائی
جانے وہی جیتا تھا جو پیاروں کے سہارے

یہ دور خزاں کتنا ستم کوش ہے ان پر
رہتے تھے چمن میں جو بہاروں کے سہارے

پھر بجھ گئے آشاؤں کے وہ دیپ اچانک
دل میں کئے روشن تھے جو پیاروں کے سہارے

پھر ٹوٹ کے بکھرے ہیں تمناؤں کی صورت
وہ پھول جو دلشاد تھے ہاروں کے سہارے

یہ داغِ جدائی ہے کہ پیغام اجل ہے
زندہ کوئی رہتا ہے مزاروں کے سہارے

اُن اشکوں سے کیوں نہ ہو نسیمؔ ان کو محبت
جو اشک ہیں اب، ہجر کے ماروں کے سہارے

(محمد افتخار احمد نسیم)

تمہی تو ہو کائنات میری

دیارِ مغرب سے جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

ہمارے شام و سحر کا کیا حال پوچھتے ہو کہ لحہ لحہ
نصیب ان کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح و شام کہنا

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں مرے مقدر کے زائچے میں
تمہارے خونِ جگر کی مے سے ہی میرا بھرتا ہے جام کہنا

الگ نہیں کوئی ذات میری تمہی تو ہو کائنات میری
تمہاری یادوں سے ہی معنون ہے زیست کا انصرام کہنا

اے میرے سانسوں میں بسنے والو! بھلا جدا کب ہوئے تھے مجھ سے
خدا نے باندھا ہے جو تعلق رہے گا قائم مدام کہنا

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے، مری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں مرے سجود و قیام کہنا

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے کا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا

خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام کہنا

بساطِ دنیا الٹ رہی ہے، حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نو کے ابھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام، کہنا

کلیدِ فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشانِ فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

بڑھے چلو شاہراہِ دینِ متیں پہ دڑّانا، سائباں ہے
تمہارے سر پر خدا کی رحمت قدم قدم گام گام کہنا

قافلے لے چلا ہوں یادوں کے

(مکرم ہادی علی چوہدری صاحب)

۱۹۸۵ء میں حضور رحمہ اللہ نے کیمبرج یونیورسٹی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی، ہجرت اور وفات کے موضوع پر ایک لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک عرب طالب علم اٹھا اور کہنے لگا:۔

''آپ لوگوں کو غلط باتیں بتا کر انہیں گمراہ کرتے ہیں۔ آپ نے آیت کریمہ وَاٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ (المومنون:۵۱) سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ کی کشمیر کی طرف ہجرت کی کہانی گھڑ لی ہے۔ قرآنِ کریم کی زبان عربی ہے، اسے عرب ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اس آیت میں تو حضرت مریم کی وہ ہجرت بیان کی گئی ہے جب انہیں ارض مقدس سے نکل کر مصر کی طرف جانا پڑا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیٹ میں ان کے ساتھ تھے۔ اس آیت میں ان دونوں کی اس ہجرت کا بیان ہے۔ واقعہ صلیب کے بعد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ان دونوں کی کسی ہجرت کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔''

حضور رحمہ اللہ نے بلا توقف فرمایا:۔

''آپ کی بات قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ حضرت مریم کے جس سفر کا آپ ذکر کر رہے ہیں ان کا وہ سفر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور خدا تعالیٰ نے یہاں اٰوَیۡنٰهَا نہیں فرمایا بلکہ اٰوَیۡنٰهُمَا فرمایا ہے اور عرب حاملہ عورت کے لئے کبھی بھی تثنیہ کا صیغہ استعمال نہیں کرتے بلکہ واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں صرف اس سفر کا ذکر ہے جو خدائی منشا کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کے ساتھ واقعہ صلیب کے بعد اختیار فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ کسی اور سفر پر اس آیت کریمہ کا اطلاق ہی نہیں ہو سکتا''۔

خدا تعالیٰ نے ابھی اس کے لئے مزید خجالت کا سامان کرنا تھا چونکہ اس نے عرب ہونے کے ناطے عربی دانی کی بڑ ہانکی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک عرب کے ذریعہ ہی یہ سامان کیا۔ ہوا یوں کہ اپنا جواب مکمل کرتے ہی حضور رحمہ اللہ نے مکرم مصطفی ثابت صاحب سے پوچھا:۔

''کیا کوئی عرب، حاملہ عورت کے لئے کبھی تثنیہ کا صیغہ ھُما بھی استعمال کرتا ہے؟''

مصطفی ثابت صاحب نے جواب دیا: 'Yes, Huzoor' یہ کہہ کے انہوں نے ڈرامائی انداز میں کچھ توقف کیا۔ جس پر اس عرب معترض کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھرنے ہی لگی تھی کہ مصطفی ثابت صاحب بولے:۔

"If he is an ignorant Arab!"

یہ سننا تھا کہ محفل ایک لمحہ کیلئے ایک اجتماعی قہقہے سے چمک اٹھی۔

اللہ تعالیٰ نے غیب سے خلیفہ وقت کی تائید فرما کر احمدیت کے علم کلام کی صداقت کا نشان مزید پختہ اور قائم فرما دیا۔ حضور رحمہ اللہ جب یہ جواب ارشاد فرما رہے تھے تو آپ پر الٰہی تصرّف نظر آتا تھا۔ چنانچہ پروگرام کی تکمیل کے بعد جب لندن واپس آ رہے تھے تو خاکسار نے اس ’ھا‘ اور ’ھما‘ والے پُرمعرفت اور مسکت نکتہ کے بارہ میں ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:-

”مجھے اس نکتہ کا نہ تو پہلے کوئی علم تھا اور نہ ہی میں نے کبھی کسی کتاب میں یہ پڑھا تھا۔ عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر یہ القا کیا تھا اور میری زبان خود بخود اسے بیان کر رہی تھی۔“

☆☆☆

جن دنوں حضور انور رحمہ اللہ انگلش ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کا کام کر رہے تھے، اس وقت حضورؒ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی تھی جس کو حضور رحمہ اللہ کی معیت میں کام کرنے کا موقع ملتا رہا۔

یہ میٹنگز حضور رحمہ اللہ کی قیام گاہ سے متصل لائبریری میں آپ کی معیّت میں گرمیوں میں نماز عصر کے بعد اور سردیوں میں نماز عشاء کے بعد مسلسل کئی ماہ تک جاری رہیں۔ ترجمہ پر نظر ثانی آپ خود فرماتے لیکن رائے دہی میں سب کو شامل فرماتے اور اصل مفہوم کے قریب تر بہتر سے بہتر الفاظ لے لیتے۔

جن دنوں نماز عصر کے بعد یہ میٹنگ ہوتی تھی، ان دنوں حضور رحمہ اللہ کے گھر سے روزانہ چائے اور کافی مع لوازمات مہیّا ہوتے تھے جو حضور رحمہ اللہ انتہائی شفقت اور بندہ پروری سے خود تیار کر کے سب کو عنایت فرماتے تھے اور جن دنوں نماز عشاء کے بعد یہ میٹنگ ہوتی ان دنوں روزانہ آپ کی طرف سے کھانے کی دعوت ہوتی تھی جو آپ ہم سب خادموں کے ہمراہ تناول فرماتے تھے۔

☆☆☆

۱۹۸۴ء کی بات ہے جن دنوں حضرت مہر آپا (نوّر اللہ مرقدھا) حرم حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ بھی لندن تشریف لائی ہوئی تھیں، ایک دن انگلش ترجمہ قرآن کمیٹی کی میٹنگ کے دوران حضرت مہر آپا کی ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:-

حضرت مہر آپا نے خواب میں مجھے دیکھا کہ میں انہیں کہہ رہا ہوں کہ

”اللہ تعالیٰ نے مجھے نورالدّین بنا دیا ہے“

یہ بیان کر کے آپ نے مکرّم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں امیر جماعت انگلستان سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

”آپ میری فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ حضرت مولوی نورالدّین کی طرح میرا بھی خود متکفّل ہو گا۔“

یہ کس قدر سچّی رؤیا تھی، اس کی کس قدر سچّی تعبیر تھی اور حضور انور رحمہ اللہ کا اپنے ربّ عظیم پر کس قدر عظیم توکّل تھا کہ ہر شخص یہ مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں ہر مرحلہ پر اور ہر دور میں واقعۃً ”نورالدّین“ بنایا۔ حکمت میں، طبابت میں، علم و عرفان میں، علمِ قرآن میں، منصبِ خلافت کے استحکام کے لحاظ سے، سفروں کے لحاظ سے۔ وغیرہ وغیرہ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔

☆☆☆

۱۹۸۵ء میں ایک دن حضورؒ نے ایک فوری نوعیت کے پمفلٹ کی ضرورت کو محسوس کیا چنانچہ اگلے روز خاکسار کو ڈکٹیشن کے لئے حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ یہ گرمیوں کے دن تھے۔ اگلے دن صبح نو بجے سے لے کر ڈیڑھ بجے تک آپ نے مضمون لکھایا اور فرمایا کہ اس کو اچھی طرح دیکھ لو۔ جہاں کوئی تصحیح وغیرہ کی ضرورت ہو، وہاں نشان لگا لو۔ اسے نماز عصر کے بعد دیکھ لیں گے۔ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔ حضورؒ نماز عصر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی دفتر میں تشریف لے آئے اور خاکسار کو طلب فرمالیا۔ آپ نے باقی ماندہ مضمون بھی لکھادیا۔ نماز عصر کے بعد اس کی دوہرائی شروع ہوئی۔ مسلسل کانٹ چھانٹ کے بعد ایک حد تک آدھا مضمون تیار ہو گیا۔ نماز مغرب سے پہلے ملاقاتوں کا وقت تھا۔ حضورؒ نے فرمایا باقی نماز کے بعد کریں گے۔

نماز مغرب کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر آپ دفتر تشریف لے آئے اور پھر وہی سلسلہ مضمون شروع ہو گیا۔ اسی طرح نماز عشاء کے بعد بھی یہ جاری رہا اور ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ جب یہ مضمون مکمل ہو گیا تو آپ نے فرمایا:-

''کل صبح تک اس کی کتابت ہو جانی چاہیے۔ کر لو گے؟''

خاکسار نے عرض کی کہ ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

آپ نے فرمایا: ''رات جاگو گے تو رات کے لئے چوغا لے جاؤ۔'' اور ساتھ ہی میز کی دراز سے کچھ پستہ اور کاجو نکال کر دیئے۔ خاکسار یہ چوغا اور کام لے کر حضورؒ سے دعا کی درخواست کر کے گھر آ گیا۔ خاکسار ان دنوں ساؤتھ ہال مشن ہاؤس میں مقیم تھا۔ گھر آتے ہی اس مضمون کی کتابت شروع کر دی۔ صبح چار بجے تک کتابت بھی مکمل ہو گئی اور پروف ریڈنگ بھی۔ کل ۱۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ تھا جو رات بھر میں تیار ہو گیا تھا۔ (''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' کے نام سے یہ کتابچہ سوئٹزرلینڈ جماعت کی طرف سے فوری شائع ہوا) چار بجے خاکسار نے فجر کی نماز پڑھی اور سو گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے اٹھ کر تیار ہوا اور بیت الفضل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دنوں پرائیویٹ سیکرٹری مکرم محمد اسلم شاد صاحب تھے۔ خاکسار جوں ہی دفتر میں داخل ہوا، انہوں نے خاکسار کو حضورؒ کے دفتر میں بھجوا دیا۔ داخل ہوتے ہی حضورؒ نے کام کے بارہ میں پوچھا۔ خاکسار نے اس کی تکمیل کی رپورٹ دی تو آپ نے بڑی ہی شفقت سے ''جزاکم اللہ'' کہا اور فرمایا کہ

''اس کا مطلب ہے کہ تم ساری رات جاگتے رہے ہو۔''

خاکسار نے عرض کی۔ جی حضور۔ آپ نے پھر پوچھا:

''ساری رات؟''

خاکسار نے عرض کی۔ جی حضور۔ پھر آپ نے پوچھا

''لیکن پھر سوئے کتنے بجے اور اٹھے کتنے بجے؟''

خاکسار نے عرض کی۔ صبح کوئی ساڑھے چار بجے سویا تھا اور ساڑھے آٹھ بجے اٹھ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا:-

''یعنی چار گھنٹے! تو میرے حساب سے تو تم ساری رات سوئے ہو۔''

☆☆☆

۱۹۸۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مغربی

افریقہ کے سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ گیمبیا میں قیام فرما تھے تو ایک روز وہاں کے قدرتی وسائل کے وزیر آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ دورانِ ملاقات دیگر دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوتی رہی جس میں شہد بھی زیرِ گفتگو آیا۔ حضور رحمہ اللہ نے اس کے خواص اور اس میں خدا تعالیٰ کی عجیب قدرتوں کا بھی مفصّل ذکر فرمایا ابھی اسی پر بات ہو رہی تھی کہ چائے آ گئی۔ جس کے ساتھ چینی بھی تھی اور شہد بھی۔ شہد پلاسٹک کی ایک چھوٹی بوتل میں تھا جس کے اوپر والے ڈھکنے کے بعد ایک اور ڈھکن تھا جس میں سوراخ تھا جو شہد کو محدود مقدار میں نکالنے کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس سوراخ پر پلاسٹک کی ایک باریک سی جھلّی، سِیل کے طور پر تھی۔ حضور رحمہ اللہ چائے میں شہد ہی استعمال فرماتے تھے۔ آپ نے اس وزیر کو چائے بنا کر پیش فرمائی اور اسے اس میں شہد ڈالنے کی پیشکش کی جسے اس نے بخوشی قبول کیا۔ اس کی خواہش پر آپ نے ہمارے ایک ساتھی سے فرمایا کہ ان کی چائے میں شہد ڈال دو۔ اس نے اس بوتل کا ڈھکنا کھولا اور بوتل کو دبا کر اس میں سے شہد کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ شہد نہ نکلا تو اس نے اور دبایا۔ پھر بھی نہ نکلا تو اس نے مزید زور سے دبایا۔ اور پھر اور دبایا۔ شہد پھر بھی نہ نکلا۔ حضور انور رحمہ اللہ نے یہ دیکھا تو وہ بوتل خود لی اور اس کے منہ کو دیکھا اور فرمایا۔

”شہد میں بیشک بیحد خواص ہیں مگر اس کے باوجود اس میں اتنی طاقت نہیں کہ سِیل توڑ سکے۔“

☆☆☆

قادیان کے دورے کے دوران ایک موقعہ پر ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب جن کا بچہ پرم ویر سنگھ عمر تقریباً ۳ سال تھی کی خواہش پر ایک روز صبح سیر کے دوران حضور انور اُن کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی طرف سے پیش کردہ دودھ بھی نوش فرمایا۔ یہ بچہ حضور انور سے اس قدر مانوس ہو چکا تھا کہ اپنے والد کو مجبور کرتا تھا کہ وہ اسے آپ سے ملانے کے لئے لے جائیں۔

چنانچہ ۲۹ دسمبر کی شام کو جب کہ بیت اقصیٰ میں مجلس شوریٰ بھارت کا اجلاس جاری تھا کہ سردار صاحب اس بچے کو لے کر دارالمسیح تشریف لائے اور انتظار میں آپ کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے رہے کہ جب آپ مشاورت سے فارغ ہو کر تشریف لائیں تو یہ بچہ آپ کو دیکھ لے اور آپ سے پیار لے۔ شوریٰ کا اجلاس شام ۸ بجے تک جاری رہا۔ اور ادھر یہ بچہ انتظار کرتا کرتا اپنے باپ کی گود میں سو گیا۔ جب حضور انور تشریف لائے تو یہ بچہ گہری نیند سو چکا تھا۔

حضور نے اسے پیار کیا۔ بچے کے والد نے خدمتِ اقدس میں بڑے ادب اور بڑی آرزو سے یہ درخواست کی کہ ۴ جنوری کو اس بچے کی سالگرہ ہے حضور ضرور ان کے گھر تشریف لائیں۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سالگرہ منانے اور تقریب منعقد کرنے کے قائل نہیں ہیں البتہ سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے ضرور آئیں گے۔

چنانچہ اس وعدہ کے مطابق آپ دہلی، امرتسر کے لئے روانہ ہونے سے قبل ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس بچے کو پیار دیا اور تحفہ عطا فرمایا اور اس کے والدین کو مبارکباد دی۔

★★★★★★

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا

ایک یادگار تاریخی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر متمکن ہونے کے معاً بعد مورخہ ۱۰/احسان ۱۳۶۱ہش (۱۰جون ۱۹۸۲ء) بروز جمعرات بعد نماز ظہر بیت مبارک ربوہ میں اراکین مجلس انتخاب خلافت سے جو خطاب فرمایا وہ قارئین ''خالد'' کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

تشہد وتعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

''مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ۔ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے۔ تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ:-

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَاطَاقَةَ لَنَابِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرہ آیت:۲۸۷)

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بسترِ مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ لَالِيْ وَلَاعَلَيَّ

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک، اللہ تعالیٰ

کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اَب مَیں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جواب دہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جواب دہ ہوں، لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہِ راست اپنے رب کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہوسکتے ہیں۔ آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد وغائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا رب میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقوٰی کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔

یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک مَیں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لحمہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کرسکوں۔ وہم وگمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ (دین حق) کا تقاضا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔ پیشتر اس کے کہ مَیں بَیعت کا آغاز کروں مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ (رفقاء) کی نمائندگی میں آگے تشریف لاکر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔ میری خواہش ہے، میرے دِل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا"

(الفضل مؤرخہ 19 جون 1982ء)

میرے بچپن کے دن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بچپن کے بعض واقعات، جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے مختلف مواقع پر بیان فرمائے ہیں، قارئین "خالد" کے لیے پیش ہیں۔ (مرتبہ: سہیل احمد ثاقب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک منفرد نسبت اور دہرا تعلق تھا جس کا ذکر حضورؒ نے اردو کلاس میں فرمایا۔ حضورؒ اس لطیف نکتے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کون سی ایسی نسبت ہے جو میرے سب بھائیوں میں سے کسی کو بھی نہیں۔ صرف مجھے ہے۔ کوئی بتا سکتا ہو تو اس کو انعام ملے گا......حضورؒ نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے مرزا مبارک احمد تھے۔

برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اسے بلایا

وہ سب سے چھوٹے بچے تھے اور مسیح موعود کو ان سے بہت پیار تھا اور آٹھ برس کی عمر میں ان کو ایک ایسی بیماری ہوئی کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ یہ بچہ اب بچ نہیں سکتا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے پیغام بھجوایا (کسی بزرگ نے خلیفہ اول تھے یا کوئی اور) کہ تعبیر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ (خوابیں بھی آ رہی تھیں قطعی طور پر، اور خوابوں میں ان کی شادی دکھائی گئی تھی اور پتہ نہیں تھا کہ کس سے) اگر کسی کی شادی دیکھی جائے اور پتہ نہ ہو کہ کس سے ہو رہی ہے تو اس کا مطلب ہے موت۔

پس بیماری بھی ایسی لگی کہ جس سے شفا ممکن نہیں نظر آ رہی تھی۔ خواب بھی ایسی آ گئی جس کے بعد وفات تھی۔ لیکن کسی نے لکھا کہ تعبیر کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر ایسے بچے کی واقعۃً شادی کروا دی جائے تو بعض دفعہ خطرے کا پہلو ٹل جاتا ہے۔ اب آٹھ سال اور کچھ مہینے کی عمر اور موت کا پتہ نہیں تھا کہ کب آ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا پیار تھا۔ آپ کا دل چاہتا تھا میں یہ بھی کر دیکھوں شاید اس طرح بچ جائے۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحن میں میری امی کھیل رہی تھیں۔ چھوٹی عمر تھی۔ آپ نے پوچھا یہ بچی کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ سید عبدالستار شاہ صاحب کی بیٹی ہیں جو نیچے رہتے ہیں۔ میری امی کی امی بھی ساتھ تھیں۔ فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو کتنا یقین تھا اپنے عاشقوں پر کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میری بات ٹال دیں۔ آپ نے فرمایا:۔

اس کی شادی میرے مبارک سے کر دو۔

انہوں نے کہا میں جاتی ہوں نیچے اور ڈاکٹر صاحب سے پوچھتی ہوں۔ نیت یہ تھی کہ وہ نہیں بھی کہیں گے تو میں آکے ہاں کہہ دوں گی۔ لیکن چونکہ ولی وہ بنتے تھے اس لئے پوچھنے چلی گئیں۔ وہ وہاں نہیں تھے کچھ دیر انتظار کیا اتنے میں وہ آگئے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا سوال ہی نہیں انکار کا۔ کردو بسم اللہ۔

اس طرح انہوں نے اپنی طرف سے قربانی دی اور میرا رشتہ مسیح موعود علیہ السلام سے دُہرا بن گیا۔ اسی ماں کے پیٹ سے میں پیدا ہوا جس کے پہلے خاوند بھی مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے اور دوسرے خاوند بھی مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے، تو قربانی دی۔ اللہ نے رنگ کتنے لگائے پھر آپ کی قربانی کو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے سلوک ہے۔ یہ مخفی باتیں ہیں۔ لوگوں کو پتہ نہیں لگتیں۔

یہ میرا رشتہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ۔ مصلح موعود کے بچوں میں سے کسی اور کا نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے تو دکھائیں؟ سب بھائیوں میں سے مَیں ہوں جس کو مسیح موعود سے دو طرف سے نسبت ہے ایک پہلے بیٹے سے کہ ان کی بھی میری ماں سے شادی ہوئی اور ایک دوسرے بیٹے سے جن کا مَیں بیٹا بنا اور اس طرح میری امی کو جو سعادت ملی اللہ نے اسے قبول فرمایا۔

یہ سوال تھا۔ جو آپ لوگوں کو نہیں آیا جس کا جواب آپ میں سے کوئی ایک بھی نہیں دے سکا۔ لیکن اب سب دنیا کو پتہ لگ جائے گا۔

(اردو کلاس نمبر ۳۳۶۔ الفضل ۲۰؍ مارچ ۱۹۹۹ء)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کا نکاح حضرت سید سرور شاہ صاحب نے حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے ساتھ ۷ فروری ۱۹۲۱ء کو پڑھا اور خطبہ نکاح میں فرمایا:

’’میں بوڑھا ہوں۔ میں چلا جاؤں گا مگر میرا ایمان ہے کہ جس طرح سے پہلے سیدہ سے خادم دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادم دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے۔ جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے‘‘۔

(الفضل ۱۴؍ فروری ۱۹۲۱)

۱۸؍ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ جیسے جلیل القدر باپ کے زیر سایہ اور حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ جیسی عظیم ماں کی آغوش میں تربیت پائی۔ حضورؒ کے بچپن کے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں جو آپ نے خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے۔

حضور رحمہ اللہ کا نام کس نے رکھا؟

فرمایا: میرا نام ظاہر بات ہے ابا جان نے ہی رکھا تھا اور اس کا مطلب ہے پاک طاہر۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیٹے کا نام تھا۔ اس لئے غالباً اسی کے نام پر رکھا تھا۔ (الفضل ۳۰؍ نومبر ۲۰۰۱ء)

حضورؒ نے اپنی والدہ کی کون سی عادات اپنائیں

حضورؒ فرماتے ہیں: ان کو ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عشق تھا اور یہ مجھے بہت پسند آئی۔ بچپن سے دل پر اثر ہے اس بات کا اور جس طرح بچوں کو لوریاں

دیتے ہیں اس طرح وہ نغمہ مجھے ان کا یاد ہے بہت کم موقع ملتا تھا ان کو بچوں کا خیال رکھنے کا۔ مگر مجھے وہ یاد ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

بڑے درد سے پڑھا کرتی تھیں۔ ایک تو یہ بات مجھے ان کی بہت پیاری لگتی تھی۔

دوسرا نماز کا بڑا شوق تھا۔ میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں وہ مؤذن میرا ابھی تک زندہ ہے جرمنی میں۔ جس کو یہ حکم ملا ہوا تھا کہ مجھے جا کے اٹھاؤ صبح نماز پر اور میری نیند بڑی پکی ہوتی تھی۔ اب تو دوائیاں وغیرہ کھانی پڑتی ہیں بعض دفعہ۔ مگر بہت پکی نیند تھی اتنی کہ گرتے ہی سو جاتا تھا۔ وہ زمانہ ہی بڑے مزے کا تھا۔ اس وقت تکیے پہ سر رکھا اور پتہ نہیں کہاں گئے اور سوتے میں عجیب عجیب باتیں میں نے سوچی ہوتی تھیں۔ عطا محمد ان کا نام تھا جو مجھے نماز کے لئے جگانے آتے ہوتے تھے۔ ویسے تو ساری نمازوں پر سب بچوں کو بہت زور دیا کرتے تھے۔ مگر صبح کی نماز کی عادت جو ہے امی کی وجہ سے پڑی ہوئی ہے۔ انہوں نے عطا محمد کو کہا ہوا تھا کہ آ کر اس کو ہلایا کرو اور اچھی طرح جگایا کرو اور جب جاگ جائے تو اس کو (بیت الذکر) میں لے جاؤ۔ اگر نہ جاگے تو اٹھا کر لے جاؤ اور گرمیاں ہوں یا سردیاں ٹونٹی کے نیچے جا کر اس کا منہ رکھو اور جب پانی پڑے گا پھر آنکھ کھلے گی اور مجھے یہ یاد ہے بڑا لطیفہ ہے یہ بھی کہ وہ مجھے ٹانگ سے ہلایا کرتا تھا۔ میں کہتا کہ ٹانگ تو اٹھ گئی ہے اب کیا کر رہے ہو۔ پھر وہ بازو ہلایا کرتا تھا پیچھے ہی پھر وہ دوسری ٹانگ ہلاتا تھا۔ پھر میں وہی جواب دیتا تھا یہ بھی ٹانگ اٹھ گئی ہے بس۔ پھر بایاں بازو۔ میں نے کہا بس بھی کرو اب۔ تو پھر مجھے اٹھا کر لے جاتا تھا اور گرمیاں ہوں یا سردیاں ٹونٹی کے نیچے میرا منہ رکھ کے تو ایک دم ٹونٹی کھول دیتا تھا۔ پھر ایک دم میں سارا اٹھ جایا کرتا تھا۔ دایاں بازو۔ بایاں بازو سب اکٹھے اٹھ جاتے تھے سارے۔ یہ بات مجھے یاد ہے جو بہت اچھی لگا کرتی تھی۔

(الفضل یکم جولائی ۲۰۰۰ء)

پاکیزہ لوری

حضور رحمہ اللہ کو یہ اشعار بہت پسند تھے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

ان اشعار کے بارے میں فرمایا:۔

تم لوگوں کو بتادوں کہ میں نے سب سے پہلے یہ اشعار کب اور کس سے سنے۔ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا۔ میری امی کو یہ اشعار بہت پسند تھے اور اکثر تو ان کو وقت ہی نہیں ملا کرتا تھا بچوں کو پوچھنے کا۔ لیکن اگر کبھی وقت ملے اور میں چھوٹا ہوتا تھا ابھی۔ تو وہ مجھے یہ لوری دیا کرتی تھیں اور ہلکی آواز ان کی بڑی پیاری ہوا کرتی تھی۔

یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ بہت میرے دل پہ اثر تھا۔ وہ ساتھ گاتی جاتی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری رہتے

تھے۔ کبھی بھی میں نے ان کو اس لوری کو بغیر آنسوؤں کے پڑھتے نہیں دیکھا، مسلسل آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور یہ پڑھتی رہتی تھیں۔

صَلُّوا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

صَلُّوا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

میں سمجھتا ہوں یہی جواُن کا جذبہ ہے یہی ان کی بخشش کے لئے اللہ چاہے تو کافی کرسکتا ہے۔ (الفضل ۷؍جون ۱۹۹۹)

بچپن میں چندہ کی عادت

اس زمانے کے لحاظ سے ایک ہفتے کا ایک آنہ ملا کرتا تھا تو مہینے میں چار آنے ملتے تھے تو ہم سے وہ ایک آنہ ایک ہفتے کا لے لیا کرتی تھیں کہ یہ فلاں چندہ میں ڈالا جائے گا۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس وجہ سے مجھے بھی بچپن سے ہی چندہ دینے کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ آپ بھی اپنے بچوں کو چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ ان کو کچھ دیں اور ان سے پھر واپس لیں اور بتائیں کہ یہ اس مد میں ہم تمہاری طرف سے خرچ کریں گے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۷؍فروری تا ۱۳؍فروری ۲۰۰۳ء)

قرآن کریم کا ترجمہ

فرمایا: قرآن کریم کا ترجمہ تو میں نے خود ہی پڑھا تھا۔ کلاس میں تو ہم پڑھا کرتے تھے۔ استاد بھی پڑھایا کرتا تھا مگر اصل ترجمہ میں نے خود ہی پڑھا تھا۔

(الفضل ۱۷؍جون ۲۰۰۰ء)

رفقاء کی صحبت

بچپن میں اکثر (رفقاء) کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا اور کئی ایسے (رفقاء) تھے جو خاموش رہا کرتے تھے اور ان کے پاس بیٹھنے سے دل میں نیکی ترقی کرتی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف دل کا رجحان بڑھتا تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍جون تا ۲؍جولائی ۱۹۹۸ء)

خدمت دین کا شوق

جب میں اطفال میں تھا تو جو بھی اطفال کا کام میرے سپرد ہوتا تھا۔ میں کیا کرتا تھا اور ہم وقار عمل بھی کیا کرتے تھے اور میں اطفال میں دس بچوں کا سائق بھی بن گیا تھا۔ جو اچھے شوق سے خدمت کرنے والے بچے ہوتے تھے نا ان کو سائق بنادیا کرتے تھے تو میں بھی سائق بن گیا تھا۔

(الفضل ۱۶؍مارچ ۲۰۰۰ء)

ابتدائی کلام

عجیب اتفاق ہے کہ آج کل میں یہی کام کررہا ہوں کہ اپنی پرانی نظمیں نکال کے تو ان کو ٹھیک کررہا ہوں۔ کچھ تو آج لکھنے کے لئے ٹھیک کرکے دے دی ہیں۔ اس کا عنوان بھی عجیب سا ہے "بدلا ہوا محبوب" اس کا آخری شعر یہ ہے۔

جا کہ اب قرب سے تیرے مجھے دکھ ہوتا ہے
اے شب غم کے سویرے مجھے دکھ ہوتا ہے

تو کس حال میں آیا۔ کتنا انتظار کروایا۔ دیکھا بھالا صبح و شام یاد کیا اور اب آیا بھی ہے تو یہ حال کہ غیر کے بھیس میں لپٹا ہوا۔ کیا خوب آیا ہے۔

نظر اس کی ہے، سب انداز نظر غیر کے ہیں

اس قسم کے شعر ہیں سارے زبانی یاد نہیں، یہ تو اتفاق سے آج ہی میں نے یہ نظم دہرائی ہے۔ دوبارہ جب چھپے گا نا میرا کلام اس میں جو پرانی نظمیں تھیں وہ بھی شامل ہو جائیں گی۔ تو یہ اس زمانے کی نظم ہے اور پرانی نظموں میں سے اور بھی ہیں بعض مزے مزے کی۔

یہ میری آنکھیں شعلے ہیں یا جلتے ہیں پروانے دو
یہ اشک ندامت پھوٹ پڑے یا پھوٹ گئے پیمانے دو
پہلے تو میری موجودگی میں تم اکتائے سے رہتے تھے
اب میرے بعد تمہارا دل گھبراتا ہے گھبرانے دو

یہ بھی پرانی نظموں میں سے ہے۔ بہت پرانی نظم ہے مجھے اتنا یاد ہے کہ غالباً ابھی کالج میں گیا تھا اس وقت میں نے کہی تھی اور اس وقت جو بیٹھے ہوئے تھے سارے۔ میری نظر اٹھی تو سارے رو رہے تھے بیچارے۔ تو بچپن سے ہی شوق تھا۔ (الفضل ۲۲ر جولائی ۲۰۰۲ء)

پسندیدہ مضمون

فرمایا: جو میری پسند کے subjects تھے وہ سکول میں تھے ہی نہیں۔ مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا مگر اپنی مرضی سے پڑھتا تھا۔ سکول کی پڑھائی میں نے اچھی نہیں کی ہوئی۔ میری اس مثال کو نہ پکڑ لینا۔ (الفضل ۲۱ر اپریل ۲۰۰۰ء)

فرمایا: میرا خیال ہے اگر میں غور کروں تو غالباً سائنس کے لیکچر مجھے پسند تھے حساب وغیرہ سے مجھے نفرت تھی۔

(الفضل ۲۵ر نومبر ۲۰۰۰ء)

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان رہا ہے مجھ پر کہ باوجود اَن پڑھ ہونے کے ان علوم کی طرف بچپن ہی سے مجھے توجہ رہی ہے اور ہمیشہ جب بھی کسی رسالے میں یا کسی کتاب میں ایسے علوم جو سائنس کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے جیسے کم علم آدمی کے لئے بظاہر ان کا سمجھنا ممکن نہیں تھا مگر اگر دلچسپی ہو تو سائنس کے علوم بہت گہرائی سے سمجھ آتے ہیں۔ پس ہمیشہ سے مجھے دلچسپی رہی اور اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ان علوم کی گہرائی تک اترنے میں مَیں نے صرف کیا لیکن علم نہیں تھا کہ کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ اب جب یہ کتاب (Revelation Rationality Knowledge and Truth) لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں حیران ہوا کہ وہ ساری باتیں جو میں نے چالیس چالیس سال پہلے پڑھی ہوئی تھیں ان سب کی مجھے ضرورت تھی۔ پس ساری زندگی کے میرے علم کی جستجو کا یہ ماحصل ہے اور اس پہلو سے مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جب بھی کسی متعلقہ حصے کو اس علم کے ماہر کو دکھایا گیا اس نے بھی اس پہ ایسا اعتراض نہیں کیا کہ تم اس کو سمجھ نہیں سکے، اصل مراد کچھ اور تھی"۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۱ تا ۲۷ر نومبر ۱۹۹۷)

کتابیں تو بے شمار پسند تھیں۔ سب سے پہلے تو بچپن

میں کہانیوں کی کتابیں پڑھی تھیں اور پھر بڑے ہو کر سنجیدہ مذہبی کتابوں کا شوق شروع ہوا لیکن بچپن میں سب سے پہلے تو کہانیاں ہی پسند تھی۔ سب بچوں کو کہانیاں ہی پسند آتی ہیں۔ (الفضل ۹ راگست ۲۰۰۱ء)

امی جان کی خواہش

میں تو کچھ بھی نہیں بننا چاہتا تھا۔ میری امی کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں۔ ہر وقت مجھے کہتی رہتی تھیں کہ ڈاکٹر بنو، پڑھائی کرو اور پڑھائی میں مَیں اتنا نکما تھا کہ ڈاکٹر بن ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح ہومیوپیتھک ڈاکٹر بنادیا۔ سب دنیا کی خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب لکھی ہے لوگوں کو دوائیاں بھجواتے ہیں۔ تو میری امی کی خواہش بھی پوری ہوگئی اور مجھے بھی خدمت کا موقع مل گیا۔ اگر میں ڈاکٹر ہوتا تو یہ جو موجودہ کام میرے سپرد ہے یہ مشکل ہوتا۔ (الفضل ۲۹ رجنوری ۲۰۰۱ء)

معصومانہ شرارتیں

فرمایا: بہت شرارتیں کیا کرتا تھا اور شرارتوں کی سزا بھی ملا کرتی تھی، آپ ہی آپ قدرت کی طرف سے۔ وہ جو میری شرارتیں تھیں نا، میں کوشش کرتا تھا کہ امی کو نہ پتہ چلیں۔ ایک تو شرارت کی سزا ویسے مل جاتی تھی، اوپر سے پھر امی ماریں گی۔ اس لئے میں اپنی شرارتوں کو چھپایا کرتا تھا۔

مثلاً ہمارے ہاں نلکا لگانے کے لئے کنواں کھود رہے تھے۔ کنواں ذرا تنگ تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ اس میں مزدور نیچے اترتے ہیں رسی پکڑ کر ایک ٹانگ ادھر دیوار کو لگالی اور ایک دوسری طرف لگالی آہستہ آہستہ نیچے اتر گئے۔ میں نے کہا میں بھی تماشا دیکھتا ہوں۔ میں جو رسی پکڑ کے اترا، میری چھوٹی چھوٹی ٹانگیں تھیں، نہ ادھر دیوار کو لگیں نہ ادھر دیوار کو لگیں سیدھا رسی سے گھسٹ کر نیچے چلا گیا اور دونوں ہاتھوں کے چمڑے اتر گئے۔ پتہ نہیں پھر میری آواز سن کر مزدوروں نے مجھے نکالا، کس طرح نکالا۔ ہاتھوں کے اوپر اندر کی چمڑی بالکل ختم ہوگئی تھی۔ کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر میں نے امی کو پتہ نہیں لگنے دیا کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ ایک شرارت یہ کی ہے اس کی سزا تو مل ہی گئی، اوپر سے امی بھی ماریں گی۔ اس لئے میں اپنی شرارتیں چھپایا کرتا تھا۔

ہم بعض دفعہ درختوں کے اوپر پھل گرانے کے لئے پتھر مارتے تھے پیشتر اس کے کہ پتھر نیچے گرتا دوڑ کے سب سے پہلے پہنچا کرتے تھے اور سر کے اوپر روڑے پڑ جایا کرتے تھے۔ کافی سزا اس کی بھی مل جایا کرتی تھی مگر بتاتے نہیں تھے کسی کو کہ اگر بتایا تو پھر مار پڑ جائے گی۔

(الفضل ۲۳ رفروری ۲۰۰۰ء)

مشاغل

فرمایا: اپنی مرضی کی کہانیاں پڑھنی اور کھیل کود اور گھڑسواری اور کبڈی اور کبھی فٹ بال اور سب سے زیادہ تو

ہر ایک دل میں اترنے کا تھا ہنر اس کو
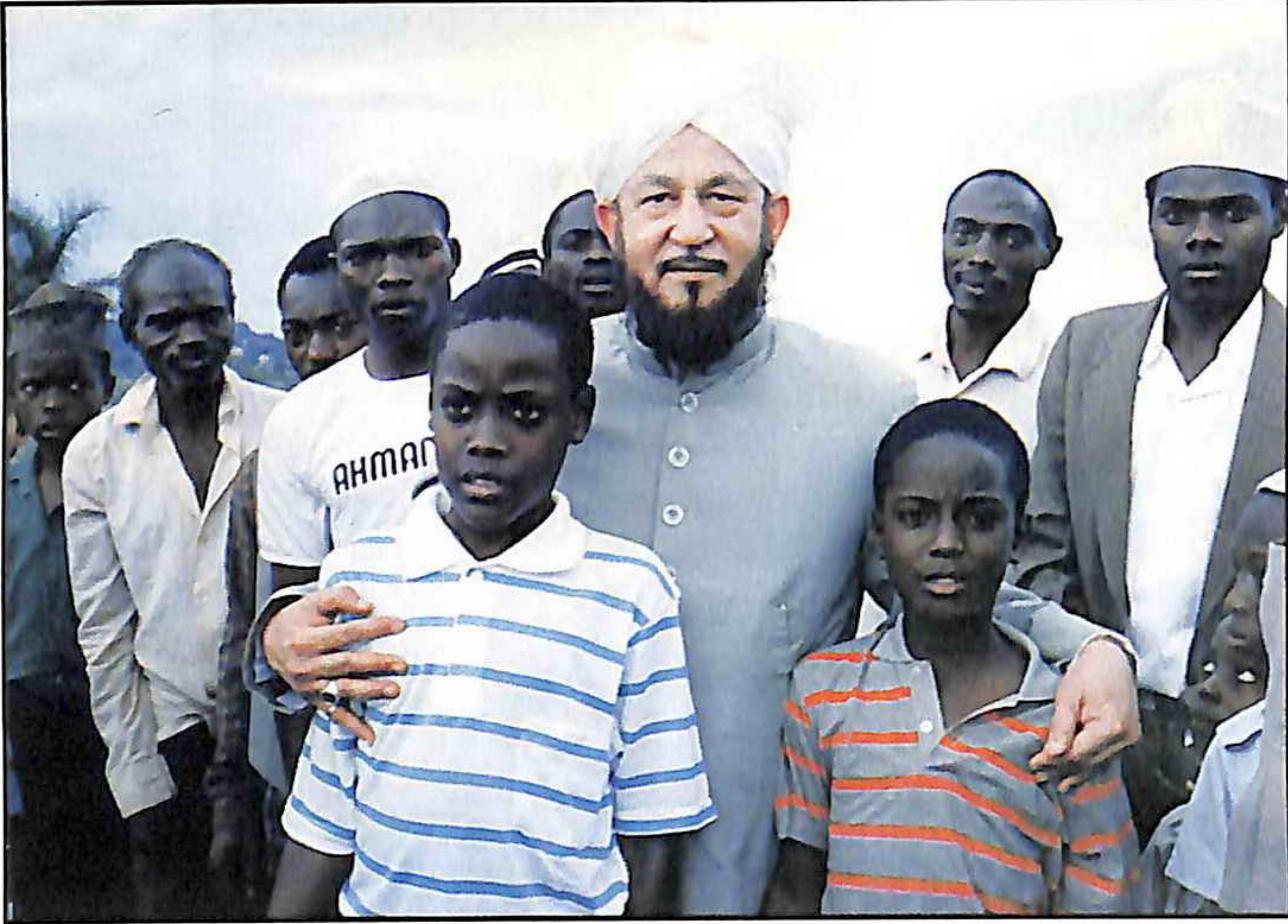
افریقن بچوں کے ساتھ شفقت کا ایک منظر
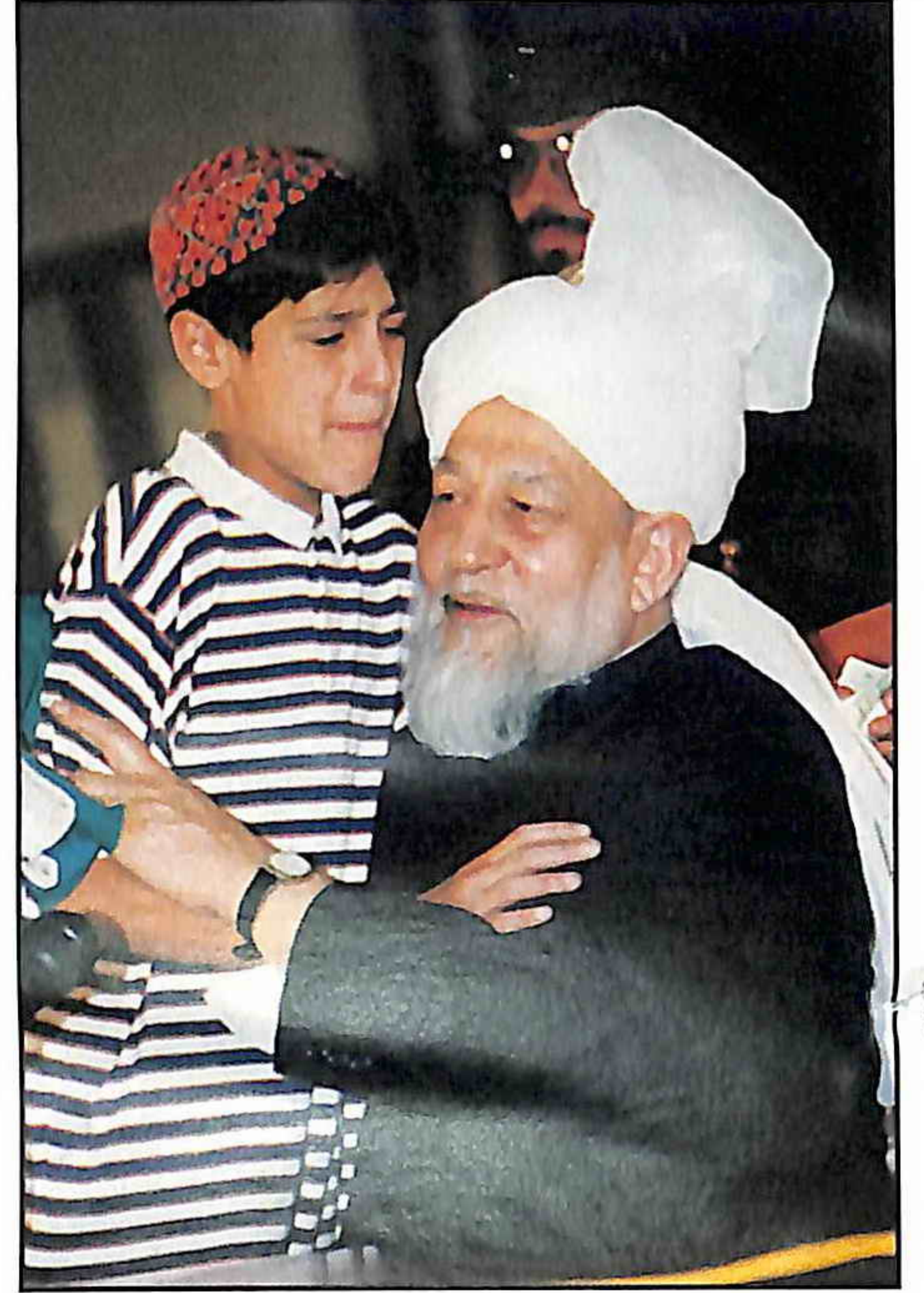
ایک آبدیدہ بچے کو پیار کرتے ہوئے

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ماسٹر بھوپندر سنگھ کے
بیٹے کے ساتھ پیار کرتے ہوئے

قطب شمالی (ناروے) میں ایک اونچی پہاڑی کی سیر کرتے ہوئے

وہ ہے طلسمِ خوابِ نظارہ کہ ایک بار
دیکھے اُسے تو بس اُسے دیکھا کرے کوئی

قادیان جنوری 1992ء
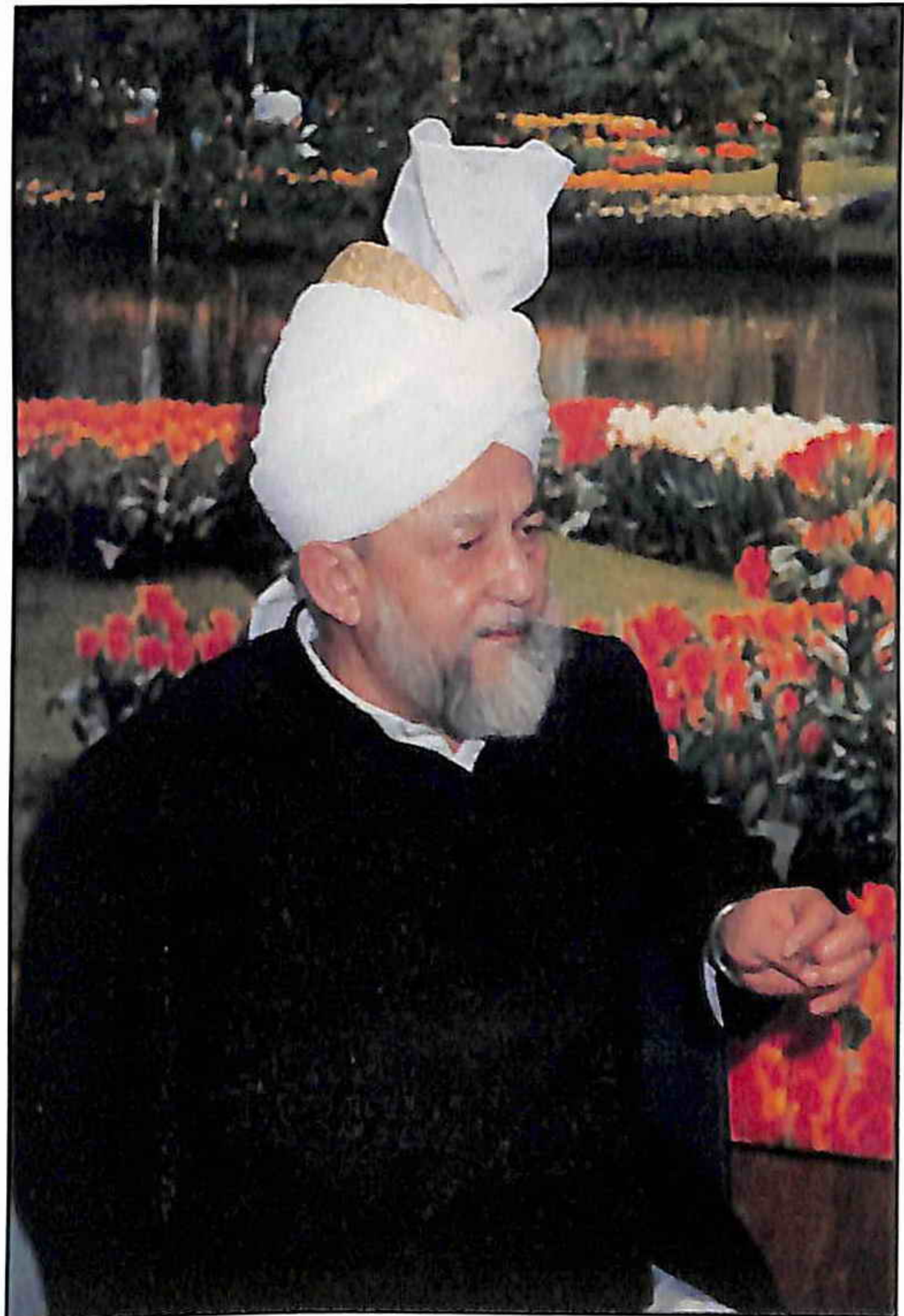
بیت النور۔نن سپیٹ (Nun Speet) ہالینڈ

رنگ تھا اُس کے دیکھنے والے
جب بہاروں پہ وہ چمن آیا

کوکن ہوف ۔ ہالینڈ
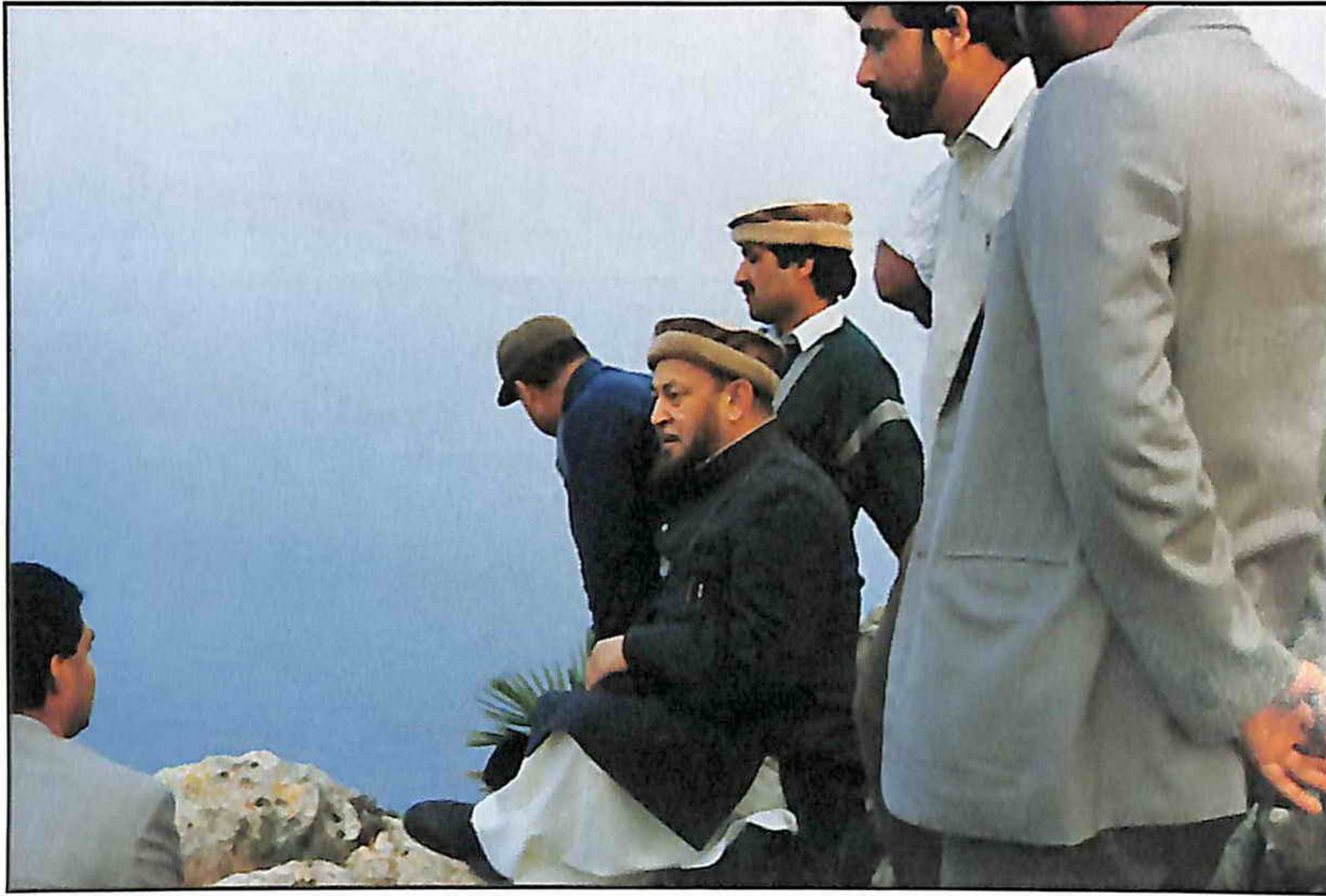
Denia سپین 1990ء
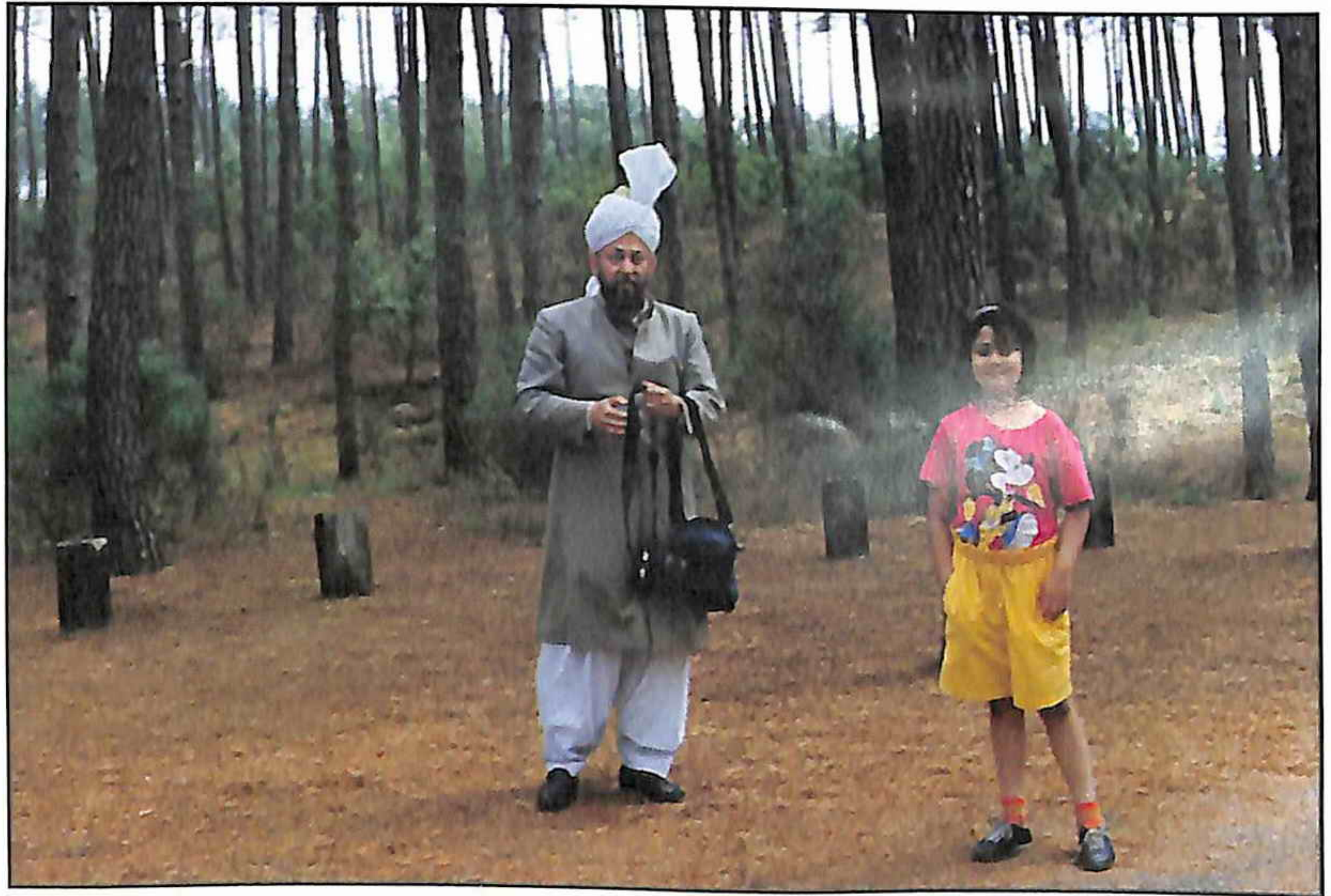
فرانس کے جنوب میں مئی 1992ء
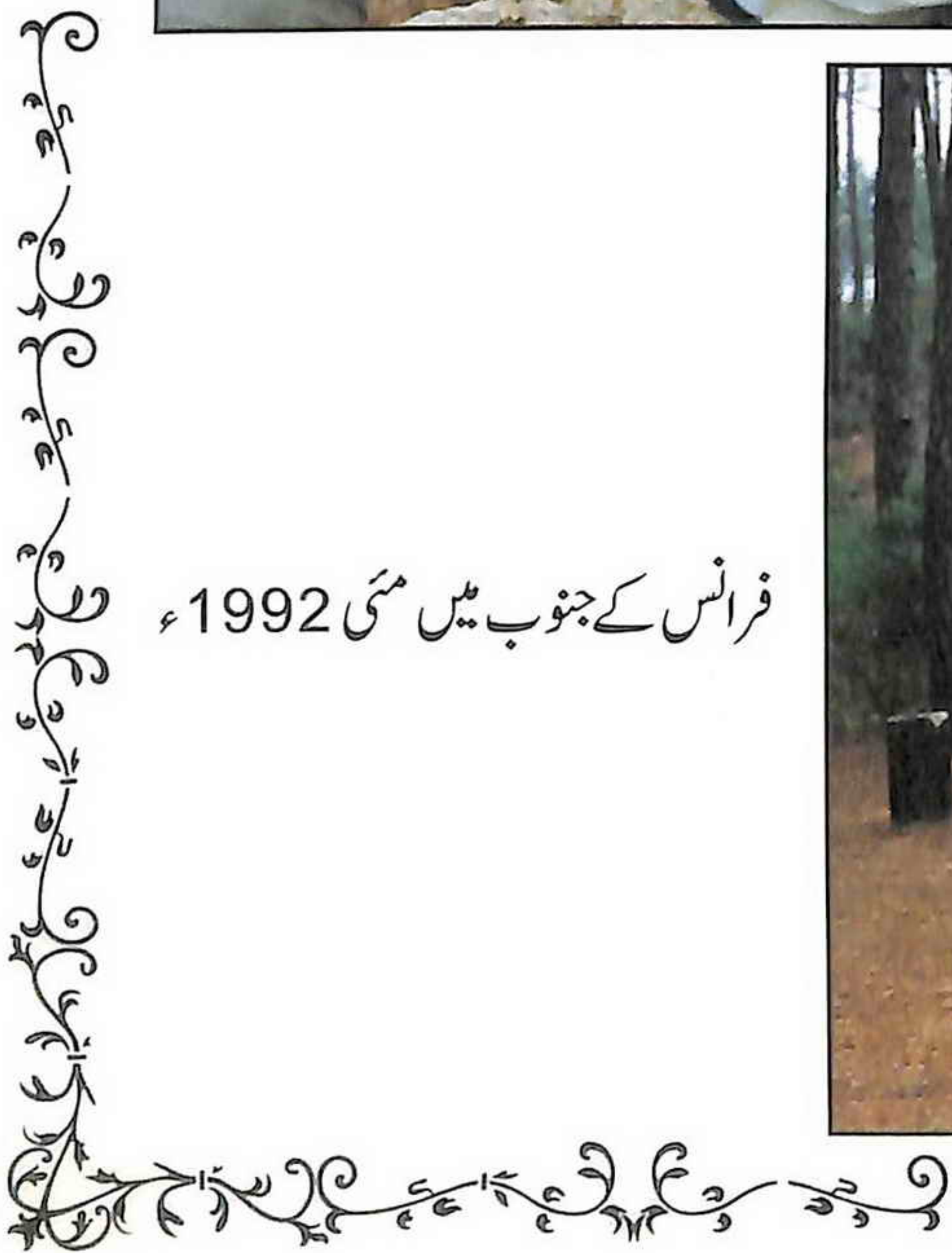
یوں ہی قامت وہ قیامت نہ ہوا
ہر ادا ایک ادا سے آئی
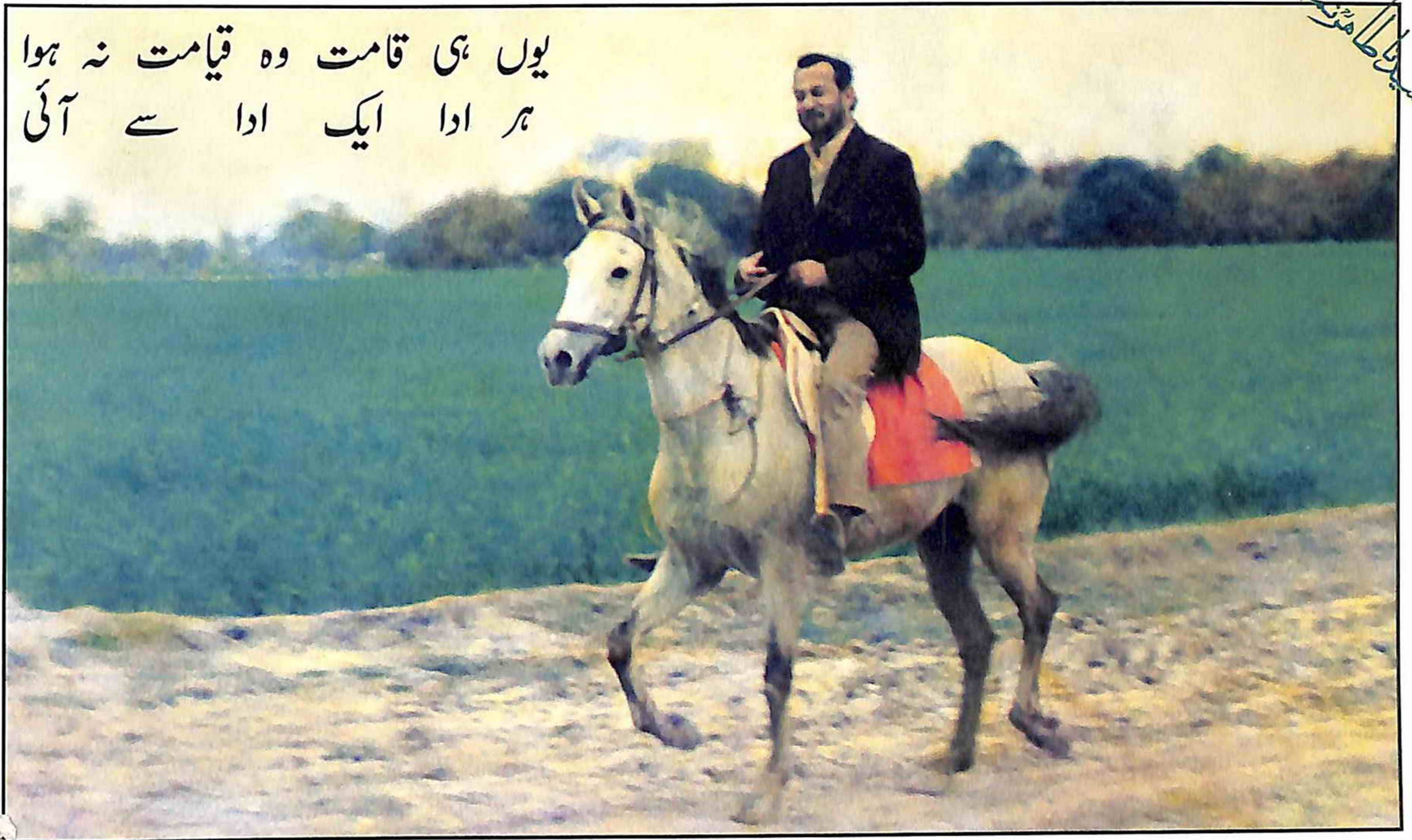
لندن 1986ء
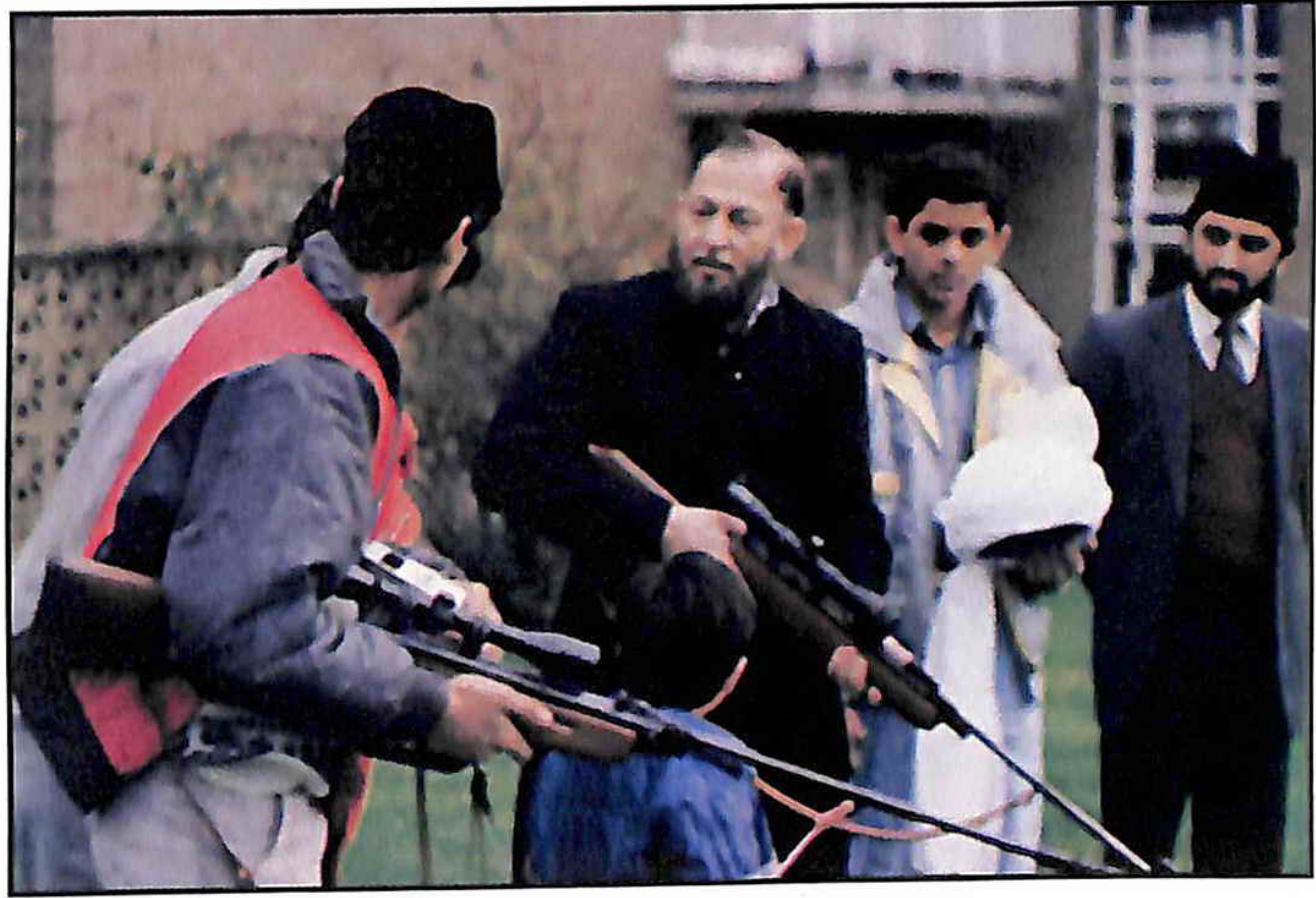
نن سپیٹ (Nun Speet) ہالینڈ 1988ء
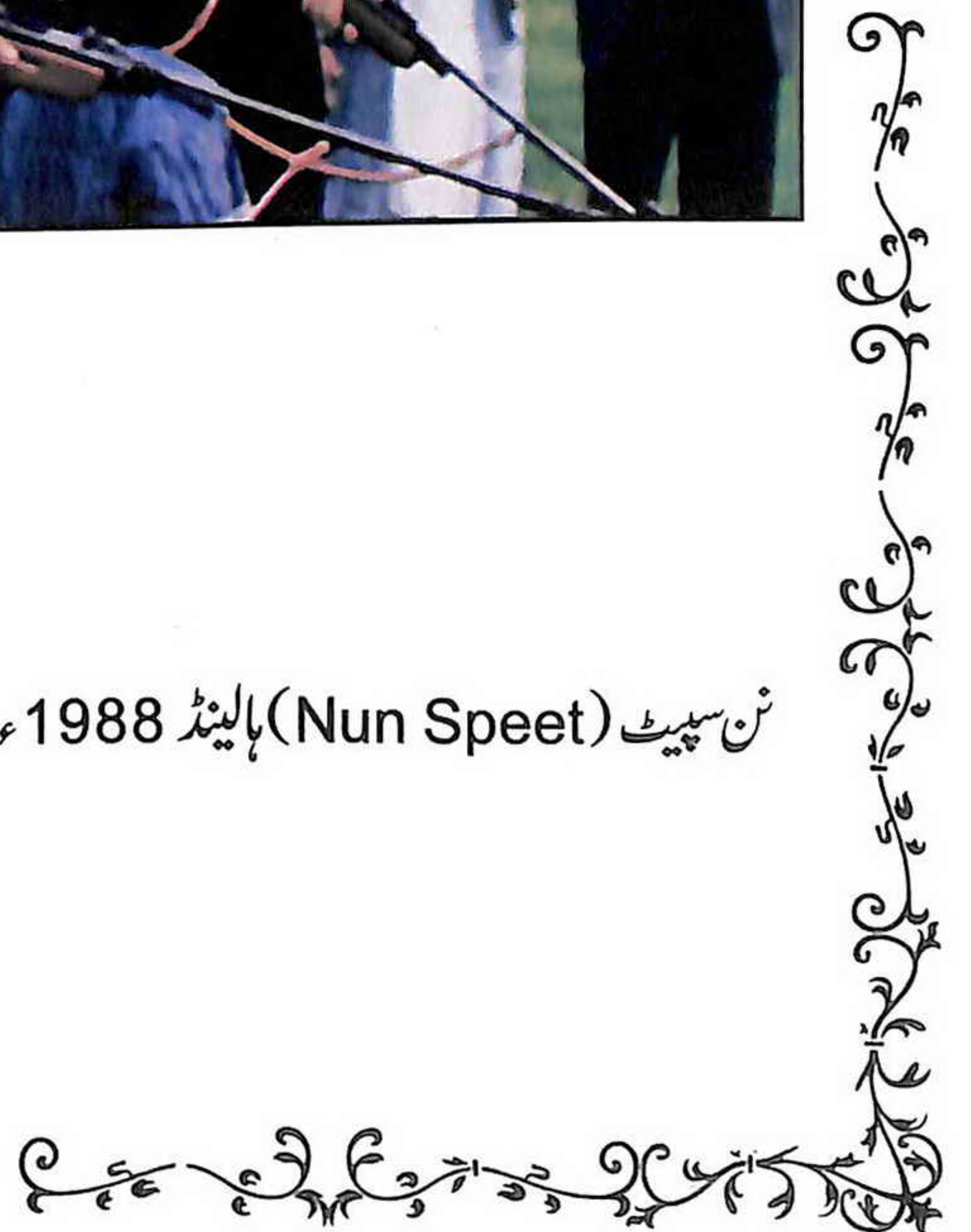
المؤمن القوی

ٹیبل ٹینس کھیلتے ہوئے 1986ء

سکواش ٹورنامنٹ 1988ء کے موقع پر سکواش کھیلتے ہوئے

کرکٹ کھیلتے ہوئے

تشبیہ ترے چہرے کو کیا دوں گلِ تر سے
ہوتا ہے شگفتہ مگر اتنا نہیں ہوتا

سنا ہے بولے تو الفاظ فرطِ لذت سے
حریمِ صوت سے باہر نکل کے دیکھتے ہیں

بے تکلف سا بے ریا سا تھا

سویڈن کے بارڈر کے قریب ناروے میں 1986ء
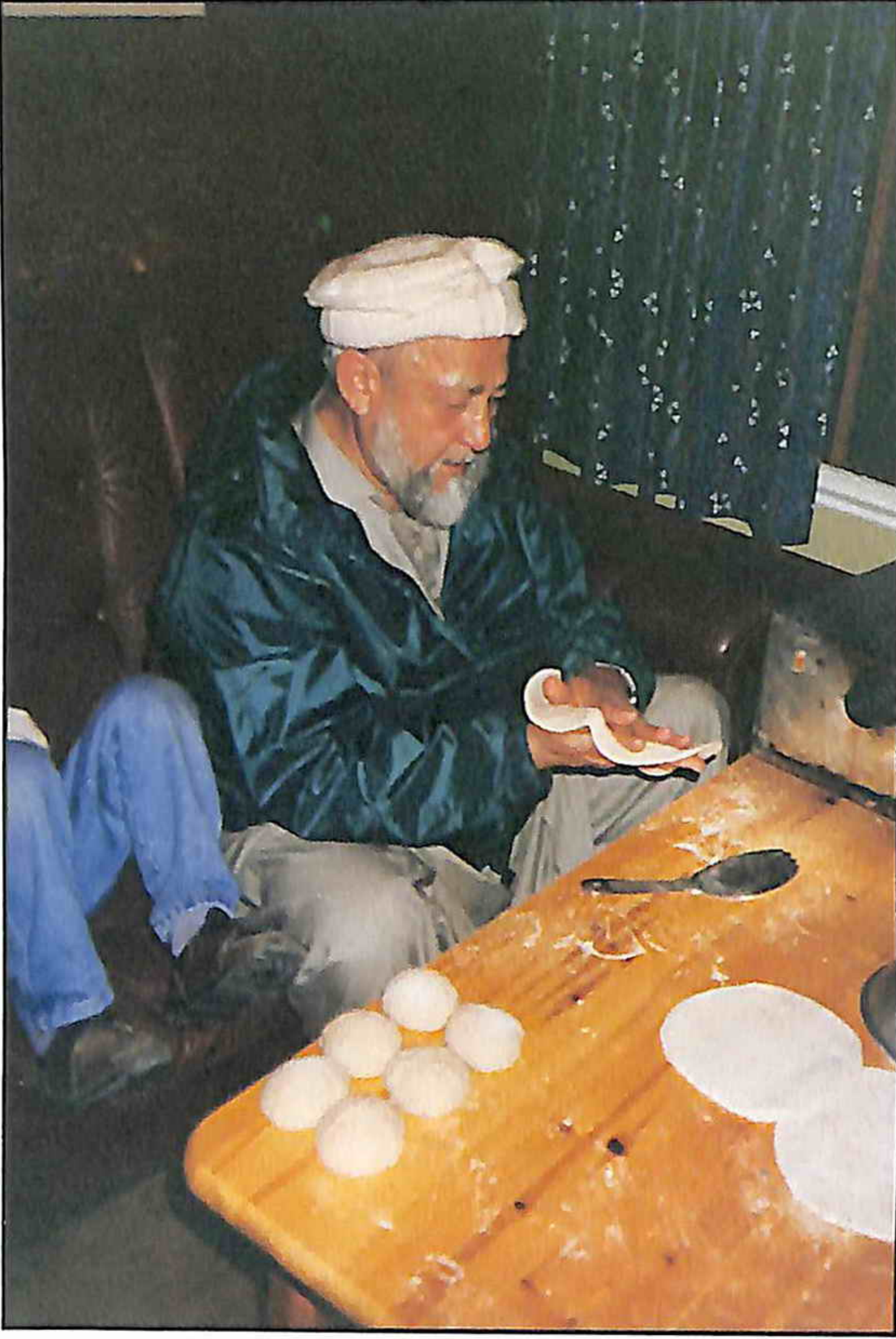
ناروے میں روٹی بناتے ہوئے 1993ء
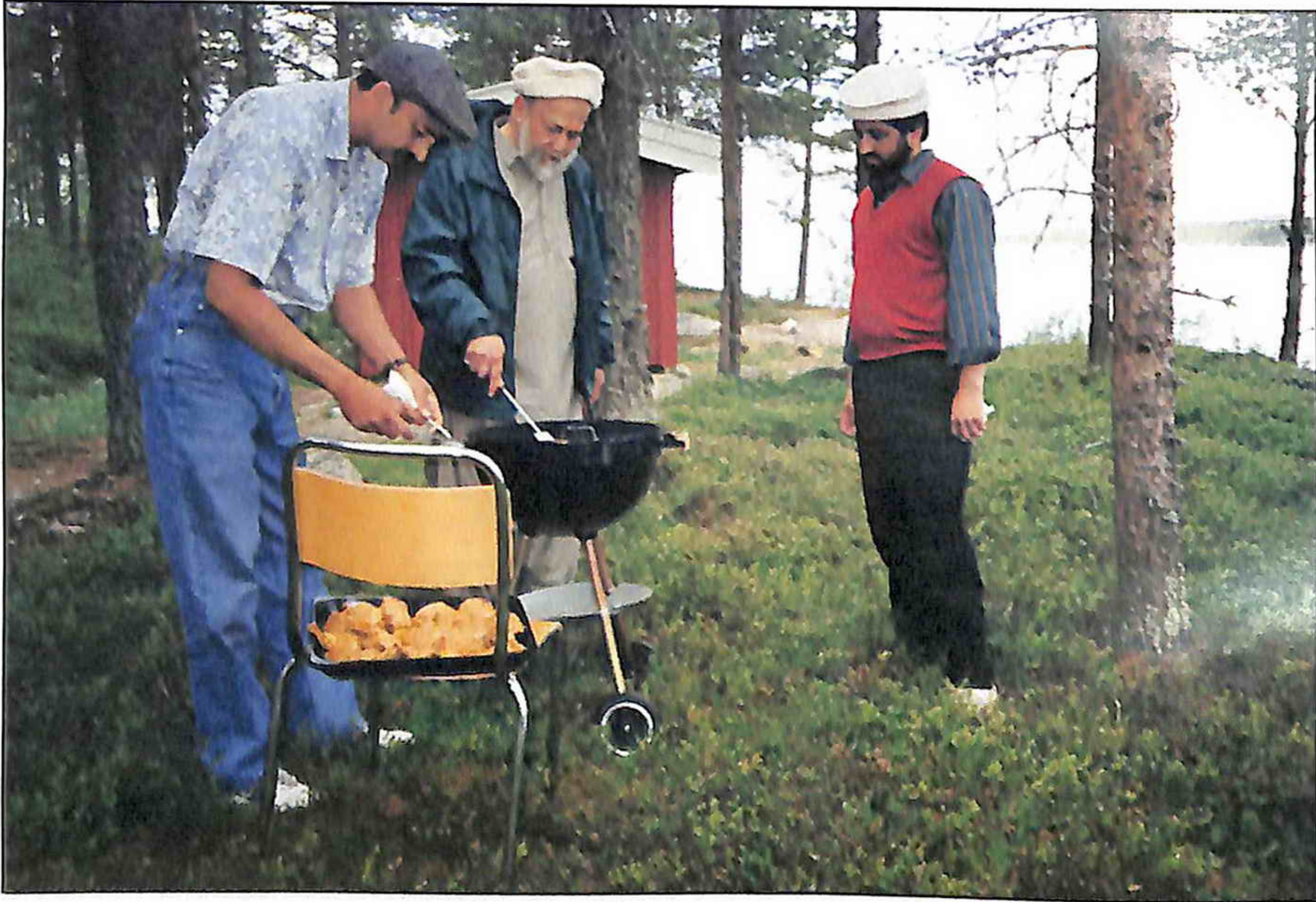
ناروے میں Femend کے مقام پر 1993ء
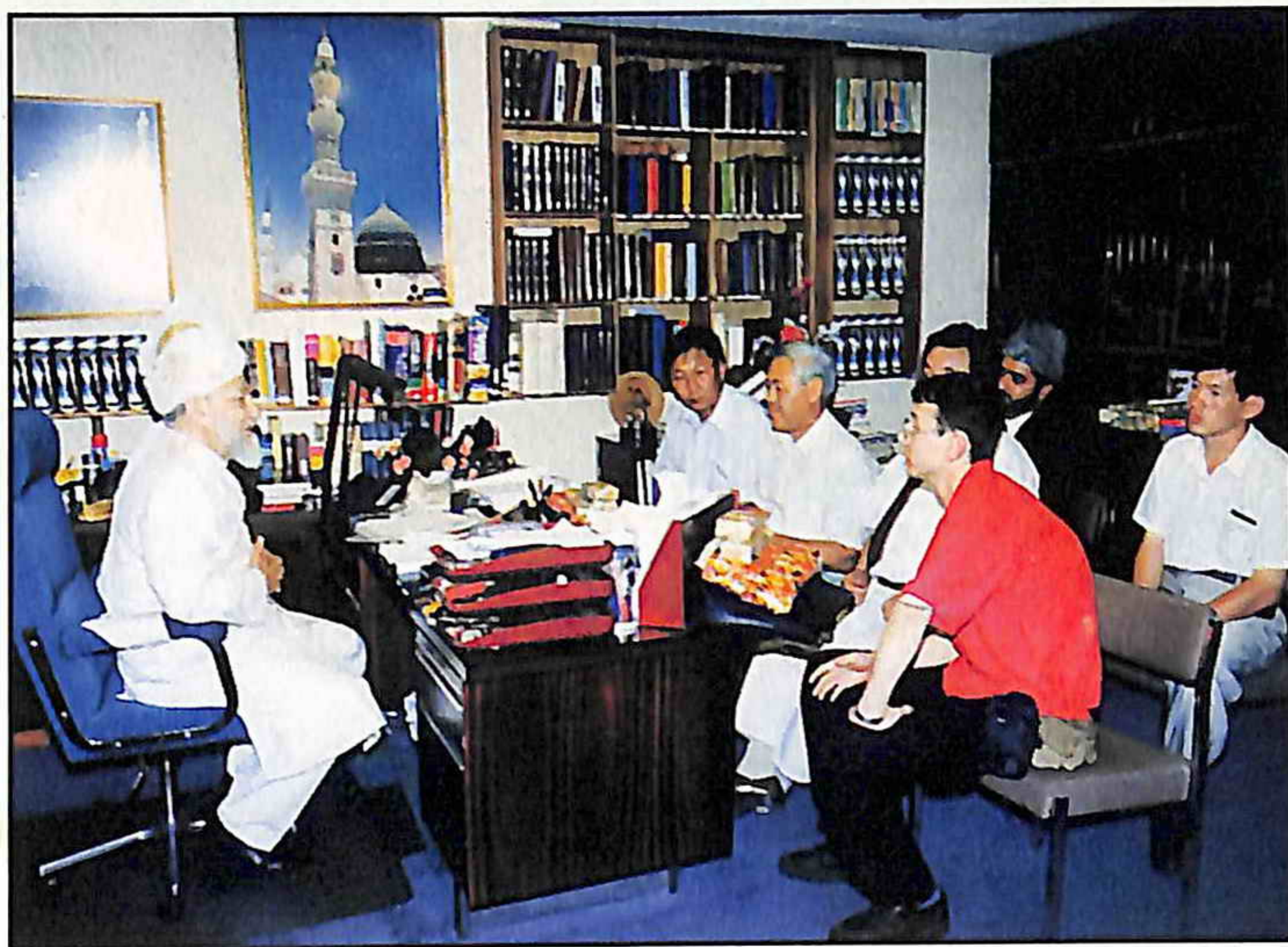
یاد کرتا ہے تجھے ایوانِ اقوامِ جہاں

جلسہ سالانہ 1998ء کے موقع پر حضورؒ اپنے دفتر میں
قرغستان سے آئے ہوئے ایک وفد کے ساتھ محوِ گفتگو

2000ء میں انڈونیشیا پریس میڈیا کے
سوالوں کے جواب ارشاد فرماتے ہوئے

کبابیر سے آیا ہوا ایک عرب وفد
حضورؒ کے ہمراہ محمود ہال لندن میں

مجھے گھوڑے کی سواری کا شوق تھا اور بچپن سے ہی گھڑ سواری کا شوق اللہ نے دل میں ڈال دیا تھا۔ میں اچھی کرلیا کرتا تھا۔ (الفضل ۱۶ر مارچ ۲۰۰۰ء)

خط لکھنے کا شوق

خط کا مجھے بچپن سے شوق ہے بڑا مزہ آتا ہے، خط لکھنے کا۔ اب تو وقت نہیں رہا۔ مگر میں سال میں ایک دفعہ کسی کا جواب دیتا ہوں اپنے ہاتھ سے مگر وہ بھی بہت ہو جاتے ہیں۔ اچھے خط جو ملتے ہیں ان کو ایک دفعہ اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ میں کہتا ہوں ساری عمر رکھو اپنے پاس۔ اور جس سٹائل میں مجھے کوئی لکھے اسی سٹائل میں لکھتا ہوں۔ اس سٹائل کو تھوڑا سا اور آگے کر دیتا ہوں اور وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ آپ نے تو کمال کر دیا۔ میں کہتا ہوں میں نے نہیں کمال کیا۔ میں نے آپ کے خط کو اپنا لیا ہے۔ آپ نے جو مجھے لکھا کہ آپ کے دل میں کیا کھجلیاں تھیں۔ آپ کو اسی انداز میں لکھتا ہوں۔

یہ جتنے خط ہیں جواب کے وہ لکھنے والے کی شکل ہے اصل میں۔ اسی کی تصویر اتارتا ہوں۔ یہ مجھے شوق تھا، بچپن سے، مجھے خط لکھنے کا بہت شوق تھا۔ ضروری نہیں کہ کسی آدمی کو لکھوں۔ میرے پاس اتنے خط تھے پڑے ہوئے اپنے لکھے ہوئے۔ کسی کے نام نہیں، خیالی۔ اے میرے پیارے دوست! السلام علیکم۔ اس میں مزے مزے کی باتیں۔ کیا دیکھا، کیا سوچا اور بڑے اچھے اچھے خط بند کر کے میں رکھے جاتا ہوں۔ وہ سارے چوری ہو گئے۔ پتہ نہیں کہاں چلے گئے۔ لیکن ابھی بھی میرے پاس کافی خط پڑے ہوئے ہیں پرانے۔ ہر ایک کا مشغلہ ہوتا ہے نا ایک۔ میرا مشغلہ خط لکھنا تھا اور اچھے خط اکٹھے کرنا۔ خط کا طریقہ ہی یہی ہے جو دل میں آئے ڈال دو۔ بہترین خط بن جاتا ہے۔ (الفضل ۶ر اکتوبر ۱۹۹۸ء)

شجرکاری

فرمایا: ہم جب چھوٹے ہوتے تھے ہم اپنی مرضی کا کوئی نہ کوئی درخت لگایا کرتے تھے، بچے اپنے درخت کو بڑھتا دیکھتے ہیں ان کو اچھا لگتا ہے وہ دیکھتے دیکھتے اونچا ہو جاتا ہے۔

(الفضل ۶ر اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ اردو کلاس نمبر ۲۹۲)

پسندیدہ کھیلیں

میں بہت کھیلا کرتا تھا۔ تمہیں کتنے سپورٹس گنواؤں گُلّی ڈنڈا، گھڑسواری اور فٹ بال بھی، میرو ڈبہ اور وہ جو سٹک کی فائٹ ہوا کرتی ہے جسے گتکا کہتے ہیں کوئی لاٹھی مارے تو ایک آدمی بعض دفعہ دو دو تین تین کا مقابلہ کرسکتا ہے اس کا مجھے بھی بڑا فن آتا تھا اور میں ایک ایک دو دو تین تین کو لگا لیا کرتا تھا کہ آؤ مارو اور سب کو بھگا دیتا تھا۔ تو گتکا ایک خاص کھیل ہے۔ وہ مجھے بہت اچھی آتی تھی۔ میں کافی

سپورٹس کھیلا ہوا ہوں۔ خاص طور پر گھڑسواری بھی مجھے پسند تھی۔

(الفضل ۱۳؍مئی ۲۰۰۰ء)

شکار

ہم پہلے غلیلوں سے شکار کیا کرتے تھے۔ پھر ایک گول چھرّے والی بندوق پہلی دفعہ مجھے ملی۔ غالباً اس وقت میں پانچویں میں پڑھتا تھا۔ اس سے بڑے جانور نہیں مارے جاتے تھے چھوٹے جانور (چڑیاں وغیرہ) ہم اس سے مارا کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسری بندوقیں شروع ہوگئیں۔ گیارہ سال کی عمر میں تو میں ڈبل بیرل شارٹ گن سے مرغابیاں مارا کرتا تھا اور کافی بڑا شکار کھیلا کرتا تھا۔

(روزنامہ الفضل ۲۹؍جنوری ۲۰۰۱ء)

دعوۃ الی اللہ

فرمایا: پہلے دوست بناتا تھا۔ پھر دعوت الی اللہ کرتا تھا۔ کافی دوست ایسے بنائے ہوئے تھے کالج میں۔ اول تو اچھے لڑکے دوست بنا کرتے تھے۔ پھر دوستی کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ بات کھل جایا کرتی تھی پھر دعوت الی اللہ شروع ہوجاتی تھی۔ بہت پیارے پیارے ایسے دوست تھے۔

(الفضل یکم جولائی ۲۰۰۰)

ایک سوال کے جواب کے دوران حضور انورؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اپنے تعلق اور نسبت کے متعلق ناظرین کو بتایا کہ بچپن میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے Defence میں پڑھا کرتا تھا تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا! جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں سینہ سپر ہوجاتے ہیں مجھے بھی یہ توفیق دے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے Defence اسی طرح کروں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا اور میں جو بھی کہتا ہوں آپ کی مدافعت اور Defence میں کہتا ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۹؍اگست تا ۴؍ستمبر ۱۹۹۷ء)

ہمارے بچپن کا واقعہ ہے کہ ہم کوہ مری میں تھے۔ وہاں ہم ایک چرچ میں مناظرے کے لئے گئے۔ ہمیں یقین تھا کہ ہم جیتیں گے۔ پادری صاحب سے بات ہوئی۔ کچھ دیر ہم ان سے پوچھتے رہے۔ انہوں نے وہی باتیں بیان کیں جو وہ عام طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں ہم نے جب اس کا جواب دیا تو پادری فوراً چونکا اور بولا کیا تم احمدی ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر احمدیوں سے ہمارا کوئی مناظرہ نہیں۔

(روزنامہ الفضل ۳۰؍دسمبر ۱۹۹۸ء)

اللہ کی خاطر بہادری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابا جان اور سارے پہاڑ پر گئے ہوئے تھے اور میں اپنے گھر کے صحن میں اکیلا سویا کرتا تھا اور بعض دفعہ سوتے ہوئے ڈر لگتا تھا کیونکہ کہانیاں بھی عجیب وغریب مشہور تھیں کہ ایک جن آیا کرتا ہے۔ کوئی نالے پر انڈے بیلنے والی عورت ہے جو چھت پر سے چھلانگ لگا کے آیا کرتی ہے۔ اس قسم کی کہانیاں پرانے زمانے سے چلی آ رہی تھیں اس گھر کے متعلق۔ تو ایک دفعہ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو شرک ہے۔ اگر کوئی بلا، کوئی جن نقصان پہنچا سکتا ہے اللہ کے اذن کے بغیر تو یہ بھی تو ایک شرک کی قسم ہے۔ تو میں کیوں ڈر رہا ہوں، مجھے کیوں نیند نہیں آ رہی اس لئے میں نے مقابلہ کرنا ہے اب اس کا اور اپنے آپ پہ سختی کر کے بھی مقابلہ کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مجھے بہادری عطا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد پھر میں نے خوب نظر دوڑائی کہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ ڈرنے والی جگہ ہے۔ ہمارے ہاں ایک چھوٹا سا کمرہ ہوا کرتا تھا اس کمرے کے متعلق بڑی روایتیں تھیں کہ بڑی بلائیں وہاں ہوتی ہیں اور خاص طور پر وہ چمنی کی جگہ جہاں ہوتی تھی جہاں وہ آگ جلائی جاتی ہے اس کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ تو میں رات کو اٹھا اور دروازے کھول کے اس کمرے کی چمنی میں جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اب جو بلا آنی ہے آجائے اور میں اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ کوئی بلا مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک اللہ نہ چاہے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اتنا سکون ملا ہے آرام سے چلا گیا، بستر پر پڑتے ہی نیند آ گئی، کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہی۔

(الفضل ۲۳ر فروری ۱۹۹۹ء)

سائیکل کی خرید

حضورؒ نے فرمایا: ایک مرتبہ الفضل میں بہت ہی مناسب قیمت والی سائیکلوں کا اشتہار شائع ہوا۔ میں نے دکاندار سے اقساط طے کر لینے کے بعد جیسا کہ اخبار میں اشتہار تھا سائیکل خرید لی۔ جب حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کو میری نئی سائیکل کی خبر ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئی ہے؟ آپ خاص طور پر یہ جاننا چاہتے تھے کہ کہیں دکاندار نے مجھے سائیکل مفت تو نہیں دے دی کیونکہ آپ میرے اخراجات سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ میں اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ جب میں نے واضح کیا کہ یہ سائیکل اقساط پر اخبار میں اشتہار کے مطابق خرید کی گئی ہے تو پھر آپ کو تسلی ہوئی۔ یہ دراصل حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی محتاط طبیعت اور ہم بچوں کی عمدہ تربیت کے لئے تھا۔

("The Tariq" Centenary souvenir Khuddam-ul-Ahmadiyya U.k)

میرے آنگن سے قضاء لے گئی چن چن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے، میرے پیارے ہیں وہی

اے جانے والے!

تیری نہایت ہی پیاری خوشگوار یادوں سے سب محبوں اور مخلصوں کے قلوب واذہان معطر ہیں
ہمارے دل جہاں اس پیارے وجود کی جدائی سے محزون و مغموم ہیں وہاں خدا تعالیٰ کی طرف
سے خلافت خامسہ کی شکل میں ملنے والے عظیم روحانی انعام پر سربسجود ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بلندی درجات اور خلافت خامسہ کی تائید ونصرت
اور غیر معمولی ترقیات وفتوحات کے لئے دعا گو

ہم ہیں ممبران مجالس خدام الاحمدیہ

☆ النور ☆ عزیز آباد ☆ بلدیہ ٹاؤن ☆ دستگیر سوسائٹی ☆ ڈیفنس ☆ ڈرگ کالونی ☆ ڈرگ روڈ
☆ گلشن احمد ☆ گلشن اقبال ☆ گلشن سرسید ☆ گلستان جوہر ☆ لانڈھی ☆ لیاقت آباد ☆ ماڑی پور
☆ مارٹن روڈ ☆ ملیر کینٹ ☆ ملیر کالونی ☆ محمود آباد ☆ منظور کالونی ☆ ماڈل کالونی ☆ نارتھ کراچی
☆ ناظم آباد ☆ اورنگی ٹاؤن ☆ صدر ☆ سوسائٹی ☆ اسٹیل ٹاؤن ☆ تیموریہ ☆ کلفٹن

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خودبیان فرمودہ

سیرت کے جستہ جستہ واقعات

(مرتبہ: مکرم عبدالحق بدر صاحب)

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year's day کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے روز نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹریفلگر سکوائر (Trafalgar Square) میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں، کوئی مذہبی روک نہیں، ہر قسم کی آزادی ہے۔ اس وقت اتفاق سے وہ رات مجھے بوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے۔ اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ مَیں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز مَیں نے ابھی ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا ہے۔ مَیں گھبرا گیا۔ مَیں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے مَیں پاگل ہو گیا ہوں اس لئے شاید بیچارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنہ نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ مَیں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا:

God bless you. God bless you.

God bless you. God bless you.

(خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے)

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ راگست ۱۹۸۲ء مطبوعہ الفضل ربوہ ۳۱ راکتوبر ۱۹۸۳ء)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: اتنا کامل یقین خدا تعالیٰ کی ہستی کا میرے دل میں ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربے سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کوئی تکبر نہیں۔ لازماً یہ

بات سو فیصد درست ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی میرے بارے میں شاید خیال کرتا ہو کہ میں نے محنت کا کوئی کام نہیں کیا، ورثہ ہی پایا ہے۔ اس لئے میں اپنی محنت کے حالات بتاتا ہوں۔ میں نے خود زمینداری کی ہے میں اتنی محنت کیا کرتا تھا کہ آپ میں سے بہت سے ایسی محنت نہیں کر سکتے۔ میں مزدوروں کی طرح اڑھائی من کی بوری اٹھاتا رہا ہوں تا کہ کام کرنے والے مزدوروں کو پتہ لگے کہ یہ کام ایسا نہیں جو میں نہ کرسکوں۔ میں اپنی فصل کو اپنے سائیکل پر لاد کر گھر پہنچایا کرتا تھا۔ میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے اپنی زمین پر کام کیا کرتا تھا۔ میں نے لندن میں یہ کام کیا کہ اخبار کے بھاری بھاری پیکٹ رات سے صبح تک آٹھ گھنٹے مسلسل اٹھا کر رکھتا تھا اور جب ہم سمجھتے تھے کہ کام ختم ہوا تو عین اس وقت دوسرا ٹرک پہنچ جاتا تھا۔ وہ کام ختم کرتے تو تیسرا ٹرک آ جاتا تھا۔ اس میں اتنی شدید جسمانی مشقت ہوتی کہ گھر واپس آتا تو تھکن سے بخار چڑھ جاتا تھا۔ مگر میں آرام کر کے تھکاوٹ اتار کر پھر کام پر پہنچ جاتا تھا۔ یہ کام میں نے مسلسل ایک ماہ تک انگلستان میں گرمیوں میں کیا۔

یہ نہ سمجھیں کہ میں محنت کی قدر نہیں جانتا۔ اب بھی اللہ کے فضل سے آپ لوگوں کی خاطر ہر قسم کی محنت کرتا ہوں۔ اس میں جسمانی محنت بھی شامل ہے۔ آپ سے ملاقاتیں کرتا ہوں۔ آپ کو پتہ نہیں کہ اس میں کتنی محنت صرف ہوتی ہے۔ جتنی خدا نے مجھے توفیق دی ہے اس کے مطابق محنت کرتا ہوں۔ اصل برکت محنت میں ہے۔ محنت کے وقار کو قائم کریں۔ اتنی محنت کریں کہ دنیا محنت کا طریق ہم سے سیکھے۔ (الفضل ۷/ جولائی ۲۰۰۰ء)

***

فرمایا: ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا، ایک رات بھی مجھ پر ایسی نہیں آئی جس میں یہ فکر ہو کہ خدا کے دین کی یہ ضرورت ہے اسے کہاں سے پورا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۰ جولائی تا ۱۶/ جولائی ۱۹۹۸ء)

***

فرمایا: آج اللہ تعالیٰ نے قرآن کی عظمت کی خاطر قرآنی دلائل کی تلوار میرے ہاتھوں میں تھمائی ہے اور میں قرآن پر حملہ نہیں ہونے دوں گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر حملہ نہیں ہونے دوں گا۔ جس طرف سے آئیں، جس بھیس میں آئیں ان کے مقدر میں شکست اور نامرادی لکھی جا چکی ہے!!! کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے دوبارہ قرآن کریم کی عظمت کے گیت گانے کے جو دن آئے ہیں، آج یہ ذمہ داری مسیح موعودؑ کی غلامی میں میرے سپرد ہے۔

(درس القرآن فرمودہ ۲۷/ فروری ۱۹۹۴ء)

***

حضور نے فرمایا: میں نے ترجمہ قرآنِ عربی گرامر کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے...... میں نے بھی ترجمہ سیکھنے کے لئے دعائیں کی ہیں۔ میری تعلیم القرآن

کلاس میری زندگی کا ماحصل ہے۔ پس ترجمہ قرآن سیکھنے کے لئے اس سے فائدہ اٹھائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۹ تا ۲۵ رجون ۱۹۹۸ء)

***

فرمایا: میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ان دنوں کی بات ہے جن دنوں بنگلہ دیش میں بہت ہنگامے ہورہے تھے (اس وقت مشرقی بنگال کہلاتا تھا) مَیں کراچی میں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک کام میرے سپرد کیا اور حکم دیا کہ فوری طور پر چلے جاؤ۔ میں نے پتہ کروایا تو ساری سیٹیں بُک تھیں..... (متعلقہ لوگوں نے کہا۔ ناقل) سیٹ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ بیس مسافر انتظار کرنے والوں میں ہیں۔ اگر کوئی سیٹ خالی ہوئی تو ہم ان کو دیں گے۔ آپ کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میں نے کہا اور کوئی جائے نہ جائے میں ضرور جاؤں گا کیونکہ مجھے حکم آ گیا ہے۔ چنانچہ میں ائیرپورٹ چلا گیا وہاں لائن لگی ہوئی مسافر انتظار کررہے ہیں۔ کچھ دیر بعد لوگوں کو کہا گیا کہ جہاز چل پڑا ہے۔ اس اعلان کے بعد سب لوگ چلے گئے۔ کوئی چانس والا باقی نہ رہا۔ میں وہاں کھڑا رہا۔ مجھے یقین تھا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں نہ جاؤں۔

اچانک ڈیسک سے آواز آئی کہ ایک مسافر کی جگہ رہ گئی ہے کوئی ہے جس کے پاس ٹکٹ ہو؟ میں نے کہا میرے پاس ٹکٹ ہے۔ انہوں نے کہا دوڑو جہاز ایک مسافر کا انتظار کررہا ہے۔

(الفضل ۲۵ رستمبر ۱۹۹۸ء)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: جب کھیتیاں بوٹا مارتی ہیں (پنجابی محاورہ ہے۔ مگر بہت اچھا کہ بوٹا مارتی ہیں) تو ہر دانہ سات سات بالیوں میں تقسیم ہوسکتا ہے اور ان میں سے ہر ایک سو سو دانوں والے خوشے نکالتی ہیں تو حسابی رُو سے ہم نے تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ ایک محدود پیمانے پر میں نے اپنی زمین پر بھی تجربہ کیا تھا۔ واقعۃً ایک ایک دانہ جو لگایا وہ سات سو دانوں میں تبدیل ہوا۔ اگرچہ وسیع پیمانے پر ایسا کرنا زمیندار کے لئے مشکل ہے کیونکہ بہت سی کاشت کی خرابیاں حائل ہوجاتی ہیں مگر سات سو والا تجربہ میں خود کرچکا ہوں واقعۃً ایسا ہوسکتا ہے۔ مگر یہ خیال کہ صرف سات سو گنا ہوگا یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس وعدے کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جس کے لئے وہ چاہے اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۰ رجولائی تا ۱۶ رجولائی ۱۹۹۸ء)

***

فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے پہلے بھی غالباً بیان کرچکا ہوں۔ ایک دفعہ سندھ میں آپ دورے کے لئے گئے تو بعض بہت اچھے اچھے مینیجر تھے اور ایسے تجربہ کار، تعلیم یافتہ جن کی فصلیں نمایاں طور پر انکے علم اور تجربے کی مناسبت سے زیادہ اچھی ہونی چاہیے تھیں مگر ان کے مقابل پر ہمارے مولوی قدرت اللہ صاحب بھی محمود آباد میں مینیجر تھے۔ ان کی فصلیں دیکھیں تو لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب اور جو دوسری

فصلیں تھیں، ارد گرد زمینداروں کی، نہ وہ مقابلہ کر رہی تھی نہ دوسرے مینیجروں کے نیچے پلنے والی فصلیں۔ تو حضرت مصلح موعود نے تعجب سے پوچھا کہ مولوی صاحب نے کیا ترکیب کی ہے۔ آپ تو مولوی کہلاتے ہیں آپ کو تو کوئی اتنا بڑا زراعت کا تجربہ بھی نہیں۔ آپ کی فصلیں اچھی ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی آپ سے کم تر ہیں۔ انہوں نے کہا صرف ایک بات ہے کہ میں نے ہر کھیت کے کونے پر نفل پڑھے ہیں ایک ایک کھیت پہ دعائیں کی ہیں اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کو کہتے ہیں ذکر الٰہی"۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۲ تا ۲۸ر اپریل ۱۹۹۴ء)

***

حضور نے اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ سنایا۔ حضور نے فرمایا: جب میں لندن پڑھا کرتا تھا تو ایک مرتبہ سؤر کے گوشت کی حرمت کا ذکر آنے پر میں نے اس جانور کی بے حیائی کا ذکر کیا کہ کس طرح اس کے کھانے سے یہی اثر کھانے والے پر ہو جاتا ہے۔ تو ایک لڑکی کھڑی ہوئی اور اس نے کہا تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ یہی تو میں ثابت کرنا چاہتا تھا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جائے وہی خصلتیں اور عادات کھانے والے میں پیدا ہو جاتی ہیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۴ دسمبر تا ۳۰ر دسمبر ۱۹۹۹ء)

***

تقسیم ہند کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

میں جب آخر میں قادیان سے نکلا ہوں تو میرے پاس ایک خاکی تھیلا تھا جس میں صرف ایک جوڑا تھا۔ یہ نہیں کہ کوئی چیز لا نہیں سکتے تھے بلکہ ہمارے سارے گھر خالی پڑے تھے اور جو کچھ تھا وہ سب تقسیم کر دیا گیا تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰ر جولائی ۱۹۹۸ء)

***

فرمایا: جب بھی کوئی مشکل درپیش ہو تو آپ خدا کے حضور دعا میں لگ جائیں۔ اگر آپ دعا کرنے کو اپنی عادت بنالیں تو ہر مشکل کے وقت آپ کو حیران کن طور پر خدا کی مدد ملے گی اور یہ وہ بات ہے جو میری ساری عمر کا تجربہ ہے۔ اب جبکہ میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہوں تو میں یہ بتاتا ہوں کہ جب بھی ضرورت پڑی اور میں نے خدا کے حضور دعا کی تو میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ ہمیشہ اللہ نے میری دعا قبول کی۔ (الفضل ۵ر اگست ۱۹۹۹ء)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: (ایک) غانیئن خاتون لکھتی ہیں! میری اولاد پیدائش کے دو ہفتہ کے اندر اندر فوت ہو جاتی تھی میں نے آپ کو دعا کے لئے خط لکھا اور مجھے یہ عجیب جواب ملا کہ "بچے کا نام امۃ الحیٔ رکھنا" جو کہ بیٹی کا نام ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خدا نے مجھے بیٹی عطا فرمائی جس کا نام میں نے امۃ الحیٔ رکھا۔ ایک سال ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے صحت

منداور ہشاش بشاش ہے۔

(ضمیمہ ماہنامہ "خالد" جولائی ۱۹۸۷ء ص ۱۰)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: عبدالباسط صاحب (مربی) جرمنی لکھتے ہیں کہ نورمبرگ میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ ایک احمدی دوست آپ کو خط لکھ رہے تھے۔ ایک عرب دوست نے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں۔ کس کو خط لکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا میرا کیس عدالت میں چل رہا ہے اس کے فیصلہ کا دن قریب آ رہا ہے میں بہت پریشان ہوں ہم اپنے امام کو دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں، وہ ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ فضل فرماتا ہے۔ میں نے دنیا کی تدبیریں تو کرلی ہیں اب میں یہ تدبیر بھی کر رہا ہوں یعنی اپنے امام کو دعا کے لئے خط لکھ رہا ہوں۔ کچھ دن کے بعد اس کیس کا فیصلہ ہوا اور ہوا بھی ان کے حق میں۔ اس عرب دوست نے متاثر ہو کر ان سے کہا میرے لئے بھی دعا کا خط لکھو۔ چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ لکھا اور اپنے عرب دوست کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا کیس بھی منظور ہو گیا۔ دنیا کی نظر میں تو یہ ایک اتفاقی واقعہ بھی ہو سکتا ہے لیکن دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اطمینان قلب کی خاطر یہ بھی کیا کہ جس دن احمدی دوست کو میرا جواب ملا ہے اس دن ان کا کیس منظور ہوا اور اسی طرح جس عرب دوست کو میری طرف سے اطمینان کا پیغام ملا ان کا کیس بھی اس دن منظور ہوا...... وہ کہتے ہیں جب یہ بات مشہور ہوئی تو ایک غیر احمدی دوست نے اپنے پاکستانی احمدی دوست سے درخواست کی کہ ہمارے خاندان کا ایک فرد لمبے عرصے سے بیمار چلا آ رہا ہے اور ڈاکٹروں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ اس کی بیماری ہے کیا اور دن بدن پریشانی بڑھتی چلی جا رہی ہے اس لئے میرے لئے بھی دعا کا خط لکھو۔ چنانچہ انہوں نے ان باتوں کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے اس دوست کے لئے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ایک دن ڈاکٹروں نے اس کی اصل بیماری کی تشخیص کرلی اور دیکھتے دیکھتے ہی وہ مریض شفا پا گیا۔ اس میں بھی لطف کی بات یہ تھی کہ جب میرا خط ان کو ملا تو دعا کرنے کی تاریخ وہی تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان ڈاکٹروں کو صحیح تشخیص کی توفیق عطا فرمائی۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد جولائی ۱۹۸۷ء صفحہ ۹)

***

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: براہ راست مجھے سنا کریں۔ جن کو خدا نے توفیق بخشی ہے ان کو چاہیے کہ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ڈش انٹینا ز لگائیں۔ اس سے ان کے دلوں میں بہت پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ اگرچہ بہت سے علماء ہیں، بہت اچھی اثر انگیز تقریریں کرتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے کان میری باتوں کے سننے کے عادی ہیں اور جس طرح میری باتوں پر عمل کرتے ہیں کسی اور کی باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ میری باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے براہ راست ان باتوں کو سن کر دیکھیں۔

جس طرح محنت کے ساتھ میں آپ کی تربیت کر رہا ہوں اللہ کے فضل سے قرآن وحدیث کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ ......کی باتیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ میرا ہی کام ہے۔ مجھے ہی اللہ توفیق بخش رہا ہے کیونکہ اس نے مجھے جماعت کا سربراہ بنایا ہے۔ یہ وہی ہے جس نے میری آواز میں برکت رکھ دی ہے کہ آپ اسے سننا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے ہاں براہ راست خطبات سننے کا انتظام ہو جائے ،کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ خود دیکھیں اور سنیں تو اس کے نتیجہ میں مَیں امید رکھتا ہوں کہ بہت برکت ملے گی۔ اگر یہ کریں تو آپ کو ایک بیت الذکر ہی نہیں بہت سی بیوت الذکر بنانے کی توفیق ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں میری امنگیں پوری فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵تا۲۱رمئی ۱۹۹۸ء)

***

فرمایا: بے شمار لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ میری ذات کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ......لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے اس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفہ وقت کی دعا بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی اس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے۔ (الفضل ۶رفروری ۲۰۰۱ء)

***

وہ میرا ماہی، وہ میرا رہبر

وہ ایک بادل

جو زرد موسم اُجاڑ رُت اور جھلستے منظر میں

آبروئے بہار بن کر گرج رہا تھا برس رہا تھا

وہ چاند

جو ظلمتوں کی یورش میں روشنی کا ضمیر بن کر

چمک رہا تھا، دمک رہا تھا

وہ خوش نوا

جو حروف تازہ کے سب کرشمے، سبھی قرینے سمیٹ کر

اک جہان خفتہ کو لحہ لحہ جگا رہا تھا، سجا رہا تھا

وہ میرے فکر و نظر کا محور

وہ میرا ماہی، وہ میرا رہبر

جو میری سوچوں کے ہر دریچے سے جھانکتا تھا

جو میرے خوابوں میں اپنی خوشبو بکھیرتا تھا

جو میرے دل کی ہر ایک دھڑکن میں بولتا تھا

وہ مجھ کو اور میرے جیسے ہزاروں، لاکھوں محبتوں کے اسیر لوگوں کو

اپنی آنکھوں کے خواب دے کر

ہر آنے والی حسین رُت

کا نصاب دے کر

اور اپنی یادوں کے لہلہاتے گلاب دے کر

اُفق کے اُس پار چل دیا ہے

کہ اُس کو اپنا حبیبِ یکتا بلا رہا تھا

اُفق کے اس پار، کائناتِ عدم کے رخشندہ چاند تارو

اُفق کے اُس پار میرے ماہی کو میرا جھک کر سلام کہنا

وہ جن کا گذرا ہے لحہ لحہ، تری محبت کے سائباں میں

وہ تیرے عشاق کیسے کاٹیں ترے بِنا صبح و شام کہنا

ابھی تو ہر رہگذر پہ تیری، بچھی ہوئی تھیں کروڑوں آنکھیں

ابھی تو ان سب کو تو نے دینا تھا اذن دیدار عام، کہنا

کھلی ہوئی تھیں نہ جانے کب سے ترے دیار وفا کی باہیں

ترس رہا تھا تری سلامی کو تیرا دار السلام کہنا

اُفق کے اُس پار جانے والے، رہ وفا کے عظیم راہی

رہے گا عالی مقام، دنیا میں تا ابد تیرا نام کہنا

یہ خاک و خوں کے سبھی بگولے خود اپنے گرداب ہی میں گم ہیں

خدا کی حکمت سے ہو رہے ہیں یہ سارے رسوائے عام کہنا

ترے مقدر کے زائچوں میں زمیں کے سانچے بدل رہے ہیں

کہ رفتہ رفتہ اُتر رہا ہے جہان نو کا نظام کہنا

(رشید قیصرانی)

حصار ذات ہیں اب تک جو یار کی باتیں

> مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب نے جلسہ سالانہ لندن 2003ء کے موقعہ پر انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کی دل موہ لینے والی باتیں سامعین کو سنائیں۔ ان میں سے کچھ کا اردو ترجمہ قارئین ''خالد'' کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کا ایک خاص پہلو آپ کا یہ یقین تھا کہ آپ کے ہر قول و فعل میں اللہ ہی آپ کی رہنمائی کرتا ہے۔ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے اور اسی طرح MTA باقاعدگی سے دیکھنے والے یہ جانتے ہیں کہ حضور رحمہ اللہ کس طرح اکثر سنجیدہ موضوع کو بڑے احسن طریق پر ہلکے پھلکے مزاح سے مزین کیا کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر ملاقات پروگرام کے دوران اسی طرح مزاح کی ایک بات کے بعد حضور رحمہ اللہ یکا یک سنجیدہ ہو گئے اور نہایت ہی پُر درد آواز میں فرمانے لگے کہ ''یاد رکھیں جو بات بھی میں کہتا ہوں وہ بامعنی ہوتی ہے یہاں تک کہ جب مَیں کوئی مزاح یا لطیفے کی بات بھی کہتا ہوں تو اس کو بھی ایک خاص مقصد کے لئے کہتا ہوں۔ آپ کو وہ پیغام سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جو میں آپ کو پہنچانا چاہتا ہوں''۔

❋❋❋

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو زبانوں کے سیکھنے اور سکھانے کا ایک خاص شوق تھا اور اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً جماعت کو تلقین فرمایا کرتے تھے اور خود لمبا عرصہ اردو کلاس لگانے کے ساتھ ساتھ کئی اور زبانوں کی کلاسوں کا بھی MTA پر اجرا فرمایا۔ مجالس سوال و جواب کے دوران کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ حضور حاضرین کی زبان میں ہی کوئی فقرہ بیان فرما دیتے جس سے سارا ہال بڑی محویت سے حضور رحمہ اللہ کی بات سننے کے لئے متوجہ ہو جاتا۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ حضور رحمہ اللہ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ترجمان کو یہ کہہ کر حیران کر دیا کرتے کہ ''کچھ حصہ ترجمے کا رہ گیا ہے......''

خواہ ترجمہ کرنے والا بوسنین، نارویجین زبانوں میں سے کوئی زبان بول رہا ہوتا جن کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبھی پڑھا ہی نہیں تھا۔ (مکرم جہانگیر صاحب خود بھی ترجمہ کے شعبے سے وابستہ ہیں)

❋❋❋

بیت الفضل لندن کے ایک مستقل رہائشی کبوتر کا واقعہ سناتے ہوئے بیان کیا کہ چند سال پہلے اکتوبر کی ایک شدید سرد شام کے وقت مکرم میجر محمود احمد صاحب کی طرف سے ایک فون موصول ہوا جس میں مجھے ایک عجیب و غریب

کیس سے نپٹنے کے لئے بیت الفضل کے ویٹنگ روم میں فوراً پہنچنے کی تاکید کی گئی۔ میں حیران تھا کہ کس آدمی کی طرف ان کا اشارہ تھا۔ اسی شش و پنج میں مَیں وہاں پہنچا تو کیا دیکھا کہ آدمی نہیں وہ تو ایک کبوتر تھا جو میرا انتظار کر رہا تھا۔ میجر صاحب نے بتایا کہ اس کبوتر کو لنگر خانے اور بیت الفضل کے کچن کے برتنوں میں چھلانگ لگا کر بچی کھچی چیزیں کھانے کی عادت ہے۔ مگر اس مرتبہ اس نے بدقسمتی سے چھلانگ لگانے سے پہلے برتن میں دیکھا نہیں، جب کہ برتن صفائی کے لئے پانی اور تیل سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ اس وجہ سے کبوتر بے چارا تیل سے لت پت ہو گیا اور چونکہ اپنے پر خشک نہ کر سکتا تھا اس لئے اُڑنے کے قابل نہ رہا اور اسی حالت میں گھسٹتے اور ٹھٹھرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازے تک پہنچا اور وہاں کونے میں بیٹھ کر کانپنے لگا۔

مغرب کی نماز سے واپس آتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اچانک دیکھا اور میجر صاحب سے فرمایا کہ ابھی اس کا کچھ بندوبست کریں۔ میجر صاحب نے یہ عرض کیا کہ مَیں (جہانگیر صاحب۔ناقل) اس کی دیکھ بھال کروں اور ساتھ ہی مجھے یہ بھی بتا دیا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اس کی رپورٹ بھی دینی ہے کہ اس کا کیا حال ہے۔

میں نے کبوتر کو تین مرتبہ شیمپو کیا تا کہ اس کے پروں سے تیل صاف ہو جائے اور پھر اس کو اچھی طرح سے خشک کیا۔ اس کے بعد اس کو میں نے تین دن کے لئے اپنے دفتر میں رکھا اور کھلایا پلایا۔ تین دن بعد جب اسے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”کیا یہ وہی کبوتر ہے؟ آپ نے تو اسے مکمل طور پر بدل دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ آج رات اسے فرنچ ملاقات پروگرام میں لے کر آئیں اور اس پر ایک مختصر ڈاکومنٹری بنائیں کہ اس کو کیا ہوا تھا اور کس طرح اس کی دیکھ بھال کی گئی ہے“۔

چنانچہ اس رات فرنچ ملاقات پروگرام میں وہ خوش قسمت کبوتر 'star of the show' بن گیا۔ اس پروگرام میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو کبوتر کی ساری کہانی سنائی گئی اور بعد ازاں اس کی مختصر ڈاکومنٹری بنا کر MTA پر دکھائی گئی۔ اس کے بعد کبوتر کو آزاد کر دیا گیا مگر وہ نہیں جانتا کہ وہ کس قدر خوش قسمت ہے جو حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شفقت بھری توجہ کا مورد بنا۔

❋❋❋

حضور رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بچوں کی پالتو جانور رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کیونکہ اس طرح بچوں میں رحم اور خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ کئی سوشیالوجسٹ یہ کہتے ہیں کہ جو بچے جانوروں سے ظالمانہ سلوک کرتے ہیں وہ بڑے ہو کر انسانوں سے بھی ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات بالکل

درست ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا: ''مغربی دنیا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانوروں پر شفقت کے متعلق فولڈرز کثرت سے تقسیم کئے جائیں''۔

❋❋❋

جانوروں کے علاوہ حضور رحمہ اللہ درختوں اور پودوں کے بارے میں بھی بہت حساس تھے۔ ایک مرتبہ ایک یورپی ملک کی مجلس عاملہ کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہاں کے پھل دار درخت مجھے بتا رہے ہیں کہ ان کی مناسب نگہداشت نہیں کی جارہی''۔ اس کے بعد حضور انورؒ نے ان کو عملی نصائح کیں کہ کس طرح آپ ان کی زیادہ سے زیادہ اور بہتر طریق سے دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔

❋❋❋

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے مقاصد میں سے ایک مقصد دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی زندگی اور اخلاق سے روشناس کروانا تھا۔ ایک موقعہ پر جب ایک یورپین احمدی نے سوال کیا کہ یورپ میں دعوت الی اللہ کے لئے کس طریقِ کار کو ترجیح دینی چاہیے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی سیرت سکھائی جائے یہ ایسی چیز ہے جو ان کی کایا پلٹ دے گی''۔

❋❋❋

ایک مرتبہ حضور رحمہ اللہ سے ایک احمدی بھائی کی ملاقات میں خاکسار بھی شامل تھا جو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا جب اس نے حضور رحمہ اللہ کو یہ بتایا کہ حضور! میں اپنے فرائض کو پوری طرح ادا نہیں کر سکا اور اس کی وجہ میری بہت سی کوتاہیاں ہیں۔ میں وہ نہیں کر سکا جو آپ مجھ سے چاہتے تھے۔ براہ کرم مجھے معاف فرما دیں۔ اس پر حضور بھی آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: ''ٹھیک ہے میں نے آپ کو لوگوں سے معاملات کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کے اندر تقویٰ پایا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس سے اللہ محبت کرتا ہے اور میں بھی اسی وجہ سے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا''۔

◇◇◇◇◇

عالمی بیعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1993ء میں عالمی بیعت کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد ہر سال جلسہ ہائے سالانہ کے روح پرور مناظر میں عالمی بیعت کو بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہوتی تھی۔ اس تاریخی عالمی بیعت کی سن وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سن	تعداد
1993ء	2,04308
1994ء	4,21753
1995ء	8,47725
1996ء	16,02721
1997ء	30,04585
1998ء	50,04591
1999ء	1,80,20226
2000ء	4,13,08975
2001ء	8,10,06721
2002ء	2,06,54000
میزان	16,48,75,605

عزت بچانے کے لئے خاموش ہی رہتا۔ یہ امام یقیناً ایک سیسیم آدمی ہے۔ اللہ کی قسم یہ ایک عظیم آدمی ہے"۔ وہ یہ بات بار بار کہتا رہا اور اس واقعہ نے اس کو بہت متاثر کیا۔

***

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے مقاصد میں سے ایک مقصد دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی زندگی اور اخلاق سے روشناس کروانا تھا۔ ایک موقعہ پر جب ایک یورپین احمدی نے سوال کیا کہ یورپ میں دعوت الی اللہ کے لئے کس طریق کار کو ترجیح دینی چاہیے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: "ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی سیرت سکھائی جائے یہ ایسی چیز ہے جو ان کی کایا پلٹ دے گی"۔

***

ایک مرتبہ حضور رحمہ اللہ سے ایک احمدی بھائی کی ملاقات میں خاکسار بھی شامل تھا جو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا جب اس نے حضور رحمہ اللہ کو یہ بتایا کہ حضور! میں اپنے فرائض کو پوری طرح ادا نہیں کر سکا اور اس کی وجہ میری بہت سی کوتاہیاں ہیں۔ میں وہ نہیں کر سکا جو آپ مجھ سے چاہتے تھے۔ براہ کرم مجھے معاف فرما دیں۔ اس پر حضور بھی آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: "ٹھیک ہے میں نے آپ کو لوگوں سے معاملات کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کے اندر تقویٰ پایا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس سے اللہ محبت کرتا ہے اور میں بھی اسی وجہ سے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"۔

◇◇◇◇◇

نام طاہر تھا دل بھی طاہر تھا

کتنا دلکش وہ کتنا پیارا تھا
اس کا چہرہ تو ماہ پارہ تھا

سب کا محسن ہمارا آقا تھا
سب کی آنکھوں کا وہ ستارہ تھا

روز سنتے ہیں جس کو ٹی وی پر
بستی بستی کا وہ دُلارا تھا

لب ہلاتا تو پھول جھڑتے تھے
دل پہ کرتا سدا اجارہ تھا

نام طاہر تھا دل بھی طاہر تھا
علم و دانش کا اک منارہ تھا

دل کی الفت سے سب کو کہتا تھا
میں تمہارا ہوں میں تمہارا تھا

تجھ پہ رحمت خدا کی ہو ہر دم
تُو ہمارا ہے تُو ہمارا تھا

(خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو ناروے)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا غیر مطبوعہ لطیف اَدبی لیکچر

مرزا غالبؔ کی شاعری

(مرسلہ: مکرم محمد انیس صاحب۔ جرمنی)

منصب خلافت پر سرفراز ہونے سے قبل ۱۹۷۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی درخواست پر سرائے خدمت میں "مرزا غالب" کے موضوع پر لیکچر دیا تھا۔ خاکسار محمد انیس ابن مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی اور میرے ایک دوست آصف محمود کھوکھر صاحب نے اس لیکچر کی آڈیو ریکارڈنگ کی تھی۔ اس کے بعد خاکسار نے اس مضمون کو انتہائی احتیاط کے ساتھ کیسٹ سے صفحۂ قرطاس پر اُتارنا شروع کر دیا۔ آدھے سے زیادہ لکھ چکا تھا کہ ایک اور دوست باصرار یہ کیسٹ مانگ کر لے گئے کہ ایک دو دن میں واپس کر دیں گے لیکن آج تک واپس نہیں آئی۔ لہٰذا افسوس کے ساتھ یہ مضمون نامکمل صورت میں قارئین "خالد" کیلئے پیش کر رہا ہوں۔ یہ مضمون اپنی مثال آپ ہے اور تاریخ ادب میں غالب کے اشعار کی ایسی خوبصورت اور لطیف تشریح کسی نے نہیں کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا:۔

"خدام الاحمدیہ نے نوٹس دیا ہوا تھا لیکن دو دن پہلے خالد مسعود نے مجھے دیوان غالب لا کر دیا اور وہ دفتر سے گھر اور گھر سے دفتر چلتا رہا۔ موقع نہیں ملا مجھے دیکھنے کا۔ آج شاہ صاحب تشریف لائے تو انہوں نے نوٹس دیا لیکن دوسرے مہمان آ گئے۔ چار بجے کھولا تو الف کی پٹی بھی ابھی پوری نہیں پڑھی تھی کہ نماز کا ٹائم ہو گیا۔ پھر میں نے جلدی جلدی میں نماز کے اور اس وقت کے دوران یاد سے کچھ شعر لکھ لئے ہیں۔ تو آپ لوگوں کا وہی حال نہ ہو کہ ۔

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

عذر سے میں نے بات شروع کی ہے لیکن غالبؔ کے ہاں عذر کا کوئی دستور نہیں لیکن وہ ایک ایسا شاعر ہے کہ اپنے خلاف ایسے ایسے مضمون تراشتا ہے اور ایسی گہری نظر سے اپنے نفس کا تجزیہ کرتا ہے کہ جہاں دوسروں کو گناہ نظر نہیں بھی آتا وہاں اس کو نظر آ جاتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے۔ ۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

لوگ تو کہتے ہیں کہ جی بوڑھا ہو گیا تو نیک ہو گیا اور چلو یہی سہی۔ آخری عمر میں تو کچھ نیکی کی اس نے۔ لیکن غالبؔ

کے ہاں یہ بیچارگی کے مترادف ہے۔ اور حقیقت میں وہ اس فلسفے کو خوب سمجھتا ہے کہ گناہ تو وفورِ جذبات کے وقت نفس کو روکنے کا نام ہے نہ کہ بے اختیاری کی حالت میں معصومیت کا نام۔ اس کے علاوہ بھی وہ بعض ایسی باتیں کرتا ہے جو دنیا کے ادب میں کسی شاعر نے اپنے خلاف نہ کہی ہونگی۔ مثلاً کہتا ہے کہ۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یا ربّ اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

ناکردہ گناہ، پکڑے جانے کے شکوے جو آپ کو دُنیا کے ہر ادب میں ملیں گے۔ لیکن ناکردہ گناہوں کو اپنے جرموں میں شمار کرنا یہ ایک ایسا استثنائی کلام ہے جو میرے علم کے مطابق محدود ہے۔ وہ غالبؔ کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتا۔ سارے کلام میں مجھے صرف ایک عذر اس کا ملا ہے جو اس کے نزدیک درخورِ اعتناء ہے۔ اور وہ بھی عذر کا نہ ہونا ہے۔ کہتا ہے۔

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

سب سے مضبوط عذر جو اس کو ملا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ملا کہ وہ عذر کوئی نہیں کرتا ایک تو اپنے گناہوں سے واقف بھی نہیں اور ان کے خلاف کسی قسم کی حجت تلاش نہیں کرتا اس تمہید کے بعد جو شعر میں نے جلدی جلدی گھسیٹے ہیں ان کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

غالبؔ کے ہاں بعض تصویریں ملتی ہیں۔ وہ ایک نقاش ہے، ایک مصور ہے۔ اور آواز کے بغیر جو اس نے تصویر کشی کی ہے وہ بہت ہی خوبصورت طرز بیان ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ۔

مدعا محو تماشائے شکستِ دل ہے
آئینہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے

اس پر غور کریں اس کے مضمون میں ڈوب کر بہت ہی حسین دلکش نظارہ انسان کے سامنے آتا ہے۔ وہ مدعا جو دل کی زینت تھا وہ جب حسرت میں تبدیل ہوا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا تو ہر ذرّہ دل میں وہ مدعا قطروں کی طرح چمکنے لگا۔ آئینہ خانہ اس جگہ کو کہتے ہیں۔ آج کل تو یہ موجود نہیں مگر ایک زمانے میں رواج تھا کہ لوگ آئینہ خانے میں جاتے تھے تو ہر طرف شیشے میں ایک کی بجائے سینکڑوں تصویریں ایک دوسرے سے ٹکر کھاتی نظر آتی تھیں تو کہتا ہے وہ مدعا جو کبھی دل کی زینت تھا اس کی شکست کے نتیجے میں دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ایک مدعا نہیں ہر ٹکڑے میں اس مدعا کو اپنی تصویر نظر آ رہی ہے۔ ایک بہت ہی حسین تصویر کشی ہے غالبؔ کی۔ کچھ سادہ الفاظ میں کچھ مشکل طرز میں۔ سادہ الفاظ میں اس کی تصویر کشی کے مناظر میں سے دو اب پیش کرتا ہوں۔

تماشا کر اے محوِ آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

محوِ آئینہ داری میں لفظ محویت میں یہ بتایا کہ دیکھنے والا خود اپنے حسن میں محو ہو گیا ہے، گم ہو گیا ہے، متاثر ہے اور اس کو یہ بتانے کا اس سے اچھا کیا موقع ہے کہ تمہارا اپنا یہ حال ہے تو ہم جو غیر نظر سے تجھے دیکھ رہے ہیں اور تیری محبت میں مبتلا ہیں ہماری کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ کچھ اندازہ کرنے کا یہ بہت اچھا وقت ہے کہ جو دوسرے تجھے پیاری نظر سے دیکھتے ہیں ان پر تیرا کیا اثر ہوتا ہوگا اس مضمون کو نسبتاً ہلکے رنگ میں ایک اور طرح غالبؔ نے یوں بیان کیا ہے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

اپنا سا منہ لے کے رہ گئے۔ ایک اور حُسن ہے جو اس میں نہیں ہے کہ اپنا سا منہ لیکر رہ جانا ایک طرف تو شرمندگی اور دوسری طرف شرمندگی اس بات پر کہ ہم تو اتنے خوبصورت ہیں کہ خود اپنے ہی حسن کا شکار ہو گئے۔ اس ''اپنا سا منہ'' میں حسن پیدا کر دیا ہے۔ ایک اور یعنی محض تحسین کا کلمہ نہ رہا بلکہ تعریف کی انتہاء ہو گئی۔ آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے کہ آئینے میں اپنے ہی سامنہ نظر آیا کرتا ہے۔ تو ایک نہیں بلکہ کئی پہلو ہیں حسن کے اور یہی غالبؔ کی خصوصیت ہے کہ جو بات کہتا ہے اُسے الٹ پلٹ کے دیکھیں تو ہر زاویے سے ایک نیا حسن نظر آتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ۔

تُو اور آرائشِ خمِ کاکل
میں اور اندیشہ ہائے دور دراز

ہائے دور دراز سے جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن یہ بھی ایک خاموش تصویر ہے۔ ایک شخص آرائش خم کاکل میں محو ہے اور دوسرا اندیشہ ہائے دور دراز میں ہے۔

اور اندیشہ کو ظلمات سے ایک نسبت ہے۔ اندھیرے اور کاکل میں بھی ایک ظلمت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ اور خم میں بھی پیچیدگی...... وہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ تو ہر لفظ دوسرے کے ساتھ اس خوبی کے ساتھ منطبق ہو رہا ہے کہ حسن میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر شکست کی آواز خاموش آواز کا ایک منظر اس طرح کھینچتا ہے۔

نے گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

''گل نغمہ'' اور ''پردۂ ساز'' یہ دونوں وہ ہیں جن سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ شکست کی آواز وہ ہے جو خاموش ہے۔ بالکل صرف حسرت کی تصویر ہے۔ یہ الہام کو اپنی انتہا تک پہنچانے کا ایک ایسا تصور ہے جو ایک کیفیت تو پیدا کر دیتا ہے لیکن نظارہ سامنے کوئی نہیں آتا۔ نظارہ بہت ہی لطیف ہو جاتا ہے۔

پردے اور حجاب کے ذکر میں ایک یہ شعر بھی میرے ذہن میں آیا جو بہت ہی اُونچے درجے کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کو مخاطب کر کے غالبؔ کہتا ہے۔

محرم نہیں ہے تُو ہی نوا ہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

یہاں حجاب اور پردے کے مضمون کو آپس میں ایک دوسرے کے مقابل اس طرح باندھا گیا ہے کہ حجاب، حجاب کا کام نہیں دے سکتا بلکہ بے حجابی کے کام آ رہا ہے۔ کیونکہ پردۂ ساز آواز کے اٹھانے کے لئے کام آتا ہے اور بظاہر نام پردہ ہے لیکن حقیقت میں اس سے سوز کے مخفی اور گداز جذبات صوتی شکل میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی ہستی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ بظاہر محرم ہائے راز تو تُو ہی ہے لیکن جو پردہ بھی تیری راہ میں حائل ہے جب ہم اس پردے کا نظارہ کرتے ہیں تو تیرے حُسن کی تصویر ابھرتی ہے اور تیری ذات کا تصور عجیب رنگ میں ہماری آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔

غالبؔ کے ہاں ارتقائی تصورات بھی ملتے ہیں۔ ڈارون والا ارتقاء نہیں بلکہ سوچ کا ارتقاء اور ایک چیز پر نہ ٹھہرے رہنا بلکہ اُس سے آگے، اس سے آگے کی تلاش اور جستجو اور اس چیز کو اپنے محبوب میں بھی دیکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسن کامل کا جو تصور ہے اس میں ٹھہراؤ کوئی نہیں اور اگر حسن میں ٹھہراؤ ہو تو عشق زائل ہو جاتا ہے۔ یہ بہت ہی بنیادی نکتہ ہے کہ عشق میں اگر دوام چاہیے ہو تو حسن میں بھی ایک مسلسل ترقی کی جانب حرکت ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ حقیقی عشق صرف خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ اس کے سوا کسی حسن میں بھی مستقل حرکت اور ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہونے کی کیفیت نہیں پائی جاتی ہے۔ جس کو قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے۔

کل یوم ھوفی شان. فبای اٰلآء ربکما تکذ بان.

اگر خدا تعالیٰ کے حسن کا ایک ہی جلوہ ہمارے سامنے رہتا تو باوجود اس کے کہ وہ جلوہ کامل ہوتا پھر بھی تم بور ہو جاتے کیونکہ ہم نے انسانی فطرت کو ٹھہراؤ کے لئے پیدا نہیں کیا۔ کن کن نعمتوں کا تم انکار کرو گے کہ خدا تعالیٰ اپنے حسن کا بھی صرف ایک جلوہ تمہارے سامنے نہیں رکھتا۔ کبھی کسی جلوے کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کبھی کسی جلوے کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ غالبؔ اس تصور کو زبردستی اپنے محبوب پر ٹھونستا ہے۔ بات اس کی سچی نہ سہی لیکن راز جو پا گیا وہ درست ہے۔ کہتا ہے۔

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیشِ نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

تو ایک مقام نہیں ہے جہاں میرا محبوب اپنے حسن پر تسلی پا جائے۔ یہاں لطف کی بات یہ ہے کہ محبوب کا ذوق نظر بھی بہت بلند دکھایا گیا ہے۔ صرف حسن نہیں یعنی محبوب کا ذوق خود اس راز کو جانتا ہے کہ کسی ایک مقام پر بھی میں ٹھہر گیا تو میں پرستش یا پیار کے قابل نہیں رہوں گا۔ کہتا ہے۔ پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں۔ ہمیشہ جستجو رہتی

ہے کہ میں پہلے سے بہتر اور بہتر تر ہوتا چلا جاؤں۔ یہی تصور اس کے ہاں کائنات کی جستجو میں ملتا ہے، غالبؔ کے ہاں۔ کہتا ہے۔

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اُدھر ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

بعض دیوانوں میں ''اِدھر'' لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان کو جو بھی جگہ ملے سوچ اور فکر کی وہ اس کی زمین بن جاتی ہے اور انسانی فطرت ہے کہ اس کے اوپر آسمان ضرور بنایا جائے۔ کہتا ہے۔

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اُدھر ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

اسی مضمون کو ایک اور رنگ میں باندھتا ہے لیکن اس میں ایک سراب کی کیفیت پیدا کر کے ایک حسرت کی اک نہ ختم ہونے والی جستجو کی۔ کہتا ہے۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یا ربّ!
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالبؔ کی سوچ کتنی لطیف، کتنی گہری اور کتنی ہمہ گیر تھی اور اس کی نظر کتنی باریک تھی اور وسعتوں میں لامتناہی تو نہیں ہم کہہ سکتے ہیں لیکن اتنی وسعتیں ہمیں ضرور نظر آتی ہیں کہ عام انسانی ذہن ان کا تصور نہیں کر سکتا۔ کہتا ہے۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب

یہ سارا دشتِ امکاں کہہ کر اسے سراب کے مضمون بند میں پیش کیا کہ ہر امکان جو اس کائنات میں ہمیں دکھائی دے رہا ہے جہاں ہم تلاش کرتے ہیں، اپنے ماحصل کو، اپنے منتہا کو، اپنے مدعا کو یہ ایک دشت ہے۔ اس میں ملتا کچھ نہیں۔ لیکن اس جستجو کا ضرور کوئی نہ کوئی اگلا قدم تو ہونا چاہیے۔ تو یہ تو پہلا قدم ہے جو دشتِ امکاں میں ہمیں نظر آیا۔ تمنا کا اور وہ دوسرا قدم کہاں ہے جہاں ہمیں سب کچھ مل جائے گا۔ یہ انسانی فطرت کی نہ ختم ہونے والی جستجو، نہ ختم ہونے والی پیاس کو اس سے زیادہ حسین رنگ میں میرے خیال میں شاید ہی دنیا کے کسی شاعر نے بیان کیا ہو۔ کم سے کم میں نے جیسا کہ عرض کیا تھا میرے محدود علم میں اس شعر کی کوئی مثال کہیں نظر نہیں آتی۔ غالبؔ کے ہاں شکوہ بھی ملتا ہے اور جواب شکوہ بھی لیکن صرف دو شعروں میں۔ جس مضمون کو اقبالؔ نے دو کتابوں کی شکل میں، اشعار کے دو گلدستوں کی شکل میں پیش کیا۔ اس کو انتہائی شدت کے ساتھ اور ٹھسے ہوئے مضمون کے ساتھ غالبؔ نے دو شعروں میں بیان کر دیا اور دونوں میں انسان کے لئے ایسا مواد موجود ہے کہ ہر شعر اپنی ذات میں اس کو راضی کر لیتا ہے۔ اتنی قوی دلیل اور ایسے جذبے کی بے اختیاری اور شدت اپنے اندر رکھتا ہے کہ دونوں کے اندر توازن پایا جاتا ہے۔ اقبال کے اوپر تنقید کرنے والے کہتے ہیں کہ شکوہ میں تو زور ہے لیکن جواب شکوہ میں

وہ زور نہیں اور وہ پلڑا جو ہے وہ ہلکا اور اُوپر اُٹھا ہوا نظر آتا ہے۔ غالبؔ کا شکوہ اپنے ربّ سے یہ ہے کہ ؎

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

اتنا شدید جذبے کا اظہار، اتنی قوت اور زور کے ساتھ۔ مجھے دریائے بیاس یاد آجاتا ہے۔ جو ہم کئی دفعہ گئے تھے دیکھنے کے لئے اس کا دھانہ۔ تو جہاں وہ تنگ ہو جاتا ہے بہت اور غاروں اور چٹانوں کے بیچ میں سے رستہ نکال کے گذرتا ہے وہاں اس کے اندر بے انتہا شدت پائی جاتی ہے، بہت زور پایا جاتا ہے تو اس جذبے کو ایک چیختی شکل میں تبدیل کر دیتا ہے ؎

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

ساری عمر بندگی کی اور کچھ نہیں پایا۔ آخر وہ کیا خدا تھا جس کی ہم پرستش کرتے رہے۔ جواب سنیئے ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کیسا پیارا جوابِ شکوہ ہے۔ وہ کیا بندگی تھی، کیا کیا کچھ ہم نے خدا کے لئے کیا۔ جب اس پہ نظر ڈالتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ اپنے پاس سے کچھ نہیں لائے ؎

سب کچھ تیری عطا ہے
گھر سے تو کچھ نہ لائے

اُس مضمون کو یہ اپنے رنگ میں باندھ رہا ہے۔ ہمارے پاس تھا کیا۔ جو کچھ تھا وہ خدا ہی نے دیا ہوا تھا اور وہ سب کچھ بھی ہم اس کی راہ میں دے نہ سکے۔ ساری عمر گناہوں میں مبتلا رہے۔ غیر اللہ کی طرف بھاگتے رہے۔ اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنائے رکھا اور آخر پر کیا نکلا، جان ایک رہ گئی تھی وہ دے دی اور بڑا کمال کر دیا۔ تو ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جان تو دے دی واپس لیکن جان کا حق ادا نہیں ہوا یہ ہے اس میں مضمون۔ جان نے جو فرائض، جو مطالبے ہم پر عائد کئے تھے، جو تقاضے قائم کئے تھے ان میں سے کسی تقاضے کو پورا نہیں کر سکے۔ امانت اسی طرح لوٹا دی ہے۔ اس سے زیادہ ہم نے کوئی بندگی نہیں کی اور جان دینا بظاہر بندگی کی انتہا سمجھا جاتا ہے۔ پس اِس مضمون میں جو بظاہر کتنا سادہ اور آسان شعر ہے لیکن اِس میں بہت ہی گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اِسی قسم کے بہت سے ہیں موازنے۔ غالبؔ نے ایک ہی مضمون کو مختلف رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہیں نرمی اور پیار کے ساتھ اور اس میں حسرت کا پہلو اور ملائمت پائی جاتی ہے اور کہیں شدت اور زور کے ساتھ اور وہاں بھی اسی طرح دریا کا سا منظر آتا ہے کہ دریا جب پھیل

جاتے ہیں تو ان میں ایک خاموشی پائی جاتی ہے اور بہت ہی سکون کا منظر نظر آتا ہے لیکن جب وہ تنگ ہو کر رستہ نکالتے ہیں تو اُن میں شدت پائی جاتی ہے۔ انسانی فطرت بھی کائنات کی طرح کے نظارے اپنے اندر رکھتی ہے۔ غالبؔ کے ہاں اس قسم کے ایک ہی مضمون کو دو مختلف رنگ میں بیان کرنے کی ایک مثال یہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صُورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

ایک ایسا تصور ہے جو سویا ہوا، اس میں کوئی شدت نہیں، کوئی جوش نہیں ہے کوئی تیزی نہیں ہے۔ ایک تصور جس کا ہر مصرع انسان کو ایک قسم کی غنودگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کھویا جاتا ہے اور امکانات کا ایک دفتر کھل جاتا ہے۔ ایک عالمِ امکان سامنے روشن ہو جاتا ہے۔ کیسے کیسے اچھے لوگ تھے۔ یادوں میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے، یادوں میں ایک سوز اور گداز پیدا ہو جاتا ہے اور انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیسے کیسے پیارے دوست تھے کیسے کیسے اعلیٰ وجود تھے جن کے ساتھ ہم نے وقت گذارے اور خاک ان کو چاٹ گئی لیکن کچھ لالہ و گل کی شکل میں تو پھر بھی نظر آتے رہتے ہیں لیکن سارے کہاں۔ بہت اچھے اچھے تھے جو گزر گئے اور ان کو دنیا کبھی نہیں دیکھے گی۔ اِس سارے جذبے میں نرمی اور سوز اور گداز اور ایک قسم کی خواب کی سی کیفیت ہے اور انسان ان نظاروں میں اگر سوچتا چلا جائے تو مدتوں کھویا رہتا ہے۔ ایک دوسری جگہ اِس جذبے میں تیزی آتی ہے۔ اس کے دل میں غصہ آتا ہے کہ یہ ہو کیا گیا ہے اور اسی جذبے کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

طاقت نہیں ہے مجھ میں لیکن ایسا غصہ آتا ہے۔ بعض دفعہ بعض پیاروں کی یاد سخت آتی ہے کہ دل میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دل کہتا ہے کہ۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

امانت دی تھی۔ کہاں ضائع کر دی۔ کہاں وہ لوگ لے گئی۔ تو یہ ہے وہ مثال کہ ایک ہی جذبے کو بعینہٖ ایک ہی مضمون ہے لیکن انسانی فطرت کے دونوں کناروں کے ساتھ وابستہ کر کے دونوں حالتوں میں اس کو باندھ دیا اور دونوں حالتوں میں ایسا کمال کا باندھا ہے کہ اپنی اپنی جگہ اس کی مثال شائد ہی کہیں اور نظر آئے۔

غالبؔ کے ہاں جہاں تصوف کے مضامین پائے جاتے ہیں یہ بہت بڑا مضمون ہے اس کو میں نے چھوڑ دیا ہے عمداً۔ وہاں ایک قسم کی چالاکی اور ہوشیاری بھی پائی جاتی ہے اور اس کے تصوف میں اپنے گناہ اور شراب اور یہ سب چیزوں کا مضمون سمویا جاتا ہے۔ اکثر یہی دیکھا گیا ہے۔ اس کی ایک بہت پیاری مثال یہ ہے۔ کہتا ہے۔

سرِ پائے خم پہ چاہیے ہنگامِ بیخودی
روسوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے

سرِ پائے خم پہ چاہیے ہنگامِ بیخودی۔ کل یوم ھو فی شان کا ایک یہ جواب ہے۔ اس نے اپنی طرف سے تراشا ہے۔ کہتا ہے خدا کی صفات جو ہیں ان کے مختلف جلوے ہوتے ہیں۔ یہ پیمانے میں اور خم میں جو چیز ہم پیتے ہیں یہ کہاں سے آئی۔ یہ کیف و مستی یہ خدا ہی کی تو تخلیق ہے۔ اس لئے خدا کی صفت جہاں بھی نظر آئے سرِ پائے خم پہ چاہیے اس وقت سجدہ ریز ہونا چاہیے انسان کو صفاتِ باری تعالیٰ کے سامنے۔

روسوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے

جب عبادت کا وقت ہو تو وہی رُخ سوئے قبلہ کرلیا کرو اور دلیل سنیے ۔

یعنی بحسبِ گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے

کیسا پیارا مضمون باندھا ہے اس نے شراب کی گفتگو میں۔ بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر کا یہ ایک ثبوت ہے۔ کہتا ہے۔ یعنی بحسبِ گردشِ پیمانۂ صفات یعنی صفات باری تعالیٰ کا پیمانہ ہر وقت گردش میں ہے اس کے مطابق فعل کیا کرو۔ یہ نہ ہو کہ مہ خوری کا وقت ہو اور تم نمازوں میں مبتلاء ہو جاؤ۔ یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے کیونکہ یہ قضائے حال کے منافی ہوگا۔ اس لئے جب صفات باری تعالیٰ ایک خاص رنگ میں پیش ہوں۔ جب بادل اٹھ رہے ہوں، جب گھٹا آئی ہو، تو اسی طرح کا اظہار تم کیا کرو اور مے نوشی کے وقت مہ نوش ہو جاؤ۔ ہاں ذات باری تعالیٰ کا تصور ہمیشہ پیش نظر رہے۔ سروہاں بھی خدا کے حضور جھکنا چاہیے کیونکہ اُسی کی صفات ہیں جو سارے نظارے پیش کر رہی ہیں ۔

عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے

غالبؔ کے ہاں مختلف جگہ بکھرے ہوئے سوال اور ان کے جواب بھی ملتے ہیں۔ اور جتنی بھی فصیح و بلیغ کتابیں ہیں اور فصیح و بلیغ کلام ان میں یہ بات آپ کو نظر آئے گی کہ ضروری نہیں کہ سوال اور جواب اکٹھے ہوں۔ ایک سوال اپنا لطف دے جاتا ایک الگ جگہ اور ایک جواب اپنی جگہ الگ آتا ہے اور وہاں لطف دے جاتا ہے۔ جب ان کو آپ جوڑ کر دیکھیں تو تب سمجھ آتی ہے کہ سوال کیا تھا، جواب کیا ہے۔ ایک Situation ہے، ایک صورت حال ہے۔ جسے غالبؔ یوں بیان کرتا ہے ۔

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یا ربّ
کوئی آبلہ پا وادیٔ پُرخار میں آوے

کہ زبانِ حال سے سوکھی ہوئی زبان فریاد کر رہی ہے کہ پیاس سے سوکھ گئے ہیں۔ کوئی آبلہ پا آئے، کوئی ایسا رحم دل انسان ظاہر ہو جو اپنے خون سے ہماری آبیاری کرے اور اپنے آبلے پھوڑے ہمارے لئے۔ یہ مضمون

اپنی ذات میں بہت گہرا ہے۔ بسا اوقات زمانوں پر ایسی کیفیتیں آیا کرتی ہیں کہ ان کی زبانیں سوکھ کے کانٹوں میں تبدیل ہو جایا کرتی ہیں تو آبلہ پا ہی ہیں جو ان کی پیاس بجھاتے ہیں اور ان کو پھر چمن زاروں میں تبدیل کیا کرتے ہیں۔ اس کا جواب اب سنیئے غالب کہتا ہے ؎

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر

وہ آبلہ میں ہی تو تھا جس کی تمنا کی جا رہی تھی۔ جس کے لئے آواز بلند ہو رہی تھی۔ تو میرا دل ان کانٹوں کو دیکھ کر خوش ہو گیا ہے۔ اب یہ بظاہر تو دنیا کی کیفیت ہے مگر حقیقت میں یہ وجود میں صرف اسی وقت آتی ہے، ظاہر میں جب انبیاء دنیا میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ وہی ہیں جو حوصلہ رکھتے ہیں کانٹوں کی پیاس بجھانے کا اپنے آبلوں سے۔ اور وہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں، بے دھڑک وادیٔ پرخار میں قدم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آ گئے ہیں ہم۔ اب جو تم نے کرنا ہے کرو۔ ہماری طرف سے تمہیں خیر ہی پہنچے گی اور ہم تمہاری پیاس بجھانے کی کوشش کریں گے خواہ اس میں ہمارا لہو پانی ہو جائے۔

غالب کے ہاں فطرت کے گہرے راز عام سادہ الفاظ میں بیان ہوئے ہیں لیکن بسا اوقات غالب کے ساتھ یہ زیادتی کی جاتی ہے کہ ان کا سطحی نظارہ کر کے لوگ آگے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان شعروں میں بہت ہی گہرے فطرت کے راز پائے جاتے ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ مثلاً عام سا ایک شعر ہے کہ ؎

سب رقیبوں سے ہیں ناخوش پر زنانِ مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہِ کنعاں ہو گئیں

یہ پہلے مصرعے اور دوسرے مصرعے میں جو فرق دکھایا گیا ہے اسی میں ذرا تضاد ہے کہ کیا وجہ تھی اور رقابت کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس کا بیان کیا جا رہا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ فطرتی بات ہے کہ سب لوگ رقیبوں (سے) ناخوش ہوتے ہیں اور وہ کیا بات تھی وہ کیا فرق تھا کہ ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہ کنعاں ہو گئیں۔ مراد یہ ہے کہ رقابت کا اگر تجزیہ کیا جائے تو صرف یہ خوف جو عاشق کے دامن گیر ہوتا ہے یہ رقابت کو پیدا کرتا ہے کہ ہماری بجائے محبوب کی توجہ دوسری طرف نہ ہو جائے اگر محبوب اس سے بالا ہو اور یہ ناممکن ہو کہ اُس کی توجہ کسی اور کی طرف بھی ہو سکے تو یہ رقابت نہیں بلکہ ایک لطف محسوس ہوتا ہے انسان کو کہ یہ بھی اس کی تعریف میں ہے جس کی تعریف نے مجھے پاگل بنا رکھا تھا تو زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں میں ماہ کا تصور دیکر ایک اور لطف پیدا کر دیا۔

ماہ میں ایک دوری پائی جاتی ہے اسے پایا نہیں جا سکتا، اس کو پکڑا نہیں جا سکتا، چھوا نہیں جا سکتا تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن ان عورتوں کے لئے ماہ کی

طرح تھا اور وہ اس سے لطف اندوز تو ہو سکتی تھیں لیکن وہ اُسے اپنا نہیں بنا سکتی تھیں زلیخا سے چھین کر۔ پس یہی مضمون اس میں بیان ہوا کہ جب بھی محبوب کسی دوسرے کی دسترس سے بالا ہو جائے یا اس کے حصے کا پیار لے کر کسی دوسرے کو دینے کا امکان یا احتمال باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں پھر رقابت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس مضمون میں اگر آپ اور آگے بڑھیں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں رقابت کے نہ ہونے کا مضمون سمجھ آ جائے گا۔

ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق اپنے محبوب سے محبت کا مطالبہ کرتا ہے اور جب ظرف بھر جائے تو اس کو کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ وہ محبت کسی اور کو ملتی ہے یا نہیں جہاں ٹکراؤ ہو ظرف کے بھرنے یا نہ بھرنے کا کسی اور ظرف کے ساتھ وہاں رقابت پیدا ہوتی ہے۔ انسانی ظرف اتنا محدود ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کو پا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے ساری محبت کھینچ لی ہے اپنے لئے۔ بیک وقت اس کی محبت کے جلوے بے شمار ہیں جو انسان سمو ہی نہیں سکتا اپنی ذات میں۔ اس کا دل بھر بھی جائے تب بھی اور دل بھرنے کے لئے باقی ہوں گے۔ لاکھوں کروڑوں یا ہزاروں کروڑوں ایسے دماغ اور دل ہوں گے جن کو خدا تعالیٰ اپنی محبت اور پیار سے نواز سکتا ہے۔ وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے محبوب کی تعریف میں اور بھی لوگ دیوانے ہوتے جا رہے ہیں۔ پھر ایک اور جگہ کہتا ہے۔ فطرت کے رازوں کا جو اظہار ہے مختلف رنگ میں۔ میں وہ عرض کر رہا ہوں۔

تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں

اس شعر پہ آپ جتنا غور کریں لا متناہی نظارے اور کیفیات آپ کے سامنے کھلتا چلا جائیگا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ، جیسا وہاں نیکی اور سچے...... کی حقیقت کا بیان تھا۔ یہاں دراصل گناہ کی حقیقت کا بیان ہے اس کے برعکس مضمون ہے لیکن اس کے راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں

کہ گناہ ایسی حقیقت ہے کہ جو روشنی سے بھاگتا ہے اور اپنے اوپر پردے ڈالتا ہے، چھپاتا ہے اپنے آپ کو۔ لیکن جب رات کی تاریکی آتی ہے تو ان کی اصلیت باہر آ جاتی ہے اور پھر ہر قسم کے جذبات کھیل کھیلتے ہیں۔ کوئی حجاب ان کو مانع نہیں ہوتا۔ بنات کہہ کر اس میں بنات النعش ...... ستارے اور بھی تو ہیں لیکن بنات النعش کا انتخاب بہت پیارا ہے اور برمحل ہے اس موقع پر کہ دن کو تو کبھی نظر نہیں آیا کرتی تھیں یہ رات آئی ہے تو موسم بدل گیا ہے۔ دن کی کیفیات اور اس کے تقاضے اور۔ رات کی کیفیت اور اس کے تقاضے اور۔ دوسرے معنوں میں یہ عشق کا زمانہ چل پڑا راتوں کے ساتھ کہ دیکھو بنات النعش بھی تو باہر آ گئیں۔ یعنی گناہ کا فلسفہ بھی بیان ہو گیا اور اپنے محبوب کو

انگیخت کرنے کا ایک انوکھا طریقہ بھی ایجاد ہوگیا کہ وہ بھی تو چھپتی پھرتی تھیں وہ بھی تو پردہ دار تھیں ان کو کیا سوجھی ہے رات کے وقت کہ وہ باہر آ گئیں سو یہ کیفیت ہی ایسی ہے۔ وقت کے مطابق انسان کو چلنا چاہیے جب کیفیت بے حجابی کا تقاضہ کرے تو بے حجاب ہو جانا چاہیے۔ یہ مضمون ایک نہیں اس میں دوہرا مضمون ہے اور ہر مضمون میں بڑی گہرائی اور وسعت پائی جاتی ہے۔

غالبؔ کے ہاں لفظوں پر بند جس کو کہا جاتا ہے وہ اپنے کمال کو پہنچا ہوا ہے اور ایک لفظ مختلف معنوں میں ایسا چسپاں ہوتا ہے کہ جس طرح کسی ماہر نے نگینے جڑے ہوں اور ان کو اپنی جگہ سے ہلایا نہ جاسکے۔ اس طرح بیٹھتے ہیں کہ ان کے رُخ پلٹنے کی بھی پھر مجال نہیں پاتا۔ مثلاً غالبؔ کہتا ہے کہ۔

قید میں یعقوب نے گو لی نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں

اب آنکھوں کو روزنِ دیوارِ زنداں باندھنا یہاں پر یہ انتہاء ہے اس مضمون کی جو میں عرض کر رہا ہوں یعنی درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے یہ فن۔ زنداں کا روزن اندھا ہوتا ہے اور حضرت یعقوبؑ کے متعلق عرف عام میں مشہور ہے کہ وہ اندھے ہوگئے تھے۔ ایک تو یہ مضمون سوچیے کہ بظاہر حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خبر نہیں لی۔ لیکن آنکھوں کو بھی دیکھئے جو روتے روتے اندھی ہوگئیں لیکن روزنِ دیوارِ زنداں کہنا تو ایک اور معنی بھی بڑی وسیع پیدا کر دیتا ہے کہ چپک گئی تھیں اس دیوار سے اندھی ہو کے۔ گویا ہر وقت اس کے نظارے میں محو تھیں۔ اُن کے سامنے یوسف کے سوا کچھ تھا ہی نہیں۔ اندھا ہونے کے بعد وہ یوسف کا حجرہ قید کا جو اُن کے تصور میں بندھا ہوا تھا اس کے سوا اُن کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ باہر کی روشنی ان کے لئے غائب ہو چکی تھی اور اس قید خانے کا اندھیرا جس میں یوسف تھا وہی ان کا دیدار تھا وہی ان کی بصیرت تھی۔ لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں، میں اس مضمون کو کمال تک پہنچا دیا اور لفظ ”روزن“ سے یہ دونوں طرف کے معنی لے لینا اور ایک جگہ مجتمع کر دینا وہ غالبؔ ہی کا کمال ہے۔ اسی طرح ننگ لفظ کا ایک بہت ہی پیارا استعمال اس کے ہاں ملتا ہے کہ۔

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا“

*****

گاتی ہیں زبانیں تری سطوت کے ترانے

27 دسمبر 1958ء کو وقف جدید کا قیام عمل میں آیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ناظم ارشاد مقرر ہوئے اور جون 1982ء تک آپ اس فریضہ کو انجام دیتے رہے۔ اس طویل عرصے میں مختلف احباب کو حضور رحمہ اللہ کی معیت میں دفتر وقف جدید میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ان میں سے بعض کی حضور رحمہ اللہ کے ساتھ وابستہ یادوں کو ادارہ ''خالد'' کی طرف سے مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مربی سلسلہ اور مکرم وسیم احمد خان صاحب مربی سلسلہ نے قلمبند کیا۔ یہ یادیں واقعات کی صورت میں قارئین ''خالد'' کی خدمت میں پیش ہیں۔

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب بیان کرتے ہیں:-

جب حضورؒ ناظم ارشاد وقف جدید تھے۔ میں اس وقت کارکن کے طور پر خدمات بجالا رہا تھا۔ میں ایک نوجوان آدمی تھا اور مجھے داڑھی رکھنے اور ٹوپی پہننے کی بالکل عادت نہ تھی۔ ان دنوں صدر انجمن کی طرف سے حکم آیا کہ انجمن کے کارکنان کے لئے لازمی ہے کہ ٹوپی پہنا کریں اور داڑھی رکھنی بھی لازمی ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے چونکہ ان دونوں کاموں کی عادت نہیں تھی اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ دفتر چھوڑ دوں۔ چنانچہ اگلے دن میں دفتر نہ آیا۔ حضور رحمہ اللہ کو پتہ چلا تو آپ سمجھ گئے کہ میں کیوں دفتر نہیں آیا۔ آپ نے اُسی وقت آدمی بھیجا کہ جاؤ خلیل صاحب کو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضورؒ کے پیغام پر میں دفتر آ گیا حضورؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:-

''اطاعت اس میں ہے کہ داڑھی رکھو اور ٹوپی پہنو۔ یہ اطاعت نہیں کہ تم دفتر چھوڑ دو''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اتنے پیارے اور مؤثر الفاظ تھے کہ انہوں نے میری کایا پلٹ دی اور میں نے اس نصیحت کو پھر ہمیشہ حرزِ جان بنائے رکھا۔ اس کے بعد میں نے کبھی داڑھی نہیں منڈوائی اور نہ کبھی ٹوپی کے بغیر باہر گیا ہوں۔

***

ایک دن میری والدہ کی طبیعت بہت خراب تھی۔ جمعہ کا دن تھا میں صبح نو دس بجے کے قریب بازار جا رہا تھا تو راستہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ سائیکل پر آ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر رک گئے اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کی بازار۔ پوچھا کیا لینے۔ میں نے کہا سبزی وغیرہ۔ فرمایا: اچھا جاؤ۔ چنانچہ آپ یہ کہہ کر رُخصت ہو گئے اور میں بازار چلا گیا۔ سبزی وغیرہ خرید کر جب واپس جا رہا تھا تو پھر راستے میں حضرت میاں صاحب واپس آتے ہوئے مجھے ملے۔ جب میں گھر پہنچا تو میری والدہ نے کہا کہ میاں صاحب میری تیمارداری کرنے کے لئے

آئے تھے۔ میں نے کہا کہ وہ آتے ہوئے بھی مجھے ملے تھے اور جاتے ہوئے بھی مجھے ملے ہیں انہوں نے مجھ سے تو اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اگلے دن میں نے حضورؒ کی اس بے پناہ شفقت کی وجہ سے پوچھا حضورؒ کل آپ آئے تھے اور راستے میں مجھے ملے بھی تھے تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ میری والدہ کی تیمارداری کے لئے جا رہے ہیں تو بڑے پیار سے فرمانے لگے میں نے تمہیں اس لئے نہیں بتایا تھا کہ تم سبزی وغیرہ خریدنے جا رہے تھے۔ اگر میں تمہیں بتا دیتا تو تم بھی میرے ساتھ واپس چلے جاتے گھر والوں کو سبزی نہ آنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی اس لئے میں نے تمہیں بتانا مناسب نہ سمجھا تا کہ تم جس کام کے لئے جا رہے ہو اسے مکمل کر آؤ۔

***

۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے محضرنامہ پیش کرنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ سلسلہ احمدیہ کے بہت سے علماء اور دیگر کارکن اس سلسلہ میں مصروف تھے۔ اس مشورہ کو فائنل کرنے کے بعد کاتبوں کے سپرد کرنا تھا۔ پانچ چھ کاتب دفتر ارشاد میں اس کام میں مصروف تھے۔ کھانے وغیرہ کا انتظام بھی تھا۔ پہلے مسودہ تیار کیا جاتا۔ پھر حضرت میاں صاحب اس کو دکھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے پاس لے جاتے آخری مرحلہ کاتبوں کا تھا۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کا وقت تھا۔ حاضر احباب نے کھانا کھالیا۔ حضرت میاں صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے حضورؒ حاضر تھے۔ واپس تشریف لائے تو فرمانے لگے: خلیل! کچھ کھانے کو ہے؟

ہمارا خیال تھا کہ میاں صاحب حضورؒ سے مل کر گھر تشریف لے جائیں گے۔ اب ہمارے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ فرمانے لگے پریشان کیوں ہو۔ عرض کیا کھانا تو ختم ہو گیا ہے۔ فرمانے لگے برتن دیکھو شاید کچھ ہو۔ برتن میں بہت ہی کم سالن تھا مگر روٹی بالکل نہیں تھی۔ ابھی ہم نے برتن وغیرہ سمیٹے نہیں تھے۔ میز پر روٹی کے چند ٹکڑے پڑے تھے جن پر میاں صاحب کی نظر پڑ گئی۔ فرمانے لگے یہ روٹی تو ہے۔ آپ نے وہ ٹکڑے ایک ایک کر کے کھالئے اور خاکسار حیرانی سے دیکھتا رہا۔

*****

مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں:-

میری حضور رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات ۱۹۶۲ء میں اس وقت ہوئی جب آپ ہمارے گاؤں ڈنڈ پور کھرولیاں ضلع سیالکوٹ میں ایک مجلس سوال و جواب کے سلسلہ میں آئے۔ آپ پینٹ کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس مجلس عرفان کے بعد آپ نے بعض نادار اور مفلس لوگوں کی مالی امداد بھی فرمائی۔

حضور رحمہ اللہ غیر معمولی فراست کے مالک تھے۔ بسا

اوقات ایسا ہوتا کہ میرے ذہن میں کوئی خلش ہوتی۔ جس کا میں اظہار کرنے میں ہچکچا رہا ہوتا تو دورانِ گفتگو آپ میری اس ذہنی خلش کو سمجھ جاتے اور میرے بغیر پوچھے ہی اس طرح اس کا ازالہ فرماتے کہ میں حیران رہ جاتا کہ حضور رحمہ اللہ کو اس بات کا کس طرح پتہ لگ گیا۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں ان کے بینک کے اکاؤنٹس سے حضورؒ کے ذریعہ رقوم نکلوائی جاتی تھیں۔ حضورؒ خاکسار کو چیک سائن کر کے دیتے اور خاکسار وہ رقم بینک سے لا کر دیتا تھا۔ ایک دفعہ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ میں اتنی بڑی بڑی رقمیں بینک سے لاتا ہوں اور آ کر میاں صاحب کو دیتا ہوں۔ مگر میں اپنے پاس اس کا کوئی اندراج نہیں کرتا۔ اگر خدانخواستہ میاں صاحب کبھی بھول گئے تو سارا بوجھ میرے کندھوں پر آ پڑے گا اور میں کس طرح اتنی بڑی رقم دے پاؤں گا؟ چنانچہ یہ ساری باتیں ابھی میرے ذہن میں گھوم ہی رہی تھیں کہ میں حضورؒ کے کمرے میں گیا تو آپ نے پوچھا کہ ضیاء تم کچھ پریشان ہو؟ میں نے ابھی بات کا جواب بھی نہ دیا کہ حضورؒ نے ایک کلرک کو بلوایا اور لکھوایا۔ میں (حضور) شیخ مظہر صاحب کا اکاؤنٹ استعمال کر رہا ہوں اور جو رقم اس اکاؤنٹ میں سے نکلواتا ہوں اس کا ذمے دار میں ہوں۔ ضیاء الرحمٰن صاحب کی اس میں کوئی ذمہ داری نہیں۔ حضورؒ کی اس غیر معمولی فراست کو دیکھ کر میں ششدر رہ گیا کہ کس طرح حضورؒ نے میرے دل کی بات کا حل نکالا ہے۔

***

ایک ضرورت مند میاں صاحب کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ مجھے اتنی رقم کی ضرورت ہے۔ اس پر میاں صاحب نے چٹ پر لکھ کر اسے میری طرف بھجوادیا کہ اس کی اتنی مالی امداد کردو۔ اس شخص نے راستہ میں اس چٹ پر لکھی ہوئی رقم کو تبدیل کر کے زیادہ رقم لکھ دی۔ اس پر مجھے کچھ شک گذرا چنانچہ میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میاں صاحب یہ رقم آپ نے لکھی ہے۔ دیکھ کر فرمانے لگے نہیں۔ میں نے تو اس قدر نہیں لکھی اس نے خود اضافہ کرلیا ہے لیکن اب جتنا اس شخص نے لکھ دیا ہے اتنا ہی رہنے دو۔ ہوسکتا ہے اسے اتنی ہی رقم کی ضرورت ہو۔

***

حضورؒ کی غیر معمولی شفقت کا اندازہ دیکھئے کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے دنوں میں حضورؒ نے مجھے دفتر سے باہر کسی دفتری کام کے لئے بھیجا۔ جب میں واپس دفتر آیا تو غیر معمولی گرمی کی وجہ سے میں نے میاں صاحب کے سامنے آ کر کہا کہ میاں صاحب آج تو آپ نے مرواہی دیا۔ شفقت دیکھئے۔ اسی وقت فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ اپنی الماری کھولی اور ایک شربت کی بوتل نکالی اور اپنے ہاتھ سے شربت بنا کر اس عاجز کو دیا۔ خاکسار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی

اس شفقت پر شرمندہ ہو رہا تھا کہ میں نے کیوں اس طرح کے الفاظ کہے۔

***

بعض دفعہ کام کی کثرت کی وجہ سے دیر تک دفتر میں کام کرنا ہوتا تو حضور رحمہ اللہ حکماً فرمایا کرتے کہ کھانا میرے گھر سے کھا کر پھر اپنے گھر جانا۔

***

حضور رحمہ اللہ کی شفقت کے عجیب انداز تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد کی بات ہے ایک دفعہ دفتر میں اپنی کرسی پر تشریف فرما تھے کہ خاکسار نے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے خود ہی آگے ہو کر دراز میں دیکھ لو۔ چنانچہ جب میں نے حضورؒ کی میز کا دراز کھولا تو دیکھا کہ وہاں چاولوں کی پنیاں پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضورؒ یہاں تو پنیاں ہیں۔ فرمانے لگے: چوہدری انور حسین صاحب نے بھجوائی ہیں۔ اس میں سے اپنا حصہ لے لو۔

***

حضور رحمہ اللہ لنگر خانہ نمبر ۳ کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم معاونین نے لنگر خانے میں ایک وقت کا کھانا کھالیا تو کھانے کے بعد حضورؒ تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ تم نے کھانا کھالیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی میاں صاحب۔ فرمانے لگے میرے لئے کیوں نہیں رکھا۔ میں نے عرض کیا۔ میاں صاحب ابھی اور لے آتے ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا یہاں کچھ نہیں ہے اور سامنے نظر پڑی تو دیکھا کہ تازہ روٹیوں کے کچھ کنارے اور ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جو ہم نے کھانا کھاتے ہوئے بچائے تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمانے لگے۔ وہ سامنے جو ہے۔ چنانچہ حضورؒ وہ کنارے کھانے لگ گئے۔ اسے دیکھ کر ہمیں سخت شرمندگی ہوئی کہ ہم نے کس طرح روٹیوں کے کنارے الگ کر کے کفران نعمت کیا ہے۔ اس طرح حضورؒ نے ہمیں ایسا سبق دیا جو ہمیں کبھی نہیں بھولتا۔

***

خلافت کا دل میں غیر معمولی احترام تھا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ آپ کسی ضروری کام میں مصروف ہوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا فون آجاتا تو بلاتوقف حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے پاس تشریف لے جاتے اور کسی قسم کا کوئی بھی توقف نہ کرتے۔ جو چیز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے لئے بازار سے خریدنا ہوتی تو میاں صاحب خود جاتے اور نہایت اعلیٰ اور پائیدار چیز خریدتے اور اگر مجھے خرید کرلانے کے لئے کہتے تو یہ ہدایت خاص طور پر فرماتے کہ سب سے عمدہ اور اعلیٰ چیز خریدنی ہے۔

***

حضور رحمہ اللہ سویٹ ڈش کے طور پر ملائی اور شہد ملا کر کھانا پسند فرمایا کرتے تھے۔

***

یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے جب میاں صاحب 'مذہب کے نام پر خون' کتاب تصنیف فرما رہے تھے تو خاکسار کو بھی حضور رحمہ اللہ کے ساتھ آٹھ دس دن مسلسل کام کرنے کا موقع ملا۔ حضور رحمہ اللہ مجھے مسلسل لکھاتے جاتے تھے اور ہم صرف نمازوں کے اوقات میں اور دوسری حاجات ضروریہ کے وقت وقفہ کرتے تھے۔

***

ایک دفعہ حضور رحمہ اللہ لنگر خانہ نمبر ۳ میں ڈیوٹی پر تھے اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا فون آیا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں خود حاضر ہو جاتا ہوں تو چوہدری صاحب نے فرمایا نہیں۔ میں آپ سے آ کر ملوں گا۔ چنانچہ جب چوہدری صاحب تشریف لائے تو میاں صاحب خود گیٹ پر گئے، ان کا استقبال کیا اور سارا لنگر خانہ دکھایا۔

میاں صاحب بعض اوقات اپنی خوابوں کی بناء پر ضرورت مندوں کی حاجت روائی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۹۶۶ء کی بات ہے میں نے اپنا مکان بنوانا شروع کیا تو مجھے کچھ رقم کی ضرورت پڑی۔ جس کی وجہ سے میں پریشان تھا مگر میں نے کسی سے ابھی ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک صبح میاں صاحب فرمانے لگے کیا بات ہے میں نے تمہیں خواب میں پریشان دیکھا ہے۔ میں یہ سن کر ایک دم حیران ہو گیا۔ اور عرض کی کہ میاں صاحب مکان بنانا شروع کیا ہے اور تین ہزار کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا کہ ابھی قرض حسنہ کے لئے درخواست لکھو میں نے عرض کی حضورؒ میری مدت ملازمت تھوڑی ہے۔ قرض نہیں مل سکتا۔ فرمایا ہم تمہارے لئے خصوصی رعایت کر کے تمہیں قرض دلوا دیں گے۔ اس طرح حضور رحمہ اللہ نے میری مشکل آسان کروانے میں میری مدد کی۔

***

۱۹۹۶ء میں جب میں لندن جلسے پر گیا تو اس موقع پر حضورؒ کے ساتھ ہالینڈ جانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضور جب کبھی ہالینڈ نن سپیٹ (Nunspeet) جاتے تو وہاں ایک بہت بڑے پارک میں سائیکل چلایا کرتے۔ اس سال بھی حضورؒ اور سارے قافلے نے سائیکل چلائی۔ اس کے بعد حضورؒ نے اپنے ہاتھ سے تمام ممبران قافلہ کو سینڈوچز پیش فرمائے اور فرمایا: یہ آپ لوگوں کے لئے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور اس میں خصوصی طور پر تیز مرچیں رکھی ہیں کیونکہ آپ پاکستانی تیز مرچ کھانا پسند کرتے ہیں۔ اس طرح نہایت شفقت سے حضورؒ نے سب لوگوں کو سینڈوچز کھلائے۔

ایک مرتبہ حضور رحمہ اللہ نے مجھے دفتر وقف جدید میں ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے فلاں شخص کو (ایک صاحب کا نام لیا) جوتے خرید کر دے دیں۔ میں جب بازار گیا تو مجھے اچانک بازار میں وہی صاحب مل گئے اور جب میں نے اُن کے جوتے دیکھے تو وہ مکمل طور پر خستہ ہو کر پھٹ

چکے تھے۔ میں نے ان صاحب کو اُسی وقت حضور رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق نئے جوتے خرید کر دیئے۔

*****

مکرم منظور احمد سعید صاحب جنہوں نے ۱۹۶۶ء سے لے کر ۱۹۸۲ء تک دفتر وقف جدید میں آپ کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی محبتوں اور شفقتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب کہ میں میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد فارغ تھا۔ ایک دن میں دفتر وقف جدید حضرت میاں صاحب کے پاس چلا گیا غالباً یہ ۱۶؍اپریل ۱۹۶۶ء کی بات ہے اور کہا کہ میاں صاحب میں فارغ ہوں مجھے کوئی کام دیں۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ ہم نے یکم مئی سے آدمی رکھنا ہے تم آجانا۔ میں نے عرض کی کہ میں تو فارغ ہی ہوں کل سے ہی آجایا کروں گا۔ چنانچہ میں نے اگلے دن سے دفتر آنا شروع کر دیا اور مجھے ڈاکخانہ میں ڈاک ڈالنے اور ڈاکخانہ سے ڈاک لے کر آنے کا کام سپرد کیا گیا۔ جب اپریل کا مہینہ ختم ہوگیا تو ایک دن کیپٹن محمد سعید صاحب جو اکاؤنٹنٹ تھے انہوں نے مجھے آواز دی کہ اپنے پیسے لے لو۔ میں نے کہا کہ ابھی تو مجھے انہوں نے رکھا ہی نہیں۔ میں فارغ تھا اس لئے پہلے آنا شروع کر دیا لیکن انہوں نے کہا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ جس دن سے وہ آئے ہیں اُسی دن سے اُن کا الاؤنس شروع ہے۔ اس وقت نوّے روپے تنخواہ تھی اس لئے پندرہ دنوں کے حساب سے مجھے پینتالیس روپے دے دیئے۔

***

ایک دفعہ کسی کام سے آپ نے مجھے فیصل آباد بھیجا۔ کوئی تحریر تھی جو کسی کو ٹیلی فون پر پڑھ کر سنانی تھی۔ فرمایا: آپ جب بھی آئیں مجھے ضرور بتائیں۔ میں رات دس بجے کے قریب واپس آیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا آ گئے ہیں، اندر آجائیں اور بتائیں کام ہوگیا۔ میں نے عرض کی کہ لائن کٹ گئی تھی۔ اس لئے پوری عبارت نہیں پڑھ سکا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جلدی جلدی پڑھ دیتے اور یہ کہتے ہوئے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔ میں نے عرض کی کہ میاں صاحب میں نے بڑی نیک نیتی سے کام کیا ہے اور ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا اگر لائن کٹ گئی اور کام مکمل نہ ہوسکا تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میرے یہ کہنے کی دیر تھی کہ میں نے تو ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔ میاں صاحب نے اُسی وقت خادمہ کو جگایا اور کھانا تیار کروایا اور فریج سے آم اور کباب لاکر مجھے دیئے۔ میں حیران تھا کہ یہ کیسا پیارا وجود ہے کہ جو کام میرے سپرد ہوا تھا وہ میں کر بھی نہیں سکا لیکن میرے اتنا کہنے پر کہ ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا کس طرح پیار سے مجھے کھانا کھلا رہا ہے۔ آپ نے مجھے کھانا کھلایا اور پھر گھر جانے کی اجازت دی۔

***

ایک دفعہ آپ دفتر تشریف لائے تو آپ کے پاس ایک نیا جوتا تھا۔ مجھے بلا کر پوچھا کہ یہ جوتا کسے پورا آئے گا۔ میں نے کہا کہ یہ تو مجھے بھی پورا ہے فرمایا: تو پھر آپ ہی لے لیں۔ میں نے کہا کہ جسے آپ چاہیں میں اُسے دے دوں۔ آپ نے فرمایا کہ جسے پورا ہے وہی لے گا۔

***

خاکسار حضور انور رحمہ اللہ کے ارشاد پر ۱۹۹۷ء میں بطور نمائندہ وقف جدید لندن جلسہ پر حاضر ہوا۔

جب انگلستان پہنچا تو مجھے کہا گیا کہ ابھی کرائیڈن (Croydon) ٹھہر جائیں۔ میں نے کہا کہ میں تو جس سے ملنے آیا ہوں اُن سے ملنا ہے۔ اِس لئے مجھے بیت الفضل پہنچا دیں۔ جب میں بیت الفضل پہنچا تو نماز ظہر ہو چکی تھی۔ عبدالوہاب آدم صاحب کے بیٹے کا ولیمہ تھا۔ انہوں نے میرا تعارف پوچھا اور کہا کہ آپ بھی ولیمے میں شامل ہو جائیں۔ جب میں اندر داخل ہوا تو مجھ سے تیسری میز پر حضور انور رحمہ اللہ تشریف فرما تھے۔ کھانے کے دوران مجھ پر نظر پڑی تو فرمایا: منظور آ گئے ہو، شکر ہے، تمہارا ویزا لگ گیا۔ میں حضورؒ سے ملا اور عصر اور مغرب آپ کی امامت میں ادا کیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں میں واپس کرائیڈن چلا گیا اور سب کو بتایا کہ میں حضور سے ملاقات بھی کر آیا ہوں۔

اگلے دن صبح صبح واپس بیت الفضل چلا گیا۔ آپ سے ملاقات کیلئے نام لکھوایا ملاقات کی اور سب کا سلام پہنچایا۔ کچھ دن کے بعد آپ فرمانے لگے کہ ادھر ڈسپینسری میں بیٹھ جاؤ جو ملاقات کے لئے آئیں اگر ان میں سے کسی کے لئے دوا لکھوں تو آپ دوا بنا کر دیتے جانا۔

لندن میں قیام کے دوران ایک دن حضورؒ نے سیب اور ایک دن مٹھائی بھجوائی اور ایک دن رات دس بجے حضورؒ کا باڈی گارڈ آم لے کر آیا اور کہنے لگا کہ حضورؒ نے فرمایا تھا کہ صبح نہیں بلکہ ابھی لے کر جاؤ۔ اس لئے لے آیا ہوں۔

***

ایک دفعہ ایک آدمی آیا اور حضور انورؒ سے کہنے لگا مجھے کوئی پرانا سائیکل لے دیں۔ حضورؒ نے مجھے فرمایا: منظور صاحب اسے کوئی پرانا سائیکل لے دین۔ میں نے بازار سے پتہ کیا لیکن سائیکل نہ مل سکا۔ میں نے آ کر کہا حضورؒ پرانا سائیکل تو نہیں مل سکا۔ فرمانے لگے: پھر میرا یہ سائیکل اس کو دے دیں۔ چنانچہ میں نے حضورؒ کا سائیکل اُسے دے دیا جو کہ بہت بہتر حالت میں تھا۔ آپ نے خود پیدل جانا گوارا کر لیا لیکن اس ضرورتمند کی ضرورت پوری کرتے ہوئے اپنا سائیکل اسے عطا فرما دیا۔

***

حضورؒ جب ناظم ارشاد وقف جدید تھے اس وقت حضورؒ عبداللہ نامی حجام سے حجامت بنواتے۔ وہ ایک غریب آدمی تھا اور اس کی نظر بھی کمزور تھی لیکن پھر بھی حضورؒ اسی سے حجامت بنواتے۔ لوگ کہتے کہ حضورؒ اسے نظر نہیں آتا کہیں زخم نہ لگا دے۔ اس لئے آپ کسی اور سے حجامت بنوایا کریں۔ فرمایا کرتے تھے: میں بھی شیشے میں ساتھ ساتھ دیکھتا رہتا ہوں اس لئے فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس

وقت حجامت ایک یا دو روپے میں ہو جاتی تھی۔ لیکن حضورؒ اُسے کبھی دس روپے اور کبھی بیس روپے دے دیتے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس کی نظر کمزور ہے اور وہ ٹھیک طور پر حجامت بھی نہیں کر سکتا اُسی سے حجامت بنوانا یقیناً یہ اس کی مدد کا بہانہ تھا اور اس طور پر عنایت کرتے کہ اس کی مدد بھی ہو جاتی اور عزت نفس بھی قائم رہتی۔

***

وقف جدید میں حضور رحمہ اللہ ہومیو پیتھی کی ادویات بھی خود دیتے تھے۔ ایک دن حضور رحمہ اللہ مجھ سے فرمانے لگے کہ منظور صاحب کل سے دوائیں آپ نے دینی ہیں۔ میں نے کہا حضور رحمہ اللہ مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں کہ دوائیں کس طرح دینی ہیں۔ حضور رحمہ اللہ نے بڑے پیار سے ناصحانہ انداز میں فرمایا:-

منظور صاحب ماں کے پیٹ سے تو کوئی سیکھ کر نہیں آتا۔ کام تو کرنے سے ہی آتا ہے۔ اس کے بعد حضورؒ مجھے ساتھ بٹھا لیتے اور مریض سے علامتیں پوچھ کر مجھ سے فرماتے دوا تجویز کرو۔ چنانچہ میں دوا تجویز کرتا تو حضورؒ اس پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ٹھیک ہے۔

***

۱۹۷۴ء میں اسمبلی میں پیش ہونے سے پہلے بعض حوالہ جات کی ضرورت تھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو نگران مقرر فرمایا اور حوالہ جات کا کام دفتر وقف جدید میں ہو رہا تھا اور کھانا دارالضیافت سے آتا تھا اور ہم سب کارکنان آپ کے ساتھ مل کر وہیں کھانا کھاتے تھے۔ ایک دن کھانا کھاتے ہوئے ایک صاحب جو وہاں بیٹھے تھے وہ روٹی کے کنارے توڑ توڑ کر الگ رکھتے جاتے تھے اور درمیان سے روٹی نکال نکال کر کھا رہے تھے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے جب یہ دیکھا تو آپ نے بڑی حکمت سے اس کی غلطی سے اُسے آگاہ فرمایا اور وہاں کچھ بھی نہیں کہا تا کہ اس کی عزت نفس بھی بحال رہے۔ بلکہ آپ بڑی حکمت اور فراست کے ساتھ اپنی کرسی سے اُٹھے اور اس کے قریب آ کر وہ کنارے اٹھا اٹھا کر خود کھانے شروع کر دیئے۔ اس انداز نصیحت کا

تمام حاضرین پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ نصیحت بھی ہوگئی اس کی عزت نفس بھی بحال رہی اور دینی فائدہ بھی ہو گیا۔

***

ایک دفعہ ایک دوست نے حضور رحمہ اللہ سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو کالج میں داخل کروانا چاہتا ہوں لیکن اس کا بُرقع پرانا ہے۔ اس مجبوری کی وجہ سے میں اپنی بیٹی کالج داخل نہیں کروا رہا۔ حضور انور رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا کہ ان کی بچی کو نیا بُرقع بھی لے دیں، نیا یونیفارم بھی خرید دیں اور نئے بوٹ بھی دلوا دیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

***

خدائے رحیم و کریم نے اپنے محبوب بندے کے دل میں شروع ہی سے مخلوق خدا کی ہمدردی اور محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ چنانچہ انہی جذبات مقدسہ کی بدولت حضور انور رحمہ اللہ نے ۱۹۶۰ء میں، جب کہ آپ ناظم ارشاد وقف جدید تھے ہومیو پیتھی کی مفت ادویہ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ آغاز میں اپنے گھر سے تیسرے پہر دوائیں دیتے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے اپنی ہمشیرہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کے گھر میں دوائیں رکھیں۔ مریض دن کے اوقات میں نسخہ لکھوا لیتے اور عصر کے بعد بیگم صاحبہ کے گھر سے صوفی عبدالغفور صاحب دوائیں دیتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۶۸ء تک جاری رہا۔ جب وقف جدید میں باقاعدہ ڈسپنسری قائم ہوئی اس وقت تک تمام اخراجات آپ خود برداشت کرتے تھے۔ آپ کے اس فیض سے ہزاروں مریضوں کی مسیحائی ہوئی۔

حضور رحمہ اللہ غرباء کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ بعض اوقات بوڑھی اور غریب عورتیں جب ڈسپنسری میں دوائی وغیرہ لینے آتیں تو آپ مجھے فرماتے سردی ہے انہیں گرم چادر لے دیں۔ چنانچہ میں آپ کے حکم کی تعمیل میں انہیں گرم چادریں دلوا دیتا۔

ڈسپینسری کے اوقات میں ایک دن ایک بچہ آیا۔ حضورؒ نے اسے پوچھا بچے کونسی دوائی لینی ہے۔ اُس نے کہا دوائی نہیں لینی۔ آپ نے فرمایا پھر کیا لینا ہے؟ اُس نے کہا کہ میرا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے اور رات کو گرمی ہوتی ہے اور ہمیں مچھر کاٹتا ہے ہمارے پاس پنکھا نہیں۔ آپ ہمیں پنکھا لے دیں۔ آپ نے پوچھا کون سا پنکھا چاہیے؟ اس نے کہا حضورؒ پیڈسٹل فین لے دیں۔ آپ نے انہیں وہ پنکھا لے دیا اور تانگے پر رکھوا کر اس کے گھر پہنچا دیا۔

***

جب میں وقف جدید میں بطور کارکن آیا اس وقت ہمارا گھر دارالصدر میں ہوتا تھا اور میرے پاس سائیکل نہیں تھی۔ دفتری اوقات کے بعد جب میں پیدل گھر جا رہا ہوتا تھا تو آپ مجھے اپنے ساتھ سائیکل پر بٹھا لیتے تھے اور سائیکل خود چلاتے تھے۔ میرے اصرار پر بھی سائیکل مجھے نہ چلانے دیتے اور فرماتے کہ پیچھے بیٹھ جائیں۔ میں عرض کرتا گرمی ہے پیچھے ہوا نہیں لگتی فرماتے آپ آگے آ کر بیٹھ جائیں۔

***

جب حضور انور رحمہ اللہ ناظم ارشاد وقف جدید تھے تو ایک دن شام کو آپ دفتر تشریف لائے۔ میں بازار سے دودھ لے کر آرہا تھا۔ پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ دودھ لے کر آرہا ہوں۔ فرمایا: بازار سے اچھا دودھ مل جاتا ہے؟ میں نے عرض کی بس جیسا بھی ہو ضرورت کے مطابق لینا ہی ہے۔ فرمانے لگے کتنا دودھ لائے ہو؟ میں نے کہا ایک کلو۔

یہ پوچھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اگلے دن صبح دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں نے جا کر دروازہ کھولا تو حضورؒ کا باورچی دودھ لے کر کھڑا تھا۔ اس نے کہا میاں صاحب نے دودھ بھیجا ہے چنانچہ میں نے رکھ لیا اور پھر باقاعدگی کے ساتھ روزانہ دودھ آنا شروع ہو گیا اور جب ایک مہینہ مکمل ہوا تو میں بل بنا کر لے گیا اور دودھ کی رقم حضور رحمہ اللہ کو پیش کی۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟

میں نے کہا: دودھ کے پیسے۔ تو بڑے پیار سے فرمانے لگے: ہم کوئی دودھ بیچتے ہیں؟ پیسے نہ لئے اور مسلسل دودھ بھجواتے رہے۔ ایک دن باورچی نے کہا کہ کل میں کہیں جارہا ہوں اس لئے آپ خود ہی جا کر دودھ لے آئیں۔ اگلا دن جمعہ کا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ دوپہر کو لے آئیں گے۔ لیکن دس بجے کے قریب دروازہ کھٹکا۔ میں نے جا کر دیکھا تو حضورؒ کھڑے ہیں اور ہاتھ میں دودھ پکڑا ہوا ہے۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ کیسا عظیم آقا ہے کہ غلاموں کی خدمت کرتا پھرتا ہے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے باورچی چھٹی پر تھا اس لئے میں نے کہا چلو خود ہی دے آتا ہوں۔ یقیناً آپ کا وجود سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کی منہ بولتی تصویر تھا۔ آپ کی اس شفقت، جس کا ساری عمر بھی شکریہ ادا نہیں کیا جاسکتا، کا سلسلہ بدستور جاری تھا کہ ایک دن بیگم صاحبہ نے پیغام بھیجا کہ منظور صاحب گرمی کی وجہ سے دودھ بہت کم ہو گیا ہے اس لئے کل سے آپ اپنا انتظام کر لیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے دن باورچی پھر دودھ لے آیا۔ میں نے کہا یہ کیا؟ کل تو تم نے خود ہی کہا تھا کہ اپنا انتظام کر لیں اور آج پھر لے آئے ہو؟ باورچی نے کہا کل اسی وجہ سے گھر میں بحث چلی کہ دودھ کم ہے اس لئے تم اپنا انتظام خود کر لو لیکن میاں صاحب نے فرمایا کہ منظور کو دودھ ضرور بھیجنا ہے خود بے شک بازار سے منگوانا پڑے۔ چنانچہ یہ لطف و احسان کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہا اور تیس پینتیس سال ہو گئے ہیں یہ سلسلہ بلا ناغہ جاری ہے اور مزید لطف یہ کہ حضور انورؒ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور روزانہ اسی طریق کے مطابق ایک کلو دودھ اس عاجز کو نصیب ہو رہا ہے۔

***

وقفِ جدید کی ہومیو پیتھک ڈسپنسری عصر تا مغرب بھی کھلتی تھی اور میں حضورؒ کے ساتھ دوائیں دیتا تھا ان دنوں ہم ربوہ سے احمد نگر شفٹ ہو گئے تھے۔ ایک دن مغرب

کے وقت گھر جارہا تھا اور میرے سامنے ایک سائیکل سوار جارہا تھا کہ ایک ٹرک آیا اور اس نے اس سائیکل سوار کو بڑی بُری طرح کچل دیا۔ میری طبیعت پر اس کا بڑا اثر تھا اور میں بڑا فکرمند تھا۔ اگلے دن دوائی دیتے ہوئے میں نے حضرت میاں صاحب سے وہ واقعہ بیان کردیا اور عرض کی میں تو روز احمد نگر جاتا ہوں اس لئے مجھے ڈر لگتا ہے۔ اگر میرے لئے کوارٹر کا انتظام ہوجائے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ دفتر کے ساتھ یہ جو دو کمرے ہیں اگر یہ مل جائیں تو بھی میرے لئے کافی ہوں گے۔ بس ان کے سامنے دیوار کردی جائے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپ نے ٹھیکیدار کو بلایا اور کہا کہ پندرہ دن دیتا ہوں اور ان میں یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ اس میں گیس اور بجلی وغیرہ کا انتظام بھی کردیں اور جو بھی کمی ہو اسے ٹھیک کردیں۔ یہ سارا کام گیارہ دن میں مکمل ہوگیا۔ حضورؒ نے فرمایا اب یہاں آجائیں۔ میں نے کہا میاں صاحب جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء کہ آپ نے مجھے کوارٹر عنایت فرمایا ہے اب اس کا بل کتنا ہوا کرے گا جو مجھے ہر ماہ ادا کرنا پڑے گا۔ تو حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا چونکہ آپ دفتر کے بندے ہیں اور خوب کام کرتے ہیں اس لیے اس کا بل بھی دفتر ہی دیا کرے گا۔

ایک مردِ خدا

وہ ایک مردِ خدا کہ جس نے
بصیرتوں کے سبھی خزانے لُٹا دیئے تھے
جو علم وعرفاں کی محفلوں میں
خرد کے لعل و گہر فراواں ہی بانٹتا تھا
اُسی مسیحا نفس کے دم سے
ہزاروں، لاکھوں بھٹکتے انساں
محبتوں کا پیام پاکر
شبِ سیہ کی مہیب وادی میں
علم وایماں کی روشنی سے
حیاتِ دائم کی راحتوں کے امیں ہوئے ہیں
مگر کچھ ایسے فراعنہ بھی اُسی کے معجز نما اثر سے
وہ ریگزاروں میں گم ہوئے ہیں
وہ ایک مردِ خدا کہ بے شک عظیم تر تھا

(محمود عارف۔ واہ کینٹ)

وہ سب کا ہی لاڈلا تھا

(مکرم محمود احمد شاہد صاحب۔ مشنری انچارج آسٹریلیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ میرے جیسے عاجز کے لئے تو یہ ناممکن کام ہے کہ حضور انور کی شخصیت کے متعلق کچھ لکھ سکوں۔ چونکہ خاکسار کو بچپن سے لے کر اب تک مختلف حیثیتوں میں حضورؒ کے ساتھ کام کرنے کی سعادت عطا ہوئی اس لئے چند عمومی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شاید کسی کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بن سکیں۔

دن تو اب یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ ۱۹۶۲ء کے مئی کے مہینہ کا کوئی دن تھا جب ہم چند اطفال اس وقت کے مشرقی پاکستان سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ربوہ پہنچے۔ اس وقت ربوہ میں گرمی اپنے زوروں پر تھی۔ چونکہ حضرت میاں صاحب نے پہلے مشرقی پاکستان کا سفر فرمایا تھا اس لئے آپ سے معمولی شناسائی تھی۔ ربوہ پہنچنے کے دوسرے دن ہی بعد نماز عصر آپ سے ملنے آپ کے گھر پہنچے۔ بہت ہی پیار و محبت سے ملے۔ ایسا لگتا تھا کہ ہمارے ہی منتظر ہوں۔ پہنچتے ہی ٹھنڈے میٹھے شربت سے تواضع فرمائی بلکہ بڑی شفقت سے فرمایا: دو دو گلاس پیو ایک گلاس تو اس لئے کہ گرمی بہت ہے اور دوسرا اس لئے کہ آپ مہمان ہیں۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا جو خود ایک مضمون کا متقاضی ہے۔ بس اتنی بات پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ بعض دفعہ ہم خود ہی مہمان بنتے رہے۔ بلکہ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت آپا آصفہ مرحومہ نے ازراہِ مذاق فرمایا کہ میاں صاحب یہ آپ کے عجیب مہمان ہیں جو دعوت کا خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ایسے مہمانوں کی تو بینگن سے ہی تواضع ہو سکتی ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ دیکھ لیں آپ بھی مغل ہیں۔ یہاں پر ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ اس طرح کی دعوتیں اور خوش گپیاں آپ کی عبادت میں کبھی معمولی سی بھی لغزش نہ ڈال سکیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ایسی ہی ایک دعوت کے بعد ہم لوگ چائے نوش کر رہے تھے کہ حضور اٹھے اور فرمایا کہ نماز میں دس منٹ رہ گئے ہیں۔ مَیں تو چلا آپ بھی چائے ختم کر کے آجائیں اور پھر آپ رُکے نہیں آپ نے اپنی سائیکل لی اور چل دیے۔ یہاں میں ایک اور بات کا بھی ذکر کرتا چلوں کہ حضورؒ نے کبھی یہ سوچ کر بیت الذکر میں جانے کا ارادہ ترک نہیں فرمایا کہ اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ جائیں گے تو نماز باجماعت نہیں ملے گی۔ آپ فرماتے تھے کہ کچھ حصہ تو ملے گا چاہے ایک رکعت یا ایک سجدہ ہی سہی۔ اصل اجر تو نیت کا ہے۔

عبادات کے علاوہ بھی کبھی کسی طرح کی تفریح یا محفل آپ کے فرائض منصبی کی ادائیگی میں حائل نہ ہو سکی۔ جلسہ سالانہ پر آپ کے ذمہ ایک تو جماعتی طور پر مہمان نوازی کا

انتظام تھا مگر حضرت صاحب کا گھر بھی ایک مہمان گاہ ہی ہوتا تھا۔ چوہدری انور حسین صاحب اور شیخ حنیف صاحب تو آپ کے مستقل مہمانوں کی فہرست میں شامل تھے۔ پھر اس موقع پر بہت ہی لطیف مجالس بھی لگتی تھیں جن کی رونق ہمیشہ حضورؒ کی ذات سے ہوتی تھی مگر آپ اس موقع پر اپنے فرائض منصبی کی احتیاط فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے کہ کھانے کے بعد اسی قسم کی ایک محفل برپا تھی کہ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، نہایت ہی پیار اور محبت سے اجازت چاہی اور یہ فرما کر اپنی سائیکل پکڑی اور چل دیئے کہ میری تو لنگر خانہ میں ڈیوٹی ہے، میں نے وہاں وقت پر پہنچنا ہے۔ آپ کو مجلس کی رونق میں شامل ہونا اور ساتھ ساتھ اپنے فرائض انجام دینا خوب آتا تھا بلکہ یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی آپ کو عطا فرمایا تھا اس کا خوب خوب استعمال کرنے کی صلاحیت بھی آپ کو ودیعت فرمائی تھی۔

آپ اپنی زندگی میں بہت سادہ اور بے تکلف تھے مثلاً اپنے عزیزوں کے گھر ملنے جلنے کے لئے آتے جاتے ہوئے آپ آپا آصفہ مرحومہ کو سائیکل پر بٹھا کر لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسی طرح کے واقعہ پر ہم دور ہی سے چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ میاں صاحب بھانپ گئے، نزدیک پہنچ کر فرمایا کہ میں اپنی بیوی کو اپنی سائیکل پر بٹھا کر لے جا رہا ہوں تم لوگ کیوں جلتے ہو جب تم لوگ اپنی بیویوں کو ہوائی جہاز پر سیر کرواؤ گے تو مجھے تو خوشی ہوگی۔

سادگی کا یہ عالم خلافت عطا ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ خلیفہ بننے کے بعد پہلے سفر یورپ کے دوران ناروے میں ایک جگہ پڑ رُکے اور فرمایا کہ کھانے کا بھی وقت ہے اور نماز کا بھی چلو نماز بھی ادا کرلیں اور پکنک بھی ہوجائے۔ جب سالن پکانے کی باری آئی تو بے شمار مفت مشورے ملے اور ہلدی کا خوب استعمال ہوا۔ آپ نے کھانا تناول فرمایا اور اس دوران کوئی ذکر نہیں فرمایا تاکہ کھانا بنانے والوں کی دل شکنی نہ ہو۔ کھانا کھانے کے بعد فرمایا کہ آخر یہ سالن تھا کس چیز کا؟ عرض کیا کہ حضور! آلو انڈے تھے۔ فرمایا کہ ہلدی کا سالن کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

طبیعت میں بے تکلفی بہت تھی۔ جنیوا کا ذکر ہے کہ مکرم سعادت پراچہ صاحب نے رات کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کھانا کافی مقدار میں بنایا ہوا تھا۔ مجھے فرمایا کہ کل کے لئے بھی کھانا یہاں سے ہی لے لینا، راستے میں ہمیں آسانی رہے گی اور وقت بھی بچ جائے گا۔ مجھے ذرا تامّل ہوا حضور رحمہ اللہ سمجھ گئے۔ پراچہ صاحب سے فرمایا کہ صدر صاحب کو شرم محسوس ہو رہی ہے آپ کل کے لئے بھی کھانا باندھ دیں۔ اگلے دن دوپہر کو راستہ میں ہی ایک چشمہ کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور وہ کھانا بغیر گرم کئے تناول فرمایا اور چشمہ سے مفت پانی پیا اور اگلے سفر پر روانہ ہوئے۔

ایک دفعہ ہالینڈ میں ایک تفریحی مقام پر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر گھومنے کے بعد فرمایا کہ مجھے تو پریس کانفرنس پر جانا ہے چلو چلیں میں نے عرض کیا کہ خواتین کو بھی آواز دیتے ہیں وہ بھی چل پڑیں۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ وہ اتنی جلدی نہیں واپس آسکیں گی۔ وہ اپنی

سیر پوری کر کے ہی واپس آئیں گی۔ میں نے عرض کیا کہ اکٹھے ہی چلتے تو اچھا ہوتا۔ فرمایا کہ میری شادی تم سے پہلے ہوئی تھی اس لئے مجھے زیادہ تجربہ ہے۔

حضور رحمہ اللہ کی انتخاب کی صلاحیت بھی بے مثال اور منفرد تھی۔ مثلاً ناروے کے ایک سفر کے دوران فرمایا کہ یہاں کے Huts میں ٹھہرنا زیادہ آرام دہ ہے۔ اس طرح ایک دفعہ لکسمبرگ ہم کوئی شام کے بعد پہنچے۔ کچھ سفر کی تھکاوٹ بھی تھی اس لئے ہم لوگ اس حق میں نہ تھے کہ رہائش کے لئے کوئی تگ و دو کی جائے۔ ہم نے عرض کی کہ یہاں اتنے بڑے بڑے ہوٹل ہیں ان میں سے ہی کسی کا انتخاب کرلیا جائے تو فرمایا کہ یہ تو لاہور اسٹیشن کے ساتھ والے ہوٹلوں جیسے ہیں۔ کنٹری سائیڈ میں بعض چھوٹے چھوٹے مکان رہائش کے لئے مل جاتے ہیں، جو نسبتاً سستے بھی ہیں اور پرسکون بھی۔ کم خرچ بالانشیں والی کہاوت کا مفہوم تو کوئی آپ سے سیکھے۔

خلق خدا سے ہمدردی کی خوبی بھی آپ کو عطا ہوئی تھی۔ وقف جدید اور آپ کا گھر تو عام دواخانہ تھا جس میں دکھی مخلوقِ خدا آتی اور مفت دوائی کے ساتھ ساتھ مقبول دعائیں بھی سمیٹ رہی تھی۔ مگر میں یہاں اس سے ہٹ کر ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ غالباً آپ کی خلافت کی پہلی شہادت ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب کی تھی۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب اور خاکسار کو حکم ہوا کہ آپ وہاں پہنچیں۔ شدید گرمی تھی اور دونوں حضرات میں سے کوئی ایک بیمار بھی تھے اس لئے بعد میں مجھے فرمایا کہ تم خود ہی چلے جاؤ اور اگر ضرورت پڑے تو سکھر سے مکرم قریشی عبدالرحمان صاحب کو ساتھ لے لینا۔ ہمارے خدام الاحمدیہ کے باہمت ڈرائیور برادرم چوہدری محمد صدیق صاحب کو لے کر میں چل پڑا۔ مجھے بلا کر فرمایا کہ ساتھ کچھ پیسے بھی لے لینا۔ میں نے عرض کی حضور لے لئے ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اور لے لو اور میری طرف سے ماسٹر صاحب کی بیگم صاحبہ کو سلام کہنا اور تحفہ دینا اور دعا پہنچانا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ۱۹۷۴ء کے ہنگاموں میں جب ٹوپی مردان کے لوگ بھی ظلم کا شکار ہوئے اور بے گھر ہوئے تو مکرم صوبیدار عبدالغفور خان صاحب اپنے خاندان کے ساتھ ربوہ آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ بعد میں جب حالات سنبھلے تو صوبیدار صاحب کہنے لگے کہ اب ہمیں کوئی اور کام کرنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ کہاں کام مل سکتا ہے۔ کہنے لگے کہ شاہ تاج شوگر مل میں کام مل سکتا ہے کیونکہ وہاں چوہدری انور کاہلوں صاحب جنرل مینیجر ہیں اگر ان کے نام کوئی خط مل جائے تو کام بن سکتا ہے۔ میں نے کہا چلیں میاں طاہر احمد صاحبؒ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم وقف جدید پہنچے اور مدعا بیان کیا۔ آپ نے فوراً چوہدری صاحب کے نام خط لکھ دیا۔ مجھے یہ بات اب بھی یاد ہے کہ آپ نے لکھا کہ صوبیدار صاحب کیا کام جانتے ہیں یہ تو آپ لوگ دیکھ لیں گے لیکن میں تو یہ بات کہوں گا کہ یہ لوگ اللہ کے لئے ظلم کا شکار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضل فرمائے۔ چنانچہ صوبیدار صاحب کو بعد

میں وہاں اچھے عہدے پر کام کرنے کا موقع ملا۔

آپ کو جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے آرام اور خدمت کی تڑپ ہمیشہ رہتی تھی۔ یعنی قیام گاہوں میں صفائی اور پھر قیام گاہوں کے غسل خانوں اور کمروں کی صفائی، گرم پانی کی سہولت اور کنگھی شیشہ وغیرہ کی فراہمی ایسے امور کی حضور رحمہ اللہ کو تڑپ رہتی تھی۔

کئی دفعہ جلسہ سالانہ سے پہلے مجھ سے ذکر کرتے کہ تم خدام الاحمدیہ کی طرف سے کچھ خرچ کرو کچھ میں انصار اللہ کی طرف سے کرتا ہوں اور کچھ وقف جدید کی طرف سے تاکہ جو مہمان ہماری قیام گاہوں میں ٹھہریں ان کے لئے ہم کچھ اضافی سہولیات مہیا کرسکیں۔ اگر ہر ادارہ بھی اپنی اپنی طرف سے کچھ انتظام میں اضافہ کردے تو مہمانوں کے لئے سہولت ہوسکتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے شروع ہی سے آپ کو جفاکش بنایا تھا اس لئے زندگی کے مشکل مواقع پر جدوجہد کرنا خوب جانتے تھے۔ آپ جب پہلی دفعہ مشرقی پاکستان تشریف لائے تو اس وقت احمد نگر، دیناج پور بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت احمد نگر تک پہنچنا بہت ہمت کا کام تھا۔ کچی سڑک او ربارش بھی ہو تو کیچڑ ایسا کہ چلنا بھی دشوار ہو جاتا بلکہ بیل گاڑی کے علاوہ سفر کرنا مشکل تھا۔ ان دنوں میں بھی آپ مشکل سے مشکل سفر کرکے احمدیوں کے گھروں تک پہنچے بلکہ MTA کے ناظرین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بنگلہ دیش کے بارے میں آپ کی معلومات کتنی وسیع اور گہری تھیں۔ اس کے علاوہ حضورؒ نے اندرون سندھ کے بھی بڑے بڑے دشوار سفر کئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو جہاں اور بہت سی منفرد صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا وہاں اس نے آپ کو قدرت کے حسن سے لطف اندوز ہونے کا فن بھی عطا فرمایا تھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں نہ صرف مشکل سے مشکل سفر فرمائے بلکہ آپ ان سفروں کے دوران قدرتی حسن سے محظوظ بھی ہوتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر اسے حل کرنے کی صلاحیت بھی خوب عطا فرمائی تھی۔ ایک موقع پر ایک دلچسپ اختلاف ایک بیعت پر ہوگیا کہ یہ بیعت خدام نے کروائی ہے یا انصار نے یا معلم صاحب نے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اصل مقصد کیا ہے؟ وہ تو پورا ہوگیا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کے لئے کام کیا ہے سو وہ دیکھتا ہے کہ کس نے کیا کام کیا ہے؟۔ وہ اجر عطا کرے گا۔ اس لئے میں تو وقف جدید اور انصار اللہ کی طرف سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس بیعت کو خدام الاحمدیہ اپنے کھاتہ میں شمار کرلے۔ جس پر ہمیں شرمندگی ہوئی کہ بے حقیقت مسئلہ پر بحث کر رہے تھے۔ ایک اور موقع پر میں نے کہا کہ اس کام میں تو ہم شامل تھے مگر ذکر تک نہیں ہوا اس پر آپ کو ملال ہوا۔ فرمایا: ایسا پست خیال نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان معمولی بات نہیں اس سے انسان بہت سے ابتلاء سے بچ سکتا ہے ورنہ بے حقیقت تکلیف سے دوچار رہتا ہے۔ نبیوں کی زندگیاں دیکھا کرو۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ ہم تم سے کسی اجر کے متقاضی نہیں ہمارا اجر تو خدا کے پاس ہے۔

شروع ہی سے آپؒ کو نئے طریق سے کام کرنے کی جستجو رہتی تھی مثلاً صدر خدام الاحمدیہ بنتے ہی خدام الاحمدیہ میں E-P-Section قائم کیا۔ بنگالی میں جو رپورٹس آتی تھیں ہم ان کا خلاصہ تیار کرتے تھے۔

پیغام حق پہنچانے کے لئے جدید راہیں اختیار کرنے کی تڑپ عرصہ سے آپ کے ذہن میں تھی اور عہد خلافت پر متمکن ہونے کے بعد تحریک جدید میں سمعی بصری ذرائع ابلاغ کے نام سے ایک شعبہ قائم فرمایا۔ بعدہ وکالت بنی اور ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے MTA کی شکل اختیار کر گیا۔

خدام کی صحت کے بارے میں ہمیشہ خیال رکھتے۔ مجھے یاد ہے کہ اجتماع کے دنوں میں بعد نماز فجر اجتماعی ورزش کرواتے تھے۔ آپ نے ورزش کے زینے کے نام سے ایک کتابچہ بھی تیار فرمایا تھا۔ مجھے برادرم شیخ ریاض محمود صاحب نے بتایا کہ حضورؒ جب خدام الاحمدیہ کے عہدیدار تھے تو میٹنگ، اجلاسات اور اجتماعات کے موقع پر خدام کی صحت کے بارہ میں عہدیداروں اور خدام کو بھی صحت و تندرستی کے بارہ میں متوجہ کرتے اور فرماتے کہ صحت مند نہ ہوں تو خدمت کس طرح کر سکیں گے۔

تو نے آغوش میں پناہیں دیں

لمحہ لمحہ شمار کرتے رہے
ہم ترا انتظار کرتے رہے

کل یا پرسوں کے تیرے وعدے کا
عمر بھر انتظار کرتے رہے

کاش جانو کہ ہم تمہارے بنا
کیسے لیل و نہار کرتے رہے

آنکھ ساون کو مات دیتی رہی
اشک چیخ و پکار کرتے رہے

جرم ٹھہرا یہاں پہ عشق تو ہم
جرم یہ بار بار کرتے رہے

تو نے آغوش میں پناہیں دیں
جب عدو ہم پہ وار کرتے رہے

جس بھی رہ پر تمہارے پاؤں پڑے
ہم اسے رہگزار کرتے رہے

زندگی ان پہ رشک کرتی رہی
تجھ پہ جو جاں نثار کرتے رہے

تیرے جانے سے ہم نے جانا ہے
تم ہمیں کتنا پیار کرتے رہے

(محمد طاہر ندیم ۔ لندن)

کون سا دل ہے کہ جو تیری چاہت سے تہی

پہلے ہی ہم ہجر کے مارے تھے از حد بے قرار
اب تُو پریتم چل دیا پردیس سے بھی دور پار

افتخارِ بزم تھا تُو عزم میں کوہِ وقار
اب تجھے ڈھونڈا کریں گے حشر تک لیل و نہار

تُو ہمارے پاس تھا پر آج پردیسی ہوا
اب کہاں پائیں گے ہم ابرِ بہاراں کی پھوار

سو گیا چپ چاپ تو اے بلبلِ شیریں نوا
پھرتے ہیں گلیوں میں دیوانے ترے پروانہ وار

ایک سناٹا سا ہے سارے گلستان پر محیط
ہر کسی کا دل دکھی ہے اور آنکھیں اشکبار

حرف گویا تیرے ہونٹوں پر مہکتے پھول تھے
ہر سخن جادو اثر تھا لفظ دُرِ شاہوار

آئینوں میں عکس و آہنگ ہیں ترے جلوہ پذیر
یہ تری یادوں کا اک شہر عجائب زر نگار

کون سا دل ہے کہ ہے جو تیری چاہت سے تہی
کون سا گھر ہے جہاں چھلکا نہیں ہے تیرا پیار

کون ہے جس نے نہ پایا تجھ سے فیضانِ دعا
کون ہے جس پر کرم تیرا ہوا نہ بار بار

کس کو بتلائے کہ کتنا بے سہارا ہو گیا
یہ ترا عابد ترا عاشق ترا خدمت گزار

جب زیادہ ہی دکھے تو دل کو سمجھاتے ہیں ہم
یہ ہمارا تو نہیں قادر کا ہے سب کاروبار

پہلے بھی ہم نے جہاں زیر زمیں رکھے ہیں چاند
پھر وہیں اگتی ہے دیکھی کہکشاؤں کی قطار

باغِ احمد میں کھلا پھر اک تر و تازہ گلاب
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آنے والے فضلِ رب سے تو سدا مسرور ہو
جانے والے تجھ پہ اس کی رحمتیں ہوں بے شمار

مبارک احمد عابد

تحریکات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ: طارق محمود بلوچ

1982ء

10 جون	حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو خاص دعاؤں میں یاد رکھنے کی تحریک
13 جون	عالم اسلام، امت محمدیہ نیز اہل فلسطین کے لئے دعا کی تحریک
18 جون	خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان اطاعت کے نمونہ پر ان کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک
18 جون	ظالم انسانوں کی دسترس سے عالم اسلام کے محفوظ رہنے کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی تحریک
22 جون	عالم انسانیت کے لئے دعا کی تحریک
9 جولائی	مقدمات میں ماخوذ احمدیوں کے لئے دعاؤں کی تحریک
19 جولائی	جھوٹ کے خلاف جہاد کی تحریک
6 اگست	ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم کرنے کا اعلان
16 اکتوبر	اجتماع لجنہ میں دعوت الی اللہ کا عالمگیر منصوبہ تیار کرنے کی تحریک
18 اکتوبر	طلبہ کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک (خصوصاً ہسپانوی، اطالوی اور پرتگالی)
18 اکتوبر	سپینش سیکھنے اور سپین میں وقف عارضی کرنے کی تحریک۔ یہی تحریک حضور نے 21 نومبر 82 کو دوبارہ فرمائی۔
23 اکتوبر	چوٹی کے زبان دان پیدا کرنے کی تحریک اور اس کے لئے جامعہ احمدیہ کو خصوصی توجہ کرنے کی تحریک
23 اکتوبر	علماء سلسلہ احمدیہ کو دینی و تربیتی موضوعات پر مختلف قسم کی کیسٹس تیار کرنے کی تحریک
24 اکتوبر	محرم کے ایام میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تحریک
29 اکتوبر	بیوت الحمد سکیم کا اعلان (بیت بشارت کے افتتاح کے شکرانے کے طور پر)
5 نومبر	تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک۔ ریٹائرمنٹ کے بعد احباب کو خصوصی وقف کی تحریک
12 نومبر	جماعت کے باہمی جھگڑے ختم کرنے کے لئے جہاد شروع کرنے کی تحریک
19 نومبر	نمازوں کی حفاظت کرنے کی تحریک
2 دسمبر	مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے Tracking اور Monitory سٹیشن قائم کرنے کی تحریک اور اس کام کے لئے زندگیاں وقف کر کے علمی خدمات پیش کرنے کی تحریک
2 دسمبر	انگریزی اور دوسری زبانوں میں جماعتی لٹریچر کی اشاعت کی تحریک
15 دسمبر	جماعت امریکہ کو 5 بیوت الذکر۔ 5 مشن ہاؤسز بنانے کی تحریک۔ اس مقصد کے لئے 25 لاکھ روپے کا مطالبہ
27 دسمبر	احمدی خواتین کو پردہ کی پابندی کی تحریک
27 دسمبر	الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کم از کم 10 ہزار کرنے کی تحریک

1983ء

28 جنوری	دعوت الی اللہ کی منظم تحریک کا آغاز۔ ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک
9 فروری	علمی مجاہدے کی تحریک
25 مارچ	سودی مالی نظام کو رد کر کے دینی مالی نظام کو رائج کرنے کی تحریک کی
یکم اپریل	(64 ویں مجلس مشاورت) تجارت اور صنعت کے منصوبے شروع کرنے اور ربوہ کو ماڈل شہر بنانے کی تحریک
20 اپریل	کینیڈا میں نئے مشن ہاؤس اور بیوت الذکر بنانے کے لئے جماعت کینیڈا کو چھ لاکھ ڈالرز جمع کرنے کی تحریک
مئی	غانا میں کئی سال سے بارش نہ ہوئی۔ وہاں سے دعا کی درخواست پر 40 روز دعاؤں کی تحریک
21 جون	احمدی سائنسدانوں اور انجینیئرز کو مفید ایجادات کر کے عام آدمی کی مشکلات دور کرنے کی تحریک
22 جون	امریکہ کو مالی قربانی میں اضافہ کی تلقین اور ہر چندہ دہندہ کو کم از کم 3800 ڈالر کا وعدہ کرنے کی تحریک
24 جون	رمضان میں خصوصیت کے ساتھ بکثرت دعاؤں کی تحریک
12 جولائی	عید پر غریبوں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنے کی تحریک
30,31 جولائی	جلسہ کینیڈا کے لئے پیغام میں تحریک کی کہ اپنے ملک میں بیوت الذکر اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کریں
19 اگست	دورۂ آسٹریلیا کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک
4 نومبر	جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے عارضی بستر بنانے کی تحریک
14 اکتوبر	کثرت سے تسبیح وتحمید اور استغفار پر زور دینے کی تحریک
21 اکتوبر	دنیا کو ہلاکت کے گڑھے سے بچانے کے لئے دعا کی تحریک
22 اکتوبر	احمدی خواتین کو عورتوں کے بارہ میں غیروں کے اعتراضات کے جواب تیار کرنے کی تحریک
11 نومبر	بیوت الحمد منصوبہ کے لئے ایک کروڑ روپے کی تحریک
16 دسمبر	بدرسوم کے خلاف جہاد کی تحریک
27 دسمبر	افریقی ممالک کے قحط کی مصیبت سے نجات پانے کے لئے دعا کی تحریک

1984ء

6 جنوری	عرب بھائیوں کے لئے متضرعانہ دعاؤں کی تحریک
3 فروری	مسجد اقصیٰ فلسطین کو بم سے اڑانے کی خبر پر احمدیوں کو ان شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنے کی تحریک
8 فروری	جلسہ سالانہ کے لئے مزید 500 دیگوں کی تحریک
فروری	روزنامہ الفضل کی اشاعت 7 ہزار سے بڑھا کر 20,15 ہزار کرنے کی تحریک
9 مارچ	دعا۔ اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا.........الخ کثرت سے پڑھنے کی تحریک
30 مارچ	ریٹائرڈ احباب کو خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک
6 اپریل	مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے سات خصوصی دعاؤں کی تحریک
4 مئی	من انصاری الی اللہ کی تحریک
18 مئی	انگلستان اور جرمنی میں دو نئے مراکز کے لئے صرف یورپ کی جماعتوں کو مالی تحریک

29 مئی	اسی تحریک کو حضور نے عام کرنے کا اعلان فرمایا
9 نومبر	افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے لئے مالی امداد کی تحریک
11 نومبر	حفظ قرآن کی تحریک

1985ء

24 مئی	جماعت احمدیہ کے خلاف عالمی سازشوں کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک
7 جون	دنیا بھر کے احمدیوں کو پاکستان کی سلامتی کے لئے جہاد اور دعاؤں کی تحریک
12 جولائی	نستعلیق خط کے کمپیوٹرائزڈ پریس کے لئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک
26 جولائی	نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے کمپوزنگ کے ماہرین کو وقف کی تحریک
13 ستمبر	ہالینڈ کے نئے مرکز کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی تحریک
25 اکتوبر	تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء
8 تا 22 نومبر	قیام نماز اور اس کی حکمتوں کے متعلق خطبات۔ بچوں کو نماز باترجمہ سکھانے کے لئے والدین کو تحریک
8 نومبر	ذیلی تنظیموں کو ہر ماہ مجلس عاملہ کا اجلاس قیام نماز پر غور کرنے کے لئے منعقد کرنے کی تحریک
15 نومبر	اسیران راہِ مولا کے لئے دعاؤں کی تحریک
22 نومبر	اللہ کی دوستی اور محبت کے لئے نوافل کی ادائیگی میں آگے بڑھنے کی تحریک
20 دسمبر	(جلسہ کی اجازت نہ ملنے پر) 26 دسمبر 1985ء کو رب اعلیٰ کے حضور یوم احتجاج منانے کی تحریک
27 دسمبر	وقف جدید کی تحریک کو عالمگیر کرنے کا اعلان۔
27 دسمبر	سندھی احمدی زمینداروں کو سندھ میں وقف عارضی کرنے کی تحریک

1986ء

14 فروری	ربنا ھب لنامن ازواجنا...... الخ۔ کثرت سے پڑھنے کی تحریک
21 فروری	قیامت کے نمونے دیکھنے کے لئے نمازیں پڑھنے اور گریہ وزاری کا شور مچانے کی تحریک
14 مارچ	سیدنا بلال فنڈ کا قیام
28 مارچ	توسیع مکان بھارت فنڈ کی تحریک
9 مئی	طلباء اور نوجوان نسلوں کے لئے دعا کی تحریک
28 جون	جلسہ سالانہ 1986ء پر جماعت انگلستان کو مہمانوں کے لئے گھر پیش کرنے کی تحریک
25 تا 27 جولائی	جلسہ سالانہ UK۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت کی تحریک
8 اگست	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مربوط جلسے دوبارہ شروع کرنے کی تحریک
8 اگست	اسلام اور بانی اسلام پر اعتراضات کے جوابات پوری دنیا میں شائع کرنے کی تحریک
15 اگست	اسلام کی حقیقی محبت حاصل کرنے کے لئے نمازوں میں زیادہ وقت گزارنے اور توجہ دینے کی تحریک
22 اگست	ہندوستان میں نئی چلائی جانے والی تحریک شدھی کے خلاف جہاد کی تحریک
17 اکتوبر	السویڈور میں زلزلہ زدگان خصوصاً یتامیٰ کی امداد اور کفالت کی تحریک

2 نومبر	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے عالمی سطح پر جہاد کی تحریک
28 نومبر	پاکستانی احمدیوں کو پاکستان کے خلاف ہر کوشش کو ناکام بنانے کے لئے جہاد کی تحریک
19 دسمبر	بچوں سے پہلے ماں باپ کی تربیت کا کام ذیلی تنظیموں کو سرانجام دینے کی تحریک

1987ء

2 جنوری	کوئٹہ اور ساہیوال کی جماعتوں کا ذکر کر کے اسیران کے لئے دعا کی تحریک
9 جنوری	سو سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن اور دیگر لٹریچر کی اشاعت کی تحریک
16 جنوری	لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر کی تعمیر کے لئے لجنات، انجمنوں اور مردوں کو 26 لاکھ روپے کی تحریک
16 جنوری	صد سالہ جوبلی منصوبہ میں نئے برسرروزگار احمدیوں کو شامل ہونے کی تحریک
30 جنوری	تحریک کہ صد سالہ جوبلی سے پہلے ہر خاندان مزید ایک خاندان کو جماعت میں داخل کرے
6 فروری	صد سالہ جوبلی کے موقع پر ہر ملک میں ایک یادگار عمارت بنانے کی تحریک
6 فروری	جنوبی امریکہ کے ممالک میں دعوت الی اللہ کے لئے تحریک جدید کو خصوصی توجہ کرنے کی تحریک
مارچ	اسی کام کے لئے پوری دنیا کے احمدیوں کو وقف عارضی کرنے کی تحریک
27 مارچ	اللھم انی اسئلک حبک....الخ یاد کرنے اور بکثرت ورد کرنے کی تحریک
3 اپریل	تحریک وقف نو کا اعلان
10 جولائی	واقفین نو کی تربیت کی تحریک
7 اگست	دنیاوی وجاہت کے حامل افراد کو بیوت الذکر کی صفائی کے لئے ایک ایک دن وقف کرنے کی تحریک
21 اگست	بیت النور ہالینڈ کی توسیع کے لئے مالی قربانی کی تحریک
18 ستمبر	بنگلہ دیش کے مظالم کا ذکر کر کے نئی تحریکات۔ بیوت الذکر کی تعمیر، منہدم شدہ (بیوت الذکر) کی بحالی اور وسعت کے لئے مالی قربانی کی تحریک۔ بیوت الحمد سکیم میں نئے منصوبے
11 نومبر	اسیرانِ راہ مولا کی خاطر ساری دنیا میں اسیران کے بہبود کی تحریک

1988ء

8 جنوری	جمعہ کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ کی تحریک
22 جنوری	گیمبیا میں نصرت جہاں سکیم کی تنظیم نو کی تحریک کا اعلان
11 مارچ	صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہر ملک میں نمائش گاہ تعمیر کرنے کی تحریک۔ جس میں زیادہ کام وقار عمل سے کیا جائے
17 جون	قیام عبادت کی طرف خصوصی توجہ کی تحریک
4 اگست	سپینش سیاحوں کی میزبانی کے لئے خدمات پیش کرنے کی تحریک
2 دسمبر	جمہوری حکومت کے آغاز پر اہل پاکستان کو مبارکباد اور جماعت کو تسبیح و تحمید کی تحریک

1989ء

3 فروری	افغان قوم اور عرب دنیا کے لئے دعا کی تحریک
3 فروری	علماء کے لئے دعا کی تحریک

24 فروری	سلمان رشدی کی کتاب Satanic Verses کا جواب دینے کی تحریک
24 فروری	احمدی نوجوانوں کو کثرت سے شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک
17 مارچ	احمدی خاندانوں کو اپنی تاریخ مرتب کرنے کی تحریک
12 مئی	جرمنی میں سو بیوت الذکر بنانے کی تحریک
12 مئی	نمازوں میں حضور کی تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ ہر احمدی کو سیکھنے کی تحریک۔
2 جون	سیرالیون کی مفلوک الحالی دور ہونے کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک
2 جون	پاکستانی بھائیوں کو دشمنوں کے شر اور شرارت سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کی تحریک
7 جولائی	واشنگٹن میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر میں حصہ لینے کی تحریک
3 اگست	خلیج کے بحران اور عالم اسلام کے مسائل کے حل کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک
12 اگست	خطاب جلسہ سالانہ U.K۔ افریقہ اور ہندوستان کے لئے پانچ کروڑ روپے کی مالی تحریک
12 اگست	پاکستان کے حالات جلد تر تبدیل ہونے کے لئے دعا کی تحریک
24 نومبر	پانچ بنیادی اخلاق اپنانے کی تحریک
یکم دسمبر	واقفین نو بچوں کو کم از کم تین زبانیں (مقامی زبان اردو اور عربی) سکھانے کی تحریک

1990ء

23 تا 25 مارچ	شوریٰ پر پُر معارف ہدایات میں حضور نے تحریک فرمائی کہ غرباء کی شادیوں پر خرچ کریں اور اسراف نہ کریں
15 جون	روس میں دعوت الی اللہ کے لئے زندگیاں وقف کر کے آگے آنے کی تحریک
جون	ایران میں زلزلہ سے پھیلنے والی تباہی اور ہندوستان کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی رقوم بھجوانے کی تحریک
3 اگست	خلیج کے بحران اور عالم اسلام کے مسائل کے حل کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

1991ء

4 جنوری	وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور معلمین بڑھانے کی تحریک
11 جنوری	خلیج کے بحران کے سلسلہ میں خصوصی دعاؤں کی تحریک
18 جنوری	خلیج کے بحران کے جلد خاتمہ کے لئے تمام احمدیوں کو صدقات دینے کی تحریک
18 جنوری	افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک کے لئے امداد کی تحریک۔
18 جنوری	امن عالم کے قیام اور مسلمانوں کے مصائب کے دور ہونے اور سچ کی فتح کے لئے دعاؤں کی تحریک
جنوری	کفالت یتامیٰ کی تحریک۔ کفالت یکصد یتامیٰ کمیٹی کا قیام
یکم مارچ	کامیابی کے حصول کے لئے لامذہب سیاست چھوڑ کر دینی سیاست کے اصول اپنانے کی تحریک
یکم مارچ	غیر ملکوں پر انحصار ختم کرنے، علوم و فنون میں ترقی کرنے اور نیتوں کو صاف کر کے انسانیت کو زندہ کرنے کی تحریک
26 اپریل	لائبیریا کے مہاجرین کے لئے امداد کی تحریک
10 مئی	دفتر خدام الاحمدیہ جرمنی ''ایوان خدمت'' کے لئے مالی تحریک
31 مئی	جماعتوں کو خطبات خلیفۃ المسیح کی آواز میں سنانے کے لئے زبردست تحریک

18 اکتوبر	روس میں دعوت الی اللہ کے لئے کثرت سے وقف عارضی کرنے کی تحریک
25 اکتوبر	اس دعا کی تحریک کہ میری زندگی میں ایک کروڑ افراد احمدی ہو جائیں
13 دسمبر	ہر ملک میں ایک مرکز دعوت الی اللہ کے قیام کی تحریک جس میں تمام ضروری لٹریچر اور لائبریری موجود ہو

1992ء

3 جنوری	کشمیر اور پاکستان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک
17 جنوری	تمام دنیا کے صنعتکاروں اور صاحب حیثیت افراد کو قادیان میں صنعتیں لگانے کی تحریک
17 جنوری	قادیان کی بچیوں کے رشتوں کے لئے تحریک
17 جنوری	قادیان میں جائیدادیں خریدنے کی تحریک
فروری	ہر داعی الی اللہ کو با قاعدہ منصوبہ بندی کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی تحریک
5 اپریل	عورتوں سے حسن سلوک کرنے کی تحریک
5 جون	سپین اور روس میں دوبارہ وقف عارضی کرنے کی تحریک
28 اگست	جماعت احمدیہ کے زیر انتظام خدمت خلق کی عالمی تنظیم کے قیام کا اعلان
2 اکتوبر	سابق روسی ریاستوں میں خدمت کے لئے مختلف شعبوں کے ماہر احمدیوں کو جانے کی تحریک
30 اکتوبر	بوسنیا کے یتیم بچوں، صومالیہ کے قحط زدہ عوام کے لئے عطیات دینے کی تحریک
30 اکتوبر	کینیڈا کے شہر مسی ساگا میں بیت الذکر کے لئے عطیات دینے کی تحریک
6 نومبر	احمدیوں کو بوسنیا میں جاری جہاد میں حصہ لینے کے لئے تیار رہنے کی تحریک
28 دسمبر	جلسہ سالانہ قادیان۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب دوبارہ زور و شور سے منعقد کرنے کی تحریک

1993ء

یکم جنوری	تحریک بہبود انسانیت
یکم جنوری	1993ء کے سال کو انسانیت کے سال کے طور پر منانے کی تحریک۔
یکم جنوری	'میثاق مدینہ' کو دنیا میں رائج کرنے کی تحریک
یکم جنوری	حکومتوں کے سربراہوں، دانشوروں اور اہل قلم کو خطوط کے ذریعہ بہبود انسانیت کی طرف متوجہ کرنے کی تحریک
8 جنوری	اپنی اولادوں کو امام وقت کے خطبات سے جوڑنے کی تحریک
8 جنوری	برصغیر کے سیاست دانوں کو سیاست کی اصلاح کرنے اور مذہبی اصولوں کو اپنانے کی تحریک
15 جنوری	عالم اسلام کے لئے دعا کی تحریک
15 جنوری	اپنے ممالک کے خیالات کی اصلاح کرنے کی تحریک
22 جنوری	تمام احمدیوں کو ظلم کے خلاف حق کی آواز جرأت کے ساتھ بلند کرنے کی تحریک
22 جنوری	تمام ممالک کے سربراہوں سے رابطے کر کے ان کو سچائی اور تقویٰ کی راہ پر بلانے کی کوشش کرنے کی تحریک
29 جنوری	بوسنیا کے آفت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے جاری فنڈ میں دل کھول کر آگے قدم بڑھانے کی تحریک
19 فروری	بوسنین خاندانوں سے مؤاخات قائم کرنے کی تحریک

2 مارچ	غریب بچیوں کی شادیوں میں حصہ لینے کی تحریک
14 مارچ	احمدی نوجوانوں کو ریسرچ ٹیمیں بنانے کی تحریک
مارچ	قدرت کے نظاروں پر مبنی فلموں کے بنانے اور ان کی لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک
26 مارچ	احباب جماعت کو ہر بری عادت کے بدلے ایک اچھی عادت اپنانے کی تحریک
9 اپریل	جماعتی نظام کی حفاظت کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کی تحریک
16 اپریل	اپنے گھروں اور معاشرہ کو جنت کا نمونہ بنانے کی تحریک
30 اپریل	جماعتی پروگراموں میں مہم کے طور پر نیک بزرگوں کے تذکرے زندہ رکھنے کی تحریک
14 مئی	احمدیوں کو ہر ملک میں رزقِ حلال کے حق میں جہاد کرنے کی تحریک
25 تا 27 جون	جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر ان کو سیاہ فام مظلوموں تک پہنچنے کی تحریک
2 جولائی	ذیلی تنظیموں کو عربی زبان سکھانے کے لئے منصوبہ بندی کرنے کی تحریک
31 جولائی	ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت 10 ہزار کرنے کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ دینے کا اعلان کرتے ہوئے 40 احمدیوں کو ہزار ہزار پاؤنڈ دینے کی تحریک
یکم اگست	(خطاب جلسہ سالانہ یوکے) جان و مال کی قربانی دے کر اللہ کی توحید کی حفاظت کرنے کی تحریک
13 اگست	بزرگ پرستی سے بچنے کی تحریک کیونکہ یہ آئندہ نسلوں کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے
17 ستمبر	نومبایعین کی خصوصی تربیت پر توجہ دینے کی تحریک
7 اکتوبر	قطب شمالی میں تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر کے لئے مالی تحریک
17 دسمبر	بنگلہ دیش کی مستعد، بہادر اور قربانی کرنے والی جماعت کے لئے دعاؤں کی تحریک

1994ء

14 جنوری	مجالس کو ذکر الٰہی سے سجانے کی تحریک
25 مارچ	فرانسیسی زبان سیکھنے کی تحریک نیز فرنچ زبان کے ساتھ امام وقت کی زبان اردو سیکھنے کی تحریک
26 مارچ	کسوف و خسوف اور طاعون کے نشان دیکھ کر ایمان لانے والے لوگوں کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تحریک کہ ان بزرگوں کے حالات و کوائف مقامی جماعت کے عہدیداروں کی تصدیق کے ساتھ براہِ راست حضور کی خدمت میں بھجوائیں
4 مئی	بنگلہ دیش میں آنے والے طوفان کے لئے دعا کی تحریک۔ وہاں کی جماعت بالخصوص خدام کو ہمت اور حوصلے سے امدادی کارروائی کی تلقین
6 مئی	اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ نسل پرستی کے خلاف بھرپور جدوجہد کرنے کی تحریک
6 مئی	ملکی اور علاقائی سطحوں پر اصلاحی کمیٹیاں بنا کر کام کرنے کی تحریک
6 جون	شہد پر منظم تحقیق کرنے کی تحریک۔ یہی تحریک حضور نے 17 اکتوبر 95ء اور 31 مارچ 2000ء کو بھی کی۔
22 جولائی	روانڈا (افریقہ) کے مظلومین کی امداد کے لئے تحریک
16 اگست	احمدی احباب کو مختلف دواؤں پر تحقیق کرنے کی تحریک اور اپنے منتخب کردہ پروگرام سے حضور کو مطلع رکھنے کی ہدایت تا کہ عالمی پیمانے پر اس تحقیقی کام کو منظم کیا جائے۔
19 اگست	نومبایعین کے لئے سارا سال جاری رہنے والی درسگاہوں کی تحریک اور اس کام کے لئے صاحب علم مرد و زن کو وقف عارضی کی تحریک

15 ستمبر	ایم۔ٹی۔اے کے لئے متنوع، دلچسپ اور مفید پروگرام تیار کرنے کی تحریک
6 دسمبر	کینسر پر ریسرچ کی تحریک
16 دسمبر	ایم۔ٹی۔اے کے لئے متنوع دلچسپ اور مفید پروگرام تیار کرنے کی تحریک

1995ء

3 جنوری	احمدی سائنسدانوں کو تحریک کہ اپنے اپنے مضامین میں ڈوب کر قدرت کی کارفرمائی کے نشانات دیکھا کریں
27 جنوری	Zoological Life یعنی حیواناتی زندگی کے ادوار پر تحقیق کرنے کے لئے احمدی سائنسدانوں کو تحریک
22 فروری	واقفین نو میں سے بہت گہرے محققین تیار کئے جانے کی تحریک
24 فروری	بیت الفتوح برطانیہ کے لئے پانچ ملین پاؤنڈ کی مالی تحریک
24 فروری	تمام دنیا میں احمدیہ بیوت الذکر کی توسیع کی تحریک
4 فروری	جاپان میں آنے والے زلزلہ کے لئے دعا کی تحریک
31 مارچ	نظام شوریٰ کے چارٹر کو مختلف زبانوں میں شائع کرنے کی تحریک۔ان تمام زبانوں میں جہاں مجلس شوریٰ قائم ہے۔
24 جون	بچوں کو تحریک کہ اپنے بزرگان کے حالات سے پوری طرح واقف ہونا چاہیے۔
24 جون	والدین کو تحریک کہ اپنے بچوں کو خاندان کے بزرگوں کے حالات سناتے رہیں
18 اگست	جماعت کے تیزی سے پھیلنے اور مالی تقاضے بڑھنے کے باعث جماعت کو مالی تحریک میں بڑھنے کی تحریک
10 نومبر	اپنے اپنے خاندان خاص طور پر خاندان کے ابتدائی بزرگوں اور خاندان میں احمدیت آنے کے بارہ میں واقعات وحالات مرکز کی تصدیق کے ساتھ مرتب کرنے کی تحریک
26 دسمبر	پاکستان اور بھارت کے احمدیوں کو خصوصاً اور دنیا کے دیگر احمدیوں کو عموماً دنیا کو انسانیت کی طرف بلانے کی ایک عالمی جدوجہد شروع کرنے کی تحریک

1996ء

29 جنوری	نصرانی فرقہ اور ان کے پرانے لٹریچر کے بارہ میں تحقیق کرنے کی تحریک
29 جنوری	صاف دل اور انصاف پسند مستشرقین کے لئے دعا کی تحریک
26 فروری	احمدیوں کو مصر کی قدیم تاریخ کی تحقیق میں عملی طور پر حصہ لینے کی تحریک
19 مارچ	ربوہ کے ہر گھر کو تین پھلدار پودے لگانے کی تحریک
شوریٰ 1996	ویڈیو ریکارڈنگ کے ذریعہ جماعتوں کو زبان سکھانے کی کلاسیں شروع کرنے کی تحریک
3 مئی	اپنے معاشرہ اور تہذیب کو جھوٹ سے پاک کرنے کی مہم جاری کرنے کی تحریک
3 مئی	گندی فلموں خصوصاً ہندوستانی فلموں کے زہر قاتل سے بچنے کی تحریک
3 مئی	پاکستان کی جماعتوں کو تحریک کہ جائزے لیں جہاں جہاں یہ گندگی ہے ان کو سمجھا کر منتیں کر کے ان کو بچانے کی کوشش کریں۔
16 مئی	بوسنین اور البانین کے لئے دعا کی تحریک
16 مئی	جھوٹے خداؤں کے ہاتھوں تکلیف اٹھانے والوں کے لئے دعاؤں کی تحریک
14 جون	امراء اضلاع کو امارت کے گہرے تقاضے پورے کرنے کی تحریک

20 ستمبر	بددیانتی کے خلاف مستعد ہونے کی تحریک
27 دسمبر	مشرقی یورپ کے ممالک میں بیوت الذکر اور مراکز کے لئے 15 لاکھ ڈالر کی مالی تحریک

1997ء

10 جنوری	ہر احمدی گھر میں ڈش انٹینا لگانے کی تحریک
23 مئی	جرمنی میں سو بیوت الذکر کی تعمیر کی تحریک (حضرت سیدہ مہر آپا کی وفات کے ساتھ)
30 مئی	غرباء اور مساکین کی خدمت کرنے کی خاص تحریک
4 جولائی	حضور نے تحریک فرمائی کہ نئی صدی کے آغاز سے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور روزانہ تلاوت قرآن ہوتی ہو۔

1998ء

2 جنوری	تحریک "وقف جدید" میں شاملین کی تعداد بڑھانے کی تحریک
یکم، 8 مئی	صحبت صالحین اختیار کرنے کی تحریک
3 مئی	بیلجیم کی بیت الذکر کے لئے مالی تحریک
3 مئی	انٹینا لگانے اور حضور کا خطبہ براہِ راست سننے کی تحریک
15 مئی	انصار کو باقی ماندہ زندگی خدا کے حضور پیش کرنے کی تحریک
17 مئی	داڑھی رکھنے کی تحریک
22 مئی	توفیق کے مطابق مالی قربانی نہ کرنے والوں کو پُر زور الفاظ میں مالی قربانی کرنے کی تحریک
29 مئی	پاکستان کی اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے پاکستانی احمدیوں کو بیرونی بینکوں سے اپنے اثاثے پاکستان منتقل کرنے کی تحریک
29 مئی	ایٹمی تابکاری سے بچنے کے لئے ادویہ کی تجویز اور دعاؤں کی تحریک
5 جون	ایلومینیم کے برتنوں کا استعمال چھوڑنے کی تحریک
12 جون	پاکستانی حکومت کو قیمتی مشورے اور ملک کے لئے دعا کی تحریک
19 جون	درس القرآن MTA سے استفادہ کرنے کی تحریک
یکم اگست	احمدی عورتوں کو غریب گھروں میں جا کر وقار عمل کرنے اور اُن کو رہنے سہنے کے ڈھنگ سکھانے کی تحریک
2 اگست	حضورؒ نے اپنی زندگی میں نئے احمدی ہونے والوں کی تعداد 10 کروڑ ہونے کے لئے دعا کی تحریک کی
7 اگست	انتظامی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے "سرخ کتاب" رکھنے کی تحریک
28 اگست تا 18 ستمبر	خطبات کا سلسلہ جن میں امانتوں کا حق ادا کرنے کی تحریک
14 ستمبر	احمدی سائنسدانوں اور ماہرین کو "علم الترب" پر ریسرچ کرنے کی تحریک
11 دسمبر	اسیران راہِ مولا کے لئے دعاؤں کی تحریک
25 دسمبر	امیر مسلم ممالک کو غریب ملکوں کے بچوں کے لئے دولت مختص کرنے کی تحریک
31 دسمبر	سید الاستغفار پڑھنے کی تحریک

1999ء

یکم جنوری	فضول خرچی اور اسراف سے بچنے اور ہر رمضان میں خیرات کی عام مہم چلانے کی تحریک

19 جنوری	غریبوں کے ساتھ عید منانے کو منظم رنگ دینے کی تحریک
29 جنوری	سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک
29 جنوری	انفرادی طور پر براہ راست گھر میں یتیم کی پرورش کرنے کی تحریک
5 فروری	اہل عراق کے بچوں، یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک
12 مارچ	کثرت سے استغفار اور درود شریف پڑھنے کی تحریک
19 مارچ	دین کی ترقی کے لئے بیوت الذکر کی تعمیر کا منصوبہ۔ تمام ملکوں کو متوجہ ہونے کی تحریک
26 مارچ	ہر قسم کے ظاہری و مخفی شرک کے خلاف جہاد کی تحریک
28 مارچ	افریقہ، بھارت، بنگلہ دیش اور دیگر غریب ممالک کے لئے اپنی قربانیوں کی رقوم بھجوانے کی تحریک
21 مئی	راہِ مولیٰ میں جان فدا کرنے والوں کے لواحقین کو جماعتی ریکارڈ کے لئے تفصیلات بھجوانے کی تحریک
26 مئی	مختلف قومیتوں کے لوگوں سے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام پڑھوانے کی تحریک
28 مئی	اردو زبان میں کارٹون بنانے کی تحریک
29 مئی	مختلف ممالک کے باشندوں کی آواز میں پڑھے ہوئے حضرت مسیح موعود کے کلام کی کیسٹس بھجوانے کی تحریک
19 نومبر	نماز تہجد اور نوافل میں حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعا۔ سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم . اللهم صلى على محمد و آل محمد پڑھنے کی تحریک۔ یہی تحریک حضور نے 26 اکتوبر 2001ء کو بھی فرمائی۔
20 نومبر	احمدیوں کو نئے ملینیم کے پروگرام کے طور پر دعوت الی اللہ کرنے کی تحریک۔ اور دنیا کے 1/10 حصہ تک احمدی لٹریچر پہنچانے کا منصوبہ

2000ء

14 جنوری	خدمت دین کے لئے روحانی جہاد میں کثرت سے حصہ لینے کی تحریک
4 فروری	جماعت احمدیہ کو پاک زبان استعمال کرنے کی مہم چلانے کی تحریک
3 مارچ	امراء کو تحریک کہ غرباء کی بستیوں میں جا کر ان پر کچھ خرچ کریں
23 اپریل	ہالینڈ میں ایک بڑی بیت الذکر کی تعمیر کی تحریک
2 جولائی	انڈونیشیا جیسا خلوص وپیار اپنے اندر پیدا کرنے کی دوسرے ملکوں کو تحریک
2 جولائی	جماعت انڈونیشیا کو تحریک کہ انفاق فی سبیل اللہ میں مثال بنیں اور کوشش کریں کہ آئندہ 25 سال میں جماعت انڈونیشیا 2 لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ ہو جائے۔
15 دسمبر	رشتہ ناطہ کے مسائل اور بے کاری دور کرنے کی سکیم تیار کرنے کا اعلان
22 دسمبر	خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کی تحریک

2001ء

19 جنوری	امراء کو تحریک کہ ذیلی تنظیموں انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے ذریعہ بھی رشتہ ناطہ کے کام میں کوشش کریں
26 جنوری	اللهم مزقهم كل ممزق......الخ کی دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک
16 فروری	بیت الفتوح کے لئے دوبارہ پانچ ملین پاؤنڈ کی تحریک (دسواں حصہ اپنی طرف سے دینے کا اعلان)
9 مارچ	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے اطاعت اور جاں نثاری کے سبق سیکھنے کی تحریک

22 جون	تہجد کی نماز کی عادت ڈالنے اور اس میں استغفار کرنے کی تحریک
9 نومبر	سبحان الذی سخر لنا ھذا...... الخ کی دعا سفر سے پہلے اور رستے میں ضرور پڑھنے کی تحریک
	ایک رؤیا کی بنا پر تمام ممالک میں تعلیمی بورڈ قائم کئے جانے کی تحریک

2002ء

9 نومبر	دعاؤں کی تحریک کہ خدا ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے غلبۂ (دین حق) کے وعدے ہماری آنکھوں کے سامنے پورے فرمائے۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت بخش سائے تلے لے آئے۔
5 دسمبر	عالم اسلام میں وحدت، اتفاق پیدا ہونے، دجال کے فتنوں کے شر سے محفوظ رہنے۔ خدا کے نام پر ستائے جانیوالوں، جماعت احمدیہ، چیچنیا، فلسطین اور کشمیر وغیرہ کے لئے دعا کی تحریک
5 دسمبر	اللھم مزقھم کل ممزق...... الخ اور اللھم انا نجعلک فی نحورھم...... الخ کی دعائیں کثرت سے پڑھنے کی تحریک

2003ء

13 جنوری	افریقہ سے باہر کے احمدیوں کو کثرت سے افریقہ کے ممالک کے دورے کرنے اور نو احمدیوں سے ملنے کی تحریک
21 فروری	مریم شادی فنڈ
4 اپریل	عراقی عوام کی مالی امداد کی تحریک

لب تجھے ڈھونڈا کریں گے حشر تک لیل و نہار

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے چوبیس گھنٹے

۱۹۹۳ء کی گرمیوں میں روس کے قومی ٹیلیویژن کے دو نمائندے حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملنے کے لئے آئے۔ ان کے ہمراہ احمدی دوست شکیل میاں صاحب بھی تھے۔ ملاقات کے دوران آپ کے کاموں کی تفصیل کا بھی ذکر چل نکلا جو اُن کے لئے غیر معمولی دلچسپی کا باعث تھا۔ آخر ان میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ اپنے دن رات یعنی چوبیس گھنٹوں کو کس طرح مصرف میں لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

''آج کل گرمیوں کا موسم ہے۔ صبح کی نماز پونے چار بجے ہوتی ہے۔ میں اس سے ایک گھنٹہ پہلے نماز تہجد کے لئے اٹھتا ہوں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں۔ اسی اثناء میں نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ میں نماز پڑھانے کے لئے (بیت الذکر) میں جاتا ہوں۔ نماز کے فوراً بعد باہر سیر کے لئے جاتا ہوں۔ یہ سیر تقریباً ایک گھنٹہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہاں سے واپس آکر میں غسل کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں سو جاتا ہوں۔

پندرہ منٹ کے بعد پھر اٹھ جاتا ہوں اور اپنا ناشتہ خود تیار کرتا ہوں جو کہ عموماً سیریلز (cereals) وغیرہ اور دہی پر مشتمل ہوتا ہے۔ ناشتہ کے بعد میں ڈاک دیکھتا ہوں اسی اثناء میں ٹی وی بھی لگا رکھتا ہوں اور جو خبر میرے مطلب کی ہوتی ہے اس کی طرف توجہ دیتا ہوں، باقی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے خطوط ملاحظہ کرتا رہتا ہوں۔ یہ سلسلہ تقریباً نو بجے تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد میں دفتر آجاتا ہوں اور ڈاک دیکھتا ہوں۔ جب دفتر کا عملہ آجاتا ہے تو پرائیویٹ سیکرٹری سے دن کی مصروفیات کی تفصیل منگواتا ہوں اور جو کام آج کے دن میں کرنے والے ہوں، وہ اور جن سے ملنا ہو، ان کی منظوری دیتا ہوں۔ اس طرح دفتری کام شروع ہو جاتے ہیں۔ خطوط اور رپورٹس پر پرائیویٹ سیکرٹری کو ہدایات نوٹ کرواتا ہوں۔ دفتری معاملات کے لئے مختلف شعبوں کے سیکرٹری ہدایات لینے کے لئے آتے ہیں۔ بعض دفعہ دیگر ملاقاتی بھی آتے ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ ظہر کی نماز تک جاری رہتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر میں نماز کی تیاری کے لئے گھر جاتا ہوں اور پھر (بیت الذکر) میں آکر نماز پڑھاتا ہوں۔ اس کے بعد گھر آکر دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں جس کے بعد سو جاتا ہوں۔ پھر پندرہ منٹ کے بعد اٹھ جاتا ہوں اور دفتری رپورٹس اور خطوط ملاحظہ کرتا ہوں۔ چار بجے کے قریب دفتر آجاتا ہوں۔ آج موصول ہونے والی ڈاک تیار ہو چکی ہوتی ہے، وہ

منگواتا ہوں اور اسے دیکھتا ہوں۔ (اس روزانہ کی ڈاک میں کم وبیش تین سو خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں طویل رپورٹس بھی ہوتی ہیں) اس اثناء میں دیگر دفتری کام بھی ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں حتی کہ نماز عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں گھر جاتا ہوں۔ میری ہدایت کے مطابق چائے تیار ہوتی ہے۔ چائے نوش کرتا ہوں اور دفتر آجاتا ہوں جہاں خطوط ملاحظہ کرتا ہوں، ان پر ہدایات دیتا ہوں، دفتری ملاقاتیں کرتا ہوں اور مختلف شعبوں کو جماعتی امور اور مسائل کے سلسلہ میں ہدایات دیتا ہوں۔ اس کے بعد احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں کرتا ہوں۔ ان ملاقاتوں میں لوگ انفرادی طور پر بھی آتے ہیں اور اپنی فیملیوں کے ساتھ بھی۔ ان ملنے والوں کی تعداد کم وبیش تیس اور پچاس کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ ساڑھے نو بجے تک جاری رہتا ہے۔ ساڑھے نو بجے مغرب کی نماز ہوتی ہے۔ نماز کے بعد میں گھر چلا جاتا ہوں۔ رات کا کھانا تیار ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد جو وقت عشاء کی نماز تک ہو، اسے ڈاک دیکھنے یا مطالعہ کرنے میں صرف کرتا ہوں۔ ساڑھے دس بجے عشاء کی نماز پڑھانے جاتا ہوں۔ اس کے بعد گھر آجاتا ہوں اور مطالعہ کرتا ہوں۔ رات گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان کسی وقت سو جاتا ہوں۔ صبح نماز تہجد کے لئے اڑھائی بجے اٹھ جاتا ہوں۔ تقریباً اسی طرح کی مصروفیت سردیوں میں بھی رہتی ہے۔ صرف اتنا فرق پڑتا ہے کہ رات کو چند لمحے نیند زیادہ میسر آجاتی ہے۔"

(مکرم ہادی علی چوہدری صاحب)

خوب سجی یادوں کی محفل

مکرم رفیق احمد حیات صاحب کے ساتھ ایک شام

مجلس ادارت ماہنامہ ''خالد'' نے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر .U.K کے ساتھ دسمبر ۲۰۰۳ء بمقام تحریک جدید گیسٹ ہاؤس ربوہ میں ایک نشست کی، جس میں مکرم امیر صاحب نے پیارے آقا کی حسین یادوں کا تذکرہ کیا۔ ان یادوں کو قارئین ''خالد'' کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

میری پیدائش افریقہ میں ہوئی اور چھ سال کی عمر میں مَیں پہلی بار پاکستان آیا۔ افریقہ میں نیروبی کینیا میں ہم مقیم تھے۔ چنانچہ وہاں سے ہم انگلینڈ چلے گئے اور پھر لندن میں مقیم ہوگئے۔ ان دنوں ہمارا مرکز سے بہت کم رابطہ تھا۔ وہاں پر ہماری بنیادی تربیت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد دوسری بار میں بیس سال کے بعد 1981ء میں پاکستان آیا۔ 1981ء میں جب مَیں پاکستان آیا تو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے انگلش قرآن کریم کی کچھ کاپیاں دیں کہ یہ کاپیاں میاں برادران کو میری طرف سے تحفۃً دے دینا۔ ان میاں برادران میں سے ایک میاں طاہر بھی تھے۔ جن کے ساتھ میرا ابھی تک تعارف نہیں ہوا تھا۔ میں سب کے گھر گیا اور ان کو تحفہ پہنچایا۔ ایک جو نہیں ملے وہ میاں طاہر نہیں ملے۔ جب میں ان کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی مجلس سوال و جواب کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک میاں طاہر صاحب کے ساتھ میرا بالکل کوئی تعارف نہیں تھا۔

پاکستان میں میں اپنے قیام کے دوران جب جھنگ گیا تو میرے برادر نسبتی نے مجھے ایک کسیٹ سنائی۔ میں اس کو سن کر بہت متاثر ہوا اور میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ میاں طاہر احمد ہیں۔ یہ ان کی ایک مجلس سوال جواب کی کیسٹ (Cassette) ہے۔ مجھے جو چیز پسند آئی وہ یہ تھی کہ بڑے اہم موضوعات مثلاً وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت وغیرہ کا صرف ایک گھنٹے میں بڑے احسن انداز میں احاطہ کرلیا تھا، آپ کی آواز نہایت پُر شوکت تھی۔ میں لندن میں تعلیم القرآن کلاسز لیا کرتا تھا تو میں نے حضور رحمہ اللہ کی وہ کیسٹ کاپی کرلی کہ میں خدام کو سناؤں گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی عجیب شان ہے کہ اس نے ہم لندن میں رہنے والے خدام سے کس طرح حضور رحمہ اللہ کو غائبانہ طور پر متعارف کروایا۔

* * * *

۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کی صبح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ کا انگلستان میں ورود ہوا۔ اس وقت تک مجھے حضور سے ذاتی طور پر ملنے کا شرف حاصل نہیں تھا۔ حضورؒ کے انگلستان تشریف لانے کے دوسرے دن جب آپ مبارک احمد ساقی صاحب کے ساتھ اپنے دفتر سے بیت الذکر کی طرف تشریف لا رہے تھے میں اس وقت گیٹ پر ڈیوٹی دے رہا تھا۔ آپ نے مجھے دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔ بعد میں ساقی صاحب نے مجھے بتایا کہ حضورؒ نے میرے بارے میں ساقی صاحب سے دریافت کیا تھا۔ میں حیران تھا کہ اتنے لوگوں میں جو ڈیوٹی پر تھے حضورؒ نے یہ شرف مجھے بخشا۔ بہر حال یہ میرا حضورؒ کے ساتھ پہلا رابطہ تھا۔

حضور رحمہ اللہ کی آمد کے بعد لندن کے اس خوابیدہ علاقے میں یک دم سرگرمی اور جوش آ گیا۔ لندن بیت الذکر ہر وقت دنیا بھر سے آنے والے لوگوں سے مصروف نظر آنے لگی۔ ان دنوں حضورؒ ہفتہ میں ساتوں دن مجلس عرفان میں جلوہ افروز ہوتے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ حضور اور انگلستان کی جماعت کے افراد کے درمیان ایک گہرا رشتہ اور تعلق پیدا ہو رہا تھا۔

* * * *

۱۹۸۷ء میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب (جو کہ اس وقت امیر جماعت برطانیہ تھے) نے مجھے مطلع کیا کہ حضور نے ہدایت کی ہے کہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری سنبھالوں۔ یہ تقرری اچانک مجھے حضورؒ کے قرب میں لے آئی اور میری حضورؒ کے ساتھ ہر نماز کے وقت ملاقات ہونے لگی۔ حضورؒ میرے ساتھ بہت شفقت فرماتے اور ہر موقعہ پر میری حوصلہ افزائی فرماتے۔ اس طرح میرا حضورؒ کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہوا۔ حضورؒ ہمیشہ ہی جماعت کے نوجوانوں میں بہت دلچسپی لیتے اور ہماری تربیت کی خاطر ہمیں ہمیشہ زیادہ وقت دیتے اور ہماری ہر تقریب میں شرکت فرماتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو باربی کیو بہت پسند تھے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب میں خدام الاحمدیہ میں تھا۔ ہماری خدام الاحمدیہ کی ٹیم بیت الفضل لندن کے احاطہ کے مین گیٹ کے نزدیک باربی کیو کیا کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ حضورؒ بھی وہاں آ جاتے، ہماری ٹیم کے ساتھ گفتگو فرماتے اور ساتھ کچھ کباب لیتے تھے۔ کچھ کباب خدام حضور رحمہ اللہ کو تیار کر کے دیتے جو حضورؒ اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

* * * *

خدام الاحمدیہ کے دور میں جب بھی ہم کسی فنکشن کا انتظام کرتے اور خاکسار حضور سے شمولیت کی درخواست کرتا تو حضورؒ از راہ شفقت فرماتے کہ میں ضرور آؤں گا اور جتنے بھی مصروف ہوتے حضور ضرور تشریف لاتے۔

عموماً ہم کوئی تفریح کا پروگرام کر لیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک دفعہ انگریز دوستوں کی ٹیم کے ساتھ ہم نے کرکٹ میچ کا انتظام کیا تو شام کو باربی کیو کر لیا۔ اس میں حضرت

صاحب بھی از راہ شفقت تشریف لائے۔ اسی طرح آپؒ بعض اوقات ہمارے ساتھ کئی گھنٹے بیٹھتے، گفتگو فرماتے اور لطیفے سناتے۔ حضور کو سیخ سے کباب اتار کر کھانا بہت پسند تھا۔

* * * *

(مکرم امیر صاحب کے صاحبزادے عزیزم طارق حیات بھی مجلس میں موجود تھے انہوں نے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا)

حضور رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں حضور اسلام آباد کے کمپلیکس سے باہر نکل کر ٹلفورڈ کے علاقے میں صبح فجر کے بعد سیر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اسلام آباد کے مین گیٹ کی ٹیم نے جلسے کے آخری دن یا جلسے کے فوراً بعد فجر کے وقت باربی کیو کیا ہوا تھا اور وہ کباب وغیرہ بنا رہے تھے۔ اسی دوران حضورؒ وہاں تشریف لے آئے اور آکر سلام کیا اور باربی کیو کی ایک سیخ ہاتھ میں پکڑ لی اور چہل قدمی کرتے ہوئے اسے کھانے لگے۔ حتیٰ کہ حضرت صاحب اپنے گھر تک جو تقریباً پانچ سو گز کا فاصلہ ہے، ہاتھ میں سیخ پکڑے گرما گرم کباب کھاتے رہے اور پھر سکیورٹی گارڈ کے ذریعے حضورؒ نے وہ سیخ واپس بھجوادی۔

* * * *

حضور رحمہ اللہ کو سادہ پلاؤ پسند تھا۔ اس کے علاوہ زردے کی کروڑی حضور کو بہت پسند تھی۔ ہری مرچ شوق سے کھاتے اور بعض اوقات اس کی چٹنی بنا کر شوق سے لیتے۔ نان کو روسٹ کر کے کھاتے۔ حضورؒ شدید ٹھنڈا پانی پینا پسند فرماتے تھے۔

حضور رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ صبح سیر پر جاتے ہوئے اپنے ہمراہ کچھ روٹی کے ٹکڑے لے جایا کرتے تھے جو وہاں پر موجود پرندوں کو ڈالتے تھے۔ بیت الفضل کے احاطہ کے قریب کچھ لومڑیاں رہا کرتی تھیں جو باقاعدہ آیا کرتی تھیں۔ سکیورٹی والوں کو حضور انورؒ کی طرف سے خاص ہدایت تھی کہ بیت الفضل کے گیٹ کے باہر گوشت رکھنے کا انتظام ہونا چاہیے اور وہ باقاعدہ آکر کھایا کرتی تھیں۔

* * * *

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت صاحب کی نظر ایک ایسے کبوتر پر پڑی جس کے پَر تیل میں گرنے کی وجہ سے خراب ہو گئے تھے۔ حضورؒ نے اس کبوتر کو مکرم جہانگیر صاحب کے سپرد کیا اور ہدایت کی کہ اس اس طریق پر اس کا علاج کرو اور حضور رحمہ اللہ مسلسل اس پرندے کے متعلق پوچھتے رہے جب تک کہ وہ مکمل ٹھیک نہ ہو گیا۔
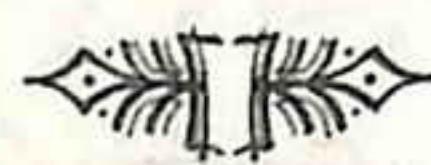
حضورؒ ایک مشاق کھلاڑی تھے اور آپ کو سکواش کا بہت شوق تھا۔ آپ ہمیشہ سکواش ٹورنامنٹ میں شرکت فرماتے اور اس دوران خود بھی کھیل میں حصہ لیتے۔ ایک دفعہ حضورؒ نے فرمایا کہ آپ سکواش کے کھیل کا انتظام کریں میں خود

بھی کھیلنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہم نے کمبر روڈ کے ایک کلب میں اس کا انتظام کیا۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ مکرم میجر محمود صاحب کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

ان دنوں ہاکی اور کرکٹ کے میچز بھی مجلس خدام الاحمدیہ منعقد کیا کرتی تھی اور یہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا ولولہ تھا کہ آپ نے (......) ٹائیگر احمدیہ (MTA) ہاکی ٹیم بنانے میں حوصلہ افزائی فرمائی اور اس ٹیم نے کئی قومی اور عالمی ٹورنامنٹس میں حصہ لیا۔ آپ ایک ماہر نشانہ باز بھی تھے اور عموماً Clay Pigeon کی نشانہ بازی کی مشق کرنے اسلام آباد تشریف لاتے اور مارشل آرٹ کی نمائش سے بھی محظوظ ہوتے۔ لیکن حضور کا سب سے پسندیدہ کھیل کبڈی تھا اور ماہر کھلاڑیوں کی کبڈی ٹیم کے میچز دیکھنا پسند فرماتے۔ حضور رحمہ اللہ کا نوجوانوں کے ساتھ اس طرح بے تکلفی سے مل جل جانا نوجوانوں کو خلافت کے قریب لانے میں بہت ممد ثابت ہوا۔

کھیلوں میں حضور رحمہ اللہ کو باسکٹ بال بھی پسند تھی۔ کرکٹ کا بھی حضور رحمہ اللہ شوق رکھتے تھے۔ آخری بیماری کے ایام میں حضور خاص طور پر کرکٹ میچز کی ریکارڈنگ منگوا کر پرانے میچ دیکھا کرتے تھے۔ پاکستانی ٹیم کے ساتھ حضور کو خاص پیار تھا۔ ہم نے خدام کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔ وہ پرانے میچ ڈھونڈتے اور نئے بھی ریکارڈ کرتے جن کو حضورؒ ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔

❖❖❖

خدام الاحمدیہ کے دور کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضورؒ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ آپ ریسرچ ٹیمیں تیار کریں۔ تو میں نے لجنہ اماء اللہ اور خدام کی ٹیمیں تیار کیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ ہمیں مختلف عناوین دیتے کہ اس پر ریسرچ کریں۔ حضور رحمہ اللہ کو شوق تھا کہ ہر چیز میں گہرا مطالعہ ہو۔ حضور رحمہ اللہ ہمیں ہر روز بلا لیا کرتے تھے اور جو بھی ریسرچ شروع ہوئی ہوتی اس پر گفتگو فرماتے اور ہماری راہنمائی فرماتے اور مزید تحقیق کی راہوں کو ہم پر کھولتے۔ کافی سال یہ کام ہوتا رہا۔ پھر حضورؒ نے مجھے فرمایا کہ اس کو شائع کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس تحقیق پر مشتمل مضامین ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوتے رہے۔

❖❖❖

جب حضورؒ نے سوئٹزرلینڈ کی یونیورسٹی میں Revelation کے عنوان پر خطاب فرمایا تو بعد میں حضورؒ نے مجھے بتایا کہ آڈیٹوریم بھرا ہوا تھا اور بتایا کہ تاریخ میں صرف دو دفعہ کسی لیکچر میں اتنے لوگوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ ایک دفعہ جب چرچل نے وہاں آکر خطاب کیا تھا اور دوسری دفعہ جب حضورؒ نے خطاب کیا ہے۔

(حضور اپنی معرکۃ الآراء کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ لیکچر ۱۴ جون ۱۹۸۷ء کو جمعرات کی شام سوا آٹھ بجے زیورچ یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں ہوا۔ اس وقت تمام آڈیٹوریم اس قدر بھرا

ہوا تھا کہ انتظامیہ کو ایک اور آڈیٹوریم کا بھی انتظام کرنا پڑا جہاں پر یہ لیکچر بذریعہ ٹیلیویژن اور لاؤڈ سپیکر سنا گیا۔ حضور فرماتے ہیں کہ یہ وہی آڈیٹوریم ہے جہاں 9 ستمبر 1946 کو سر ونسٹن چرچل نے وہ یادگار خطاب دیا تھا جس کا عنوان Let Europe Arise تھا اور یہی لیکچر European Common Market کے وجود کا باعث بنا۔ (ادارہ)

ہماری جماعت میں بہت بڑی بڑی شخصیتیں تھیں اور ان کا حضورؒ کے ساتھ تعلق بیان کرنے کو ایک کتاب چاہیے۔ چند ایک کے بارے میں مَیں کچھ کہہ سکتا ہوں۔ حضور کو چوہدری انور حسین صاحب امیر شیخوپورہ سے بہت محبت تھی۔ آپ کا اپنا ایک طرز مزاح تھا اور آپ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر لندن تشریف لاتے اور یہ طریق آپ کا آپ کی وفات تک رہا۔ آفتاب خان صاحب، مبارک ساقی صاحب اور شریف اشرف صاحب اور چند لوگ ہیں جن کی رفاقت حضورؒ پسند فرماتے تھے۔

حضور رحمہ اللہ نے بہت سی معزز شخصیات کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ بہت سے ایسے احباب تھے جو نہ چاہتے ہوئے بھی حضور کی طرف کھنچے جاتے تھے۔ ایک ڈیوڈ ملر (David Miller) ایم پی تھے جن کو حضور کی شخصیت بہت پسند تھی اور مختلف بہانے سے حضور سے آکر ملتے اور ہدایات لیتے تھے۔ اسی طرح ٹام کاکس (Tom Cox) بارہا آیا کرتے تھے۔ وہ قادیان میں بھی 1991ء میں ہمارے ساتھ آئے تھے۔ ٹونی کولمین (Tony Colman) کہا کرتے تھے کہ حضورؒ سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور وہ میرے باپ کی طرح ہیں۔ حضور انور رحمہ اللہ کو مجلس سوال و جواب کا بہت شوق تھا۔ اور ہمیں خاص طور پر ہدایت کی ہوئی تھی کہ جتنے لوگ آپ اکٹھے کر سکتے ہیں، کریں۔ چنانچہ ہم بہت لوگوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

حضور رحمہ اللہ ہمسایوں کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے۔ یہ میرے خدام الاحمدیہ کے دنوں کی بات ہے کہ بیت الفضل کے اردگرد بسنے والے لوگوں کو حضور رحمہ اللہ کرسمس پر گفٹ کیک اور تحائف بھجوایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان سب سے علیحدہ علیحدہ ڈنر سٹنگ کروں۔ ہماری بیت الذکر کے علاقے میں کافی معزز شخصیات رہتی ہیں اور کافی مہنگا علاقہ ہے۔ چنانچہ میں نے ایک ایک کر کے ہر فیملی کو مدعو کیا اور حضور رحمہ اللہ گیسٹ ہاؤس میں ان کے ساتھ بیٹھ کر ڈنر کرتے رہے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ ان سب کا حضورؒ کی وفات کے وقت بہت مثبت رویہ تھا۔ بہت تعزیت کے خطوط انہوں نے لکھے اور ان میں سے بیشتر حضورؒ کے جنازہ پر بھی آئے۔ بعض دفعہ نئے آنے والے لوگ یہ خیال کرتے کہ یہ پگڑی والا کون سا پاکستانی شخص بیٹھا ہے۔ لیکن جب گفتگو کا سلسلہ شروع ہوتا تو حضورؒ ان کو ان کے مخصوص مضمون

کے بارے میں اتنا گہرائی میں جا کر بتاتے کہ وہ حیران رہ جاتے کہ اس شخص کو اتنا علم کہاں سے آیا ہے اور کئی دفعہ وہ مجھے آکر کہتے کہ ہمیں اپنے مضمون پر خود اتنا عبور نہیں جتنا انہوں نے ہمارے مضمون کے بارے میں بتایا ہے۔

ایم ٹی اے کے متعلق حضور رحمہ اللہ کی ہدایت تھی کہ اس میں کچھ بھی تصنّع نہ ہو۔ جو ہے وہی سامنے آنا چاہیے۔ کسی قسم کا تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت احمدیہ لندن کے ہر شعبہ میں بہت تیزی سے ترقی کی مساعی ہو رہی تھیں۔ حضورؒ نے ایک دن مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ ماریشس تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں سے سیٹلائٹ کے ذریعہ آپ کی تقریر کے براہ راست نشر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے اور وہاں سے واپس تشریف لانے پر یہ انتظام انگلستان اور روس سے شروع کیا جائے گا۔ ہم ۱۲ گھنٹے یہ پروگرام روزانہ ایشیا اور مشرق بعید میں ٹرانسمٹ کریں گے۔ آپ نے ہدایت دی کہ ایک ٹیم تیار کی جائے جو پروگراموں کے ٹیپ تیار کرے جو روس بھجوائے جا سکیں۔ کام شروع کرنے کے لئے حضورؒ نے ہدایت فرمائی کہ کم از کم ایک مہینہ کی ٹرانسمیشن کیلئے ٹیپ تیار ہوں اور اس کے بعد باقاعدہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ بہت بڑا کام تھا لیکن حضورؒ کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہم وقت سے پہلے ہی اس کام کیلئے مکمل طور پر تیار تھے۔ حضور کو اس نئے منصوبہ میں بہت دلچسپی تھی اور ہمارے پاس شروع شروع میں کوئی زیادہ سہولتیں بھی میسر نہیں تھیں لیکن ہم اس سیٹلائٹ TV کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ ہمارا سٹوڈیو ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ہم مشکل سے چند لوگوں کو بٹھا سکتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ حضورؒ نماز کے فوراً بعد سیدھے وہاں تشریف لاتے اور دنیا بھر میں جانے والی Live Broadcast کرتے۔ اس کے بعد تھوڑے وقفہ سے ہم دوسرے Live پروگرام کرنے کا سلسلہ شروع کرتے۔ اناؤنسر ایک طرف کھڑا ہوتا اور ہم جلدی جلدی لوگوں کو کرسیوں پر بٹھا کر اپنا پروگرام شروع کرتے۔ ان معمولی شروعات سے ہم نے آہستہ آہستہ حضورؒ کی زیر ہدایت پروڈکشن ٹیم، ڈاکومنٹری ٹیم، خبروں کی ٹیم اور لائبریری وغیرہ بنائیں اور ایک خاص شکل اختیار کرنی شروع کی۔ اس تمام عرصے میں ہم حضورؒ کی ہدایات سے مستفید ہوتے رہے اور حضورؒ کی دلچسپی اس قدر تھی کہ ہم روزانہ کی رپورٹ حضور رحمہ اللہ کو بھجواتے اور حضورؒ ہمیشہ ہمیں محبت بھرے اور شفیق انداز میں اپنی ہدایات بھجواتے۔ تحفوں اور مٹھائی کے ساتھ ہماری ہمت بڑھاتے، تقریباً روز ہی حضورؒ سے ملاقات ہوتی۔ پروگرام کے دوران یا بعد میں حضورؒ ہماری ہمت بڑھاتے اور MTA کے اس مشکل دور میں ہمیں ہمارے مقصد کی طرف محرک رکھتے۔

* * * *

مجھے یاد ہے کہ جب پہلے جلسہ میں ہم نے مختلف

سجدہ کرے زمیں پہ تو ہو عرش پر نماز
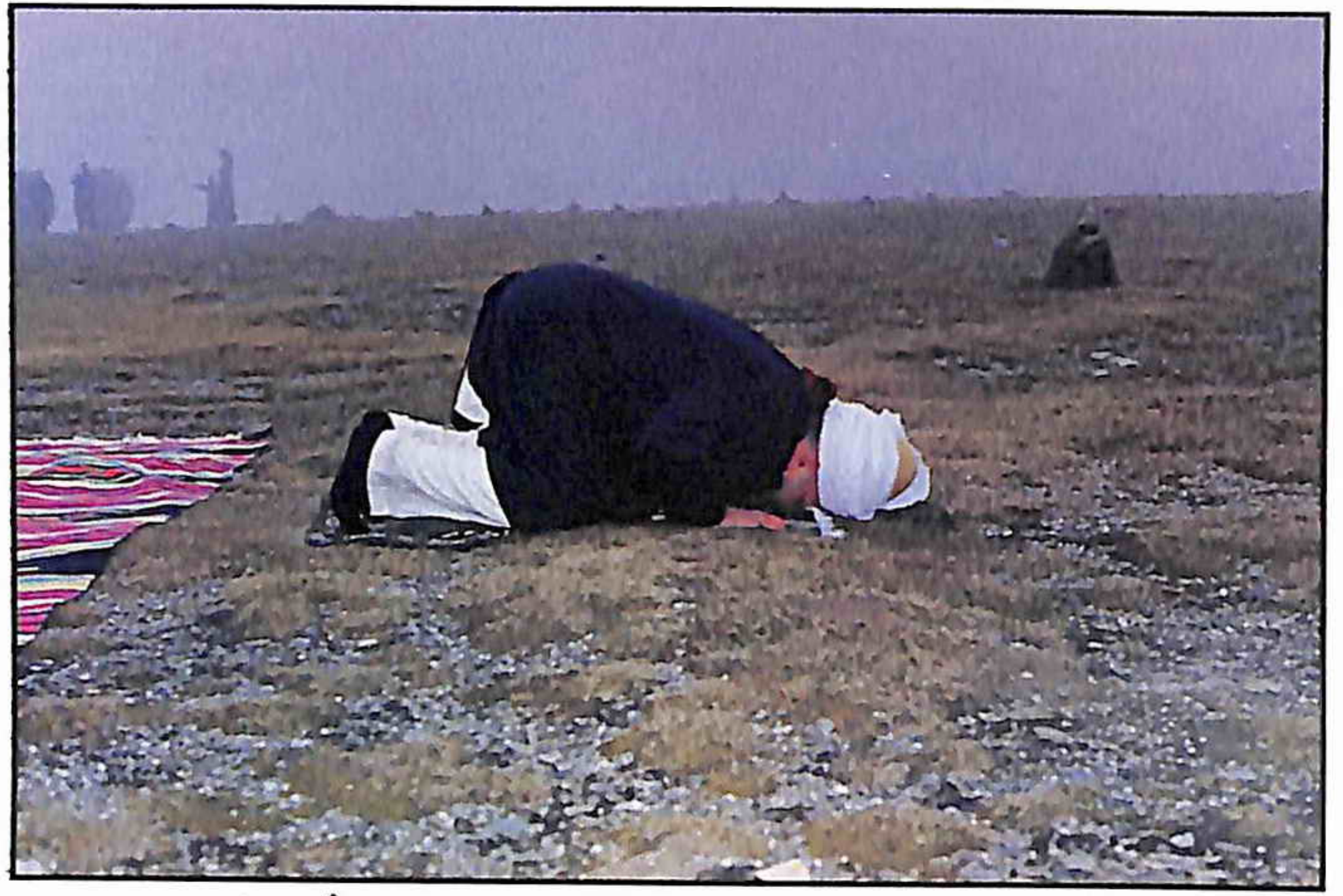
NORD CAP ناروے۔رات ساڑھے بارہ بجے کے بعد نوافل ادا کرتے ہوئے

(تصویر سورج کی قدرتی روشنی میں لی گئی)

NORD KAP کے مقام پر
پہلی نماز (مغرب) ادا کرتے ہوئے

نارتھ پول کی جانب زمین کا انتہائی کنارہ
1993ء
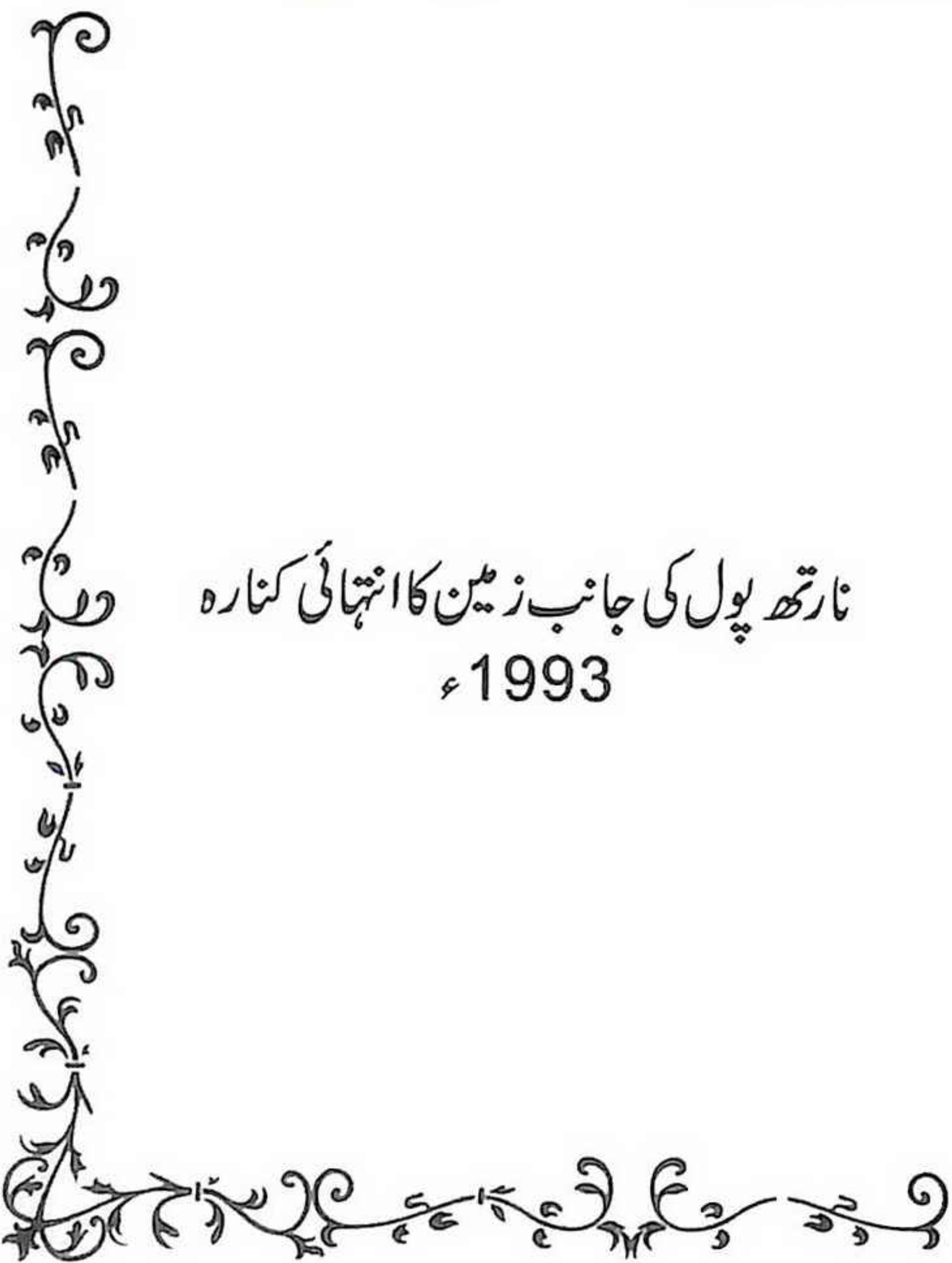
تحسین تیری عمر کہ جس عمر میں تُو نے　　صد خضر کی عمروں سے سوا کام کیا ہے
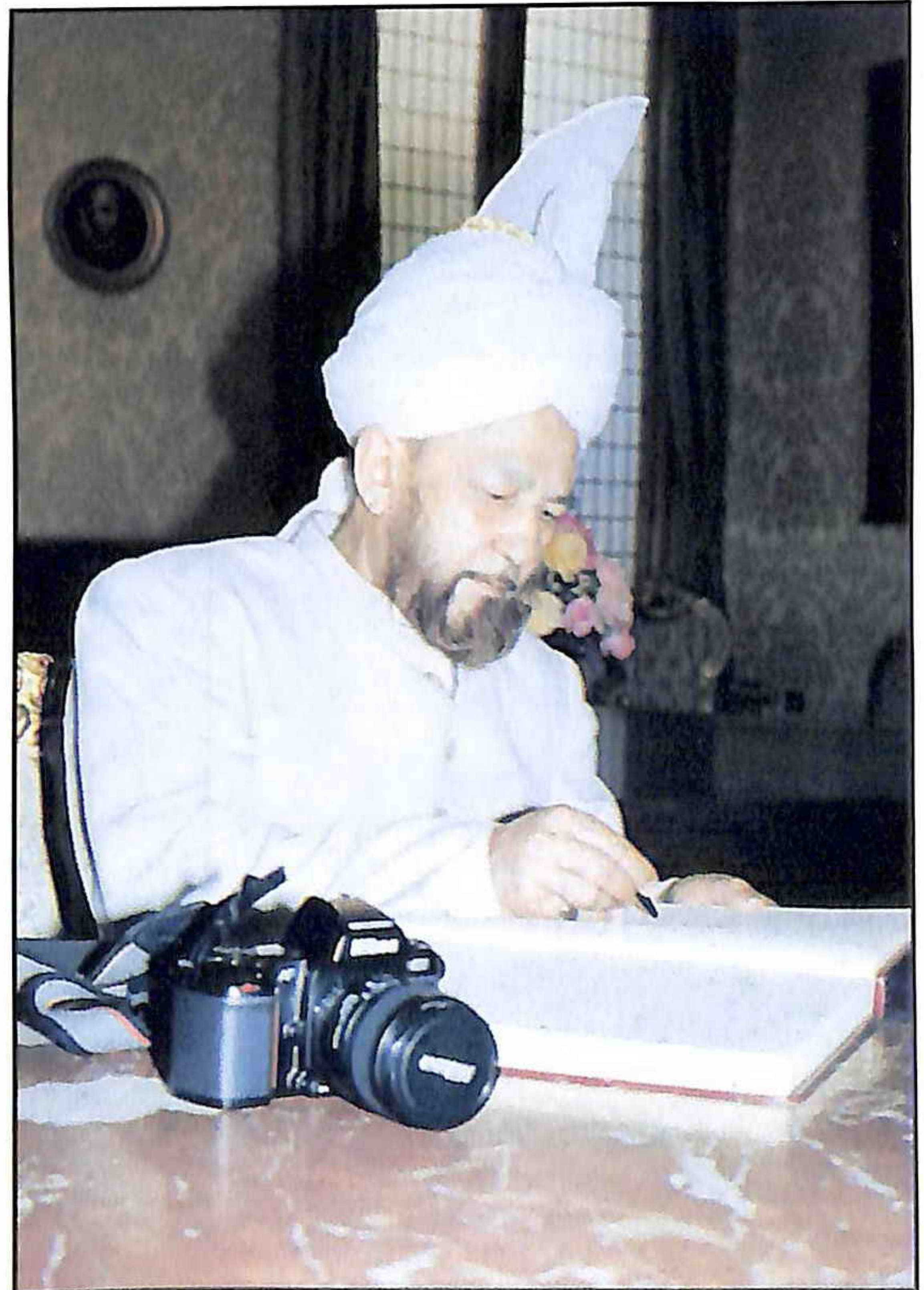
حضور رحمہ اللہ مصروفِ گفتگو
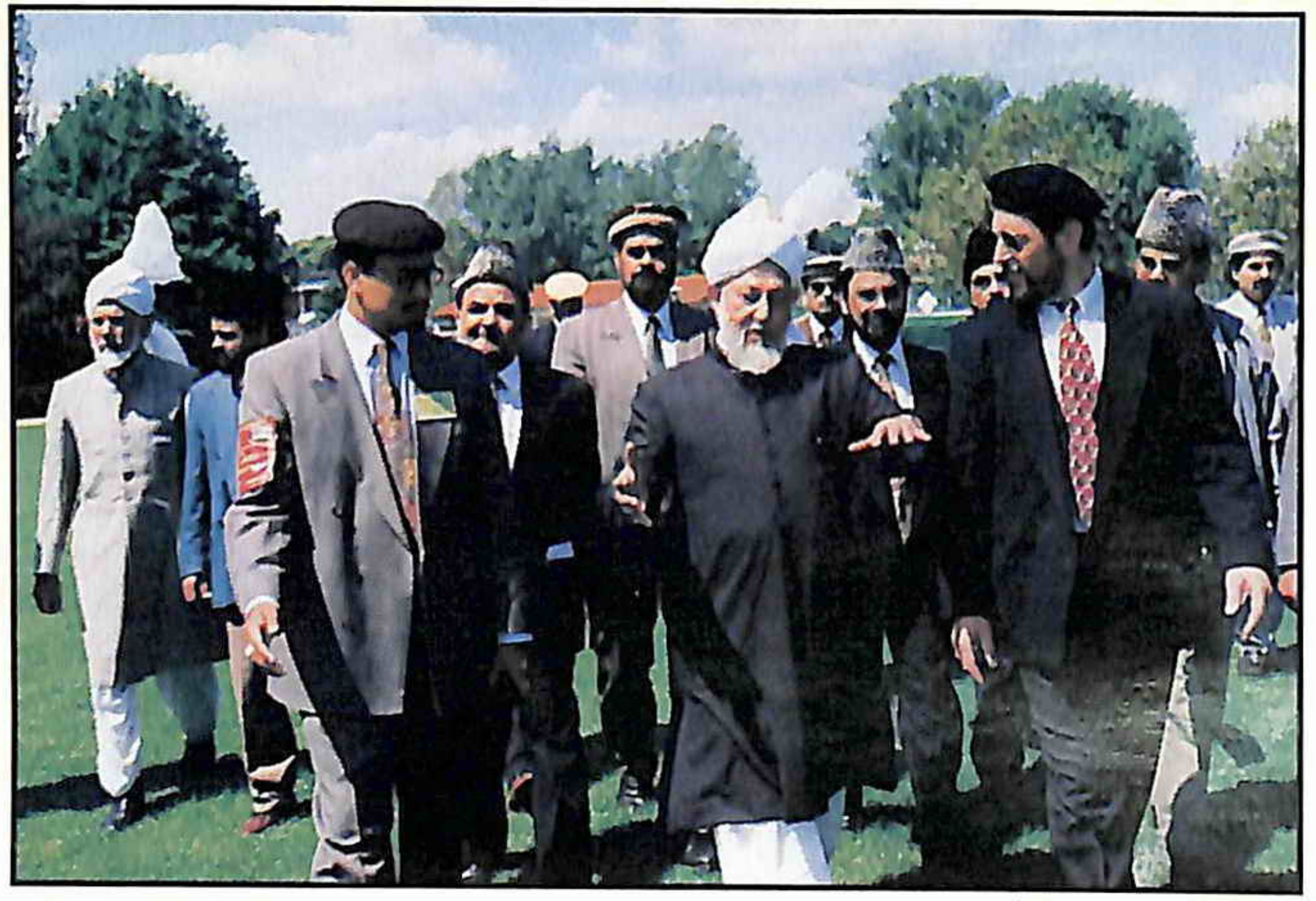
باسکٹ بال کی ٹیم کے ساتھ

حضورؒ کے قافلے اور نیشنل عاملہ جرمنی کی ٹیم کے مابین کبڈی کا میچ ہوا جو حضورؒ کے قافلہ کی ٹیم نے جیت لیا 1993ء
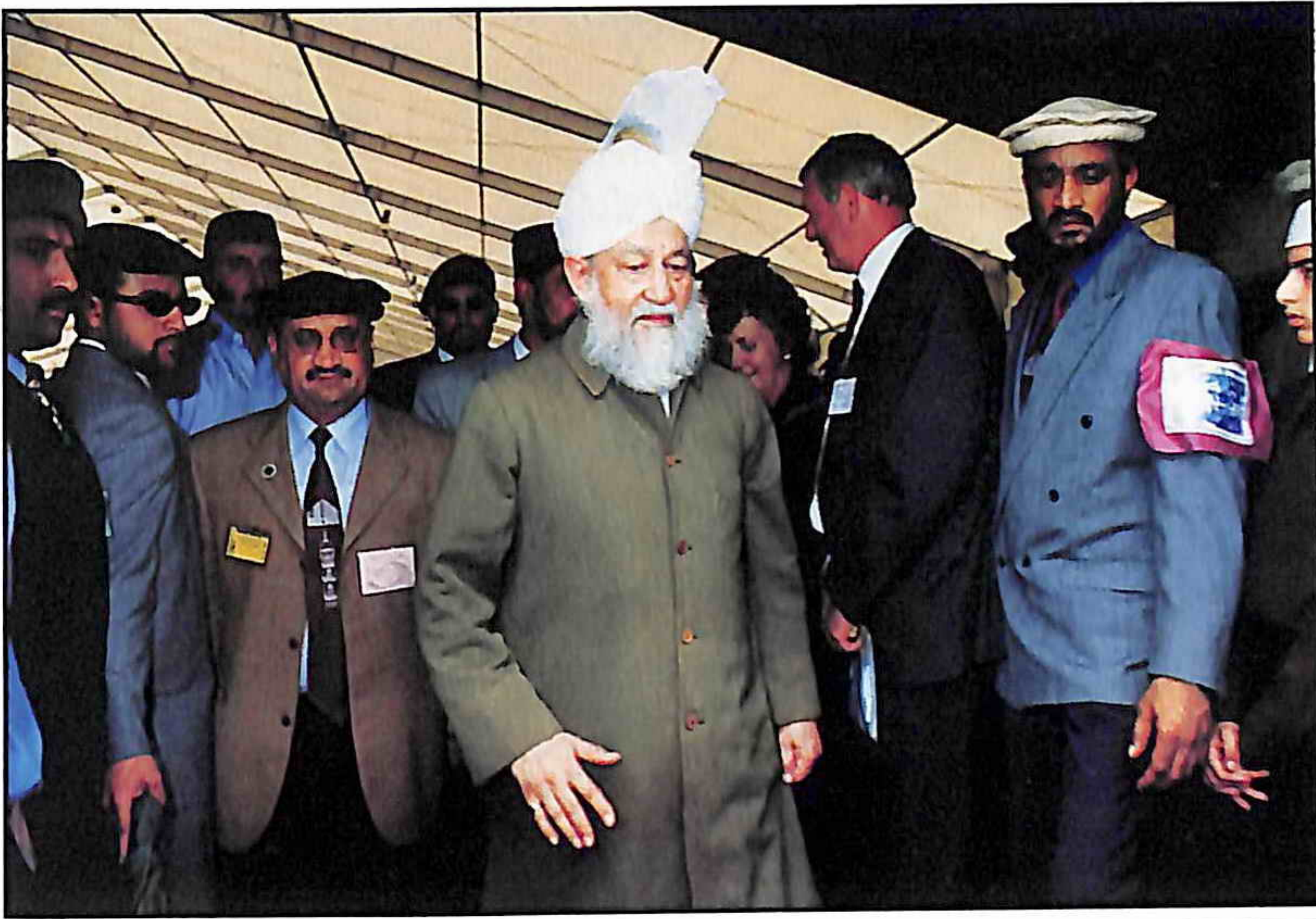
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا
مبارک کوٹ زیب تن کیے
عالمی بیعت کے لئے تشریف لا رہے ہیں
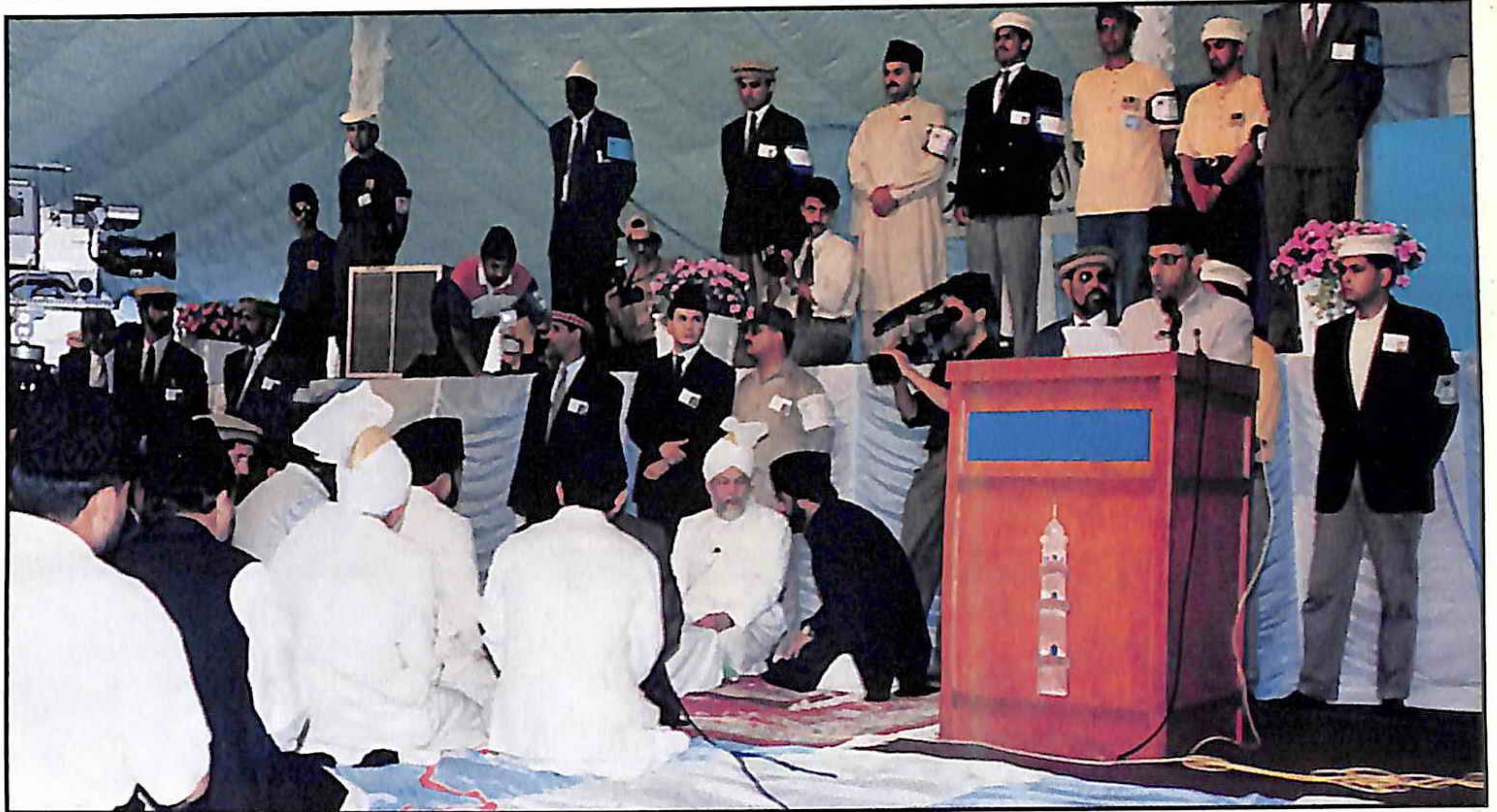
1993ء
میں پہلی
عالمی بیعت
کے موقع پر

دورِ خلافتِ رابعہ کی آخری عالمی بیعت
2002ء کا ایک منظر
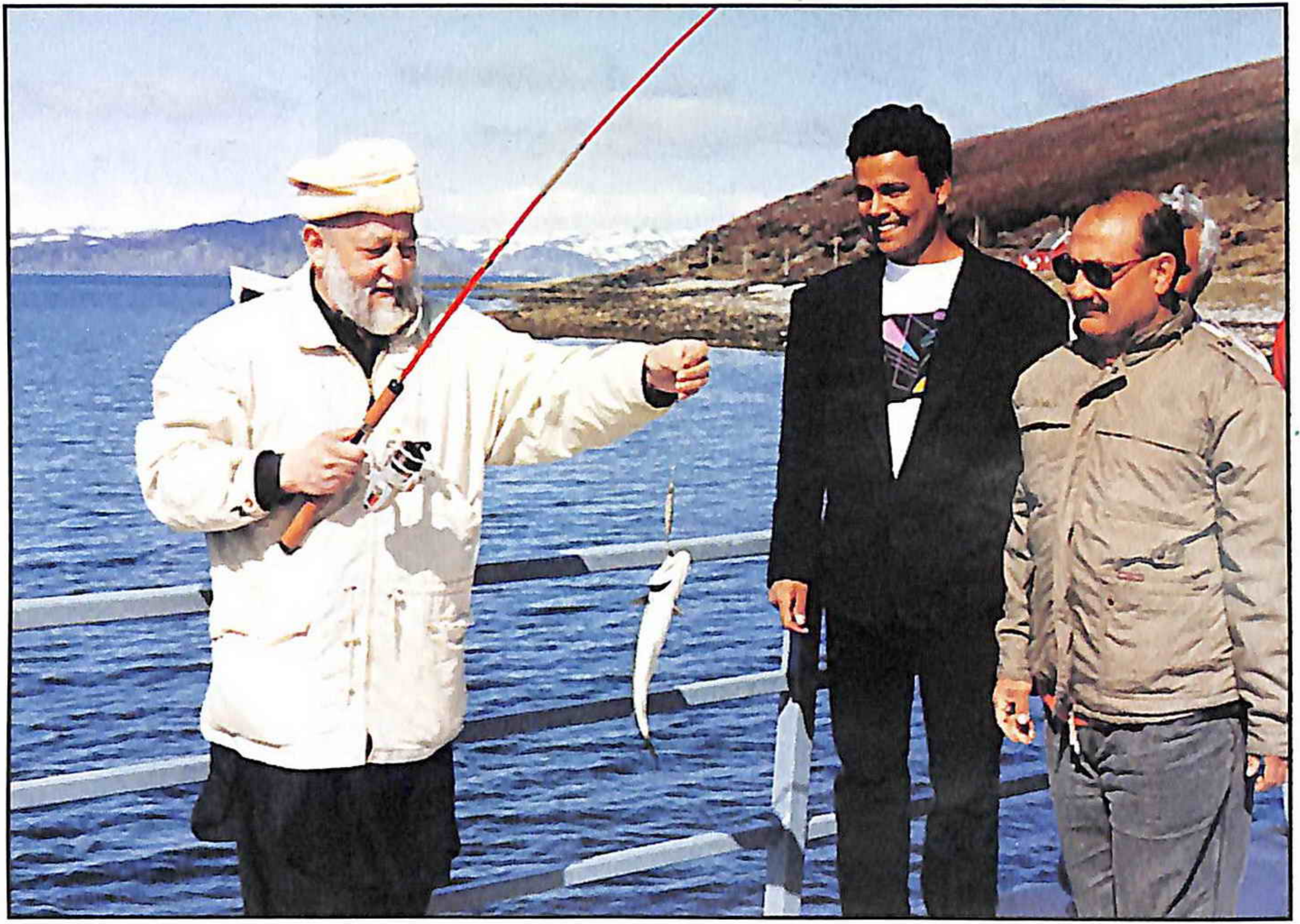
ناروے میں مچھلی کا شکار کرتے ہوئے
1993ء
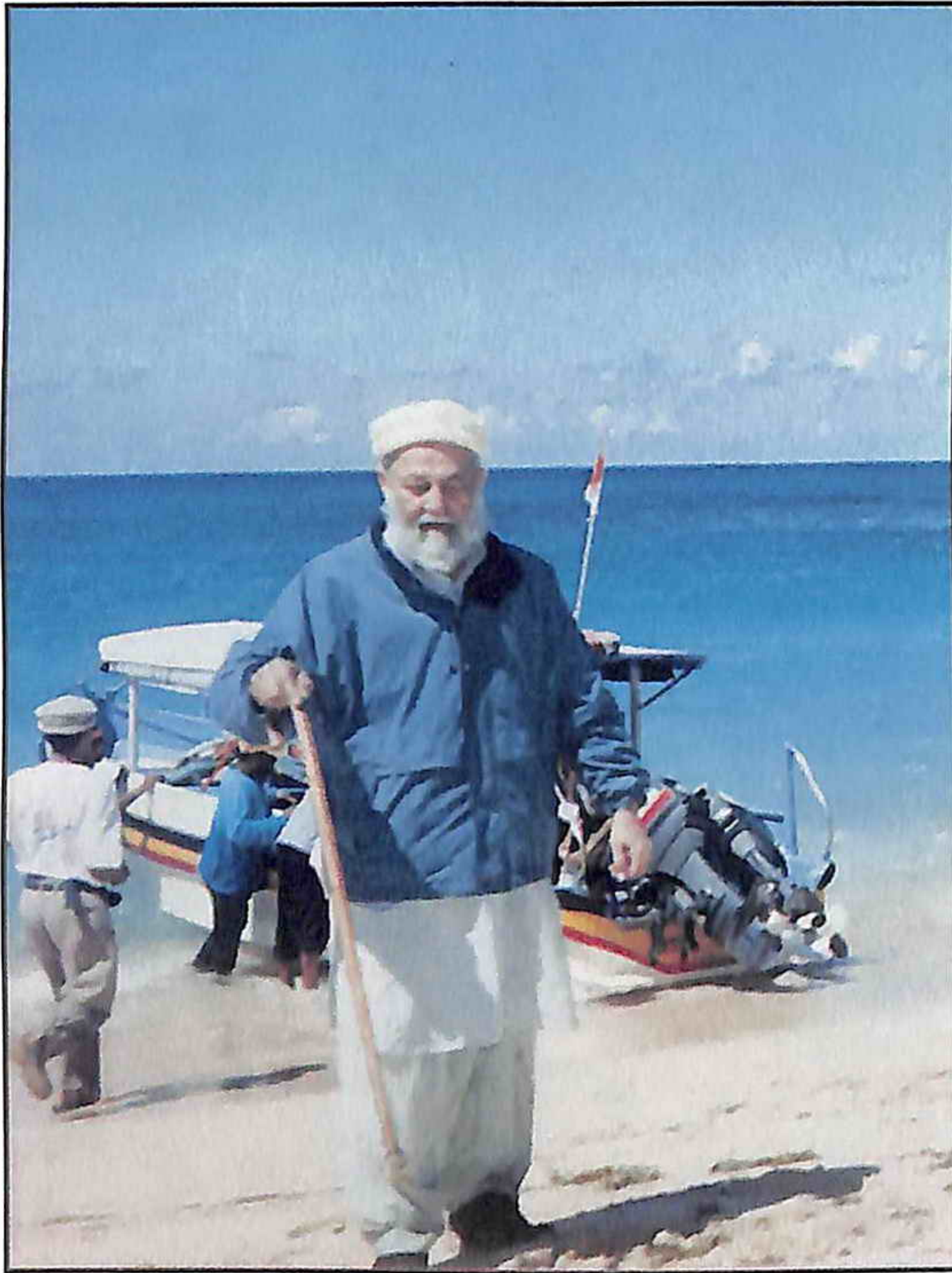
انڈونیشیا میں Bali جزیرہ کے مقام پر حضورؒ کشتی کی سیر کرنے کے بعد واپس تشریف لا رہے ہیں
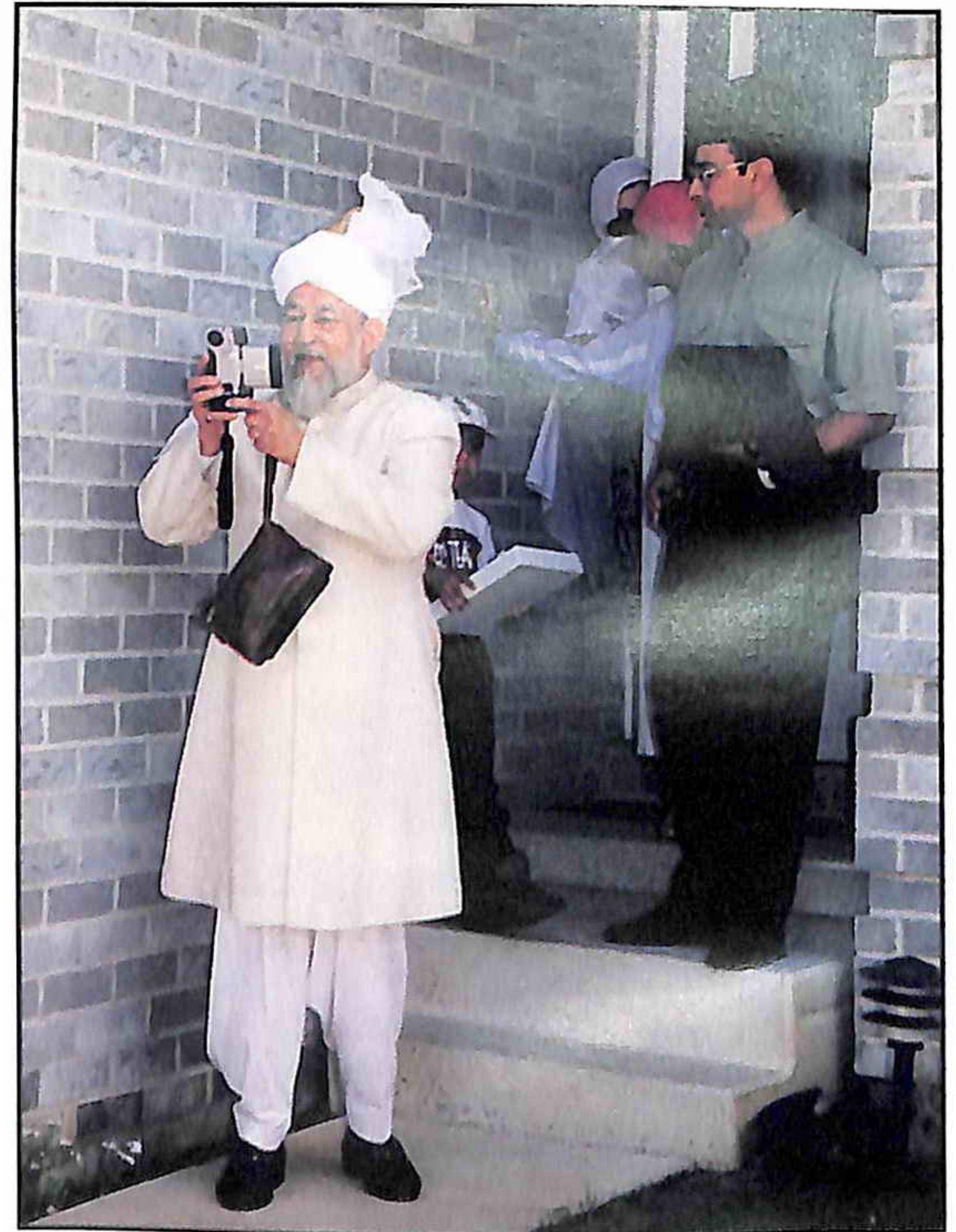
ایک سفر سے واپس آتے ہوئے
راستہ میں بی بی یاسمین صاحبہ کے گھر
کینیڈا

ختم ہیں اُس پر سبھی اندازِ حسنِ دلبری

دورانِ سیر پرندوں کو روٹی کے ٹکڑے ڈالتے ہوئے
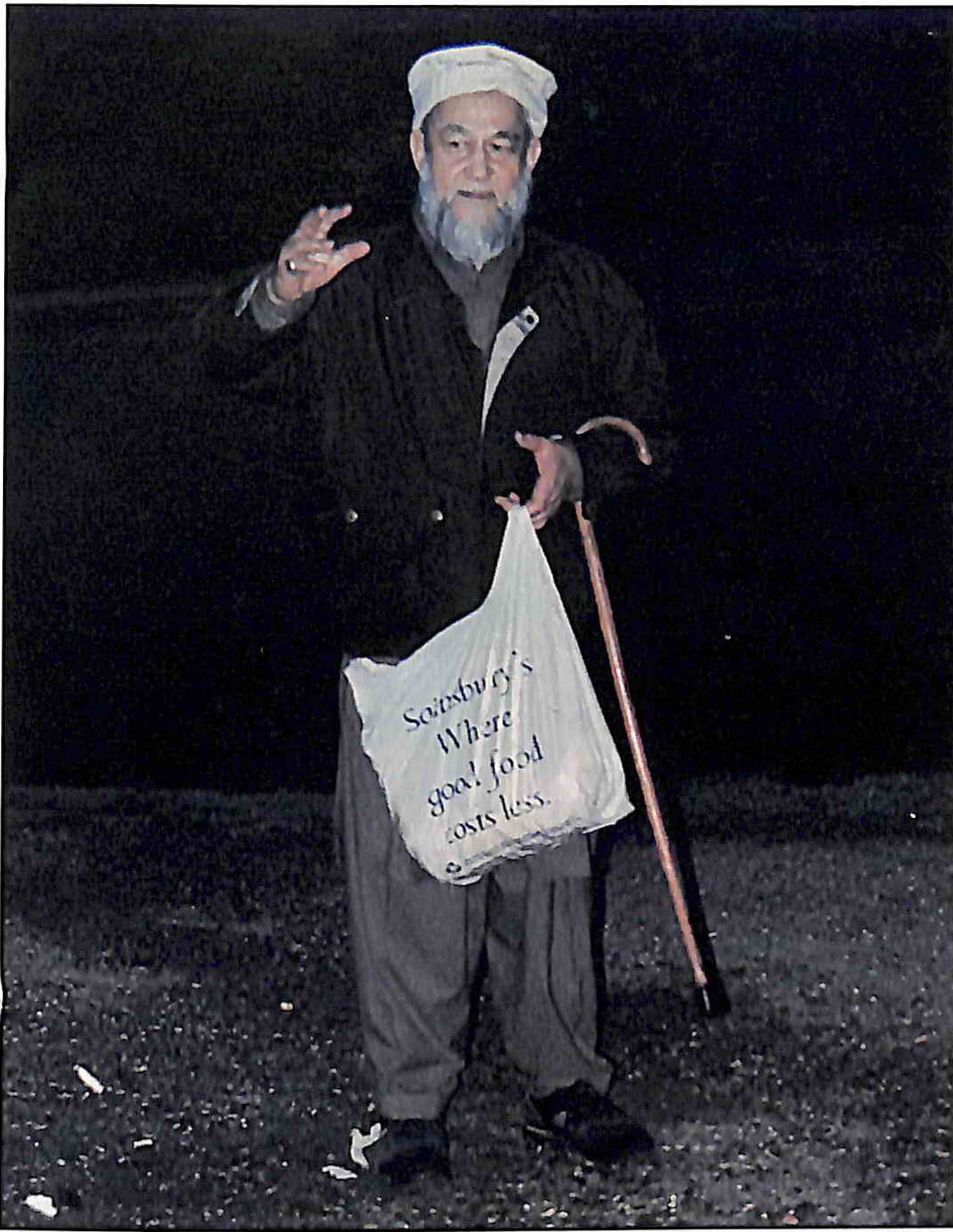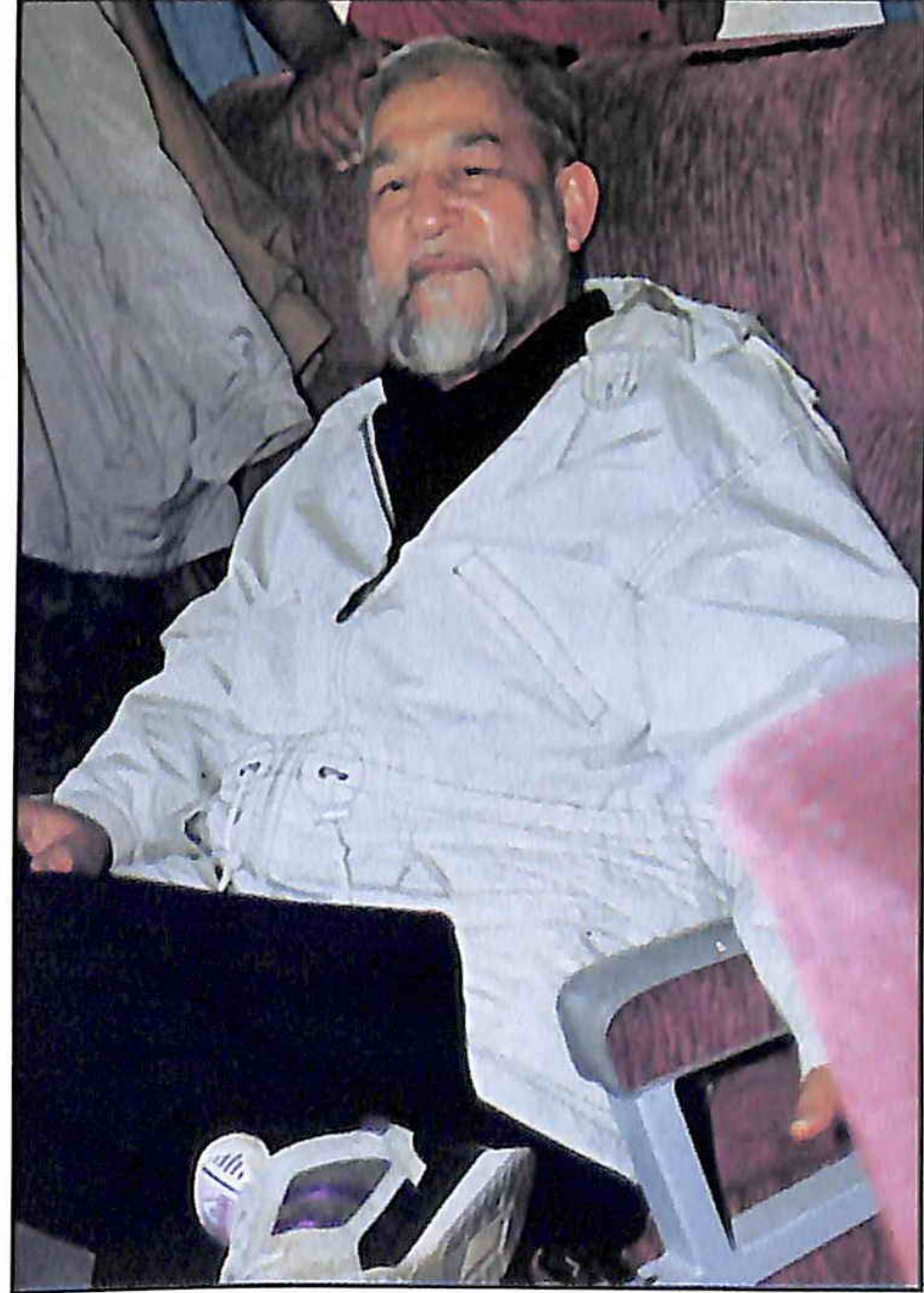
کرونا سے ناروک کے درمیان ٹرین میں 1993ء

اسلام آباد ٹلفورڈ میں 1985ء

صدقے مری جاں آپ کی ہر ایک ادا کے

سکاٹ لینڈ میں باربی کیو سے
لطف اندوز ہوتے ہوئے 1987ء
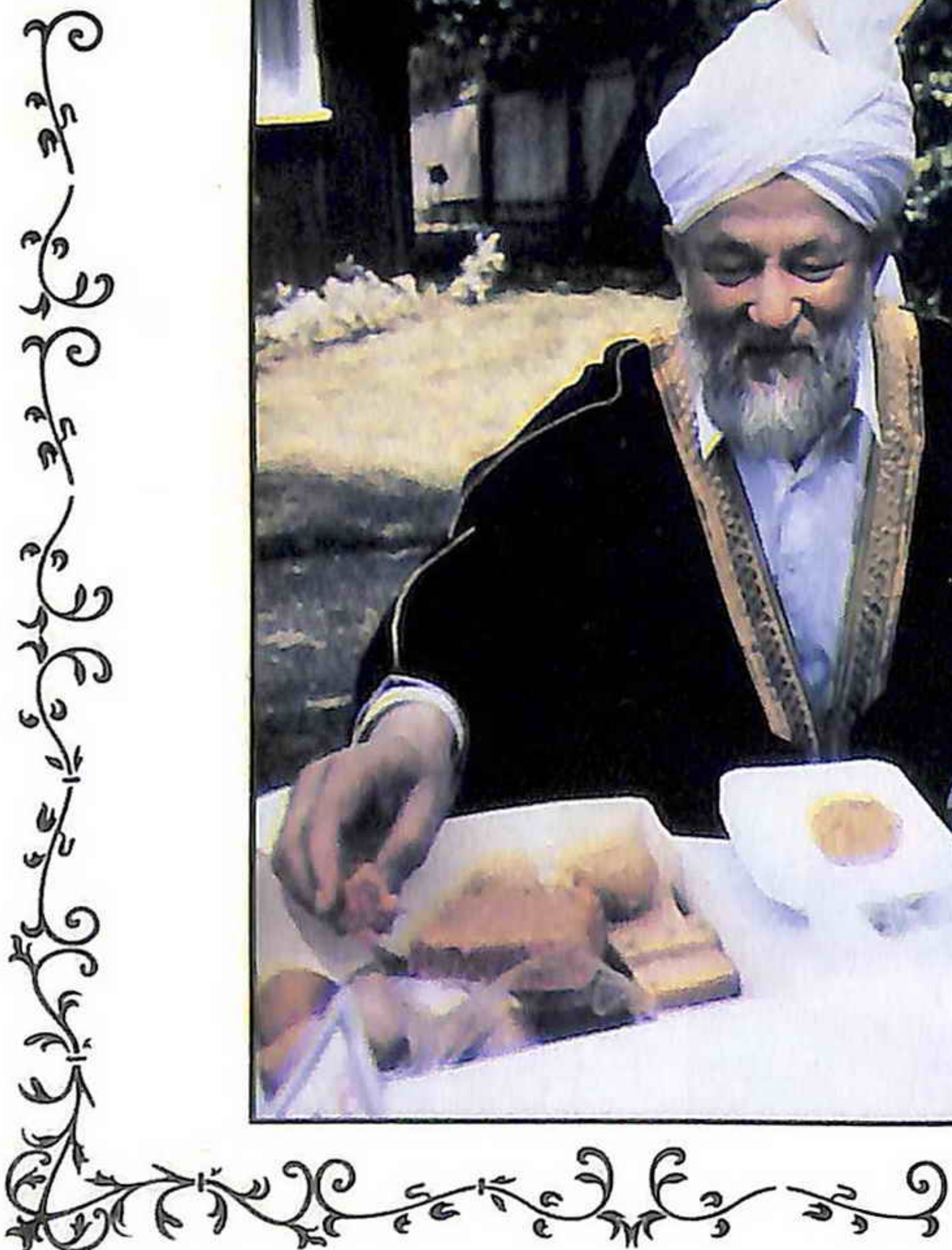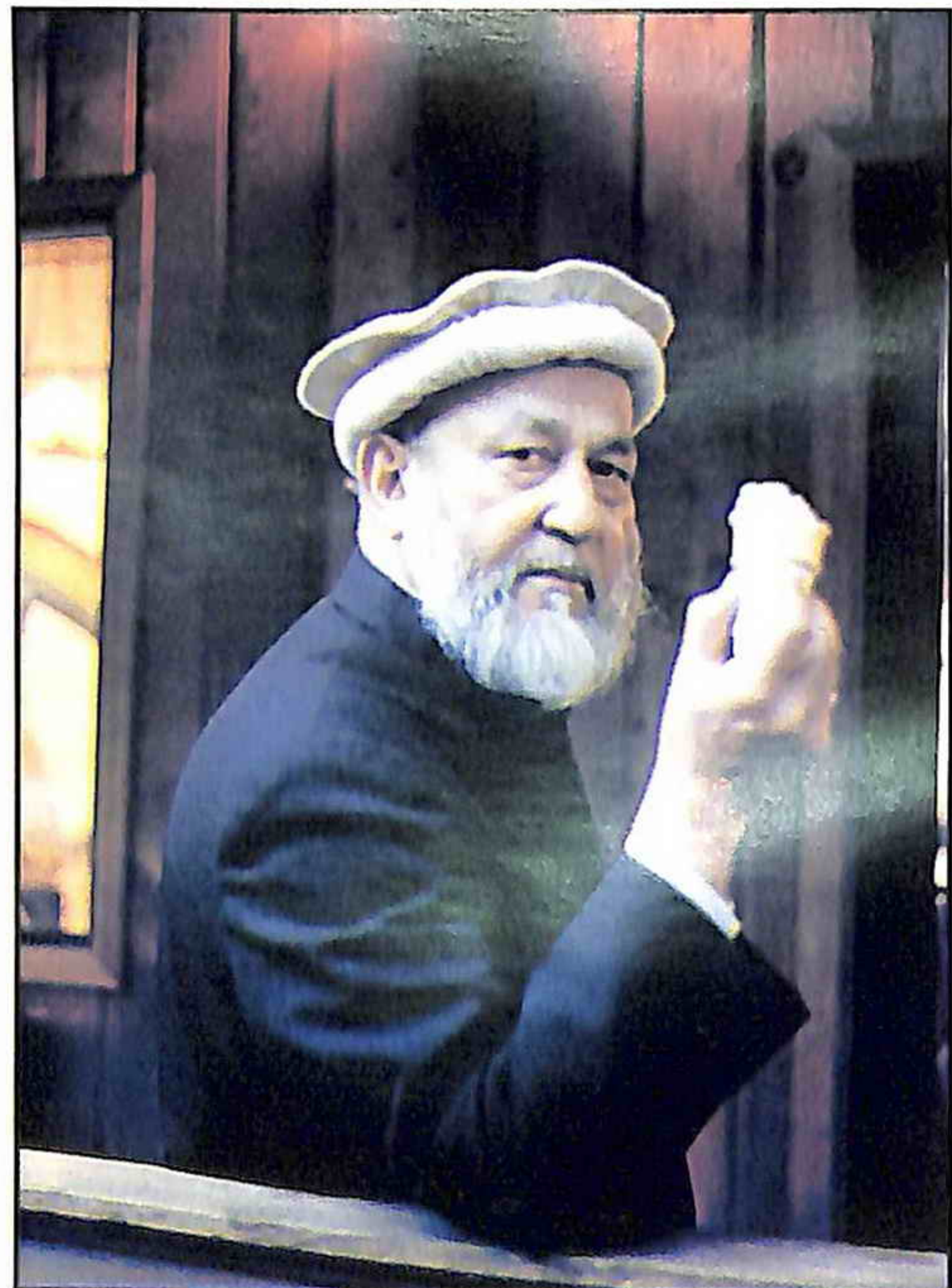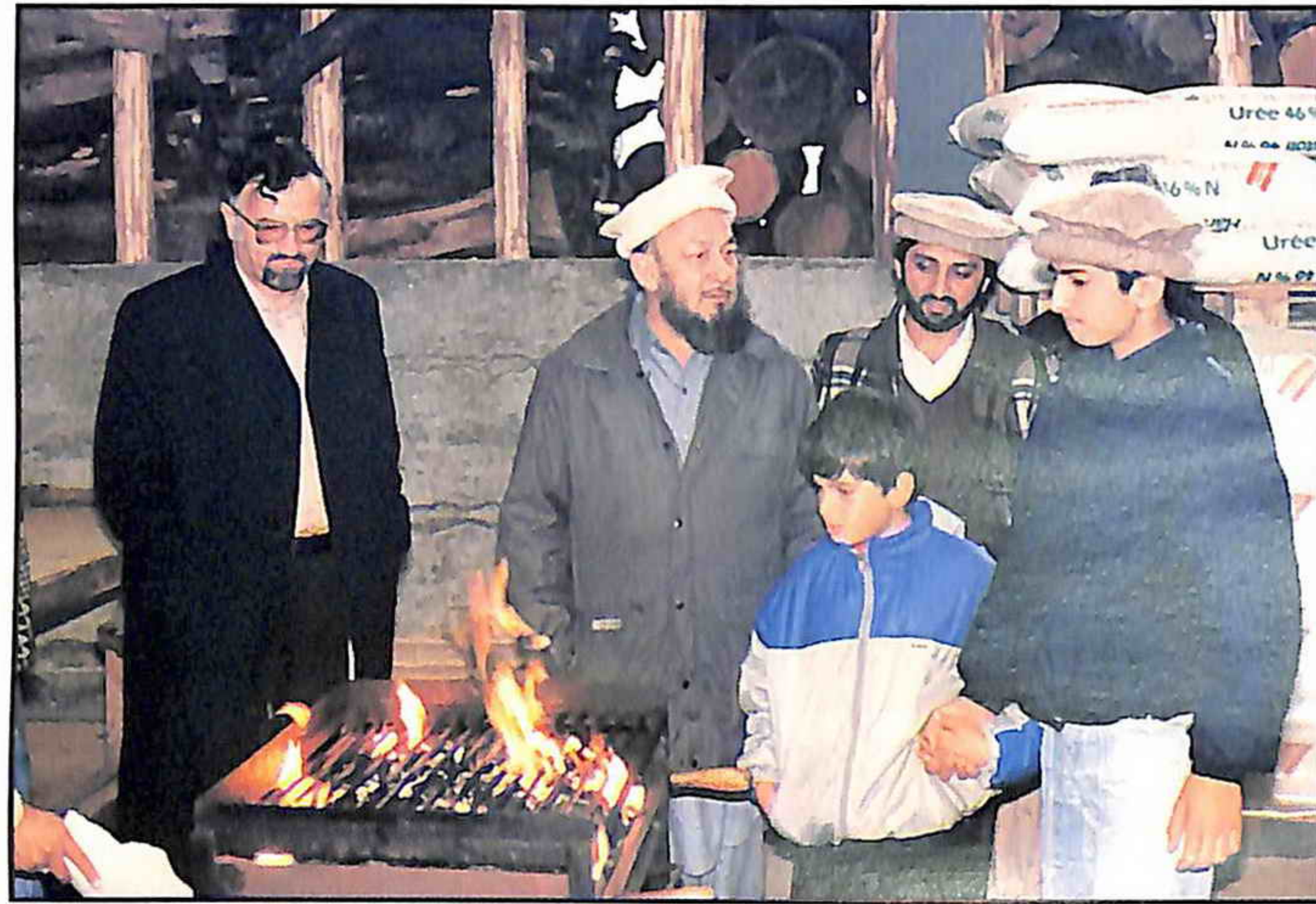
اس کے عشاق جہاں بھی دیکھو
ایک ہی نشے میں ڈوبے ہوئے سب

مربیان کے ساتھ جلسہ سالانہ UK 1985ء

مربیان کے ساتھ جلسہ سالانہ UK 1986ء

مندوبین کے انٹرویوز مختلف زبانوں میں ریکارڈ کئے تو حضور کی معیت میں ہم سب ان انٹرویوز کو دیکھ رہے تھے اور حضورؒ ہمیں سمجھا رہے تھے کہ اگر ہم غور سے سنیں تو ہر زبان کو کچھ نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ پہلے ٹیپ تو یورپین زبانوں کے تھے جن میں غور کرنے سے کچھ نہ کچھ سمجھ آجاتی تھی۔ اس کے بعد افریقن زبانوں کے ٹیپ زیادہ مشکل ہوگئے۔ جب ہم چینی زبان کے ٹیپ پر پہنچے تو حضور بہت غور سے سننے کے بعد مسکرانے لگے اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان ہے کہ اس نے دنیا میں اس قدر مختلف رنگ اور طرح طرح کی زبانیں پیدا کی ہیں کہ اس زبان کا مجھے ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آرہا۔ اس دوران چینی زبان بولنے والے نے ''مرزا طاہر احمد'' کہا اور میں نے اسے دہرایا تو حضورؒ کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور فرمایا ''تو آپ کو چینی زبان آتی ہے''۔ یہ وہ خوبصورت لمحات تھے جو ہم نے حضورؒ کے ساتھ گذارے ہیں اور جن کی یادیں ہمارے دل میں ہمیشہ کے لئے باقی ہیں۔

* * * *

جب MTA کی چوبیس گھنٹے کی ٹرانسمیشن شروع ہوئی تو حضورؒ نے MTA کے تمام سٹاف کیلئے ایک عشائیہ دیا اور حضورؒ نے میاں لقمان صاحب کو سویٹ ڈش تیار کروانے پر مقرر کیا جو کہ حضورؒ کی اپنی Recipe کے مطابق تھی۔ اس میں کیوڑہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جب سویٹ ڈش کا وقت آیا اور ڈش لائی گئی تو حضورؒ نے اپنے ہاتھوں سے پلیٹ میں ڈال کر مجھے اور مکرم نصیر شاہ صاحب کو دی۔ لیکن جب حضورؒ نے خود چکھا تو فوراً فرمایا کہ یہ اس طرح نہیں بنی جیسا میں نے کہا تھا۔ میاں لقمان صاحب کا اصرار تھا کہ یہ بالکل حضورؒ کی ہدایت کے مطابق تیار ہوئی ہے۔ حضور نے حکم دیا کہ ان کے ذاتی سٹور میں سے ایک بوتل کیوڑہ کی لائی جائے جو کہ آپ نے آدھی سے زیادہ ڈش میں الٹ دی اور کھیر کو خوب اچھی طرح ملا دیا۔ ہم اس وقت اپنی کھیر کھا چکے تھے لیکن حضور نے ہماری پلیٹیں پھر کھیر سے بھر دیں اور فرمایا اب کھاؤ اب آپ کو مزہ آئے گا۔ یہ کھیر مجھے ہمیشہ یاد رہے گی کیونکہ محبت اور شفقت کا جو مظاہرہ حضورؒ نے فرمایا وہ بھلایا نہیں جاسکتا۔

* * * *

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے بارے میں حضورؒ نے ایک رسالہ دیا کہ یہ رسالہ پڑھو۔ وہ رسالہ فائر والز (Firewalls) کے متعلق تھا جو کمپیوٹر میں ڈیٹا پروٹیکشن (Data Protection) کیلئے ہوتا ہے۔ جب میں یہ رسالہ پڑھ کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؒ نے اس کے متعلق مجھے اور بھی بہت ساری معلومات دیں کہ اس میں یہ بھی ہوتا ہے اور یہ بھی۔ اس سے حضورؒ کے وسعت مطالعہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؒ کے مطالعہ میں کس قدر وسعت اور تنوع تھا۔

* * * *

ہم جو کام بھی کرتے ہیں اس کی جزا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ ۲۴ گھنٹے کی ٹرانسمیشن کے بعد جو پہلی عید آئی اس پر حضور نے خود مجھے اور مکرم نصیر شاہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک قمیض کا ایک ٹکڑا بطور تبرک تحفہ دیا اور اپنے خط میں اس تبرک کی تاریخ اور اہمیت بیان فرمائی اور یہ کہ اس کو کس طرح سنبھال رکھنا ہے۔

جب زبانیں سکھانے کی کلاسز کا ابھی آغاز تھا تو حضور نے مجھے زبانیں سکھانے کے پروگرام تیار کرنے کی ہدایت دی اور مجھے متعدد بار سمجھایا کہ یہ کلاسز یوں ہونی چاہئیں۔ مگر پھر بھی میں حضور رحمہ اللہ کے پوائنٹ کو پوری طرح سمجھ نہ سکا۔ چنانچہ ایک بار حضور رحمہ اللہ نے ایک بڑا سا مٹھائی کا ڈبہ نکالا اور فرمایا یہ لیں اپنا انعام اور آپ رہنے دیں میں خود ہی کرلوں گا۔ لیکن بعد میں جب حضور رحمہ اللہ نے خود اُردو کلاس لینا شروع کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضور رحمہ اللہ کس قسم کی کلاس چاہتے تھے۔ یعنی جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں پڑھاتی ہے۔ باتیں کر کے سمجھاتی ہے کوئی سبق نہیں پڑھاتی۔ اس طریق پر حضور رحمہ اللہ نے پڑھایا۔

* * * *

مجھے خدام الاحمدیہ کے پہلے اجتماع کا ایک واقعہ یاد ہے کہ اسلام آباد میں کافی اندھیرا تھا اس وقت سٹریٹ لائٹ کا کوئی انتظام نہیں تھا اور خدام نے راستے میں گاڑی کھڑی کی ہوئی تھی کہ حضورؒ جہاں سے گزریں گے وہاں پر گاڑی کے ذریعہ لائٹ ڈالی جائے گی۔ جب حضور رحمہ اللہ وہاں سے گزر گئے تو حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کس کی گاڑی ہے۔ میں نے کہا حضورؒ معلوم نہیں۔ اس پر آپ نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن یہ بات مجھے بھولی نہیں یہ درحقیقت میری ٹریننگ کا آغاز تھا۔ اس کے بعد مجھے ہر چیز کا پتہ ہوتا کہ مثلاً فلاں شخص یہاں کیوں کھڑا ہے۔ کیا پس منظر ہے؟

حضور رحمہ اللہ نے بنیادی طور پر ہماری زیرو سے ٹریننگ شروع کی تھی۔ ہمیں بتایا کہ عہدیداروں کی کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہمیں سمجھایا کرتے کہ اس کو ایسے کرو اور اُس کو ویسے کرو۔ حضورؒ بنیادی طور پر ہمیں مستقبل میں پیش آنے والی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی تربیت دے رہے تھے۔

۱۹۸۹ء میں جب ہم صد سالہ جوبلی منانے کیلئے مختلف قسم کی تقریبات کی تیاری کر رہے تھے، انہیں دنوں حضورؒ نے نہایت شفقت کے ساتھ مجھے چھ گھنٹے کا ایک انٹرویو دیا جو کہ دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ اس میں حضورؒ نے اپنے بچپن کے واقعات، اپنے والد صاحب سے تعلقات اور تعلیم کی خاطر لندن کے قیام کے دوران کے حالات بیان فرمائے۔ یہ انٹرویو خدام کے صد سالہ جوبلی کے جریدہ میں چھپا۔

* * * *

صدسالہ جوبلی کے سال کے دوران خدام الاحمدیہ انگلستان نے ایک چیریٹی سائیکل میراتھن بریڈفورڈ سے لندن تک منعقد کی۔ حضور رحمہ اللہ نے بہت محبت اور شفقت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی۔ یہ حضور رحمہ اللہ کی دعائیں اور رہنمائی ہی تھی کہ یہ تقریب بہت کامیاب رہی۔ نہ صرف ملک بھر کے اخباروں میں خبریں شائع ہوئیں بلکہ ملک بھر کے معززین نے اسکی بھرپور حمایت کی اور ہم نے خیرات کیلئے کافی فنڈ بھی اکٹھا کر لیا۔ گریٹ ارمنڈ سٹریٹ ہسپتال نے اپنا ایک نیا حصہ خدام الاحمدیہ UK کے نام سے منسوب کیا۔

* * * *

جوبلی منانے میں کئی ایک تقریبات منعقد ہوئیں۔ جن میں کوئین الزبتھ ہال میں حضور رحمہ اللہ کا لیکچر، Grosvenor House میں عشائیہ اور جماعت احمدیہ کی اسلام آباد میں دعوت قابل ذکر ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس دوران میں مجھے حضورؒ کے بہت قریب رہ کر کام کرنے کی توفیق ملی اور اس عرصہ میں میں حضورؒ کی ذہانت، ذوق ظرافت اور خوش طبعی سے مستفید ہوا۔ حضورؒ ہمیشہ کبھی لفظوں سے کبھی اشاروں سے ہمت بڑھاتے اور اپنا قیمتی وقت ہمیں دینے کو تیار رہتے اور محبت، گرم جوشی اور ہمدردی کے ساتھ ہماری ہمت بڑھاتے۔ آپ کے بے پایاں جوش، ہمت اور شفقت نے ہمارے دلوں پر وہ اثر کیا جو اور کوئی انسان نہیں کر سکتا۔

* * * *

جب صدسالہ جشن تشکر کا جلسہ تھا تو ساری رات لگا کر ہم نے خوبصورت لائٹنگ کی اور حضور کی کوٹھی کو بھی خوب سجایا۔ صبح فجر پہ جب حضور رحمہ اللہ تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ حضور رحمہ اللہ آپ کو انشاء اللہ پسند آئے گا۔ تو مسکرا کر فرمانے لگے ہاں مجھے معلوم ہے۔ ساری رات تم نے جگائے رکھا ہے۔

اسلام آباد میں جب ہمارا پہلا جلسہ ہوا تو اس سال بہت بارش ہوئی اور وہاں گاڑیاں پھنس گئیں۔ ہمارے خدام نے گاڑیوں کو Push کر کے نکالا اور ان کے کپڑے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔ اس وقت اتفاقاً حضور رحمہ اللہ باہر جا رہے تھے لیکن وہاں آ کر گاڑی روک لی اور ان خدام کو بلا کر گلے لگا لیا۔ حالانکہ خدام کہتے رہے کہ ہمارے کپڑے سارے گندے ہیں، کیچڑ میں لت پت ہیں۔ لیکن فرمایا نہیں، اور ان کو گلے لگا لیا۔

دسمبر ۱۹۹۱ء میں جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر جب حضرت بیگم صاحبہ پہلی دفعہ بیمار ہوئیں اور ہسپتال میں داخل ہوئیں تو اس وقت ہماری میراتھن واک (Marathon Walk) تھی اور اس سے ایک دن پہلے باربی کیو تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ ہسپتال میں ہیں تو میں نے

عرض کیا کہ حضورؒ ہم پروگرام منسوخ کر دیتے ہیں۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا بالکل نہیں۔ میں ضرور آؤں گا اور پھر آئے اور تین گھنٹے ہمارے ساتھ رہے اور پھر جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ صدر صاحب اگر آپ اجازت دیں تو کل میں نہیں آؤں گا اور انشاء اللہ بیگم صاحبہ کو وقت دوں گا۔ حضور رحمہ اللہ کی شفقت کا یہ عجیب انداز تھا کہ جب بھی وہ کسی فنکشن پر تشریف لاتے تو جو بھی فنکشن کروا رہا ہوتا اس سے ضرور اجازت لے کر جاتے۔ اصل میں یہ ہماری ٹریننگ فرما رہے تھے۔

حضور رحمہ اللہ کی شفقت کا ایک یہ بھی انداز تھا کہ جب کبھی ملاقات کے لئے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضورؒ ضرور کھڑے ہو کر ملتے اور اکثر گلے لگا لیتے۔

حضور رحمہ اللہ مہمانوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور کو رپورٹ ملی کہ تبشیر کے مہمانوں کو کھانا ٹھیک طریق سے نہیں مل سکا۔ چنانچہ اس پر حضورؒ نے فرمایا ان سب کیلئے سپیشل مچھلی تیار کروائی جائے اور وہ جہاں سے بھی ملے مہیا کی جائے۔ چنانچہ کافی کوشش سے تین چار سو کے قریب مہمانوں کو ہم نے مچھلی پیش کی تو حضورؒ بہت خوش ہوئے۔

جماعتی روایات کو سکھانے کا حضورؒ کا اپنا انداز تھا۔ ایک بار جب حضورؒ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرما رہے تھے آپ نے روٹی پلانٹ پر شیخ رشید صاحب سے پوچھا کہ کیا سب ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور کام کرنے کے لئے لوگوں کی کمی ہے۔ حضورؒ فوراً چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب (افسر جلسہ) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ فوراً انتظام کریں۔ بنگوی صاحب نے مجھے بلایا اور ہدایت کی کہ میں فوراً انتظام کروں۔ حضور نے دیکھا اور مجھے فوراً روک دیا اور بنگوی صاحب کو فرمایا کہ کارکن مہیا کرنا افسر جلسہ سالانہ کا کام ہے، افسر خدمت خلق کا نہیں اور پھر حضورؒ نے تفصیل کے ساتھ جلسہ سالانہ پاکستان کی اس سلسلے میں روایات بیان فرمائیں۔

ایک دفعہ جلسے کے دنوں میں اسلام آباد سیر کے دوران حضور نے ایک اسکول کی گراؤنڈ کو دیکھا جسے گاڑیوں کی پارکنگ کیلئے مخصوص کر رکھا تھا اس میں لوگوں نے بہت گند پھینکا ہوا تھا۔ اس پر حضورؒ نے مجھے فرمایا کہ اس کی جلد از جلد صفائی کروائیں۔ چنانچہ میں نے خدام کو بلایا اور انہوں نے بڑی جلدی اس کی صفائی کر دی۔ بعد میں حضور نے کسی اور کام کیلئے مجھے بلایا تو فرمانے لگے صفائی کا کیا بنا؟ میں چونکہ جاتے ہوئے دیکھ گیا تھا میں نے عرض کی حضور وہ تو ہو گیا۔ آپ نے اس وقت مجھے کچھ نہیں فرمایا لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اگلے جمعہ میں حضورؒ نے اس کا ذکر فرمایا۔

☆☆☆

ذکر اُن کا چلا نم ہوا کی طرح

زیر نظر مضمون میں حضور رحمہ اللہ کی سیرت کے بارے میں بعض بزرگان سلسلہ کی طرف سے موصول ہونے والے واقعات کو پیش کیا جارہا ہے۔ (میر انجم پرویز)

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب بیان کرتے ہیں:-

جب حضرت منصورہ بیگم صاحبہ ۱۹۸۱ء میں بیمار ہوئیں اور اس بیماری میں ان کی وفات ہوئی تو اس وقت میں بطور ڈاکٹر ربوہ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس سلسلے میں نو دس دن وہیں رہا۔ وہ حصہ جس میں اب آپا طاہرہ صاحبہ کی رہائش ہے۔ اس حصہ کے کمرہ میں حضرت منصورہ بیگم صاحبہ تھیں۔ باہر لاؤنج تھا اور اس لاؤنج میں ہی خاندان کے لوگ آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس میں ایک تخت پوش تھا اور باقی کچھ کرسیاں تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک سے زیادہ مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ مرزا طاہر احمد کو بلائیں۔ کیونکہ ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک کا علاج بھی جاری تھا۔ اس کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو بلایا کرتے تھے۔ تو ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور نے فرمایا ہو اور فوری طور پر مرزا طاہر احمد صاحب وہاں نہ پہنچے ہوں۔ اِدھر پیغام پہنچا اُدھر مرزا طاہر احمد صاحب حاضر۔ میں چوبیس گھنٹے وہاں رہتا تھا اور میرے سامنے ہر مرتبہ یہ ہوا جس کو میں نے خاص طور پر نوٹ کیا کہ جیسے ہی مرزا طاہر احمد صاحب کو بلانے کا ارشاد ہوا آپ آ گئے اور جس حالت میں بھی ہوتے اور جو وقت بھی ہوتا آ جاتے۔ حضرت میاں صاحب نے ایک لمبا سا اوورکوٹ پہنا ہوتا تھا اور آ کر ہمیشہ باوجود اس کے کہ کمرے میں تخت پوش اور کرسیاں موجود ہوتی تھیں حضور کے بالکل پاس آ کر زمین پر چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے تھے۔ اور نہایت ادب سے بیگم صاحبہ کی بیماری کی علامات حضور سے ہی پوچھ کر دوا تجویز کرتے اور خود جا کر دوائی لاتے نہ یہ کہ کسی اور کے ہاتھ بھیجتے اور ان نو دس دنوں میں کوئی تیس چالیس دفعہ آپ آئے ہوں گے اور ہر دفعہ یہی طریق کار آپ کا ہوتا تھا۔

کمرے میں عموماً مکرم مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم مرزا منصور احمد صاحب ہوا کرتے تھے جو کرسیوں پر تشریف فرما ہوتے تھے اور ہم بھی بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ حضور کے ساتھ تخت پوش پر یا کرسی پر بیٹھ جاتے لیکن حضرت میاں صاحب کا ہمیشہ یہی دستور تھا کہ تشریف لاتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے قدموں میں بیٹھ جاتے۔

تو خلیفہ وقت کے ساتھ اطاعت اور ایسی اطاعت جس

کے ساتھ بے حد انکساری ہو یہ حضرت میاں صاحب کا خاص انداز تھا۔

❁

حضور کی سیرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صبح سیر کے لئے جو جگہ تجویز کی جاتی اس کے لئے حضور کی یہ خاص ہدایت ہوا کرتی تھی کہ اس جگہ پر کوئی بت یا مجسمہ نہ ہو کیونکہ حضور جانتے تھے کہ یہ مجسمے اور بت کن مقاصد کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ خواہ تھوڑا خواہ زیادہ چونکہ شرک کا پہلو ان میں ہوتا ہے اس لئے حضور کی ان سے طبعاً ایک نفرت تھی۔

❁

حضور کی صبح کی سیر کا جو طریق ہوا کرتا تھا۔ اس میں جو حضور سے آگے صاحب ہوا کرتے تھے ان کو یہ ہدایت ہوا کرتی تھی کہ انہوں نے حضورؒ سے بیس قدم آگے رہنا ہے اور ان کو ہدایت تھی کہ آج حضور نے اتنی دیر سیر کرنی ہے اور رفتار بھی انہوں نے ہی دیکھنی ہوتی تھی کہ آج اتنی رفتار پر جانا ہے۔ حضور کے دائیں بائیں کچھ فاصلہ پر چند دوست ہوتے تھے اور باقی کچھ فاصلہ پر حضور سے دس بیس قدم پیچھے ہوا کرتے تھے۔

خاکسار کو یہ ہدایت تھی کہ بالکل حضور کے ساتھ دائیں طرف رہنا ہے۔ خاکسار اس بات کا خاص طور پر اہتمام کرتا تھا کہ حضور سے ایک قدم پیچھے رہوں۔ حضور نے چترالی ٹوپی پہنی ہوتی تھی۔ پاؤں میں trainers ہوتے تھے اور شلوار قمیض کے ساتھ ہلکی نیلے رنگ کی جیکٹ پہنتے تھے اور زیادہ وقت حضور خاموش رہتے تھے۔ اور ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے کئی مرتبہ میں پوچھا بھی کرتا تھا کہ حضور اتنا لمبا راستہ خاموشی میں کیا سوچتے ہیں۔ تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ اکثر تو میں خطبہ یا جو تقریر کرنی ہے اس کے بارہ میں پوائنٹس سوچتا ہوں اور پھر فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے بارہ میں سوچتا ہوں۔ اور مثال کے طور پر فرمایا کہ یہ میں سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کا رنگ نیلا کیوں بنایا ہے۔ گھاس کا رنگ سبز کیوں بنایا ہے۔ اور میں جب اس پر غور کرتا ہوں اور میڈیکل سائنس کے ساتھ اس کو co-relate کرتا ہوں تو وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نظر ان رنگوں سے اپنا نتیجہ اخذ کرتی ہے اور نظر کے لئے یہ دونوں رنگ سب سے زیادہ soothing رنگ ہیں۔ تو حضور کا یہ ایک خاص طریق تھا کہ اگر ہم حضور کا کوئی بھی پروگرام سن رہے ہوں یا کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور خواہ حضور دنیا کے کسی موضوع پر بات کر رہے ہوں تو ایک آدھ منٹ میں خدا کا ذکر، قرآن کا ذکر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کر دیا کرتے تھے۔

اب آپ اسی سے اندازہ لگالیں جو اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو کارڈیالوجی کی لندن میں تعلیم حاصل کی اس پر بہت زیادہ کام بھی کیا۔ لیکن اس موضوع پر حضورؒ سے بات ہوتی گو حضورؒ اس تفصیل سے اس موضوع پر بات کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔ خصوصاً میری فیلڈ انجیوگرافی اور انجیو پلاسٹی ہے۔ بارہ تیرہ سال پہلے کی بات ہے۔ جب انجیو پلاسٹی بالکل آغاز پر تھی تو حضور نے

اس کے بارہ میں مجھے روشنی دی تو میرا interest اس بارہ میں شروع ہوا۔

❁❁❁
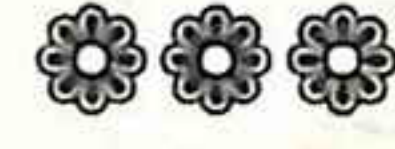
مکرم چوہدری انور حسین صاحب آف شیخوپورہ حضور رحمہ اللہ کی پسندیدہ شخصیات میں سے تھے۔ آپ نے مکرم غلام سرور صاحب کے نام تحریرات میں حضور رحمہ اللہ کی یادوں کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے تحریر کیا:-

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بہت زیادہ سردی تھی اور میں تین دن متواتر کوشش کرتا رہا کہ اچھا سا مفلر مل جائے چنانچہ میں نے بڑے بڑے شاپنگ سنٹرز دیکھے مگر مفلر نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔ مفلر ملتا تو اُس کا رنگ پسند نہ آتا۔ میں ایک خاص رنگ کو ذہن میں رکھ کر ہر جگہ گیا۔ آخر جب ناکامی کے بعد واپس آیا تو فیصلہ کرلیا کہ اب مفلر کی تلاش بالکل ترک کر دی جائے۔ گھر پر پہنچا تو منگلا صاحب نے کہا کہ ابھی ابھی حضور اقدس نے آپ کے لئے مفلر دیا تھا۔ میں نے گذشتہ تلاش اور ناکامی کے اثر میں خیال کیا کہ یہ بھی الٰہی تصرف ہے۔ مفلر دیکھا تو بالکل وہی رنگ جس کی مَیں تلاش میں تین دن سرگرم عمل رہا۔ بات تو معمولی ہے تصرف دیکھئے کیسا ہے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ بعد میں حضور اقدس نے ذکر کیا کہ عجیب الٰہی تصرف ہے کہ تین دن سے میں سوچ رہا تھا کہ یہ مفلر بھیجوں مگر کام کی وجہ سے یاد نہیں رہتا تھا۔

❁

ایک دفعہ ایک عرب خاندان حضور رحمہ اللہ سے ملنے کے لئے آیا۔ ایک بچہ اُن کے ہمراہ تھا۔ رخصت ہوتے وقت حضورؒ نے فرمایا کہ یہ بچہ بہت پیارا ہے۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں اُسے آپ کی نظر کرتا ہوں۔ کہا ہی نہیں بلکہ سنجیدگی سے بضد ہوا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: میں پوری چیز لینے کا عادی ہوں۔ سب خاندان کو لوں گا۔ اُس نے کہا یہ تو مشکل ہے۔ وہ چلے گئے، حضور رحمہ اللہ نے اُن کے جانے کے فوراً بعد فرمایا کہ یہ خاندان ضرور جماعت میں شامل ہوگا۔ دوسرے دن صبح وہ خاندان والے آگئے اور جماعت میں شامل ہوگئے۔

❁❁❁

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریر کرتے ہیں:-

حضور رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء نظم ”دیارِ مغرب سے جانے والو.....“ ۱۹۸۶ء کے جلسہ UK میں پڑھنے کی خاکسار کو توفیق نصیب ہوئی اس کا سیاق وسباق بھی بڑا دلآویز اور حضور رحمہ اللہ کی شفقت ومحبت کی داستان ہے۔ یہ نظم عام معمول کے برخلاف جلسے کے آغاز میں پڑھنے کی بجائے جلسے کے اختتام پر پڑھوائی گئی۔ اس کے نتیجہ میں خاکسار کے لئے ایک مشکل پیدا ہوگئی۔ مسلسل کئی گھنٹے جلسہ میں بیٹھے رہنے اور تقاریر سننے کے نتیجہ میں مجھ پر تھکان کا شدید غلبہ ہو چکا تھا۔ قریباً ستر سال کی عمر میں یہ حال ہونا لازم تھا۔ بایں ہمہ نظم عمدگی سے پڑھنے کے لئے دعا کرتا رہا۔ اسی اثناء میں حضور رحمہ اللہ کا تبرک میسر آگیا، یعنی وہ قہوہ جو حضور رحمہ اللہ دوران تقریر استعمال فرماتے تھے، وہ مکرم خلیفہ فلاح الدین صاحب کے تعاون سے خاکسار کو

بھی دو تین گھونٹ پینے کی سعادت نصیب ہوگئی اور اس نے واقعی تبرک کا کام کیا جس کے بعد اختتام جلسہ کے موقع پر حضور رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء اور سوز و گداز سے لبریز نظم سنائی اور نظم کا ایک ایک لفظ سامعین کے دل میں اُتر کر رقت پیدا کر رہا تھا۔ سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے حتیٰ کہ حضور انور رحمہ اللہ خود بھی آبدیدہ ہو گئے اور رومال سے آنسو پونچھتے رہے۔ نظم کا مطلع ہی بڑا دردانگیز تھا۔

دیار مغرب سے جانے والو! دیار مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

❀❀❀
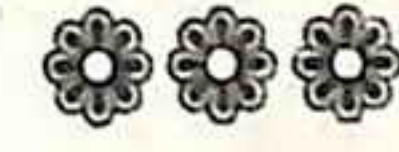
مکرم منیر احمد عارف صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں:- حضور انورؒ جب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدہ پر فائز تھے تو میں آپ کی عاملہ میں بطور مہتمم مقامی کام کرتا تھا۔ مجھے سائیکل کی ضرورت تھی۔ میں نے اس بات کا اظہار کیا کہ مہتمم مقامی کیلئے ایک سائیکل ہونی چاہیے۔ میں نے حضور کی خدمت میں درخواست دی۔ آپ نے منظور فرمائی۔ اس پر مہتمم صاحب مال نے مجھے کچھ پیسے دے کر کہا سائیکل خرید لو اور ساتھ کہا کہ چونکہ بجٹ نہیں ہے، اس لئے یہ قرض دیا ہے۔ یہ بات جب میں نے حضورؒ کو جو کہ صدر تھے بتائی تو آپ نے فرمایا کہ آپ درخواست لکھیں۔ میں نے درخواست لکھی تو آپ نے از راہ شفقت منظور فرما لیا اور کہا کہ اس سائیکل کی قیمت کسی اور مد سے ادا کر دیں۔

❀❀❀
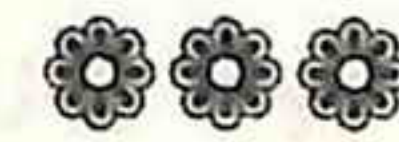
مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی انچارج جرمنی بیان کرتے ہیں:-

۱۹۸۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جب مغربی افریقہ کے دورہ پر لائبیریا تشریف لائے تو وہاں مجھے آپ کا استقبال کرنے کی توفیق ملی۔ بلکہ وہاں پر تو صدر مملکت کی طرف سے وزیر تعلیم نے بھی حضور انورؒ کا استقبال کیا۔ استقبال کے لئے ممبران جماعت کے ہمراہ جب خاکسار ائیر پورٹ منروویا (Monrovia) میں کھڑا تھا تو وزیر تعلیم نے مجھے کہا کہ ہم نے جہاز کے کپتان کو پیغام بھیج دیا ہے کہ His Holiness کو پیغام دیا جائے کہ جہاز کے اترنے کے بعد وہ ازخود باہر تشریف نہ لائیں بلکہ ہم جہاز کے اوپر اُن کو Welcome کہیں گے۔ پھر آپ باہر تشریف لائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خاکسار اور وزیر تعلیم لائبیریا جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد جہاز کے اندر گئے اور حضورؒ کو Welcome کہا۔ لائبیریا میں حضورؒ کے قیام کے دوران صدر مملکت سے ملنے کا بھی پروگرام تھا۔ چنانچہ مقررہ دن اور مقررہ وقت پر حضورؒ Executive Mansion میں ایک وفد کے ہمراہ گئے اور ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے تو Chief of Protocol صدر مملکت کے کمرے کی طرف راہنمائی کرنے کے لئے آیا چونکہ انہوں نے حضورؒ کے ساتھ چار افراد کو جانے کی اجازت دی ہوئی تھی اور کمرے میں حضورؒ کے ساتھ چھ افراد تھے۔ اس لئے اُس نے مجھ سے کہا کہ His Holiness کے ساتھ تو چار افراد ہی جائیں گے۔ ہمیں تو پہلے ہی اس بات کا علم تھا تاہم میں نے حضورؒ

کی خدمت میں یہ عرض کردی کہ صدر کا Chief of Protocol یہ کہہ رہا ہے۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ مبارک ساہی صاحب (جو اس وقت حضورؒ کی سیکیورٹی کے انچارج تھے) تو ضرور جائیں گے۔ باقی آپ جس کو ساتھ لے جانا چاہیں لے جائیں۔ چنانچہ حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ حضورؒ کے ساتھ صدر مملکت سے ملنے کے لئے درج ذیل افراد گئے۔ مکرم مبارک احمد ساہی صاحب۔ مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم محمد پارٹے صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لائبیریا اور خاکسار حیدر علی ظفر۔

❁❁❁
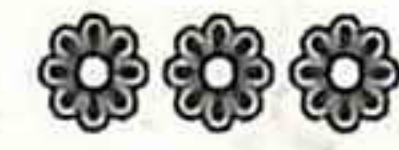
مکرم ابراہیم نونن صاحب مربی سلسلہ آئرلینڈ جو UK کے پہلے انگریز صدر خدام الاحمدیہ رہے ہیں، بیان کرتے ہیں:-

تیرہ سال قبل جب میں نے احمدیت قبول کی تو اُس کا نظارہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ ۱۹۹۱ء میں مَیں نے حضور رحمہ اللہ کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ مجھے ایک احمدی دوست جلسہ سالانہ دکھانے لائے تھے۔ میں انگلش سیکشن میں بیٹھا تھا اور میرے ساتھ دوسرے انگلش مہمان بھی بیٹھے جلسہ سن رہے تھے کہ اچانک سب لوگ اچھل اچھل کر کھڑے ہونا شروع ہو گئے اور انہوں نے زور زور سے بازوؤں کو اُوپر لہراتے ہوئے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ میں حیران تھا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اسی دوران میں نے سامنے دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی جو کہ سفید کپڑے اور سفید پگڑی پہنے ہوئے ہے اور اُسے بہت سارے لوگوں نے گھیر رکھا ہے۔ پھر وہ آدمی سٹیج پر چڑھ جاتا ہے۔ اسی دوران مجھے جلد ہی سمجھ آجاتی ہے کہ ضرور یہی وہ شخص ہے جو اس جماعت کا سربراہ ہے۔ مجھے اس شخص کا ظاہر بہت اچھا لگا اور مجھے یہ سمجھ نہ آرہی تھی کہ اس شخص میں دوسروں کی نسبت کیا چیز مختلف ہے۔ جو حضور نے تقریر کی اس کو بھی میں آج تک نہیں بھول پایا۔ اس نے میرے جذبات کو بہت متحرک کیا۔ حضور کی تقریر کے اختتام پر مجھے حضورؒ کے چہرے پر ایک نور کی روشنی نظر آئی جیسا کہ کوئی حضورؒ کے چہرے پر روشنی ڈال رہا ہو۔ چنانچہ تقریر کے اختتام پر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہی وہ شخص ہے جو حقیقی معنوں میں Man Of God ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے احمدیت کو قبول کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔

❁

جب حضور سے میری پہلی ملاقات ہونا تھی۔ اُس دن میں بہت ڈرا ہوا تھا۔ لیکن جب حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو معاملہ مختلف تھا۔ میں یہ ملاقات کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے حضورؒ کے گلے لگ کر ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے میری روح کو پاک و صاف کر دیا ہو۔

❁

۱۹۹۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسار کو حفاظت خاص کی ٹیم کے ساتھ مل کر حضورؒ کی حفاظت کرنے کا موقع ملا۔ جلسہ سالانہ کے اختتام کے موقع پر حضورؒ کے خطاب کے بعد میں حضورؒ کی کرسی کے پیچھے کھڑا سیکیورٹی کی ڈیوٹی دے رہا تھا اور اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب محسوس کر رہا تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضورؒ کے پاس کھڑا ہونے اور اُن کی خدمت کرنے کا موقع دیا ہے۔ اسی دوران مجھے بہت سخت بھوک محسوس ہوئی اور میں نے سوچا کہ شاید کھانا سیکیورٹی ٹیم کے لئے بچ گیا ہوگا۔ لیکن پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ نہیں میں ڈیوٹی پر ہوں اور ہمت باندھے رکھوں۔ اچانک اُسی وقت حضورؒ نے اپنی کرسی سے مڑ کر مجھے کہا کہ ابراہیم آؤ میرے ساتھ بیٹھ کر چائے پیو۔ میں نے حضورؒ سے کہا کہ میں ڈیوٹی پر ہوں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اِدھر آجاؤ اور میرے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھانا کھالو اور چائے بھی پیو۔ جب میں بیٹھ گیا تو میری آنکھوں میں آنسو آنا شروع ہو گئے اور میرا دل خدا تعالیٰ کی تعریف میں مگن ہو گیا کہ دنیا میں ان جیسا بھی کوئی شخص ہوگا۔

❁❁❁
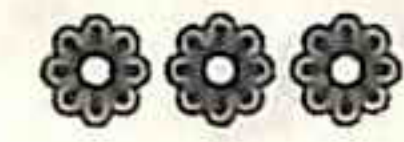
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب بیان کرتے ہیں:-

یہ ۶۲-۱۹۶۱ء کی بات ہے جب خاکسار باندھی ضلع نواب شاہ میں بطور مربی سلسلہ متعین تھا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب وہاں وقفِ جدید کی طرف سے ضلع نواب شاہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ پورے ایک ہفتہ کا دورہ تھا۔ رات جس جگہ قیام ہوتا۔ اردگرد علاقہ کے اور مقامی چیدہ لوگ غیر از جماعت مدعو ہوتے۔ مغرب وعشاء کی نماز اور کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد علمی مجلس کا انعقاد ہوتا۔ ایک مجلس میں ہندو متمول افراد بھی موجود تھے اور سندھ کے حوالہ سے اپنے ملکیتی حقوق کا اظہار کرتے رہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب سندھ میں اسلام کی ابتدائی رسائی کا تاریخ کے حوالہ سے پس منظر بیان فرمایا تو ہندو اور دیگر حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔

دورانِ سفر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر تاریخی واقعات سناتے یا وقفِ جدید کے پروگراموں پر تفصیلاً گفتگو رہتی۔ کبھی مساعی پر تبصرے اور نتائج کا جائزہ اور اس دوران دلچسپ واقعات اور لطائف کا تذکرہ بھی سفر کی کوفت کا تدارک کرتا رہتا۔

اس سفر کا ایک عدیم المثال پہلو یہ مشاہدہ میں آیا کہ پورا ہفتہ دن رات رفاقت رہی لیکن خاکسار کو یہ علم نہیں ہونے پایا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ رات کس وقت سوتے اور کس وقت جاگتے۔ ہاں اتنا ادراک ضرور ہوا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ رات تین چار گھنٹے سے زیادہ ہرگز نہیں سوتے تھے۔ علمی مجالس بعض اوقات عروج پر پہنچی ہوتی۔ مجھے تھکاوٹ اور نیند کا دباؤ ہوتا تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ خاکسار کا بھی جائزہ لیتے رہتے اور مجھے ہلکی سی آواز سے فرماتے کہ سلطان صاحب! آپ جا کر سو جائیں اور اس طرح مجھے علم نہیں ہو پایا تھا کہ مجلس کب اختتام کو پہنچی۔ صبح تہجد وغیرہ سے فارغ ہو کر مجھے جگاتے کہ نماز کے لئے اٹھ کر تیاری کریں۔ اس طرح مجھے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے جاگ اُٹھنے کا بھی علم نہیں ہوا تھا۔

۱۹۸۵ء میں جب لندن میں سالانہ جلسہ ہوا۔ خاکسار بھی وہاں حاضر خدمت تھا۔ جلسہ کے بعد چند ماہ کے لئے

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو روک لیا۔ دفتری اوقات کے بعد عشاء کی نماز سے فراغت پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں حاضری ہوتی۔ کام جاری ہے اور رات 10:30 بجے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ دفتر سے گھر تشریف لے جاتے اور اُس وقت دفتر کا ایک کارکن دفتری ڈاک کا ایک بہت بڑا تھیلا اُٹھا کر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گھر پہنچاتا۔ صبح تہجد، نماز فجر اور سیر کے بعد حضور تھوڑی دیر (قریباً نصف گھنٹہ) آرام فرماتے اور پھر دفتر تشریف لاتے تو ڈاک کا بڑا تھیلا ملاحظہ فرما چکے ہوتے۔ جس سے حتمی اندازہ یہ تھا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ رات کو اڑھائی تین گھنٹہ سے زیادہ ہرگز نہیں سوتے۔

سندھ کے سفر کے دوران ایک اور امر جو مشاہدہ میں آیا وہ حضور کی انتہا درجہ کی بے نفسی تھی۔ ہفتہ بھر کے مسلسل سفر میں جہاں جہاں رات کا قیام تھا ہر جگہ رات سونے کے کمرہ میں دو بستر لگے ہوتے اور پہلی نظر میں ہی اندازہ ہو جاتا کہ یہ بستر حضور کے لئے ہے اور دوسرا بستر مربی کے لئے۔ ابھی سفر کی پہلی رات تھی۔ کمرہ میں جب داخل ہوئے تو مجھے بازو سے پکڑا اور کھینچ کر اس بستر پر رات سونے کے لئے کہا جو میزبان نے حضور کے لئے بچھا رکھا تھا اور حضور خود اس بستر پر جا بیٹھے جو میزبان نے خاکسار مربی سلسلہ کے لئے بچھا رکھا تھا۔ خاکسار کو خود بھی سخت تردد تھا لیکن میزبان نے تو شور مچا دیا کہ ''میاں صاحب! یہ بستر مربی صاحب کے لئے نہیں آپ کے لئے ہے۔ مربی صاحب کا بستر دوسرا ہے''۔ لیکن حضور رحمہ اللہ فرماتے کہ آپ نے بطور میزبان دو بستر بچھا دیئے۔ اب یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے کہ کون کس بستر پر سوئے آپ دخل نہ دیں۔ یہ معمول پورا ہفتہ جاری رہا۔ بعد ازاں جب حضور رحمہ اللہ واپس مرکز ربوہ تشریف لائے۔ تو مجھے ایک تفصیلی خط لکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر پرستی کو ختم کرنے کے لئے آئے تھے لیکن لوگوں میں ابھی پیر پرستی کی عادت گئی نہیں۔ آپ بطور مربی احمدی احباب سے اس عادت کو مٹانے کی کوشش کریں۔

سندھ سے خاکسار کا جلد ہی تبادلہ ہوا اور خاکسار مرکز میں پہنچا تو حضور رحمہ اللہ اس عرصہ میں صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ خاکسار کو اولاً نائب مہتمم مقامی اور بعدازاں مہتمم مقامی ربوہ مقرر فرمایا۔ اس عرصہ میں زیادہ قریب سے حضور رحمہ اللہ کی شفقتوں کا موقع ملا۔ آپ دن رات جماعتی خدمات میں ہمہ تن مصروف رہتے اور مرکزی ذمہ داریوں کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ پاکستان بھر کی جماعتوں کا دورہ بھی آپ کا معمول تھا۔ باوجودیکہ سفر کے ذرائع اس دور میں بہت محدود اور قطعاً ایسے آرام دہ نہ تھے لیکن سفر کی جملہ صعوبتوں کو یکسر نظرانداز کر کے آپ بستی بستی، قریہ قریہ تشریف لے گئے۔ بڑی گہرائی میں جا کر جماعتوں کا جائزہ لیتے اور موقع پر منتظمین کو ضروری نصائح و مشوروں سے

نوازتے۔ ان سارے سفروں میں مقدم علمی مجالس کا انعقاد ہوتا۔ اس معمول کو ایک فریضہ کے طور اپنا رکھا تھا۔

ایک مرتبہ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ایبٹ آباد میں کچھ دنوں کے لئے قیام فرما تھے۔ تو ربوہ سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اور خاکسار ایبٹ آباد گئے۔ ملاقات وغیرہ سے فراغت کے بعد جب واپس ربوہ کے لئے روانگی تھی تو فرمانے لگے کہ ایبٹ آباد سے اگر براستہ گلیات ہم کوہ مری جائیں اور وہاں سے راولپنڈی پہنچ جائیں تو گلیات کی سیر بھی ہو جائے گی اور سفر بھی طے ہو جائے گا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ یہ پروگرام بہت اچھا ہوگا۔ چنانچہ ہم بذریعہ بس ایبٹ آباد سے مری کے لئے روانہ ہوئے۔ بس میں بیٹھتے ہی مجھے فرمانے لگے کہ یہ دوائی کھا لو تاکہ رستہ میں متلی کی تکلیف نہ ہو۔

خاکسار نے عرض کیا کہ میاں صاحب! ہم اکٹھے بیٹھے ہیں اگر دورانِ سفر ضرورت محسوس ہوئی تو دوائی کے لئے درخواست کرلوں گا۔ فرمانے لگے ٹھیک ہے۔ دورانِ سفر ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کے ہاں رکنے اور شب باشی کا پروگرام تھا۔ مجھے فرمانے لگے کیا تمہیں یہ علم ہے کہ سفر میں متلی کیوں ہوتی ہے؟ خاکسار نے نفی میں عرض کیا تو فرمانے لگے کہ سفر میں متلی کی عام طور پر ایک اہم وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسانی جسم میں ایک نظام ہے اور یہ کہ انسان کے دونوں کانوں کے ساتھ اندر کی جانب دونوں طرف گھڑیوں کے پنڈولم کی طرح ایک ایک پنڈولم لٹک رہا ہے۔ اس پنڈولم کا انسان کے معدے کے ساتھ کنکشن ہوتا ہے۔ جب سفر کی حالت میں جھٹکے وغیرہ لگنے سے پنڈولم اپنے توازن میں نہیں رہتا اور بار بار ایسا ہونے لگتا ہے تو پنڈولم کی توازن کی خرابی سے معدے میں تیزابیت پیدا ہونے لگتی ہے اور یہ عمل مسلسل جاری رہے تو تیزابیت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اس سے انسان کو متلی اور قے کی تکلیف لاحق ہو جاتی ہے۔

❀❀❀❀❀
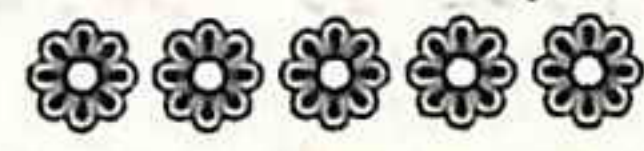
جامعہ احمدیہ میں

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"جامعہ احمدیہ جب وہ تنوروں میں ہوا کرتا تھا۔ لنگر خانے میں وہ جلسے کے دنوں میں لنگر خانہ اور جلسے کے بعد جامعہ احمدیہ۔ اس طرح ہمارا جامعہ احمدیہ تھا اتنی غریبانہ عمارت تھی شروع شروع میں۔

ہم اس جامعہ میں پڑھے ہوئے ہیں۔ اس جامعہ میں تنور بند نہیں کراتے تھے بلکہ احتیاط سے چلنا پڑتا تھا کہ کرسی کوئی غلطی سے ادھر کر دے بعض دفعہ تنور میں گر جاتی تھی۔ تنوروں کے درمیان جہاں نانبائی بیٹھا روٹیاں لگاتا ہے وہاں ہماری کرسیاں پڑی ہوئی ہوتی تھیں ہم اس جامعہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اب تو لوگوں کو نخرے بہت ہی آتے ہیں کہ اچھا سلوک ہو۔ اچھی جگہ ہو وہاں تعلیم ہو ہمارے ہاں تو اس وقت اس زمانے میں یہ حال ہوتا تھا۔

(اردو کلاس 14 راگست 98ء از روزنامہ الفضل 5 ستمبر 1998ء)

پیارے آقا کی سیر

یہ مضمون مکرم بشیر احمد صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ جن کے بارے میں ۸ دسمبر ۲۰۰۲ء کو حضورؒ نے علالت کے بعد کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔ حضور رحمہ اللہ کی بارے میں ان کا مضمون ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حضور انورؒ خلافت سے قبل صبح کی سیر تو نہیں کیا کرتے تھے البتہ روزانہ سائیکل پر شام کے وقت احمد نگر اپنی زمینوں پر ضرور جایا کرتے تھے۔ دفتر بھی ہمیشہ سائیکل پر جایا کرتے۔ گھر میں صرف ایک ہی سائیکل تھا۔ اگر کبھی میں لے گیا ہوتا تو آپ پیدل دفتر چلے جایا کرتے تھے۔ کبھی آپ نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ بشیر میں نے دفتر جانا تھا تم سائیکل کیوں لے گئے تھے۔ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے کبھی بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ سائیکل کی وجہ سے ناراض ہوئے ہوں۔ زمینوں پر پیدل ادھر ادھر کھیتوں میں جانے سے جو صبح کی سیر کا تصور تھا حضورؒ اس سے کہیں زیادہ چل لیتے تھے۔ آپ کا قدم کافی تیز ہوتا تھا۔ صبح کی سیر حضور انورؒ نے باقاعدہ اس وقت شروع کی جب ہجرت کر کے لندن تشریف لائے۔ اس سے قبل آپ جب خلیفہ بنے تو قصر خلافت میں جو گارڈن ہے وہاں سیر کر لیا کرتے تھے لیکن باقاعدگی سے صبح کی سیر لندن میں 1984ء میں شروع کی تھی۔

1984ء میں جب سیر شروع کی اس وقت الحمدللہ حضور انورؒ بہت Fit تھے اور آپ کا قدم اتنا تیز ہوتا تھا کہ دوسرے احباب ایسے چلتے تھے جیسے پیچھے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور واقعۃً بعض ذرا پیچھے رہ جاتے تو وہ پھر بھاگ کر ساتھ ملتے۔ کئی تو تھک جاتے، کچھ روز تو سیر پر آتے پھر دستبردار ہو جاتے۔ 1984ء میں جو بھی حضور انورؒ کے ساتھ سیر کیلئے جانے کی درخواست کرتا اسے اجازت مل جایا کرتی تھی۔ حضور انور رحمہ اللہ صبح کی سیر کے اتنے پابند تھے کہ لندن میں گرمیوں کے موسم میں فجر کی نماز بعض اوقات صبح 3:15 یا 3:30 بجے ہوا کرتی تھی اور عشاء کی نماز رات 10:30 بجے ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود حضورؒ سیر کے لئے ضرور تشریف لے جاتے۔

صبح کی سیر ہمیشہ نماز فجر کے بعد ہوا کرتی تھی سوائے رمضان کے، اس میں سیر شام کے وقت روزہ افطار کرنے سے قبل ہوا کرتی تھی یعنی عصر کی نماز کے بعد سیر پر چلے جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ عشاء کی نماز اور فجر کی نماز کے درمیان رات کا اتنا کم وقت ہوتا تھا کہ نماز سے انسان 11:00 بجے فارغ ہوتا پھر کھانا کھانا اور بارہ ساڑھے بارہ یونہی بج جایا کرتے تھے۔ پھر سو کر فجر کی نماز پر اٹھنا ایسے ہی تھا جیسے سویا نہ سویا ایک برابر۔ چونکہ میں

نے گاڑی ڈرائیو کرنی ہوتی تھی اس لئے جلدی اٹھنا پڑتا تھا اور جہاں سے سیر شروع کرتے تھے وہ جگہ Common Wimbledon تھی جو اڑھائی سے تین میل کے فاصلہ پر تھی۔ حضور انور رحمہ اللہ تقریباً پانچ میل کے لگ بھگ سیر کیا کرتے تھے۔ سیر کے لئے ہم گروپ میں جایا کرتے تھے۔

حضور انورؒ سیر میں بھی اتنی ہی پابندی کرتے تھے جتنی دوسرے کاموں میں۔ مثال کے طور پر اگر برف باری ہو رہی ہے یا برف پڑی ہوئی ہے تو کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اگر سردی زیادہ ہوتی اور درجہ حرارت آٹھ یا نو سینٹی گریڈ بھی ہوتا تو پھر بھی حضورؒ سیر کے لئے ضرور تشریف لے جاتے۔ دوسرے احباب برف پر بعض اوقات پھسل بھی جاتے تھے اور میں بھی پھسلا ہوں، مگر حضورؒ متواتر اسی طرح جایا کرتے تھے۔ میں نے کبھی حضور رحمہ اللہ کو نہیں دیکھا کہ برف باری کے دوران پھسلے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی رہا۔ حضور رحمہ اللہ کو ایک خاص تکنیک حاصل تھی کہ اگر آپ پھسلنے بھی لگیں تو اپنے آپ کو کنٹرول کر لیتے اور ہمیں بتایا کرتے تھے کہ کیچڑ ہو تو یوں چلنا چاہیے یعنی پاؤں پر وزن کیسے ڈالنا چاہیے۔ اب یہ بات کافی پرانی ہے صحیح الفاظ ہو بہو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہم تھک جاتے لیکن خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ حضور انور رحمہ اللہ پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہ ہوتے۔

سیر کے Routes مختلف ہوا کرتے تھے۔ مگر جو بھی روٹ ہو اس روٹ میں جھیل ضرور شامل ہوا کرتی تھی۔ حضور انورؒ کے اندر ہمدردی اتنی تھی کہ آپ جھیل پر اس لئے آتے کہ وہ مرغابیاں جو جھیل میں ہوا کرتیں ان کو روٹی ڈالیں۔ مرغابیاں یا Swan حضور انور رحمہ اللہ کو دیکھ کر بھاگ آیا کرتیں جہاں حضور انور رحمہ اللہ کھڑے ہو کر روٹی ڈالا کرتے وہاں وہ جمع ہو جاتیں اور بعض اوقات وہ باہر جہاں حضور رحمہ اللہ کھڑے ہوتے وہاں سے گرے ہوئے ٹکڑے کھا لیا کرتیں۔ مرغابیوں کے علاوہ حضور انور رحمہ اللہ دوسرے پرندوں اور جانوروں کو بھی روٹی ڈالا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر جھیل کے باہر روٹی ڈالتے تو گلہریاں آ جاتیں اور وہ روٹی لے کر درختوں پر چڑھ جاتیں۔ اس کے علاوہ کوّے آ جاتے تھے۔ جس طرح ایشیائی ممالک کا کوّا چالاک ہے یہاں کا بھی ویسا ہی ہے۔ جب حضور انورؒ روٹی وغیرہ ڈال رہے ہوتے تو کوّا دوسرے کوّوں کو شور مچا کر بلا رہا ہوتا تو درختوں پر مختلف اطراف سے کوّے آ کر بیٹھنا شروع ہو جاتے اور جب حضور انورؒ روٹی ڈال کر چل پڑتے تو پھر وہ کوّے درختوں سے نیچے اتر کر روٹی پر جھپٹ پڑتے۔ یہ معمول شروع سے لے کر آخر تک رہا۔ جب کبھی حضور انورؒ بیمار ہوتے یا کبھی کسی ملک کے دورے پر جاتے تو مختلف احباب جن میں مکرم لطیف صاحب، خواجہ رشید الدین قمر صاحب، مکرم رشید صاحب شامل ہیں، جھیل پر

جا کر روٹی ڈال آیا کرتے تھے۔ حضور انورؒ فرمایا کرتے تھے کہ ضیافت میں جو احباب کھانا پکاتے ہیں وہ روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑے ضائع کرنے کی بجائے اکٹھے کر لیا کریں تاکہ ان چرند پرند کے کام آسکیں۔

حضور انورؒ غریبوں، بےکسوں، بے سہاروں کے ساتھ حد درجہ ہمدردی کیا کرتے تھے اور ان کو ماہوار وظائف دیتے۔ اگر کوئی غریب حضور انور رحمہ اللہ کو امداد کیلئے خط لکھتا تو آپ کا دل فوراً پسیج جاتا تھا۔ خاص طور پر انڈیا کے لوگ کیونکہ وہ بہت ہی غریب ہیں۔ ان بیچاروں کے پاس خط پر ٹکٹ لگانے کی رقم بھی مشکل سے ہوتی ہے۔ آخری عرصہ میں جب حضور انورؒ بیمار تھے تو حتی الوسع آپ کی یہی کوشش تھی کہ آپ خود رقم ادا کریں اور روزانہ کئی خطوط ایسے ہوتے جن پر درج ہوتا کہ میری طرف سے ادائیگی کی جائے اور حضور انورؒ ازراہ شفقت ادائیگی فرما دیتے جب کہ آپ نے خطبوں یا جلسہ کے موقعہ پر اکثر دیکھا ہو گا کہ جب بھی کوئی مالی تحریک فرماتے تو سب سے پہلے اپنی طرف سے کافی بڑی رقم کی ادائیگی فرماتے اور تقریر کے دوران ہی فرما دیا کرتے کہ اتنی رقم میری طرف سے ہو گی اور پھر اس کی ادائیگی جلدی فرما دیا کرتے تھے۔

جب 'بیت الفتوح' مورڈن کے لئے مالی تحریک فرمائی تو سب سے پہلے اپنی طرف سے 50ہزار پاؤنڈ کا وعدہ فرمایا جو کہ ادا کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب دوسری دفعہ تحریک فرمائی تو اس کا دس فیصد خود ادا کرنے کا اعلان فرمایا جو کہ پانچ لاکھ پاؤنڈ بنتا تھا۔ جب خطبہ جمعہ کے بعد اوپر اپنی رہائش گاہ پر تشریف لائے تو خاکسار نے عرض کی آج حضور انورؒ نے دس فیصد خود دینے کا اعلان فرمایا ہے تو آپ کو علم ہے اس کا حصہ 50ہزار پاؤنڈ نہیں بلکہ پانچ لاکھ پاؤنڈ بنتا ہے۔ فرمایا جو کہہ دیا سو کہہ دیا اس کو کم نہیں کر سکتا اور انشاء اللہ جلد از جلد ادا کر دوں گا۔ کیونکہ رقم زیادہ تھی اور حضور انورؒ اس کی ادائیگی کو لمبا بھی نہیں کرنا چاہتے تھے اور 'بیت الفتوح' کیلئے رقم کی بھی سخت ضرورت تھی۔ اس لئے آپ کو اس کی ادائیگی کیلئے اپنی جائیداد کا ایک حصہ بیچنا پڑا تاکہ اس میں تاخیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک ایسی مخلص جماعت ہے کہ اِدھر خلیفۂ وقت نے تحریک فرمائی اُدھر جماعت کے پروانے لبیک کہتے ہوئے دھڑا دھڑ اپنے وعدہ جات اور ادائیگی شروع کر دیتے تھے۔ چونکہ میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرتا تھا۔ آپ یقین کریں کہ ادھر حضور انورؒ خطبہ دے رہے ہیں اور تحریک کر رہے ہیں۔ خطبہ ختم کر کے واپس دفتر آتے تو فیکس کے ذریعہ جماعت کے دیوانے خلیفۂ وقت کی زبان مبارک کے ارشاد کی تکمیل کیلئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے۔

ان تحریکات میں عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ انہوں نے بھی ان تحریکات پر لبیک کہتے ہوئے اپنے زیورات اتنے پیش کیے کہ حد نہیں۔ حالانکہ زیورات عورت کی ایک کمزوری سمجھی جاتی ہے لیکن یہاں جماعت احمدیہ میں بالکل

الٹ ہے۔ کئی ایک نے جن کی ابھی چند روز قبل شادی ہوئی اپنے زیور بیت الذکر فنڈ میں دے دیئے۔ یہ ہے ایک فدائی جماعت اور اس عاشقِ رسول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پروانے جو کسی بھی مالی قربانی کے لئے دریغ نہیں کرتے۔

خاکسار نے عرض کیا تھا کہ جو کوئی بھی حضور انورؒ سے سیر کے لئے ساتھ جانے کی اجازت مانگتا، اسے اجازت دے دیا کرتے تھے۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہالینڈ میں جب حضورؒ جایا کرتے تو اپنا سائیکل چلانے کا پرانا شوق وہاں پورا کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ 30،25 سائیکلیں کرایہ پر لیا کرتے تھے حالانکہ حضور انورؒ اور سٹاف کو تو ٹوٹل 8، 10 سائیکلوں کی ضرورت ہوتی تھی مگر حضورؒ اس لئے زیادہ منگوالیا کرتے کہ اگر دوسرے احباب بھی جانا چاہیں تو ساتھ چلے جائیں۔ پس بہت سے احباب حضور رحمہ اللہ کی معیت میں سائیکل چلانے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ سائیکل چلانے کے بعد آخر پر وہاں ایک گراؤنڈ ہوا کرتی تھی وہاں پر چائے اور کافی کا پروگرام ہوتا تھا۔

چائے اور کچھ اشیاء خدام الاحمدیہ یا ضیافت سے آجاتیں اور ذاتی طور پر بھی بعض لوگ بنا کر بھیج دیتے ان میں ایک Dutch دوست فہیم صاحب تھے ان کی ساس صاحبہ کیک بنا کر بھیجا کرتی تھیں۔ حضور انورؒ نے اس کیک کا نام Mother-in-law cake رکھا ہوا تھا۔ حضور انور رحمہ اللہ کیک کے پیس کاٹ کر ان تمام احباب کو جو سیر پر آئے ہوتے تھے اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی ان احباب کی خوش نصیبی تھی کہ وہ حضور انورؒ کے ساتھ کیک کھایا کرتے تھے۔

بعض ہالینڈ کے دوروں میں سائیکل سیر کے دوران حضور انورؒ رہائش سے کافی بنا کر لے جایا کرتے تھے اور کافی میں میٹھے کے طور پر شہد ڈالا کرتے تھے۔ حضور سٹرانگ کافی بنایا کرتے تھے۔ پھر حضور گراؤنڈ میں جا کر اپنے ساتھ کے تمام احباب کو تھرمس سے ان کے گلاسوں میں ڈال کر دیا کرتے تھے۔ پھر حضورؒ اپنے کیمرہ سے سب کی تصویریں بھی کھینچا کرتے اور بعد میں Develop کروا کر ان احباب کو روانہ کردیا کرتے تھے۔

حضورؒ جہاں کہیں بھی جاتے چاہے کسی ملک میں گئے ہوں صبح کی سیر ضرور کیا کرتے تھے۔ مکرم میجر محمود صاحب صبح سیر کے ٹریک پر چلنے سے قبل ہی چکر لگا آیا کرتے تھے یہ دیکھنے کے لیے کہ کون سا راستہ بہتر ہوگا۔

لندن میں جب راتیں بہت چھوٹی ہوا کرتی تھیں تو بعض اوقات نیند پوری نہیں ہوتی تھی۔ بعض اوقات میں سیر پر ساتھ جانے کی بجائے کاروں کے پاس ٹھہر جاتا کیونکہ کاروں کے پاس کسی خادم یا سکیورٹی گارڈ یا پھر خاکسار کسی ایک کا ہونا ضروری ہوتا تھا۔ ایک دفعہ انہی ایام میں حضورؒ سیر پر تشریف لے گئے تو خاکسار گاڑیوں کے پاس تھا۔ چونکہ سردی ہوتی تھی تو خاکسار گاڑی کے

اندر بیٹھ جایا کرتا تھا اور بعض دفعہ تو گاڑی اسٹارٹ کر کے heating لیتا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ خاکسار گاڑی میں سو گیا اس وقت ایسی حالت تھی کہ دماغ جاگ رہا تھا مگر آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔ حضور انور رحمہ اللہ تشریف لے آئے اور باہر سے شیشے پر Knock کرنے لگے۔ چونکہ کار لاک تھی اس لئے اندر نہیں آ سکتے تھے۔ آوازیں دے رہے تھے۔ خاکسار آپ کی آوازیں سن رہا تھا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے آنکھ کھل نہیں رہی تھی۔ بڑی مشکل سے کہیں آنکھ کھلی۔ لیکن حضور انورؒ نے ایسا کچھ بھی نہیں فرمایا کہ یہ غلط تھا یا کوتاہی تھی وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا کوئی بات نہیں ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ یہ صرف آپؒ کی شفقت اور محبت ہی تھی۔

حضور انورؒ کے ساتھ جو لوگ سیر پر جاتے تھے حضورؒ ان کے ساتھ دلچسپی کی خاطر کبھی کبھی مزاح کے رنگ میں بھی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ حضور انورؒ نے ایک خواجہ کلب قائم فرمایا تھا جس کے کافی ممبر تھے۔ خواجہ کلب کے چیئرمین مکرم نبیل ارشد صاحب تھے۔ اس کے علاوہ اس کی انتظامیہ میں مکرم خواجہ عبدالرشید قمر صاحب بھی تھے۔ ایک ماہ میں ایک دعوت یا پھر چھ ہفتہ بعد یہ ہوا کرتی تھی سارے سیر والے احباب اس میں شمولیت کرتے۔

بعض اوقات کُلُوْا جَمِیْعاً والا پروگرام بھی ہوتا تھا۔ دعوت پر نیا شاعر نظم سناتا اور اس کے علاوہ مختلف لطائف بھی سنائے جاتے۔ یہ ایک بہت ہی تفریحی پروگرام ہوتا تھا جسے سب Enjoy کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور انورؒ سیر کیلئے لیک ڈسٹرکٹ گئے جو کہ UK میں ہے اور یہ علاقہ اپنی خوبصورتی میں مشہور ہے۔ اس علاقہ میں بہت سی جھیلیں ہیں اور انہی جھیلوں کے علاقہ میں Shakespear کی یادگار عمارت اور عجائب گھر ہے جس میں اس کی اشیاء رکھی ہوئی ہیں۔

نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہم سب صبح کی سیر کے لئے چلے جاتے تھے۔ یہ جھیل جو کہ کئی میل لمبی ہے اس کے ساتھ ساتھ سڑک ہے جو کافی تنگ ہے اور بل کھاتی جاتی ہے۔ چونکہ سارا پہاڑی علاقہ ہے اس لئے کبھی اترائی ہے اور کبھی چڑھائی چڑھنی پڑتی ہے۔ حضور انورؒ ماشاء اللہ اپنی پوری رفتار سے پہاڑوں پر اوپر نیچے آتے جاتے تھے۔ لیکن آپ کو سانس بالکل نہیں چڑھتا تھا جبکہ دوسرے احباب کا برا حال ہو جایا کرتا تھا۔

ہمارے ساتھ مکرم شیر محمد صاحب ہوتے تھے جو گیس سیلنڈر والا چولہا ساتھ رکھتے جس پر کھانا تیار کرتے تھے۔ حضور انورؒ پہاڑوں پر چڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے اور وہ اتنی دیر میں کھانا بنا لیتے۔ ان میں کھانا جلد از جلد تیار کرنے کی بہت صلاحیت تھی کیونکہ وہ دارالضیافت ربوہ کے Trained تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا بھی کھانا بنایا کرتے تھے۔ جب پہاڑوں پر جاتے تو ساتھ چوہدری انور حسین

صاحب اور دوسرے احباب بھی ہوا کرتے تھے۔

حضور انور رحمہ اللہ کو سیر کا بہت شوق تھا۔ آپ نے بچوں کو بھی بہت سیر کروائی۔ مثال کے طور پر اردو کلاس کو ہالینڈ کی دعوت دی تو انہیں نن سپیٹ (Nunspeet) کی سیر کروائی جس میں مکرم اسماعیل آڈو صاحب بھی شامل تھے جن کو حضورؒ اردو کلاس میں بڑا بچہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ان کے آنے میں مشکل تھی مگر الحمدللہ وہ بھی کسی نہ کسی طرح ہالینڈ آ گئے۔ جب وہ آئے تو حضور انورؒ ان کے استقبال کے لئے رہائش سے باہر تشریف لائے۔ جب وہ کوچ سے باہر نکلے تو سب نے مل کر نعرہ لگایا۔ حضور رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ اگر بڑا بچہ اس سیر پر نہ آیا ہوتا تو وہ مزہ نہیں آنا تھا جو اب ان کے آنے سے آیا ہے۔ پھر حضورؒ سب کو جنگل میں جھیل پر سیر کے لئے لے گئے وہاں کلاس لگائی اور سائیکلیں بھی چلائیں۔ بڑے بچہ کے سائیکل چلانے کا انداز دیکھنے والا تھا۔ غالباً انہوں نے 20، 25 سال بعد سائیکل کو ہاتھ لگایا تھا تو ان سے سائیکل بیلنس نہیں ہوتا تھا۔ کبھی سائیکل ادھر جاتی کبھی اُدھر اور سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا۔ آڈو صاحب اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی باتوں سے ہر ایک Enjoy کرتا اور وہ خود بھی بڑے خوش ہوتے۔

حضور انور رحمہ اللہ اردو کلاس کو ہالینڈ میں Monkey Park لے گئے جہاں پر دنیا بھر سے مختلف اقسام کے بندر لائے گئے ہیں اور بعض بہت چھوٹے چھوٹے بندر بھی ہیں، وہ لوگوں کے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ جب سب کلاس اندر داخل ہوئی تو پہلے چھوٹے بندر آئے جو لوگوں کے سروں پر یا کاندھوں پر یا بازوؤں پر چڑھ گئے۔ اتفاق سے اردو کلاس کے موٹے بچے پر بھی ایک بندر چڑھ گیا اس نے ڈر کے مارے شور مچایا اور ساتھ رونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حضورؒ بہت ہنسے۔ پھر حضور انورؒ نے اس کو تسلی دی کہ گھبرانے کی اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔

حضور انورؒ سب کے ساتھ پیار اور شفقت کا ایسا سلوک فرماتے کہ سب بچے ایسا محسوس کرتے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ ہی رہ رہے ہیں اور حضور انورؒ سب کا حال اور خیر و عافیت پوچھتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اسے ہومیوپیتھی کی دوائی بھی دیتے اور پھر بار بار اس کی طبیعت کا پوچھتے۔ حضورؒ سب بچوں کو اس پیار کے انداز سے ملتے اور ان پر نظر شفقت کرتے کہ شاید ان کے والدین بھی اتنا نہ کرتے ہوں۔

ایک اعلان

قارئین ''خالد'' کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس ''نمبر'' کی CD بھی تیار ہے۔ جو شعبہ اشاعت سے دستیاب ہے۔

(ادارہ)

ایک اہم اور یادگار پیغام

ذیل میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام دیا جا رہا ہے جو آپ نے بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ اپنی صدارت کے آغاز پر خدام الاحمدیہ کے نام دیا۔ یہ پیغام ماہنامہ ''خالد'' نومبر ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ ادارہ اب اسے دوبارہ شائع کر رہا ہے۔

میرے خدام بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدیران خالد کو اصرار ہے کہ اپنی صدارت کے آغاز پر اپنے خدام بھائیوں کے نام کوئی پیغام دوں۔ میری طرح آپ سب بھی بخوبی جانتے ہیں کہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا کام نہ کبھی پہلے پالیسی وضع کرنا تھا نہ اب ہے نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ کسی صدر کے بدلنے سے پالیسی کے بدلنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ پالیسی وہی ہوگی جو مجلس کے قیام کے دن سے چلی آ رہی ہے اور آئندہ بھی مجھے یقین ہے کہ اسی طرح چلے گی یعنی کامل خلوص اور وفا اور جذبہ اطاعت کے ساتھ بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت المصلح الموعود اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بیان فرمودہ ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرنا اور اُس لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کوشاں رہنا جو قرآن، سنت اور حدیث نبوی ؐ کی روشنی میں خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لیے پہلے تیار فرما چکے ہیں یا آئندہ تیار فرمائیں۔ یہ وہ پالیسی ہے جس پر مجھ سے قبل صدران مجلس چلتے رہے اور اسی میں نیک بختی اور سعادت جانی اور یہی وہ پالیسی ہے جس پر چلنے کی توفیق میں اپنے ربّ سے مانگتا رہوں گا اور آپ سے بھی استدعا ہے کہ آپ بھی میرے لیے اور اپنے لیے یہی دعا کرتے رہیں اور اسی نیک مقصد کے حصول کیلئے دل و جان سے کوشاں رہیں۔

ایک فرق

باوجود اس کے کہ اغراض و مقاصد کی تعیین اور حصولِ مقاصد کے ذرائع کی اصولی حد بندی فرمانا جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کام ہے تاہم جہاں تک کوششوں کی تفصیل کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں کہ ہر وہ شخص جس پر کوئی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اپنی اپنی افتادِ طبع، زاویہ نگاہ اور فکری اور عملی طاقتوں کے لحاظ سے اپنے مخصوص رنگ میں اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس مقصد اور حصول مقصد کی راہ معین ہی کیوں نہ ہو کارکنان کے بدلنے سے طریق کار میں کچھ جزئی تبدیلیاں ضرور واقع ہو جاتی ہیں جن سے مفر نہیں اور یہیں سے میرے لیے اور اُن سب خدام بھائیوں کے لیے خوف کا مقام شروع ہو جاتا ہے جو مجلس خدام الاحمدیہ کے نظام میں کسی نہ کسی خدمت پر مامور ہوں گے۔ پس اس پہلو سے بھی اپنے خدام بھائیوں سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ جس طرزِ عمل کو ہم احسن سمجھتے ہوئے اختیار کریں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی وہ احسن ٹھہرے اور ہم اُس خوش قسمت گروہ میں شمار ہوں جس کا قرآن کریم 'اَھْدٰی سَبِیْلًا' کے الفاظ میں ذکر فرماتا ہے۔

تا شرطِ زندگی و توفیق ایزدی ہم سب خدامِ احمدیت دو سال کے لیے ایک ایسے سفر میں شریک رہیں گے جس کی قیادت کی ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اِس عاجز کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اپنی بے بضاعتی اور نااہلی پر جب نظر پڑتی ہے تو

دل خوف کھاتا ہے تاہم اپنے غفور و رحیم خدا کی رحمتِ بے پایاں اور غفاری سے بھاری اُمید ہے کہ میری رُوحانی اور جسمانی کمزوریوں سے درگزر فرماتے ہوئے اس اہم ذمہ داری کو کماحقُہ ادا کرنے کی توفیق بخشے گا اور آپ سب خدام بھائیوں کے حق میں بھی میری عاجزانہ دعا یہی ہے کہ خدمت کے جس مقام پر بھی آپ فائز ہوں، محض خادم ہوں یا زعیم یا قائد یا منتظم یا ناظم یا مہتمم اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور رحمتیں دائم آپ کے شاملِ حال رہیں اور بے ریا خالصۃً لِلّٰہ خدمت دین کی توفیق آپ کو نصیب ہو۔ یاد رکھیں کہ یہ مختلف عہدے تو محض انتظامی سہولتوں کی خاطر قائم کیے گئے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی افضل اور اعلیٰ اور عزت سے یاد کیے جانے کے لائق ہے جو اپنی تمام طاقتیں اخلاص کی طشتری میں سجا کر اپنے رب کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ غرضیکہ جہاں تک روحانی مقام اور قربِ الٰہی کا تعلق ہے، کوئی یہ نہیں جانتا کہ صدر بہتر ہے یا ایک بے عہدہ خادم جو محض خدمت کے انتظار میں کھڑا ہے۔

پس اپنے لیے بھی اور جملہ عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ کیلئے بھی میری یہ عاجزانہ بلکتی ہوئی دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان ”عہدوں“ کے (کہ جو دراصل خدمت ہی کے مختلف نام ہیں) حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے اور اپنے فضل و کرم سے ایسے کام کرنے کی توفیق بخشے جو خود اُس کی نگاہ میں پسندیدہ ہوں۔ آخر پر اپنے جملہ خدام بھائیوں کو اپنے آقا و مولا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زندگی بخش پیغام دے کر اِس پیغام کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں ہوں اس بے مثل رسولؐ پر کہ مختصر، سادہ اور عام فہم الفاظ میں حکمت کے خزانے لُٹا دیے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الاغلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء من الدلجۃ رواہ البخاری۔ وفی روایۃ لہ: سددوا وقاربوا واغدوا وروحوا وشیء من الدلجۃ: القصد القصد تبلغوا۔

یعنی حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا:۔
”یقیناً دین آسان ہے اور جو بزور دین پر غالب آنے کی کوشش کرے گا دین اس پر ضرور غالب آ جائے گا۔ (یعنی کسی میں یہ طاقت نہیں کہ زورِ عمل سے دین کے تمام حقوق ادا کر دے۔) پس میانہ روی اختیار کرو اور حسب استطاعت عمل پیرا رہو اور (اس خوشخبری سے) خوش ہو جاؤ اور (اللہ تعالیٰ سے) مدد مانگتے رہو۔ کچھ صبح کے وقت، کچھ شام کو اور کچھ رات کے وقت“۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی پیارے ارشاد کے مطابق خدمت دین کا سفر طے کرنے کی توفیق بخشے۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کچھ صبح، کچھ شام کو، کچھ رات کے وقت؛ حسب استطاعت، میانہ روی کے ساتھ۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ

ربوہ یکم نومبر ۱۹۶۶ء

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ 1966-1969

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 67-1966ء سے 69-1968ء تک تین سال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے ہیں۔ آپؒ کے عہدِ صدارت کی مجالس عاملہ قارئین کی معلومات کے لئے پیش خدمت ہیں۔ (مکرم محمد عباس احمد صاحب)

عہدہ	1966-67ء	1967-68ء	1968-69ء
صدر مجلس	حضرت مرزا طاہر احمد صاحب	حضرت مرزا طاہر احمد صاحب	حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
نائب صدر	مکرم سید محمود احمد ناصر صاحب	مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب	مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب (اوّل) مکرم قریشی نور الحق تنویر صاحب (دوم)
معتمد	مکرم قریشی نور الحق تنویر صاحب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب
نائب معتمد	مکرم سید عبد الباسط صاحب	مکرم مبارک احمد خالد صاحب	مکرم مبارک احمد خالد صاحب
مہتمم تربیت	مکرم مولوی لئیق احمد طاہر صاحب	مکرم مولوی فضل الٰہی انوری صاحب	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب
مہتمم مال	مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب	مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب	مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب
مہتمم صحت جسمانی	مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب	مکرم عبد الرزاق صاحب
مہتمم خدمت خلق	مکرم عبد الشکور اسلم صاحب	مکرم منور شمیم خالد صاحب	مکرم مرزا ادریس احمد صاحب مکرم مولوی عبد الشکور صاحب
مہتمم وقار عمل	مکرم محمد اسلم صابر صاحب	مکرم منیر احمد عارف صاحب	مکرم عبد الرشید غنی صاحب
مہتمم اطفال	مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب	مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب
مہتمم تجنید	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم عبد الشکور اسلم صاحب	مکرم مبارک احمد انصاری صاحب مکرم محمد اسلم صابر صاحب
مہتمم اصلاح وارشاد	مکرم محمود احمد بی ٹی صاحب	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم قریشی نور الحق تنویر صاحب
مہتمم عمومی	مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	مکرم سید محمود احمد ناصر صاحب	مکرم مرزا انس احمد صاحب

نام عہدہ	1966-67ء	1967-68ء	1968-69ء
مہتمم اشاعت	مکرم محمد شفیق قیصر صاحب	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب	مکرم امین اللہ سالک صاحب مکرم محمد اسلم شاد صاحب
مہتمم تحریک جدید	مکرم مبارک مصلح الدین صاحب	مکرم عبدالرشید غنی صاحب	مکرم منور شمیم خالد صاحب
مہتمم تعلیم	مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب	مکرم نور الحق تنویر صاحب	مکرم محمد اسلم صابر صاحب مکرم امین اللہ سالک صاحب مکرم مولوی اللہ بخش صاحب
محاسب	مکرم عبدالرشید غنی صاحب	مکرم عبدالرشید غنی صاحب	مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب
مہتمم صنعت وتجارت	مکرم مبارک احمد انصاری صاحب	مکرم مبارک احمد انصاری صاحب	مکرم مبارک احمد انصاری صاحب
مہتمم مجالس بیرون	مکرم مرزا انس احمد صاحب	مکرم محمد اسلم صابر صاحب	مکرم عبدالشکور اسلم صاحب مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا

مکرم سید نصیر احمد صاحب چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یادوں کے حوالے سے ادارہ "خالد" کو ایک مضمون ارسال کیا جو پیش خدمت ہے۔

جب شفقت کے سلوک کے متعلق سوچا تو پیارے آقا سے زیادہ دنیا میں کوئی اور مشفق اور مہربان نظر نہ آیا۔ MTA کا ایک ایک فرد حضور کی بے پناہ شفقتوں کے زیر بار یوں نظر آیا کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایک شخص کس طرح بغیر اکتائے اتنی زیادہ دلی شفقتوں اور محبتوں کا بے پایاں اظہار کر سکتا ہے اور پھر مسلسل کرتا چلا جاتا ہے۔

جب حضور رحمہ اللہ ریکارڈنگ کے لئے اسٹوڈیو میں تشریف لاتے تو واپسی پر ضرور کنٹرول روم میں جھانک کر دیکھتے۔ اپنی دل موہ لینے والی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ ایک ہی نظر میں سب سٹاف کو دیکھ لیتے اور اتنے پیارے انداز میں السلام علیکم کہتے جیسے سارے جہان کی حلاوتیں ان الفاظ میں سما گئی ہوں اور ہم سب گواہ ہیں کہ یہ سلسلہ MTA کے اجراء سے لے کر آخر دم تک چلتا رہا۔

حضور انور رحمہ اللہ ان تمام کارکنان کے آرام اور طعام کا بذات خود یوں خیال رکھتے تھے جیسے انہیں دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ بارہا حضور انور رحمہ اللہ نے ایم ٹی اے کے مختلف کارکنان کو ذاتی طور پر کھانا بھجوایا، ان کی رہائش وغیرہ کے بندوبست کی ہدایات بغیر کسی کی درخواست کے دیں۔

جب ''ملاقات'' پروگراموں میں کھانے وغیرہ کی چیزیں آتیں تو خصوصی طور پر یہ استفسار فرماتے کہ لڑکوں کو کھانا ملا ہے یا نہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ رات گئے حضور اپنی رہائش گاہ سے نکل کر MTA میں تشریف لے آئے اور کارکنان سے ان کے کھانے وغیرہ کے متعلق استفسار فرمایا۔ پھر خود ہی گھر سے کھانے کی اشیاء منگوا کر کارکنان کو عطا کیں۔

۱۹۹۷ء کے جلسہ جرمنی میں ہمارا ایم ٹی اے کی وین سے براہ راست نشریات کا انتظام تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت پیغام آیا کہ خاکسار اور ملک اشفاق صاحب کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ ہم لوگ کچھ پریشان بھی ہوئے کہ خدا خیر کرے کوئی غلطی نہ سرزد ہو گئی ہو۔ وہاں پہنچے تو حضور انور نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کھانے کے کمرے میں بلوا لیا، جہاں میز پر کھانا لگا تھا۔ حضور نے فرمایا: ''کھانا کھائیں''۔ جھجک اور مقام خلافت کے ادب اور رعب سے کچھ کھایا نہ جا رہا تھا۔ حضور انور کی اس بے انتہا شفقت پر آنکھیں پرنم ہوئی جا رہی تھیں۔ جب حضورؒ نے دیکھا تو

فرمایا: ''اور کھائیں...... اچھا کھانا ہے۔ صرف آپ کی بیگم ہی اچھا کھانا نہیں بناتیں'' اور حضور کمال شفقت سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے تاکہ ہم تکلف سے کام نہ لیں۔

ایم ٹی اے میں بیشتر طوعی کام کرنے والے طالب علم ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ڈگری کورسز اور پروفیشنل امتحانات میں بیٹھتے ہیں جن کی تیاری کے دوران عام طور پر سر کھجانے کی فرصت نہیں ہوتی۔ کجا یہ کہ ہر روز کئی گھنٹے ایم ٹی اے کی خدمت میں گزار دیں۔ اس کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام کے تمام طلباء جو MTA کے لئے وقت دیتے وہ حضور رحمہ اللہ کی خصوصی دعاؤں کے مستحق بنتے اور نتیجۃً ہر امتحان میں بہترین پوزیشن حاصل کرتے اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے مسلسل جاری ہے۔

چھوٹے بچوں سے محبت اور بے پناہ شفقت کا ڈھنگ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حضورؒ نے یہ ہمیں عین سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سکھایا ہے۔ ''اردو کلاس'' اور ''چلڈرن کلاس'' پروگرام حضور انور رحمہ اللہ کی بچوں سے بے انتہا شفقت و محبت کا ہمیشہ کے لئے ایک مثالی نمونہ بن کر رہ گئے ہیں۔ بیت الذکر میں آتے جاتے، ریکارڈنگ کے لئے تشریف لاتے ہوئے، ہر جگہ جہاں بھی کوئی بچہ نظر آیا حضور بے اختیار اس طرف توجہ فرماتے اور عجب لطف و کرم سے نوازتے کہ دیکھنے والوں کو رشک آنے لگتا کہ کاش ہم بھی بچے ہوتے۔ محبتیں نچھاور کرنے کا مفہوم اپنے حقیقی معنوں میں حضورؒ کے یہی انوکھے پیارے انداز دیکھ دیکھ کر سمجھ میں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اس شفاف سینے میں کیسا پیارا دل ڈالا تھا۔ سبحان اللہ۔

جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی قابلیت کی طرف دھیان گیا تو یوں محسوس ہوا جیسے وہ وجود آج کی دنیا میں علم و عرفان کا ایک سرچشمہ تھا۔ حضور رحمہ اللہ کے روحانی اور دینی علم کے بارہ میں ایک عالم گواہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں علوم ظاہری و باطنی کا ایک خزانہ تھے۔ مگر مجھ جیسے لوگوں کے لئے یہ بات نہایت حیران کن تھی کہ دنیاوی علم میں بلا مبالغہ کوئی ایسا میدان، ایسا موضوع یا مضمون نہیں تھا جس کے بارہ میں حضور کوئی بات فرماتے اور سننے والے کو یہ احساس نہ ہوتا کہ حضور اس علم میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ انڈسٹری کے تمام پہلوؤں کو حضور کیونکر اتنی گہرائی میں سمجھتے تھے۔ نہایت ٹیکنیکل معاملات میں بھی حضور رحمہ اللہ ہمیشہ دو قدم آگے ہی ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نے ڈش انٹینا پر سیٹلائٹ سگنل کو ریسیو کرنے کے مکمل تکنیکی عمل اور Parabola کے مفہوم کو باقاعدہ خاکہ بنا کر خاکسار کو سمجھایا جیسے کسی ماہر انجینئر کی ڈگری رکھتے ہوں۔

بارہا ایسا ہوا کہ خاکسار کوئی پیچیدہ معاملہ لے کر بڑی مفصل تیاری کے ساتھ حضور کی خدمت میں پیش ہوا کہ شاید مدعا صحیح بیان نہ ہو پائے۔ مگر حضور انور نے پہلے چند الفاظ میں ہی سارے معاملے کو یوں بھانپ لیا کہ حاصل

مطلب نکتہ خود ہی بیان فرما دیا اور بغیر کسی مزید تفصیل کے یوں ہدایت فرمائی کہ اس مسئلے کا اس سے زیادہ مناسب حل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

پھر یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض مرتبہ حضور انور رحمہ اللہ کی ہدایات عام انسانوں کو بظاہر یوں محسوس ہوتیں جیسے شاید اس موقعہ کے لئے مناسب نہ ہوں اور خاکسار سوچتا کہ شاید مَیں حضور کی خدمت میں معاملہ صحیح پیش نہیں کر سکا۔ لیکن یہ ایک اٹل حقیقت تھی کہ بلاشبہ ہر ایسی ہدایت جو بظاہر غیر موزوں لگتی بعد میں وہی مکمل طور پر اس معاملے میں موزوں، معقول اور مناسب لگتی۔ یہ ایک ایسا الٰہی تصرف تھا جس کے ہم سب عینی گواہ ہیں اور پھر ذہن واپس منصب خلافت اور قبولیت دعا کے مضمون کی طرف چلا جاتا کہ ضرور حضور انورؒ نے دعا کی ہوگی کہ بظاہر جو معاملہ کچھ اور نظر آتا تھا حضور کے فیصلے کے مطابق اندر سے کچھ اور تھا۔

آپ اپنے خدام سے بے اندازہ شفقت اور محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ بذات خود مختلف ذرائع سے معلوم کرواتے رہتے تھے کہ کام کرنے والوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں۔ مثلاً شروع شروع میں ایک مرتبہ آپ کو علم ہوا کہ ایم ٹی اے پر کام کرنے والے وقت پر کھانا نہیں کھا پاتے تو ازراہ شفقت اپنے گھر سے ایم ٹی اے کے سٹاف کے لئے کھانا تیار کر کے بھجوانا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ کو یقین نہیں ہو گیا کہ اب مناسب انتظام ہو گیا ہے۔ یہ شفقت کسی کے تکلیف کے اظہار کی بنا پر ہرگز نہیں تھی بلکہ آپ کی ذاتی توجہ کا نتیجہ تھا۔ آپ کی شفقت و محبت کے ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کا حسین تجربہ ہم میں سے ہر ایک نے ذاتی طور پر بار بار کیا۔

یہ اور اس قسم کے بے شمار ایمان افروز واقعات MTA کے سٹاف اور بورڈ ممبران کے سینوں میں دفن ہیں۔

یہ وہی دن تھے جب حضورؒ نے فیصلہ فرمایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسیح محمدی کی اس نوبت کی گونج کو دن رات چوبیس گھنٹے اس روئے زمین کے کناروں تک پہنچا دیا جائے۔ تب حضور نے خاکسار کو مکرم رفیق احمد حیات صاحب کے ساتھ اس خدمت پر مامور فرمایا کہ دنیا کی بہترین اور بڑی سیٹلائٹ کمپنیوں کے ساتھ ایسے معاہدے کئے جائیں جس کے نتیجہ میں ایم ٹی اے دنیا کے دیگر بڑے بڑے ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو جائے اور ہماری نشریات مکمل سالمیت اور خاطر جمعی سے ہر وقت، ہر لحہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام وحدانیت دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتی رہیں اور وہ آواز جسے دشمن نے زمین کے ایک چھوٹے سے خطے میں دبانے کی کوشش کی تھی وہ شش جہات میں خدا کی آواز بن کر پھیل جائے۔

آخر وہ دن، وہ مبارک دن آیا جب یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام مہدیٔ دوراں کا وہ تاریخی الہام ایک مرتبہ پھر اپنی پوری شان و شوکت سے پورا ہوا کہ: ’’مَیں تیری (دعوت) کو

زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ اس تاریخی لمحے کو حضورؒ نے اپنے ایک تاریخی خطاب سے شروع کیا جو ایم ٹی اے کی تاریخ کے ایک سنہری باب کا آغاز تھا۔ یہ قریباً دو گھنٹے کا خطاب براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا گیا۔

ایم ٹی اے کے تمام آپریشنز ہمیشہ سے ہی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست نگرانی اور ہدایت کے تحت چلتے رہے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے کام کی منظوری حضورؒ خود فرماتے۔ کئی معاملات آپ بورڈ کو مشورہ کے لئے بھیجتے۔

بورڈ کی تشکیل میں بھی حضور انورؒ نے کمال ذہانت اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے ایک ایسا توازن قائم رکھا کہ مشاورت کے دوران ہر ممکن نقطۂ نظر زیر غور رہے اور ہر پہلو سے متوازن تجاویز پیش ہوں۔

جس دن سے مجھے حضور رحمہ اللہ کی پرشفقت رہنمائی کے زیر سایہ کچھ تھوڑی بہت خدمت کی توفیق ملی اس دن سے قبولیت دعا کے عجیب عجیب نظارے دکھائی دیتے چلے گئے۔ اعجاز خلافت کی ایسی ایسی مثالیں دیکھنے میں ملیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضور کا ہر فیصلہ اور ہر قدم مکمل توکل علی اللہ کی ایک زندہ مثال تھا۔ کئی مرتبہ ایسی مشکلات، ایسی رکاوٹیں راستے میں حائل ہو جاتیں کہ ہم جیسے کمزور ایمان ہمت ہار بیٹھتے مگر عین اس وقت حضور انور رحمہ اللہ کامل اعتماد اور خدائے ذوالجلال پر مکمل توکل کرتے ہوئے دعاؤں کی لڑی میں پرو کر ایسا مشورہ دیتے کہ تمام رکاوٹیں خود بخود دور ہوتی نظر آتیں اور بظاہر ناممکن کام ممکن ہو جاتے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک فوج اپنے مسیح کی جماعت کی اعانت کو بھیج دی ہو۔

ایم ٹی اے کے تمام کارکنان پیشہ ورانہ لحاظ سے ناتجربہ کار تھے اور سب لوگوں نے محض حضور رحمہ اللہ کی دعاؤں اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سب کام سیکھے۔ اور ہم لوگ بھی اس میدان میں اناڑی تھے اور جب پیارے آقاؒ نے حکم دیا کہ ایم ٹی اے کی نشریات کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے، جاؤ اور سیٹلائٹ کے رستے تلاش کرو، تو دل میں ایک واضح خوف تھا کہ ہم کس قابل ہیں، ہمیں تو اس تمام سلسلے کا کچھ علم ہی نہیں، نہ ہم کسی سیٹلائٹ والوں کو جانتے ہیں اور اگر وہ مل بھی جائیں تو ان سے کیا کہیں گے؟ کیا مانگیں گے؟ حضور انور نے اس خوف کو خوب بھانپ لیا اور چند نہایت ہی مفید نصائح سے نوازا اور رہنمائی کی اور فرمایا ’’اللہ ہماری مدد کرے گا انشاء اللہ، دعا کے ساتھ کام شروع کریں‘‘۔ ان چند الفاظ نے جیسے جسم میں بجلی بھر دی۔ ایک مصمم عزم، جس کا انحصار مکمل طور پر حضور انور کے دعائیہ ارشاد پر تھا، کے ساتھ کام شروع کیا گیا تو عجیب معجزانہ رنگ میں، خود بخود دروازے کھلتے چلے گئے۔ اوّل روز سے ایسے شریف النفس لوگوں سے واسطہ پڑا کہ جیسے خدا نے انہیں محض سلسلہ عالیہ کے لئے ہی فرشتہ بنا کر ہماری اعانت کو بھیجا ہو۔

ایک بہت بڑی انٹرنیشنل سیٹلائٹ کمپنی سے کافی

معاملات طے ہو گئے اور معاہدوں کا آخری مرحلہ آیا تو سلسلہ کچھ آگے بڑھتا نظر نہ آتا۔ کسی پراسرار وجہ سے معاہدے کی آخری سٹیج مکمل نہ ہونے پا رہی تھی۔ کچھ تفتیش کے بعد احساس ہوا کہ اس کمپنی کی ایک ڈائریکٹر جو ہمارے کیس کی انچارج تھی وہ بلاوجہ رکاوٹیں کھڑی کر رہی تھی اور محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح بھی یہ معاہدے مکمل نہ ہونے دے گی۔ فکرمندی کے احساس تلے حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں پریشانی کا اظہار کیا تو حضور نے محض اتنا فرمایا: ''اچھا! اللہ فضل کرے گا''۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور انورؒ کے ارشاد کے ایک ہفتہ کے اندر اندر اس کمپنی کے سینئر ڈائریکٹر جو اس عورت کے افسر تھے ان کا فون مجھے آیا اور کہا کہ ''وہ اب یہاں کام نہیں کرتیں اور آپ کا کیس آج سے مَیں خود ڈیل (Deal) کروں گا''۔

خاکسار نے شاید زندگی میں قبولیت دعا کی ایسی واضح اور عیاں مثال نہ دیکھی تھی۔ یقین نہیں آتا تھا کہ ایک ڈائریکٹر جو کئی سال سے اتنی بڑی پوسٹ پر کام کر رہی تھی اچانک کمپنی نے اسے نکال کیسے دیا اور پھر خدا کی قدرت کا ایک اور نظارہ یہ تھا کہ سینئر ڈائریکٹر ایک ایسا فرشتہ صفت انسان ثابت ہوا کہ اس نے آگے چل کر ہر قدم پر ہماری مدد کی اور بے شمار رکاوٹیں دور کیں۔

۱۹۹۶ء میں ہم امریکہ کینیڈا کے لئے ڈیجیٹل سروس شروع کر رہے تھے اور یہ ان وقتوں کے لحاظ سے ایک نہایت انقلابی قدم تھا۔ ابھی ڈیجیٹل ریسیور بھی دستیاب نہ تھے۔ بڑی کوششوں اور کئی مشکلات کے بعد ایک کمپنی سے طے پایا کہ وہ ہمارے لئے ریسیور نئے سرے سے Develop کریں گے۔ اگرچہ قیمت بہت زیادہ تھی مگر کوئی چارہ نہ تھا۔ ایک تسلّی کا سامان تھا کہ اب امریکہ کینیڈا کے لئے چوبیس گھنٹے کی نشریات بلا رکاوٹ شروع ہو سکیں گی۔ حضور انور رحمہ اللہ بھی مطمئن تھے۔

پھر اچانک اس کمپنی کا فون آیا کہ ہم کچھ مشکلات میں پڑ گئے ہیں لہٰذا اب ہم ریسیور نہیں بنا سکیں گے۔ تمام منصوبوں کا محل یکدم مسمار ہوتا نظر آیا۔ حضور انورؒ ان دنوں ہالینڈ کے دورے پر تھے۔ خاکسار نے ڈرتے ڈرتے، اپنے خیال میں نپے تلے الفاظ میں حضور کی خدمت میں فیکس کر دیا اور احساس پشیمانی میں ڈوبا رہا کہ حضور کو تکلیف ہوگی۔ چند گھنٹے کے اندر ہی دفتر تبشیر سے مکرم اخلاق انجم صاحب کا فون آیا کہ حضور کا پیغام آیا ہے اور فرمایا ہے۔ ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ''۔ یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے اللہ! روح القدس سے ہماری مدد فرما۔ خلافت کی دعاؤں کی معجزانہ برکات کے سلسلہ میں اپنے گزشتہ حسین تجربات کی بنا پر خاکسار کو اسی وقت تسلّی ہوگئی کہ محض حضور انور کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ ضرور کوئی راستہ نکال دے گا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ایک دوسری کمپنی نے جس کا ہمیں اس سے قبل علم ہی نہ تھا، ریسیور بنانے کی پیشکش یوں کی کہ پہلے سے ایک تہائی قیمت پر سودا

ہو گیا اور پھر انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں ڈیجیٹل ریسیور ہماری عین ضرورت کے مطابق تیار کئے جو آج بھی امریکہ اور کینیڈا میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اب اسے اگر محض اور محض خلافت کا اعجاز دعا تسلیم نہ کیا جائے تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

اپریل ۱۹۹۶ء میں جب ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے کی نشریات شروع ہوئیں تو ہم نے حضور انور کو سٹاف کے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ حضور انور نے فرمایا: ''نہیں، یہ دعوت نہیں کریں گے آپ''۔ دل خوف سے بھر گیا کہ شاید ہم سے کوئی گستاخی ہو گئی ہے۔ پھر بڑی محبت سے فرمایا: ''یہ دعوت میری طرف سے ہو گی''۔ اور پھر حضورؒ نے خود کھانا پکانے والوں کو کھانے کی فہرست دی اور ذاتی ہدایت کے تحت کھانا تیار کروایا۔ نہایت ہی لذیذ اور منفرد کھانا تھا۔ سب لوگ انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ جب میٹھے کی باری آئی تو ذرا سا چکھ کر دیکھا پھر صاحبزادہ لقمان احمد صاحب سے فرمایا کہ حضور کی رہائش گاہ سے ایک خاص کیوڑے کی بوتل لے کر آئیں۔ بوتل نئی تھی۔ حضور نے خود اس کی سِیل توڑی اور کافی زیادہ کیوڑہ کھیر میں انڈیل دیا۔ خاکسار نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ حضور شاید زیادہ ہو گیا ہے۔ حضور محض مسکرا دیے اور اپنے دست مبارک سے خاکسار اور رفیق حیات صاحب کی پلیٹیں کھیر سے بھر دیں۔ اس کھیر کی لذت آج تک محسوس ہوتی ہے۔ کھانے کے بعد حضور نے فرداً فرداً ہر کارکن کو شرف ملاقات بخشا اور ٹی وی پر ہر ایک کا تعارف خود کروایا۔

***

مکرم ملک اشفاق احمد صاحب ڈپٹی چیئرمین اول بیان کرتے ہیں:-

حضور انورؒ کے دورہ امریکہ اور گوئٹے مالا کے دوران جب حضور کا قافلہ ٹرانزٹ میں شکاگو ائرپورٹ پر پہنچا تو حضور نے مجھے فرمایا: اشفاق صاحب تولیہ لے لیں، ہم وضو کر کے آتے ہیں۔ شکاگو ائرپورٹ کا شمار دنیا کے مصروف ترین ائرپورٹس میں ہوتا ہے۔ وہاں اس دن بھی معمول کے مطابق اژدہام تو تھا ہی لیکن پبلک باتھ رومز میں کچھ زیادہ ہی رش تھا۔ حضور نے وہاں پہنچ کر عمامہ مبارک اور شیروانی اتار کر مجھے تھما دیے اور خود وضو فرمانے لگے۔ وضو کے بعد مَیں نے تولیہ پیش کیا، حضور نے چہرہ مبارک خشک فرمایا۔ مَیں نے شیروانی پیش کی۔ حضور نے زیب تن فرمائی اور جب واپس چلنے لگے تو فرمایا: ''اشفاق صاحب آپ بھی وضو کر لیں''۔ مَیں نے کسی قدر جھجک محسوس کی اور سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کروں۔ آیا حضور کی خدمت میں بصد ادب عرض کر دوں کہ جب حضور قافلے میں تشریف لے جائیں گے تو مَیں واپس آ کر وضو کر لوں گا یا ارشاد کی تعمیل میں اس ہجوم میں حضور کو اکیلا چھوڑ کر وضو کرنے چلا جاؤں۔ مَیں ابھی اسی کیفیت میں تھا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت پرشفقت لہجہ میں دوبارہ فرمایا: ''آپ وضو کر لیں''۔ اس

لہجے میں کچھ ایسی محبت اور پیار تھا کہ مَیں نے بلا تاخیر اپنا کوٹ اتار کر کندھے پر رکھا اور وضو کرنے لگا۔ لیکن حالت یہ تھی کہ میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ایک تو یہ فکر دامنگیر تھی کہ حضور اکیلے کھڑے ہیں دوسرا یہ کہ حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے میرے تن بدن پر ایک کپکپی سی طاری تھی اور کوٹ بار بار کندھے سے سرک جاتا تھا۔ اس حالت میں مَیں بمشکل ہاتھ ہی دھو پایا۔ پھر مَیں نے کوٹ کو کندھے سے اتار کر بغل میں دبا لیا اور باقی وضو کرنے لگا۔ حضور انور یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے پُرشفقت لہجے میں فرمایا "یہ کوٹ مجھے دے دیں اور آپ آرام سے وضو کریں"۔ مَیں حد درجہ متذبذب ہو گیا کہ کیا کروں۔ ایک طرف ہچکچاہٹ اور شرم تھی تو دوسری طرف حضور کا حکم تھا لیکن کیسا شفیق اور پیار کرنے والا تھا میرا آقا کہ آپ نے میری کیفیت بھانپ لی اور خود ہی آگے بڑھ کر مجھ سے کوٹ لے لیا۔ مَیں نے وضو کیا اور حضور واپس قافلے میں تشریف لے آئے۔

***

مکرم ندیم کرامت صاحب ڈپٹی چیئرمین دوم لکھتے ہیں:۔

ایم ٹی اے کی Archives پر نظر دوڑاتے ہوئے میری نگاہ دسمبر ۱۹۲۸ء کی اس فلم پر ٹھہر گئی جو قادیان ریل گاڑی کی آمد پر فلمائی گئی تھی۔ خدائی تصرف دیکھیں کہ یہ وہی وقت تھا جب ہمارے مشفق و مہربان امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجود اس دنیا میں آیا اور جشن کا جو سماں قادیان میں برپا تھا وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو کر بعد میں ایم ٹی اے کی زینت بنا۔ آپ کی بابرکت پیدائش کے ساتھ جماعت کی ترقی میں ریل کی قادیان آمد سے کمیونی کیشنز نے جو کردار ادا کرنا شروع کیا اس کی انتہا آپ کے بابرکت دور خلافت میں ایم ٹی اے کے باقاعدہ اجرا پر ہوئی۔ فاصلے گھٹ گئے اور جماعت کا آپؒ سے قرب کا وہ تعلق پیدا ہوا جو رہتی دنیا تک ایم ٹی اے کے توسط سے قائم رہے گا اور آپؒ کی وفات کے بعد بظاہر۔

فاصلے بڑھ گئے پر قرب تو سارے ہیں وہی

ایم ٹی اے اور ایم ٹی اے کی ٹیم سے آپ رحمہ اللہ کا قرب کا جو تعلق تھا وہ وہی تعلق تھا جو ایک گاڑی کا انجن کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضور کی خلافت کے آغاز سے ہی تجدید دین کے اس نظام کی داغ بیل آڈیو ویڈیو ریکارڈنگز کے ذریعہ پڑ گئی تھی لیکن اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو ایم ٹی اے کے موجودہ نظام کی کڑیاں ہمیں احمدیت کی اس صدی کے سنگم پر لے جاتی ہیں جب آپؒ نے اس صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء کو ارشاد فرمایا اور پہلی مرتبہ بذریعہ فون یہ خطبہ جرمنی اور ماریشس کی جماعتوں نے براہ راست سنا۔ گویا کہ احمدیت کی نئی صدی کا پہلا دن ایم ٹی اے کے اجرا کی

جانب پہلا قدم ثابت ہوا اور اس طرح دونوں صدیوں کے سنگم پر تجدید دین کی ایک نئی بنیاد ڈال دی گئی۔

فون کے ذریعہ حضورؒ کے خطبات سننے کا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور برطانیہ بھر کی گیارہ جماعتوں کے علاوہ چوبیس دوسرے ممالک اس نظام سے فیض یاب ہونے لگے جن میں پاکستان، ہندوستان، نیوزی لینڈ، فجی، سنگاپور، جاپان، کوریا، انڈونیشیا، ماریشس، گھانا، ناروے، بیلجیم، ساؤتھ افریقہ، عمان، سپین، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، آئرلینڈ، جرمنی، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور تنزانیہ شامل ہیں۔ پہلے پہل تو ایک عام فون کے ذریعہ خطبہ سنوانے کا انتظام کیا گیا تھا لیکن بعد میں British Telecom کی ملٹی لائن (Multi Line) کے ذریعہ خصوصی آلات کی مدد سے حضورؒ کے خطبات ان مقامات تک پہنچائے جانے لگے۔ خطبہ اس طرح سے بروقت احباب جماعت تک پہنچنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ نے اپنے خطابات میں اکثر ان مقامات کا تذکرہ بھی فرمایا جو بذریعہ فون اس وقت وہ خطبہ سنتے تھے۔ اس دور میں جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضورؒ کے خطابات بھی بذریعہ فون سنوائے گئے۔

ایم ٹی اے کے اس سفر میں ایک نیا موڑ اس وقت آیا جب خدائی تصرف کے ماتحت ایک بار رکنے کے بعد قادیان تک ریل کا اجرا دسمبر ۱۹۹۱ء میں ایک بار پھر ہوا اور اس بار ریل گاڑی قادیان گئی تو آپؒ کی اس سفر میں شمولیت نے اسے ایک انتہائی بابرکت تاریخی سفر میں بدل دیا۔ یہ سفر بھی بعد میں ایم ٹی اے کی زینت بنا اور اس کے بعد ہونے والا تاریخی جلسہ قادیان تو بذریعہ سیٹلائٹ فون براہ راست سنوایا گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ میں بذریعہ سیٹلائٹ پیش کی جانے والی پہلی نشریات تھیں اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اٹھی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپؒ کو اسے پھر اسی سرزمین سے ایک نئی شان سے دنیا تک پہنچانے کی سعادت ملی۔ اس بابرکت آغاز کے بعد تو یہ ایک نہ رکنے والا سلسلہ بن گیا اور MTA کے اس بابرکت سفر کی یہ ریل گاڑی جس نے آہستہ آہستہ اپنے سفر کا آغاز کیا تھا پوری برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے تمام عالم کو اپنے نور سے منور کرنے لگی۔

آپ کی زیر ہدایت جب خطبات جمعہ کو بذریعہ سیٹلائٹ ٹی وی پر دکھانے کے لئے کوشش شروع کی گئی تو مختلف سیٹلائٹ کمپنیوں اور اداروں کی جانب سے کوئی مثبت ردعمل نہ ملنے پر بعض اوقات ٹیم کے اراکین ناامیدی کا اظہار کرتے یا اپنی کوششوں میں تھک کر ہمت ہار دیتے مگر آپؒ مسلسل دن رات اس سلسلہ میں کام کرتے اور بڑی بشاشت اور ذاتی توجہ سے رہنمائی فرماتے جو پھر ان میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیتی۔ اس طرح آپؒ کی ہدایات اور اصولوں پر جب کام کیا جاتا تو کامیابی سے ہمکنار ہو کر اگلا قدم بڑھاتے۔

آپ کی شب و روز کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ

فہمِ قرآن کے سمندر میں
غوطہ زن تجھ کو بارہا پایا

دیے جلائے ہوئے ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے
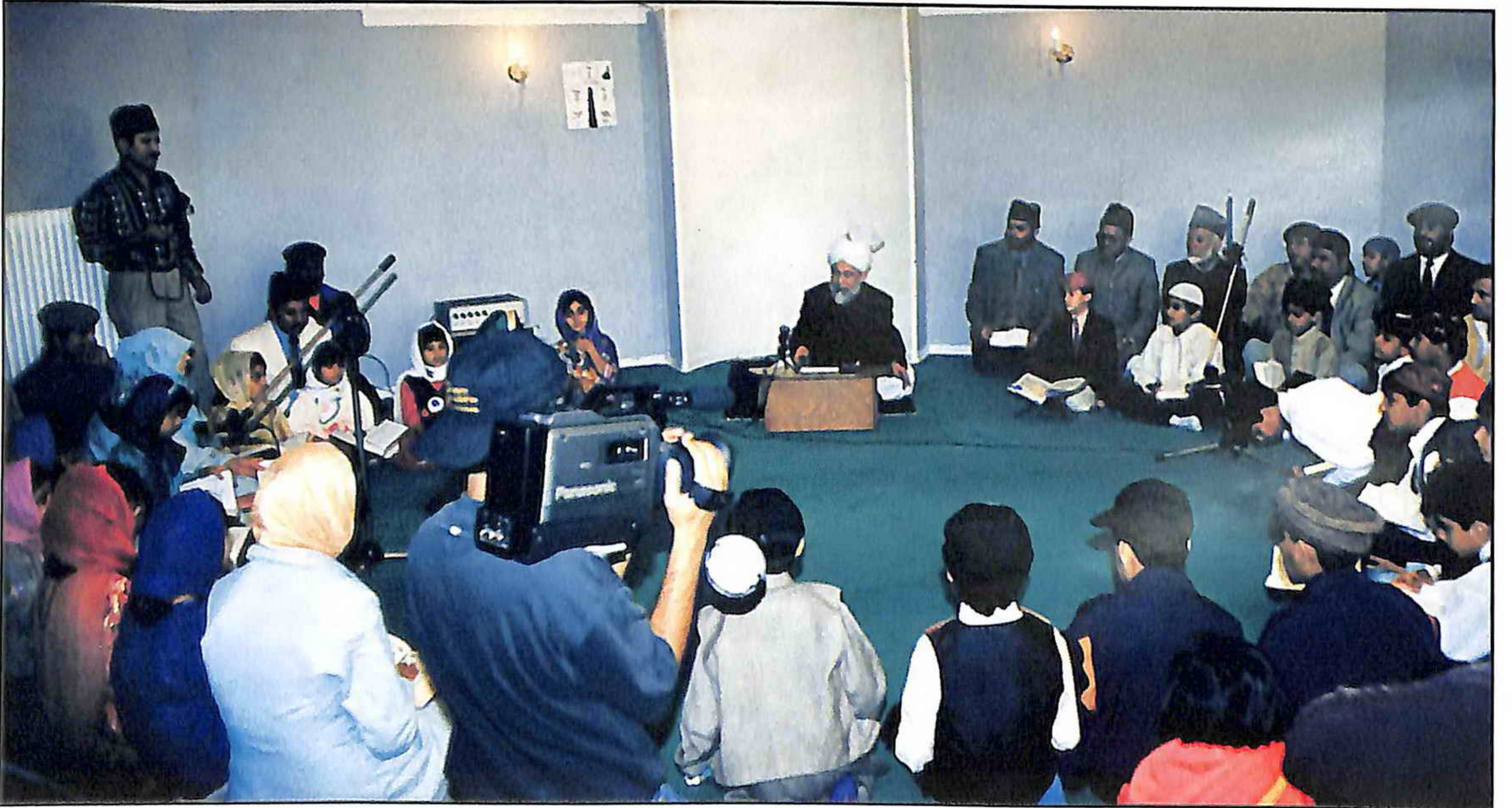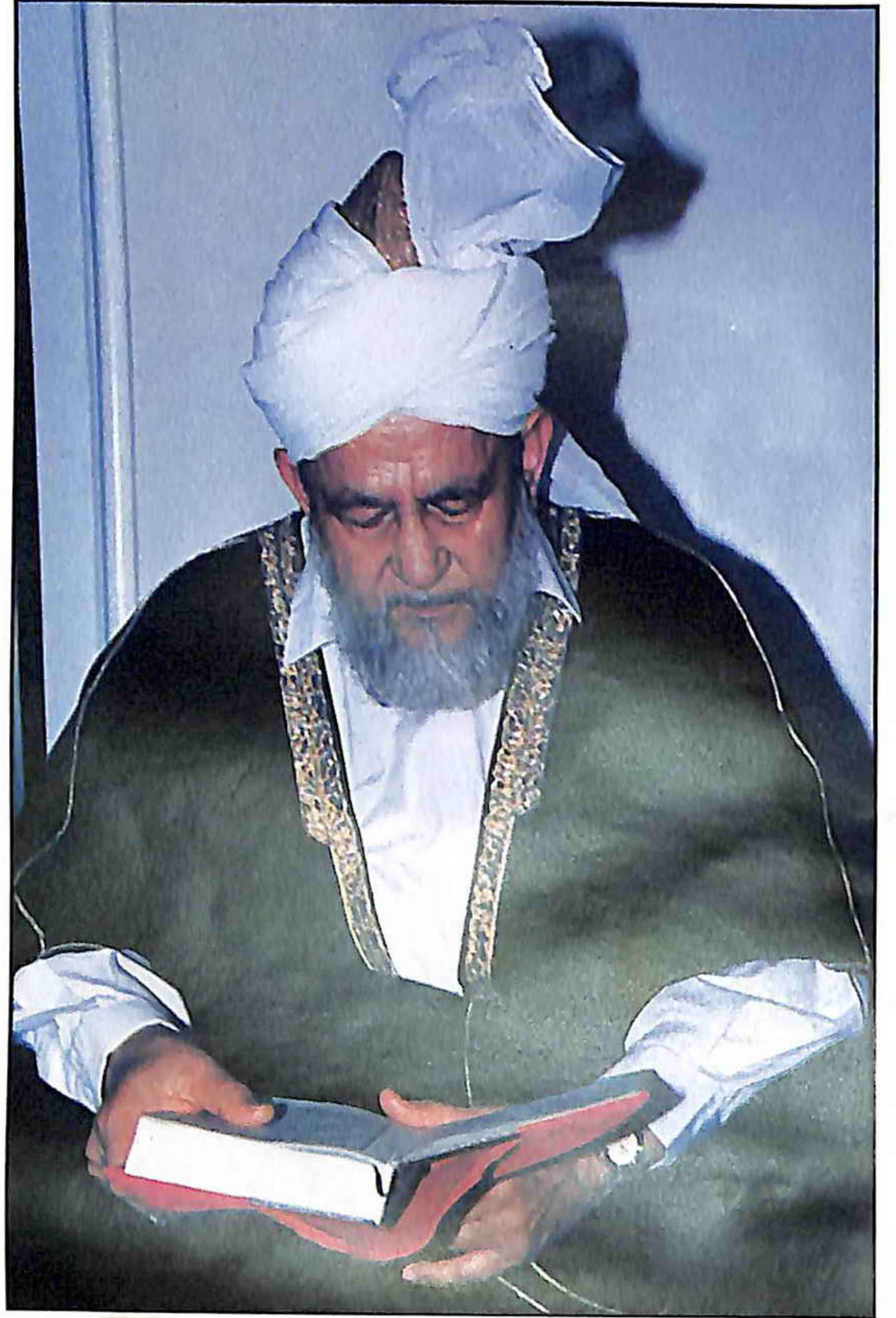
عرش سے تا فرش اک نظارہ و آواز تھا
جب وہ اترا جامۂ نورِ سخن پہنے ہوئے

طرف
کی
بلندی
اِک
ہیں
رہے
چڑھ
دم
ہر
تو
ہم

حضورؒ مجلس عرفان میں رونق افروز ہیں
بیت الفضل لندن 1982ء

بینن کے ایک بادشاہ کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کپڑوں
کا ایک ٹکڑا عنایت فرماتے ہوئے
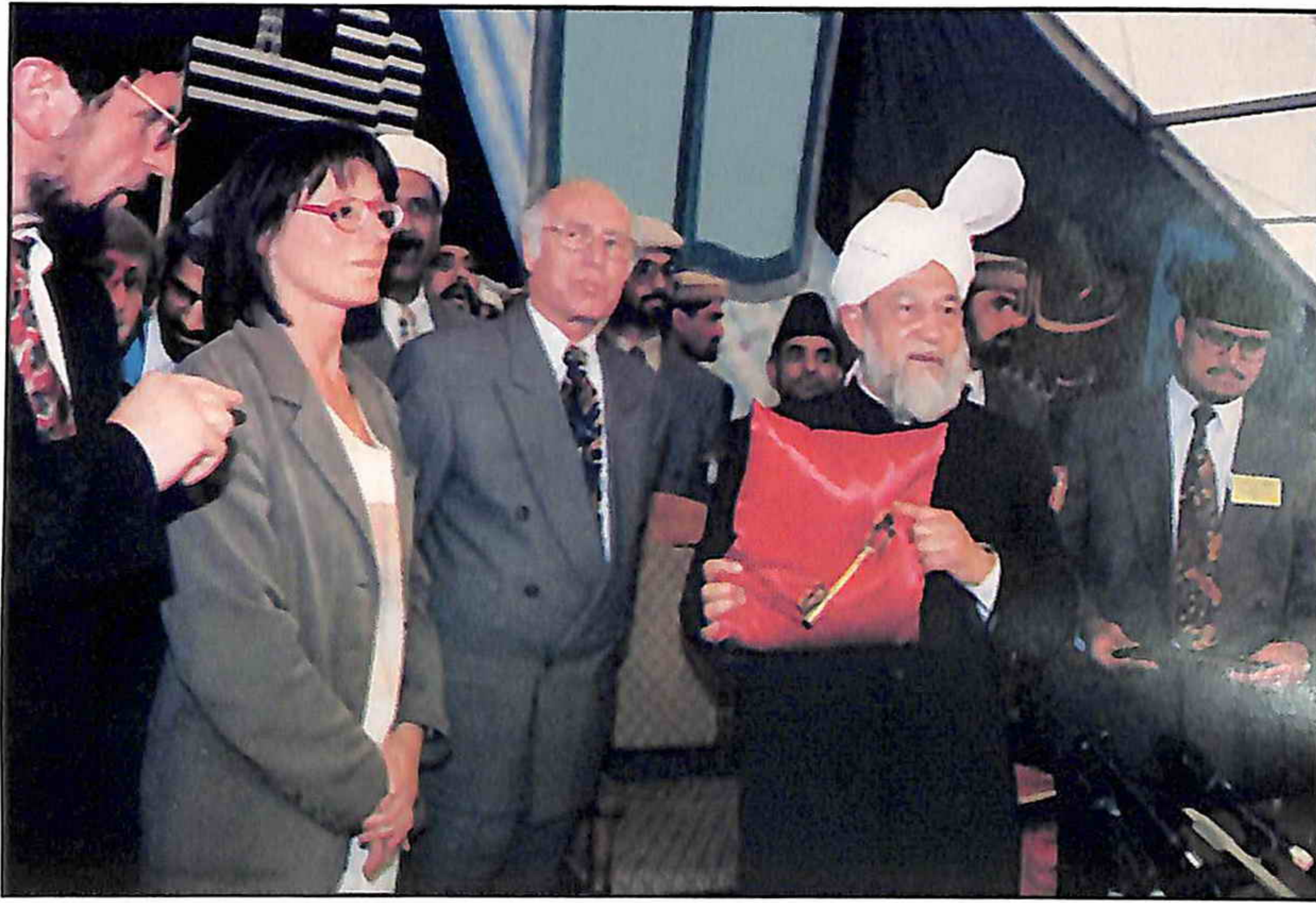
باڈ کرڈ زناخ کی میئر نے حضور رحمہ اللہ
کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کی

انڈونیشیا سے واپسی پر
حضورؒ کی خدمت میں
پروفیسر Dawwam Raharjo
تحفہ پیش کر رہے ہیں
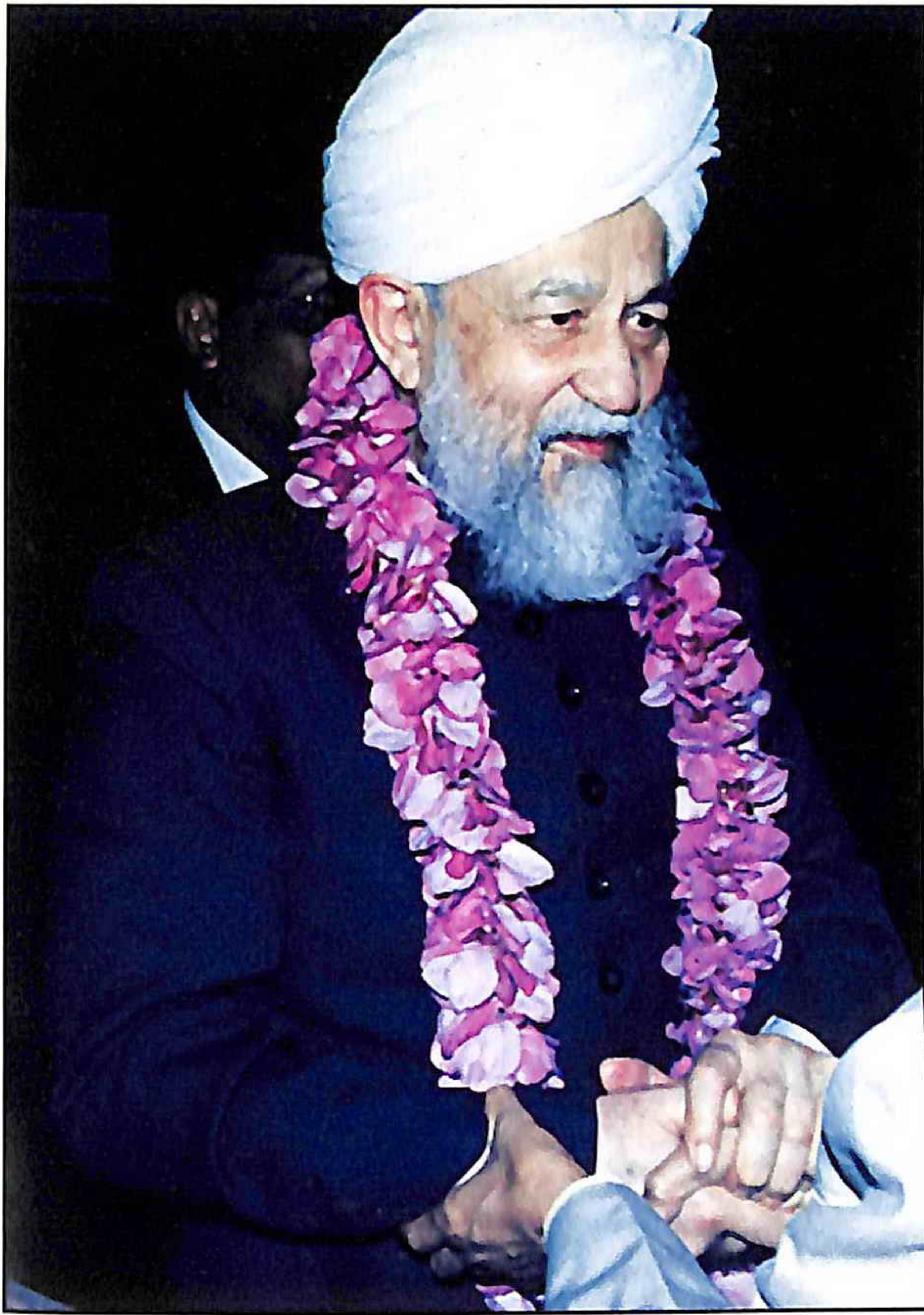
حسن کی چاندنی سے تابندہ
پھول چہرہ کھلا کھلا سا تھا

حضورؒ کی انڈونیشیا آمد کے موقع پر

صد سالہ جلسہ یوم مصلح موعود کے موقعہ پر 20 فروری 1986ء

اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی

ذہن سے جو کبھی اُتر نہ سکے
ایسا نقشہ جما گئے ہو تم
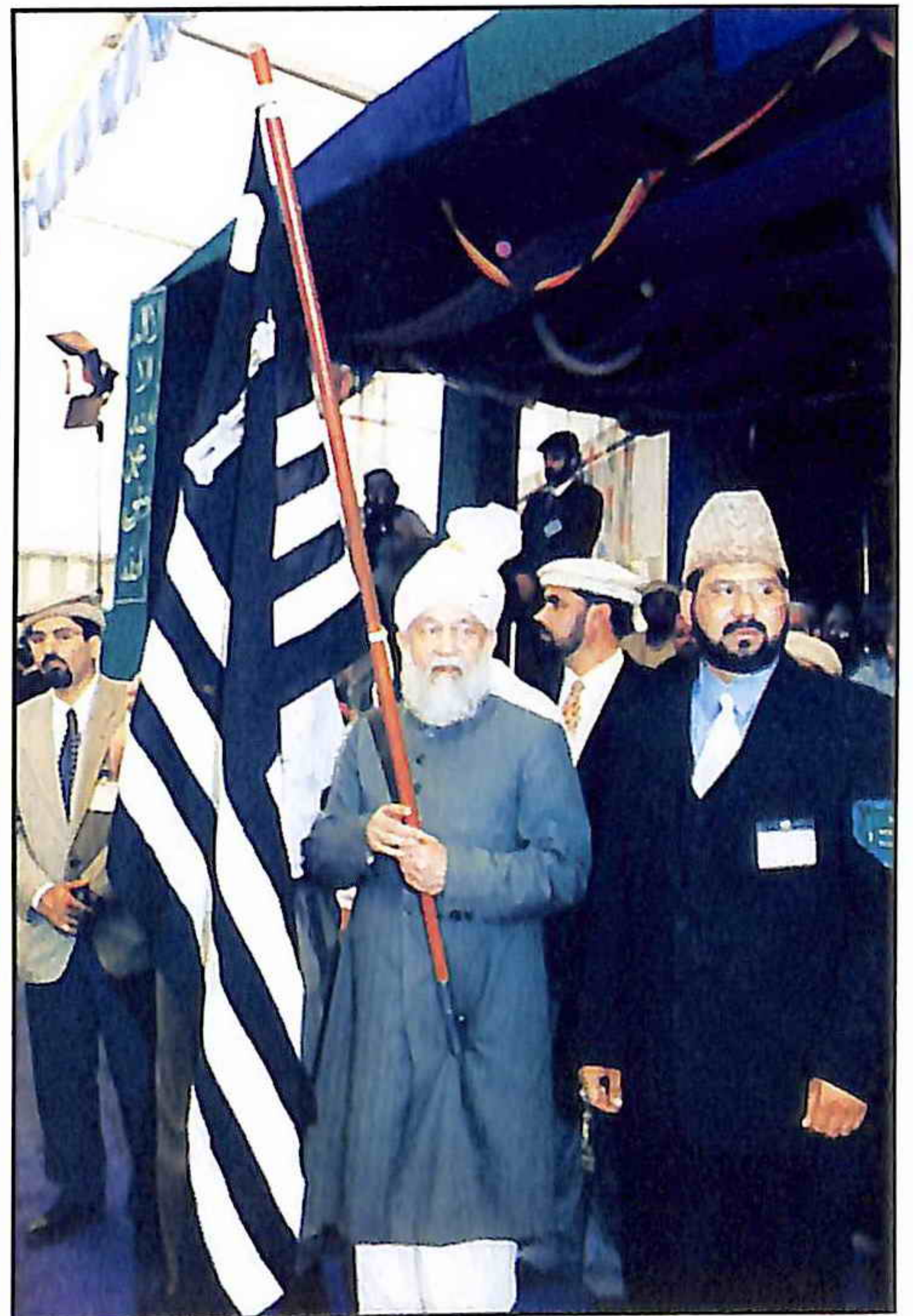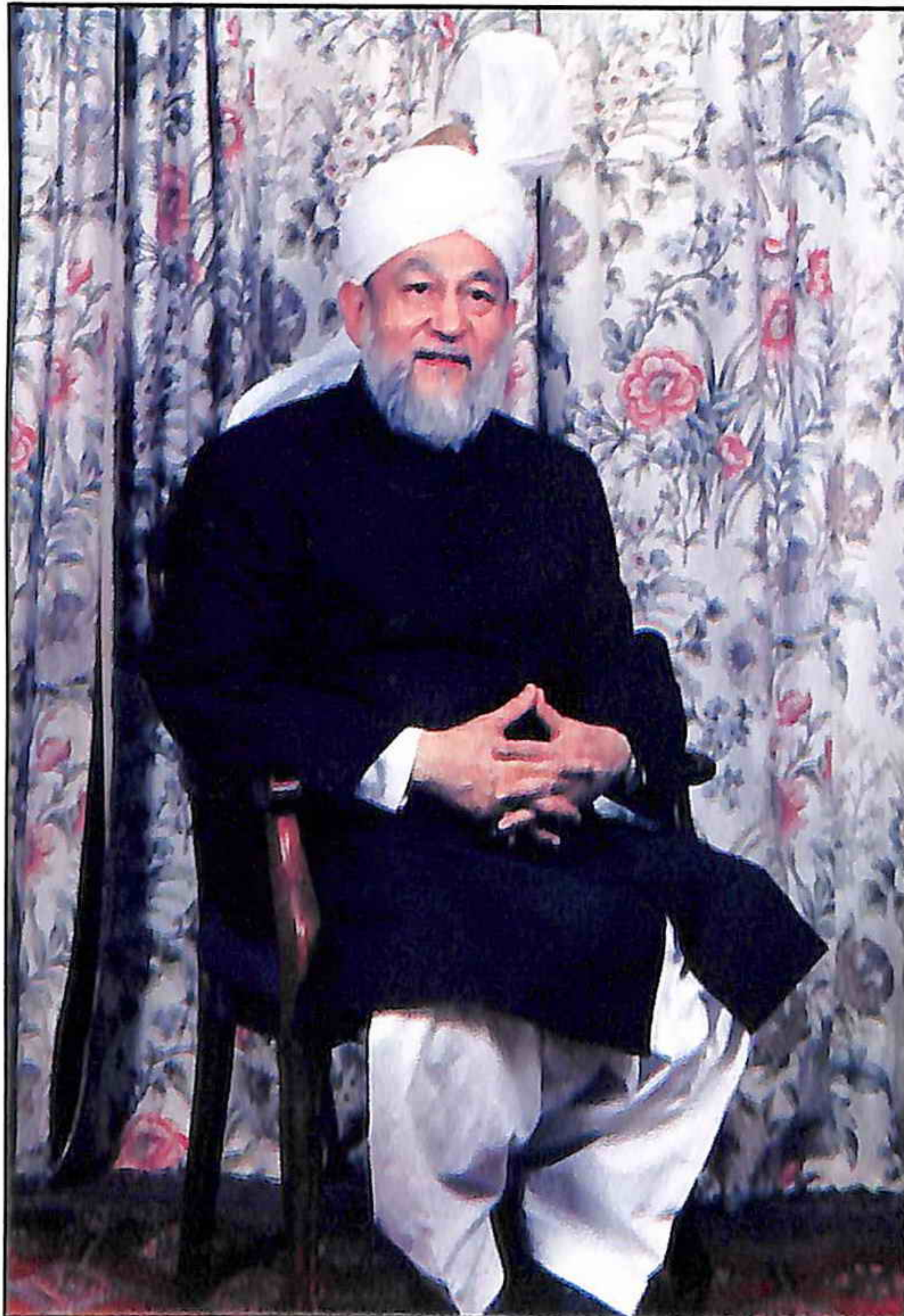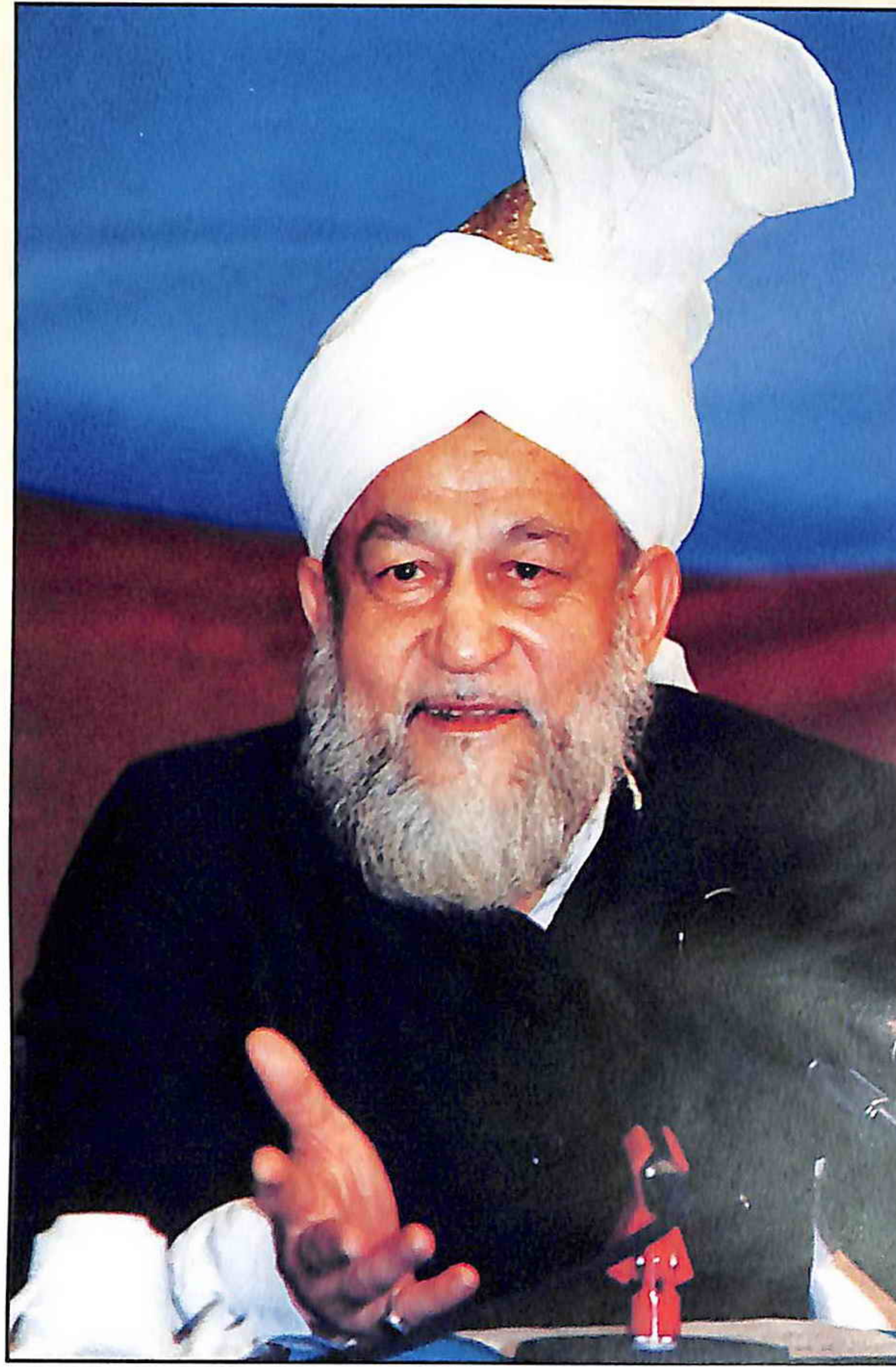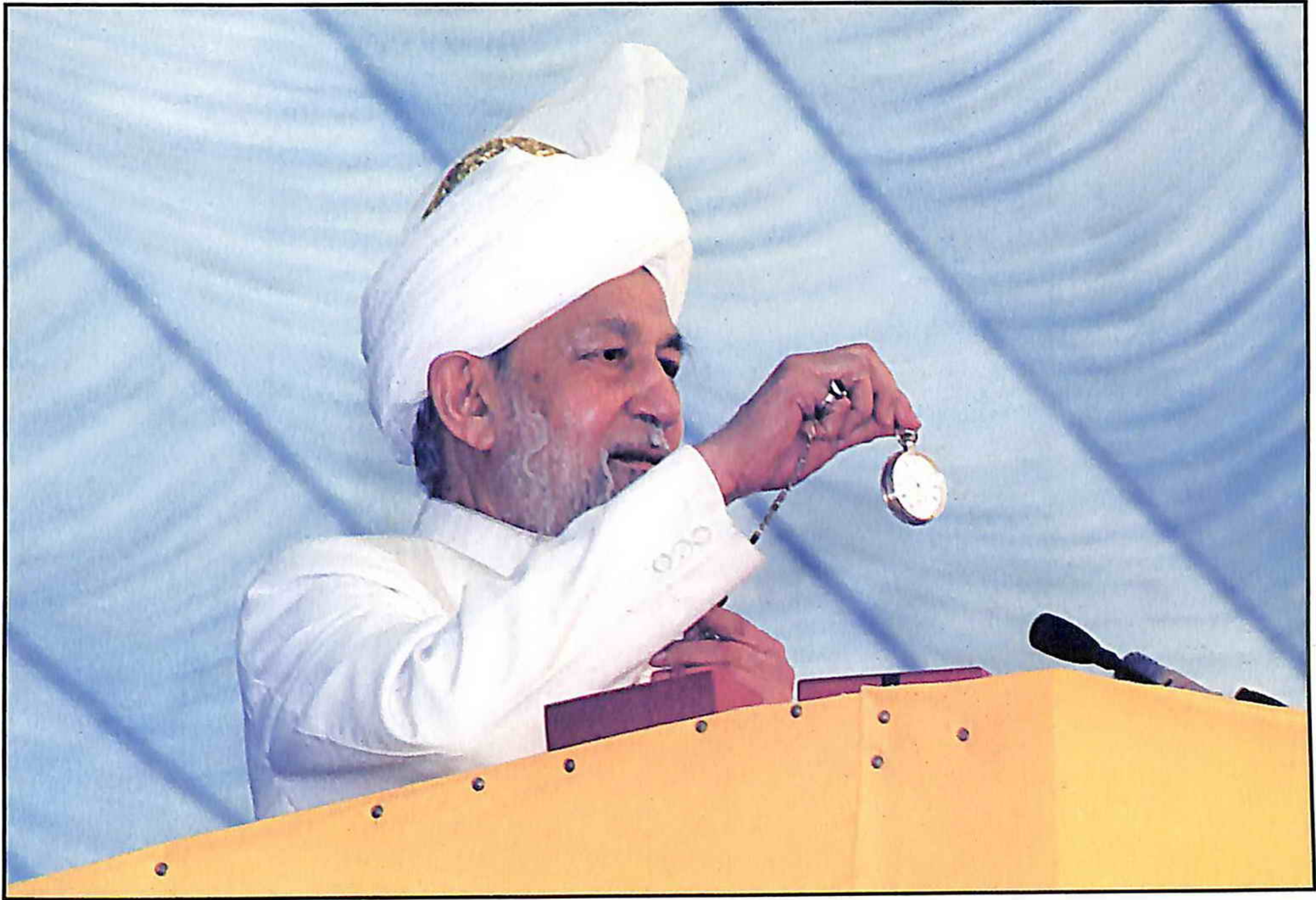
حضورؒ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار گھڑی دکھا رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
''الیس اللّٰہ بکاف عبدہ'' والی بابرکت انگوٹھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک کوٹ زیبِ تن کئے ہوئے

لنگر خانہ میں روٹی بنا کر مشین پر ڈال رہے ہیں

مچھلی تیار کرتے ہوئے
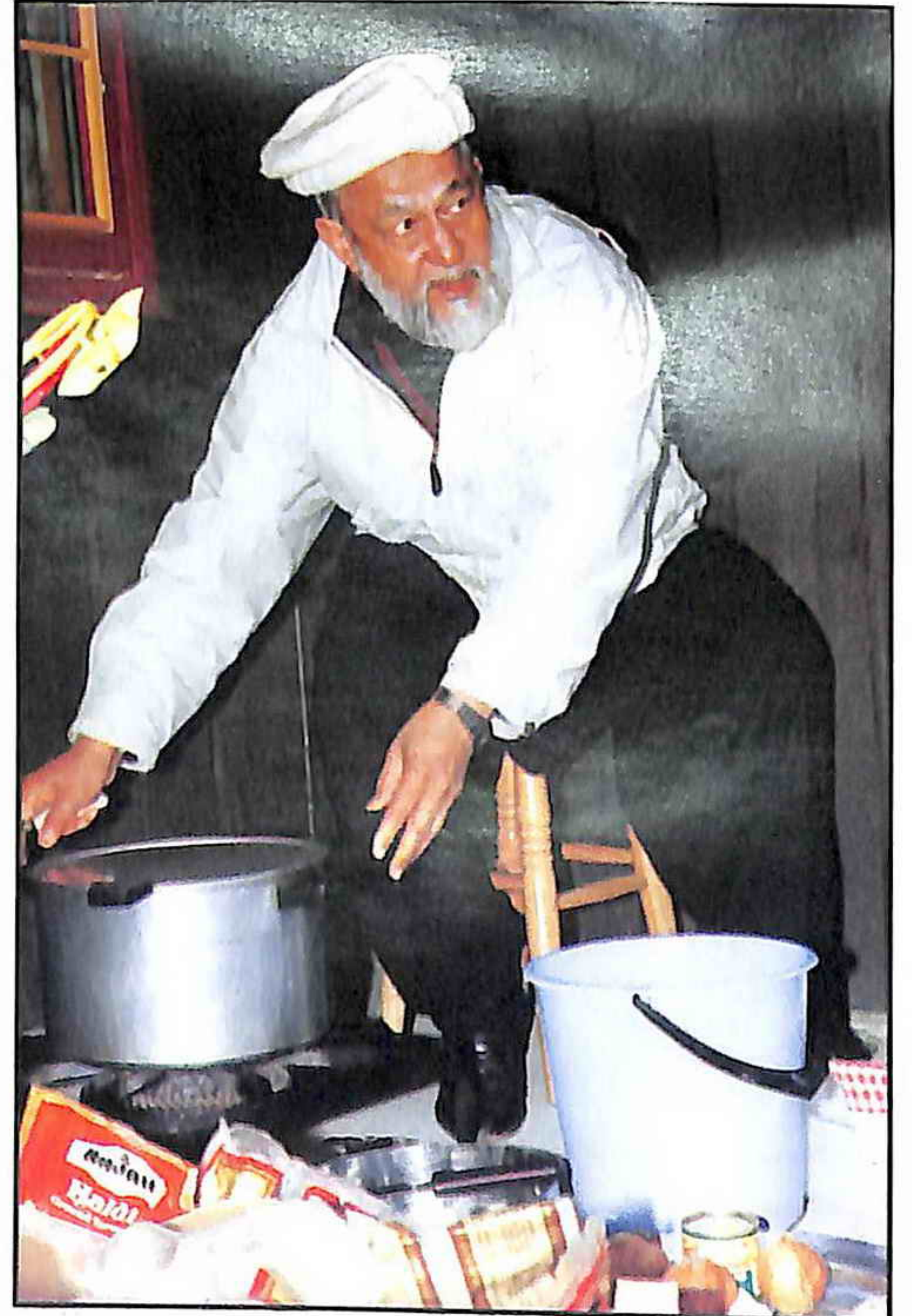
ناروے میں Alta کے مقام پر
دال چاول تیار ہونے پر۔1993ء
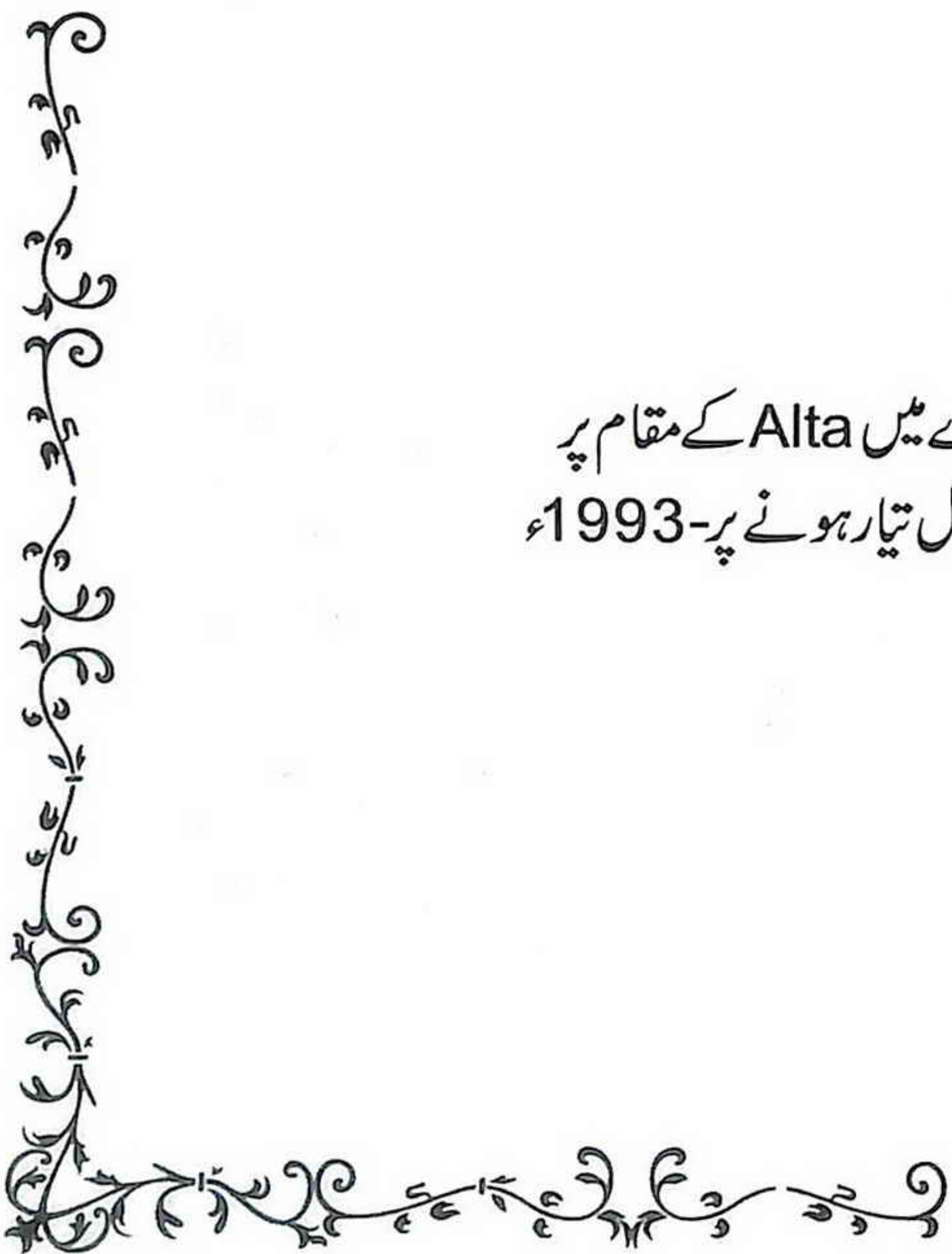
زیر بار اُس کی محبت کیے رکھتی تھی ہمیں

احباب کے ساتھ بے تکلفی کا ایک انداز

نے آپ کی تمام کوششوں میں برکت ڈالی اور ۱۳ رجنوری ۱۹۹۲ء سے MTA کا باقاعدہ آغاز آپؒ کے خطبہ جمعہ سے ہوا جس سے ہماری ہفتہ وار سروس شروع ہوگئی۔اس مقام تک جماعت کو پہنچانے کے تمام کام کی نگرانی آپؒ نے بنفس نفیس فرمائی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جماعت کے پاس اس سلسلہ میں ضروری وسائل کی غیر موجودگی کے باوجود نشریات کا آغاز ممکن ہوسکا۔

اسی سال مارچ ۱۹۹۲ء میں رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کئے گئے اور اس طرح آپؒ نے گھر گھر قرآن کریم کے فیض کے چشمے جاری کر دیے اور اپنوں اور غیروں کو قرآن کریم سے عشق کے اسلوب سکھائے۔اس رمضان المبارک کی اجتماعی دعا میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی مرتبہ یورپ بھر کے احبابِ جماعت شامل ہوئے۔

۳/اپریل ۱۹۹۲ء کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہؒ کی وفات پر جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی کی نماز جنازہ براہ راست اسلام آباد ٹلفورڈ سے نشر کی گئی اور آپؒ کی حسب ہدایت مقامی امام کی اقتدا میں مختلف مقامات پر بیک وقت بیگم صاحبہ رحمھا اللہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔اس طرح آپؒ ہمیں ان جدید ترقیات کو اپنانے کے نئے اسلوب سکھا گئے۔یہ بھی خدائی تصرف تھا کہ اس وقت یہ طریق جماعت میں رائج ہوا جس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت تمام دنیا نے بیک وقت اپنے مقامی امام کی اقتدا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نماز جنازہ ادا کی۔

اس کے بعد اپریل ۱۹۹۲ء میں حضورؒ نے خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا جو بذریعہ سیٹلائٹ براہ راست نشر کیا جانے والا پہلا خطبہ عید تھا۔ پھر جون ۱۹۹۲ء میں حضور کا خطبہ عیدالاضحیہ بھی یورپ بھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا۔

جولائی ۱۹۹۲ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی مرتبہ MTA کی زینت بنا اور یورپ کے علاوہ براعظم ایشیا میں بھی حضورؒ کے جلسے کے تمام خطابات براہ راست دکھائے گئے۔پاکستان میں ۱۹۸۴ء سے جو جلسے بند کردئے گئے تھے اس جلسے سے MTA کے ذریعہ انہیں جلسوں کا اجرا ایک نئی شان سے ہوا اور یہ عالمی نوعیت اختیار کر گئے۔۱۹۸۹ء میں آپؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات کہ۔

ہم آن ملیں گے متوالو! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

بڑی شان سے پوری ہوئی اور پاکستان بھر میں MTA کے اس روحانی نظام کے ذریعہ ہمارا یہ محبوب امام گھر گھر پہنچ گیا اور دید کے ترسے ہوئے سیراب ہوگئے۔

۱۶/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بیت السلام، ٹورانٹو کینیڈا کا افتتاح کینیڈا سے براہ راست پہلی مرتبہ تین براعظموں میں نشر کیا گیا۔

۲۱/اگست ۱۹۹۲ء کا خطبہ جمعہ پہلی مرتبہ ایشیا اور یورپ

کے علاوہ امریکہ اور افریقہ کے ممالک میں بھی دکھایا گیا۔ چاروں براعظموں میں ایم ٹی اے کی ہفتہ وار نشریات شروع ہو گئیں۔

فروری ۱۹۹۳ء میں ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور کے خطابات براہ راست نشر کئے گئے۔ اس عالمی جلسہ کے دوران تاریخ عالم کا ایک اور انقلاب انگیز تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا یعنی ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف خطہ ہائے ارض سے ۲۰۴،۳۰۸ دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ سعید روحیں جماعت میں شامل ہوئیں۔

خدائی تصرف کے ماتحت دسمبر ۱۹۹۳ء میں جلسہ سالانہ قادیان سے حضور رحمہ اللہ نے ماریشس کی سرزمین سے خطاب فرمایا۔ ماریشس سے ہی اپنے اس خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے ایم ٹی اے کی باقاعدہ روزانہ نشریات کے ۷ر جنوری ۱۹۹۴ء سے شروع ہونے کا اعلان فرمایا۔

اور پھر ۷ر جنوری ۱۹۹۴ء کا وہ مبارک اور بابرکت دن آپہنچا جب حضور انورؒ کے خطبہ جمعہ سے MTA کی روزانہ کی نشریات کا آغاز ہوا جس سے دنیا بھر کی جماعتوں میں ایک عظیم بیداری اور ہیجان کا عالم پیدا ہو گیا۔ اسی روز جماعت احمدیہ کی اپنی پہلی براڈ کاسٹ وین کا افتتاح عمل میں آیا۔ اسی دن حضورؒ انور کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بھی شروع ہوا۔ اس مقصد کے لئے محمود ہال سے ملحق ایک چھوٹے سے کمرے کو سٹوڈیو میں تبدیل کیا گیا جس میں MTA کی لائبریری قائم تھی۔ اتنی سی جگہ میں جب سٹوڈیو کی لائٹیں جلائی جاتیں تو سٹوڈیو بہت گرم ہو جاتا۔ لیکن ہمارے اس اولوالعزم امام نے ایم ٹی اے کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تکلیف کو بالائے طاق رکھ کر وہاں بعض اوقات ڈیڑھ سے دو گھنٹے کے پروگرام بھی ریکارڈ کروائے۔

روزانہ کی ان نشریات کا دورانیہ بارہ گھنٹے تھا جن میں سے لندن سے تین گھنٹے کا پروگرام تمام دنیا کے لئے نشر کیا جاتا تھا اور ایشیائی ممالک کے لئے Russia سے 9 گھنٹے کا اضافی پروگرام نشر ہوتا تھا۔

لندن سے نشر ہونے والے پروگرام میں روزانہ ملاقات پروگرام میں ہمارے قادر الکلام امام نے جماعت کی روحانی، جسمانی، تعلیمی و تربیتی ترقی کے لئے فیضان کی ایسی نہریں جاری کیں جو رہتی دنیا تک بہتی رہیں گی اور پیاسی روحوں کو سیراب کرتی رہیں گی۔ انشاء اللہ

حضور کی زیر ہدایت کام کرنے والی یہ ٹیم مٹھی بھر افراد پر مشتمل تھی اور ہم ٹیلیویژن اور براڈ کاسٹنگ کے اسرار و رموز سے کلیۃً نا آشنا تھے۔ آپ نے اپنی ذاتی توجہ سے ہم سب کی لمحہ بہ لمحہ تربیت و رہنمائی فرمائی اور پروگراموں کی ریکارڈنگ سے لے کر ترتیب و تدوین تک ہر قدم پر سب کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔

شروع میں جب آپؒ ریکارڈنگ کے لئے تشریف لاتے تو خود کیمروں کے Shorts درست کرواتے اور

ہدایات ارشاد فرمایا کرتے۔ اس مقصد کے لئے آپؒ نے سٹوڈیو میں بھی ایک ٹی وی مانیٹر رکھوایا جس پر آپ رحمہ اللہ کو فائنل پروگرام جس طرح نشر ہو رہا ہوتا ہے نظر آتا تھا۔ آپؒ نے کیمروں پر کام کرنے والوں کے ساتھ خصوصی اشارے مقرر کئے ہوئے تھے جن کے ذریعہ آپ ساؤنڈ اور ویژن مکسنگ کے لئے ساتھ ساتھ ہدایات دیتے تھے۔

یہ آپ کی کمال مہارت تھی کہ جو مضمون آپؒ بیان فرما رہے ہوتے اس کا تسلسل بالکل نہ ٹوٹتا اور ریکارڈنگ کے سلسلہ میں آپ کی ہدایات بھی جاری رہتیں۔ مختلف پروگراموں کے لئے ریکارڈنگ کے بعد ایڈیٹنگ کے لئے بھی ہدایات عطا فرماتے۔ آپ نے ایڈیٹنگ کے لئے ایسے عظیم الشان اصول بیان فرما دیے ہیں جن میں آپ کی سیرت کے بہت سے پہلو جھلکتے ہیں۔ آپؒ بہت ستار تھے۔ اپنی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں کے ساتھ اگر کبھی کسی وجہ سے تربیت کی غرض سے پروگرام کے دوران کسی کی سرزنش فرماتے تو بعد میں اسے ایڈٹ کرنے کا حکم بھی دے دیتے تاکہ لوگوں کی نظروں میں اس شخص کی وقعت کم نہ ہو۔ (دینی) اقدار و روایات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مثلاً مئی ۱۹۹۳ء میں کبڈی کا میچ جب پہلی مرتبہ دکھایا گیا تو کھلاڑیوں کے لباس سے متعلق تفصیلی ہدایات دیں اور کھیلوں کو عمومی طور پر ریکارڈ کرنے کے اصول بیان فرمائے۔ اسی طرح ریکارڈنگ میں (دینی) شعار مثلاً سر ڈھانکنے اور پردہ کا خیال رکھنے سے متعلق بھی متعدد ہدایات عطا فرمائیں۔

پروگراموں کی ترتیب کے سلسلہ میں بھی تفصیلی ہدایات عطا فرماتے اور شروع میں جب تک Scheduling کا کام ایک معیار تک نہیں پہنچ گیا، بنفس نفیس روزانہ کے پروگرام کا شیڈول ملاحظہ فرماتے اور منظور فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایسے رہنما اصول بیان فرما دیے جن کے ذریعہ شیڈیولنگ کا کام بہت آسان ہو گیا۔

لائبریری میں ویڈیو ٹیپس کو ترتیب سے رکھنے اور پرانی ریکارڈنگز کو محفوظ کرنے کے سلسلہ میں واضح ہدایات دیں۔ اس کے علاوہ MTA کی جو لائبریریاں بنیں ان کی جگہ کے تعین سے لے کر Shelves کی ترتیب اور ان جگہوں پر کولنگ وغیرہ کے نظام کے سلسلے میں بھی رہنمائی فرمائی۔

اناؤنسمنٹ کے سلسلہ میں مختلف اناؤنسرز کو وقتاً فوقتاً اناؤنسمنٹ کے اصول سمجھائے اور متعدد بار یہاں تک رہنمائی فرمائی کہ کس پروگرام کو کن الفاظ میں متعارف کروایا جانا چاہیے۔

ترجمانی کے کام میں بھی ذاتی دلچسپی لیتے تھے۔ آپ کے زیادہ تر پروگرام بغیر کسی قسم کے نوٹس (Notes) کے ہوتے تھے مگر بعض دفعہ خطابات و خطبات جمعہ وغیرہ کے لئے نوٹس تیار فرماتے تو اس کی کاپی ترجمانوں کی رہنمائی کے لئے بھی بھجوا دیتے، اس طرح جس حد تک ممکن ہوتا ان کی مدد فرماتے تھے۔

نشریات کے متعلق بھی قدم بہ قدم مختلف تکنیکی و انتظامی

امور پر روشنی ڈالتے جن میں ایم ٹی اے کے Logo سے لے کر پروگراموں کی تفصیل دکھانے اور آغاز واختتام سے متعلق ضروری ہدایات شامل ہیں۔

۷رجنوری ۱۹۹۴ء سے روزانہ کی نشریات کے آغاز کے بعد شروع کے چند روز آپؒ کے ساتھ ملاقات کا پروگرام عمومی بات چیت پر مبنی رہا جس میں آپ نے بے شمار ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور پھر روزانہ کی یہ ملاقات کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہوگئی۔ ان مقبول سلسلوں میں مندرجہ ذیل سلسلے شامل ہیں:-

☆......**اعتراضات کے جوابات:** ۱۸رجنوری ۱۹۹۴ء سے آپ نے معاندین کے اعتراضات کے جواب دینے کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں (دین حق) اور احمدیت پر کئے گئے اعتراضات کے منہ توڑ مدلّل جواب دے کر مخالفوں کے منہ ہمیشہ کے لئے بند کردیے اور شیروں کی طرح جماعت کا دفاع فرما کر ساری جماعت کو اس کے گُر سکھا گئے۔ یہ کل ۷۳ پروگرام ہیں۔

☆......**انگریزی ملاقات:** ۵رفروری ۱۹۹۴ء کو انگریزی دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو ملاقات کے پروگرام کا آغاز فرمایا جس میں مختلف قومیتوں کے افراد کو شمولیت کا شرف عطا فرمایا۔ ان میں سے بہت سے پروگرام غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہوئے جن کے ہر قسم کے سوالات کے کافی وشافی جوابات دیئے۔ کل 150 پروگرام ہوئے۔

☆...... **اردو ملاقات:** ۹رفروری ۱۹۹۴ء کو اردو دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو میں عمومی سوال وجواب کا پروگرام شروع فرمایا جس میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے مضمون کو اس گہرائی سے بیان فرمایا کہ ہر سننے والا یہی محسوس کرتا کہ اسی کے حسب حال جواب بیان کیا جارہا ہے۔ کل 160 پروگرام ہوئے۔

☆...... **ہومیو پیتھی کلاس:** ۲۳رمارچ ۱۹۹۴ء کو آپؒ نے اپنی ہومیو پیتھی کی شہرہ عالم کلاس کا آغاز فرمایا اور روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج کے سامان بھی پیدا فرما دیے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ اس سادہ اور سستے طریق علاج کو آپؒ نے دنیا بھر میں رائج فرمایا اور ہر رنگ ونسل اور ہر قوم ومذہب کے افراد نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے معجزانہ شفا کے نمونے دیکھے۔ کل 198 پروگرام ہوئے۔

☆...... **ترجمۃ القرآن کلاس:** ۱۵رجولائی ۱۹۹۴ء کو آپؒ نے ترجمۃ القرآن کا آغاز فرمایا۔ اس پہلی کلاس کے ساتھ ہی آپؒ نے ایم ٹی اے کے نئے سٹوڈیو کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس عالمگیر کلاس کے ذریعہ آپ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے شاگردوں کو عشق قرآن اور فہم قرآن کے اسلوب سمجھائے۔ آپ کی یہ کلاس قرآنی علوم وعرفان کا ایک چشمۂ فیض ہے جو جاری وساری ہے۔ کل ۳۰۵ پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆...... لِقَاءِ مَعَ الْعَرَب: ۱۷/جولائی ۱۹۹۴ء کو اہل عرب کے لئے لِقَاءِ مَعَ الْعَرَب کا پروگرام شروع کیا۔ جس کے ذریعہ صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ ہر قوم کی تسکین کے سامان کئے اور بڑی فصاحت و بلاغت سے ازروئے قرآن و حدیث عربوں کو انہیں کی زبان کے درست معنے بھی سمجھائے۔ کل ۴۷۲ پروگرام ہوئے۔

☆...... اردو کلاس: ۲۱ جولائی ۱۹۹۴ء سے آپؒ نے اردو زبان سکھانے کے لئے اردو کلاس کا اجرا فرمایا تاکہ سب قوموں کے لوگ اردو سیکھ کر ایک ہاتھ تلے جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبان تلے بھی جمع ہو جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا خود مطالعہ کر کے علم و عرفان کے اس خزانے سے مستفیض ہو سکیں۔ اردو زبان پر آپؒ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کل ۴۶۰ پروگرام ہوئے۔

☆...... بچوں کی کلاس: ۲۳/جولائی ۱۹۹۴ء کو آپؒ نے بچوں کے ساتھ کلاس شروع فرمائی۔ آپؒ بچوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی تربیت کا خیال آپ کو رہتا تھا۔ اس عالمی کلاس کے ذریعہ باتوں باتوں میں آپؒ نے تربیت کے وہ نکات بیان فرمائے اور وہ گر سکھائے جس نے دنیا بھر کے احمدی بچوں کو اللہ تعالیٰ اور خلافت احمدیہ کے بہت قریب کر دیا۔ کل ۳۰۰ پروگرام ہوئے۔

☆...... اس کے علاوہ فرنچ ملاقات کا آغاز ۱۳/جولائی ۱۹۹۷ء سے ہوا اور کل ۲۰۹ پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆...... بنگلہ ملاقات کا آغاز ۱۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء سے ہوا اور ۱۲۸ پروگرام ہوئے۔

☆...... جرمن ملاقات کا آغاز ۶/نومبر ۱۹۹۹ء سے ہوا اور ۱۳۰ پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆...... لجنہ ملاقات کا پروگرام ۲۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء سے شروع ہوا اور ۱۳۰ پروگرام ہوئے۔

☆...... اطفال ملاقات کا آغاز ۳/نومبر ۱۹۹۹ء سے ہوا اور کل ۴۵ پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

جولائی ۱۹۹۴ء کا جلسہ آپؒ کے دور کا پہلا جلسہ سالانہ تھا جو اپنی مکمل صورت میں براہ راست نشر کیا گیا۔ اس جلسے کے اختتام پر تاریخ روحانیت میں ایک اور ایمان افروز واقعہ رونما ہوا اور جماعت احمدیہ کی عالمی برادری کے ذریعہ یکجا ہونے کے عظیم الشان نظارے جلسہ کے آخری روز نظر آئے۔ حضور رحمہ اللہ نے اختتامی دعا کے بعد چند ملکوں کے نام گنوائے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شامل تھے۔ اس پر ان ملکوں سے جن کے نام نہیں لئے گئے تھے فون موصول ہونے لگے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔ ایم ٹی اے کے فون پر پیغامات کا تانتا بندھ گیا۔ آپ رحمہ اللہ نے اس وجد آفریں نظارے کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے جو آج ظاہر ہو رہا ہے''۔ اختتامی دعا کے بعد ایم ٹی اے کے تمام اراکین کو فکر

تھا کہ دعا سے جلسہ تو اپنے اختتام کو پہنچ گیا اب باقی Air Time کیسے پورا کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو یہ نشان دکھلانا مقصود تھا جو بڑی خوبی سے بقیہ رہ جانے والے وقت میں سما گیا اور خوب سمایا۔

آپؒ کے بابرکت دور میں MTA کا ایک اور سنگ میل ۱۴ر۱۴ کتوبر ۱۹۹۴ء کو ظہور پذیر ہوا جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے واشنگٹن کی بیت الذکر ''بیت الرحمٰن'' کا افتتاح فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی MTA کے واشنگٹن Earth Station کا افتتاح بھی فرمایا۔ یہ تقریب ہمارے ارتھ سیٹلائٹ سے ہی سارے شمالی امریکہ میں براہ راست نشر کی گئی۔ گو کہ امریکہ میں ۱۹۹۳ء سے ہی ایم ٹی اے کی لندن سے ہونے والی نشریات دیکھی جا رہی تھیں لیکن اس افتتاح کے بعد لندن سے جانے والی نشریات اسی سٹیشن کے ذریعہ سے شمالی امریکہ میں نشر ہونے لگیں۔

اس عرصہ کے دوران متعدد بار یورپ کے مختلف ممالک سے ایم ٹی اے کی نشریات حضورؒ کے دورہ جات کے دوران براہ راست نشر کی گئیں۔ یکم اگست ۱۹۹۵ء سے ایم ٹی اے کا پروگرام تین گھنٹے سے بڑھ کر پانچ گھنٹے روزانہ ہو گیا اور اس سال کے دوران بھی تمام جلسے اور دیگر پروگرام نشر کئے جاتے رہے اور ایک معمول کی صورت اختیار کر گئے۔

نام طاہر تھا دل بھی طاہر تھا

کتنا دلکش وہ کتنا پیارا تھا
اس کا چہرہ تو ماہ پارہ تھا

سب کا محسن ہمارا آقا تھا
سب کی آنکھوں کا وہ ستارہ تھا

روز سنتے ہیں جس کو ٹی وی پر
بستی بستی کا وہ دُلارا تھا

لب ہلاتا تو پھول جھڑتے تھے
دل پہ کرتا سدا اجارہ تھا

نام طاہر تھا دل بھی طاہر تھا
علم و دانش کا اک منارہ تھا

دل کی الفت سے سب کو کہتا تھا
میں تمہارا ہوں میں تمہارا تھا

تجھ پہ رحمت خدا کی ہو ہر دم
تُو ہمارا ہے تُو ہمارا تھا

(خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو ناروے)

☆☆☆

بیت الفتوح کے افتتاح پر سیدنا
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ
کی خدمت میں ھدیہ تبریک پیش
کرتے ہیں

منجانب
قائد مجلس وارا کین عاملہ
96 گ ب صریح ضلع فیصل آباد

ہم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو
''سیدنا طاہرؒ نمبر'' شائع کرنے پر
مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب
مجلس شادیوال
ضلع گجرات

خدا تعالیٰ کی تقدیر کا ہاتھ جماعت کی تائید میں
اٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت
خامسہ عطا کی ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کو
اس انعام کے ملنے پر مبارک باد پیش
کرتے ہیں

قائد مجلس وارا کین عاملہ
جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

***

ہم عہد کرتے ہیں کہ قدرت ثانیہ کے دورِ خامسہ
میں خدام الاحمدیہ کے عہد کی عملی تفسیر بن کر
دکھائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ
اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تکمیل میں ہر آن تیار اور
ثابت قدم رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب
قائد مجلس وارا کین عاملہ 121 ج ب گوکھووال
ضلع فیصل آباد

من انصاری الی اللّٰہ

(مکرم ہادی علی چوہدری صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے اپریل ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لائے تو فوراً ہی آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کا ایک قافلہ بن گیا اور وہ سب اپنے عظیم اور مقدّس قافلہ سالار کے ساتھ رواں دواں ہو گئے۔ قافلہ سالار از راہِ دُور آ کر تیز گام بڑھنے لگا۔ قافلہ چلتا رہا اور بہت تیز چلتا رہا۔ اس سفر میں کئی تھے جو اپنی منزل کو پا گئے۔ کوئی کسی سنگِ میل کی اوٹ میں چھپ گیا اور کوئی کسی موڑ پر ساتھ چھوڑ گیا۔

ان میں مبارک احمد صاحب ساقی تھے۔ جو دفتر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک جرنیل کی طرح تھے۔ مختلف ادوار میں تصنیف، تبشیر، اشاعت اور دیگر کاموں میں صبح شام اور دن رات مصروف تھے۔

آفتاب احمد خان صاحب تھے جو حکومتی سطح کے بہت سے کاموں کو سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ جماعت UK کے امیر بھی تھے۔

ہدایت اللہ بنگوی صاحب تھے جو جماعت UK کے جنرل سیکرٹری تھے اور افسر جلسہ سالانہ تھے۔ ویزوں کی کارروائی کے لئے بھی بہت کام کیا۔

نذیر احمد ڈار صاحب تھے UK جماعت کے سیکرٹری امور عامہ بھی رہے اور محکمانہ کاموں میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ وفات سے پہلے دفتر وکالتِ تبشیر میں کام کرتے تھے۔ ہوم آفس اور پولیس وغیرہ کے ساتھ رابطہ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ تھے جو ترجمہ قرآن کمیٹی میں حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ دیر کام کرتے رہے۔

پروفیسر خلیل احمد ناصر صاحب آف امریکہ تھے جو ترجمہ قرآن کمیٹی میں حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ دیر کام کرتے رہے۔

چوہدری محمد عیسیٰ صاحب تھے جو ابتدا سے ہی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔

مسعود احمد صاحب جہلمی تھے جو ابتدا میں حضور رحمہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ وکیل التبشیر بھی رہے۔

الاستاذ حلمی الشافعی صاحب آف مصر تھے جو عربی تراجم کا کام کرتے تھے اور عربوں میں حضور رحمہ اللہ کے مقبول ترین پروگرام ''لقاء مع العرب'' میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔

حمید اللہ بھنّو صاحب آف ماریشس تھے جو فرانسیسی زبان میں لٹریچر کی تیاری میں مصروف رہے۔

قاضی محمد یوسف صاحب تھے جو دفتر وکالتِ مال میں کام کرتے تھے۔

محمود احمد بشیر صاحب تھے جو دفتر وکالتِ تبشیر میں کام کرتے تھے۔

شیخ ناصر احمد صاحب تھے جو جنیوا میں جماعت کے کام کرتے تھے۔ اسی طرح ساؤتھ افریقہ میں بھی ایک کیس کے سلسلہ میں بھجوائے گئے تھے۔

نعیم عثمان میمن صاحب تھے جو جلسہ سالانہ کے کاموں کے علاوہ حضورؒ کے ساتھ علمی اور تصنیف کے کاموں میں مصروف تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنّف تھے۔

ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے نارتھ کے سفروں میں مددگار رہتے تھے۔

ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے نارتھ کے سفروں میں مددگار رہتے تھے اور حضور رحمہ اللہ کے سٹاف اور اردو کلاس کے لئے اپنے علاقہ میں تفریح کے لئے پروگرام بناتے تھے۔ مقامی افراد کی جماعتیں قائم کرنے والے تھے۔ حضور ان سے اور ان کی اہلیہ سے محبت کرتے تھے اور وہ دونوں اپنے بچوں سمیت حضور سے بہت محبت کرتے تھے۔

بشیر احمد آرچرڈ صاحب تھے جو انگریز مربی تھے اور مرکزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر رہے تھے۔

محمد اکرم غوری صاحب تھے جو مختلف دفتری کاموں میں مصروف تھے۔ وکالتِ اشاعت میں بھی کام کرتے تھے۔

غلام احمد چغتائی صاحب تھے جو ٹیلیفون کی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ دفتر کے کئی کام سرانجام دیتے تھے۔

داؤد احمد گلزار صاحب تھے جو ڈاک کا کام کرتے تھے اور دفتر والوں کے لئے خشک میوہ بھی لاتے رہتے تھے۔

بشیر احمد حیات صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کی تشریف آوری پر بالکل ابتدائی دنوں میں مرکزی دفتر میں کام کرتے تھے۔ پھر وکالتِ مال میں بھی کام کرتے رہے۔

سیّد امتیاز احمد شاہ صاحب تھے جو ناظم قضا بورڈ UK بھی تھے اور قرآنِ کریم کے تراجم کی حضور رحمہ اللہ کی سکیم میں بھی کام کرتے تھے۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

مولوی عبد الکریم صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

ملک بلاغ صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

احسان باجوہ صاحب تھے جو واقف زندگی کارپنٹر تھے اور اسلام آباد UK میں کام کرتے تھے۔

ملک سلیم اعوان صاحب تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک کا کام کرتے تھے اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔

حافظ قدرت اللہ صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے خطبات کے خلاصے بنایا کرتے تھے۔

عبدالرزاق بٹ صاحب تھے جو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک کا کام کرتے تھے اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔

شیخ محمد حسن صاحب تھے جو لنگر میں کام کرتے تھے اور جماعت کی ضرورت کی کتب اور اخباروں وغیرہ کی جلد بندی بھی کرتے تھے۔

میاں شیر محمد صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے باورچی تھے اور آپ کے لئے مسلسل سترہ اٹھارہ سال کھانا تیار کرتے رہے۔

چوہدری عنایت اللہ صاحب تھے جو لنگر میں کام کرتے تھے اور ترتیب لگانے کے لئے حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کھولتے تھے۔

چوہدری حمید احمد صاحب لائلپوری تھے جو مخالفین کے ساتھ معاملات میں کام آتے تھے۔

قریشی مقبول احمد صاحب تھے جو الفضل انٹرنیشنل کے خریدار بنانے کے لئے سرگرم عمل رہتے تھے۔

کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب تھے جو ہلکے پھلکے سیکیورٹی کے اور دیگر دفتری کاموں میں مدد کر دیا کرتے تھے۔

مرزا محمد حکیم صاحب تھے جو بعض اوقات سیکیورٹی اور ٹیلیفون کی ڈیوٹی کرتے تھے۔

چوہدری انور حسین صاحب جو امیر ضلع شیخوپورہ تھے اور لندن اکثر سالوں میں آتے رہتے تھے۔ آپ حضور رحمہ اللہ کے ساتھ اکثر سفروں میں بھی رہے اور بعض اہم امور کے بارے میں مشوروں میں حضور رحمہ اللہ کی مدد فرماتے تھے۔

چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب تھے جو دفتر پرائیویٹ سیکریٹری میں رضا کارانہ کام کرتے تھے۔

اس للٰہی قافلہ میں ان مَردوں کے شانہ بشانہ مستورات نے بھی حضور رحمہ اللہ کے کاموں کو بانٹا اور ہم سفر اور ہم رکاب ہوئیں اور جہاں کسی کی منزل آئی اس قافلہ کا ساتھ چھوڑ کر اس متوالے گروہ میں جا شامل ہوئیں جس سے کل یا پرسوں قافلہ سالار بھی ملنے والا تھا۔

ان غیر معمولی خدمت گزار عورتوں کی سرخیل حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تھیں جو ہمیشہ ہر مہم میں حضور کے ہمراہ رہیں۔

پھر ساجدہ حمید صاحبہ تھیں جو ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب آف ہارٹلے پول کی اہلیہ تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے کاموں میں مددگار تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے نارتھ کے سفروں میں مددگار تھیں اور حضور رحمہ اللہ کے سٹاف اور اردو کلاس کے لئے اپنے علاقہ میں تفریح کے پروگرام بناتی تھیں اور ان کی خوب خدمت کرتی تھیں۔ مقامی افراد کی جماعت قائم کرنے والی تھیں۔

ممتاز اشرف صاحبہ اہلیہ شریف اشرف صاحب تھیں جو حضور کے مہمانوں کے لئے خاص کھانے بناتی تھیں۔ اسی طرح بعض جلسوں پر VIP مہمانوں کے لئے بھی کھانے

بناتی تھیں۔

سارہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن بٹ صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی سرکردہ تھیں۔

نیّرہ داؤد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر داؤد خان صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔ ناصرہ ندیم صاحبہ اہلیہ محمد یامین ندیم صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔

منصورہ اعجاز صاحبہ اہلیہ چوہدری اعجاز احمد صاحب آرکیٹیکٹ تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔

ایک بزرگ جرمن خاتون مسز خدیجہ نذیر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب بھی تھیں جو مسلسل ۱۷ سال تک بڑی مستعدی کے ساتھ حضور رحمہ اللہ کے ساتھ ساری دنیا کی بیعتوں کا نظام اور ریکارڈ منظّم کرنے میں مصروف رہیں۔

یہ سب وہ لوگ تھے جو لندن میں حضور رحمہ اللہ کے کسی نہ کسی کام میں معاون و مددگار بنے اور یہ سب وہ تھے جو ''مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ'' کے مطابق اپنی اپنی باری بھگت چکے تھے اور پیچھے ہم ہیں کہ ''مَنْ یَّنْتَظِرُ'' کے مطابق اپنی باری کے منتظر ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی قبول فرما۔

❀❀❀❀
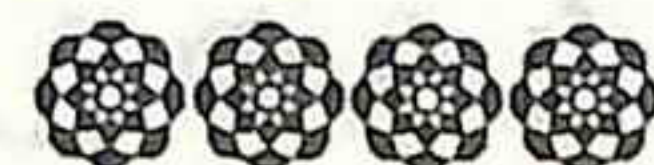
اب اسی گلشن میں لوگو! راحت و آرام ہے

(مکرم پروفیسر سراج الحق قریشی صاحب)

اِک حسین دلبر، حسیں چہرہ دکھا کر چل دیا
جوت چاہت کی دلوں میں وہ جگا کر چل دیا

سب کی آنکھوں کا ستارہ تھا وہ دلکش ماہتاب
سب کو اپنے پیار کا خوگر بنا کر چل دیا

اُس کے دل میں تھا محبت کا سمندر موجزن
سب کو شیریں جام اُلفت کے پلا کر چل دیا

ساری دُنیا کو دیا اُس نے محبت کا پیام
ہر جگہ وہ پیار کی شمعیں جلا کر چل دیا

وہ خدائے مہرباں کا اِک حسیں محبوب تھا
اُس کی الفت کے حسیں جلوے دکھا کر چل دیا

اُس کے نغموں نے دلوں پر اِک سحر طاری کیا
رُوح پرور جانفزا نغمے سنا کر چل دیا

اُس کا دورِ دلنشیں تھا دین کی نصرت کا دور
فتح و نصرت کے نشاں لاکھوں دکھا کر چل دیا

آخری دم تک رہا وہ دینِ حق کا ترجماں
دین کی باتیں وہ روز و شب سکھا کر چل دیا

زندگی قربان کردی اُس نے دیں کے واسطے
اپنا سب کچھ دین کی خاطر لٹا کر چل دیا

وہ تھا اِک مردِ خدا، اُس کی رضا پر مطمئن
جب بلاوا آگیا وہ سر جھکا کر چل دیا

ہم خدا کے ہیں اُسی کے پاس جانا ہے ہمیں
وہ بھی اُس کی بارگہ میں مسکرا کر چل دیا

ایک تاریکی اچانک آسماں پر چھا گئی
جب وہ اپنا چاند سا چہرہ چھپا کر چل دیا

اُس کی فرقت نے دلوں کو کردیا بے حد حزیں
ناگہاں جب وہ ہمیں یکدم رُلا کر چل دیا

ساری دنیا نے دعاؤں سے اُسے رخصت کیا
وہ کروڑوں دل دعاؤں میں لگا کر چل دیا

وقتِ رخصت دے گیا وہ اِک حسیں نعم البدل
جس کو وہ اپنی جگہ پر خود بٹھا کر چل دیا

کر دیا مسرور نے آکر دلوں کو شادماں
جس کا گرویدہ ہمیں طاہر بنا کر چل دیا

''وہ بادشاہ آیا'' کی خوشخبری بھی پوری ہوگئی
جب وہ اس الہام سے پردہ اُٹھا کر چل دیا

اُس کا ہم سب پر یقیناً ہے یہ احسانِ عظیم
وہ ہمیں خادم خلافت کا بنا کر چل دیا

یہ خدا کا سلسلہ ہے، گلشن توحید ہے
اس کو وہ خوش رنگ پھولوں سے سجا کر چل دیا

''اب اسی گلشن میں لوگو! راحت و آرام ہے''
یہ حسین مژدہ وہ دنیا کو سنا کر چل دیا

اس کی یادیں زندگی بھر یاد آئیں گی سراجؔ
جن کو وہ قلب و جگر میں ہے بسا کر چل دیا

***

ہر سلسلہ تھا اس کا خدا سے ملا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا قرب پانے والوں میں سے ایک نام مکرم میجر محمود احمد صاحب کا ہے جنہیں ہجرت کے بعد ایک لمبے عرصہ سے بطور افسر حفاظت خدمت کی سعادت حاصل ہے۔آپ نے حضور رحمہ اللہ کی شفقتوں اور محبتوں سے وافر حصہ پایا۔آپ ان محبتوں اور شفقتوں کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

جب حضور رحمہ اللہ نے وقف نو کی تحریک فرمائی تو ایک بار میں نے حضورؒ سے عرض کیا کہ حضور ہمارا تو اب بچہ ہی کوئی نہیں ہو رہا۔حضور دعا کریں۔اگر ہوں تو ہم بھی انہیں وقف نو کی تحریک میں شامل کروائیں۔حضورؒ نے فرمایا ''کیوں نہیں ہوں گے؟ ہوں گے'' چنانچہ حضورؒ نے پیدائش سے پہلے ہی بچے کا وقف منظور فرمالیا اور ساڑھے آٹھ سال بعد 14 راگست 1988ء کو ہمارا دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔اس کے بعد حضورؒ نے افریقہ دورے پر جانا تھا اور مجھے افریقہ دورے کی تیاری کے سلسلے میں پہلے پہنچنا تھا چنانچہ میں حضور کی اجازت سے چلا گیا خاکسار جب دورے کے دوران حضور سے ملا تو آپ نے فرمایا: میں آپ کے گھر گیا تھا اور آپ کا بیٹا دیکھا، بہت پیارا بچہ تھا۔بیگم صاحبہ سے فرمانے لگے کیوں آصفہ آپ بتائیں؟ بیگم صاحبہ نے کہا: ہاں واقعی وہ بچہ بہت ہی پیارا تھا۔میں نے عرض کی کہ حضور آپ کی دعاؤں سے ہی ہوا ہے۔

اس کے بعد ایک دفعہ حضورؒ ہمارے گھر تشریف لائے تو فرمایا: بس ایک ہی اور بچہ ہوا ہے تیسرا بچہ کہاں ہے؟ تو میری بیگم نے عرض کی کہ حضور اس گھر میں تو اتنے ہی آتے ہیں۔حضورؒ نے فرمایا: اچھا گھر چھوٹا ہے؟ اور اسی وقت ارشاد فرمایا کہ ان کو ایک اور بیڈ روم بنا کے دیں۔ساتھ ہی فرمانے لگے: آپ بچے پیدا کرتے جائیں ہم کمرے بنواتے جائیں گے۔

***

سفر کے بارے میں حضور رحمہ اللہ کی ہدایت تھی کہ جائے نماز ساتھ رکھا کریں۔چنانچہ ہم ایک بڑی جائے نماز ساتھ رکھ لیتے تھے اور جہاں کہیں بھی نماز کا وقت ہوتا وہیں نماز پڑھ لیتے۔سفر میں نمازیں اکثر جمع ہوتی تھیں اور حضور رحمہ اللہ عموماً اول وقت میں نماز جمع کرنے کی کوشش کرتے تھے۔لیکن جہاں بھی موقع ملا، پٹرول پمپ پر، سروس اسٹیشن پر، سڑک پر جہاں بھی نماز کا وقت ہوا نماز باجماعت پڑھی ہے۔

***

دسمبر 1994ء کی بات ہے یہ پہلا دسمبر تھا کہ حضور رحمہ اللہ کا کوئی دورہ نہیں تھا اور چھٹیاں بھی تھیں۔

خاکسار نے حضورؒ سے عرض کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو خاکسار بچوں کے ساتھ پانچ دن کے لئے پیرس جانا چاہتا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا بڑے شوق سے جائیں۔ چنانچہ حضورؒ نے اجازت عطا فرمادی۔ ہم پیرس مشن ہاؤس پہنچے تو مربی صاحب کے مشورہ سے اسی شام ایفل ٹاور دیکھنے چلے گئے۔ مبارک ظفر صاحب بھی فیملی سمیت ہمارے ساتھ گئے۔ ایفل ٹاور دیکھنے کے بعد جب واپس آنے لگے تو سردی بہت تھی۔ مبارک ظفر صاحب والی گاڑی میں heating نہیں تھی۔ ان کی بچی بہت چھوٹی تھی، تین چار ماہ کی۔ چنانچہ ان کی بیگم صاحبہ ہماری گاڑی میں میری بیوی کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ ابھی ہم پیرس سے نکلے ہی تھے اور سلو سپیڈ پر جارہے تھے کہ اچانک پیچھے سے ایک گاڑی بہت تیزی سے آئی اور ہماری گاڑی اور ہم سے اگلی گاڑی کے درمیان سے نکلنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں سائیڈ سے ہماری گاڑی کو ٹکر ماردی۔ چونکہ اس گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی اس لئے میری گاڑی الٹ گئی اور دیوار کے ساتھ ٹکرائی۔ اس حادثہ میں میری بیوی کو بہت زیادہ چوٹیں آئیں اور ان کا دایاں بازو بہت damage ہوا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت حضور رحمہ اللہ کو فیکس کے ذریعہ اطلاع دی۔ واپس آکر جب حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: جس دن آپ جارہے تھے اس دن دوپہر کو دفتر میں بیٹھے ہوئے مجھے یکدم خیال آیا کہ یہ جو جارہے ہیں ان کو نہیں جانا چاہیے کہیں ان کا ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا: میں نے بڑی دعا کی کہ مجھے یہ خیال کیوں آیا۔ میں نے عرض کی حضور اگر آپ مجھے ارشاد فرماتے تو میں نہ ہی جاتا۔ فرمایا: نہیں پھر وہم ہو جاتا اور یہ اچھا نہیں لگتا تھا۔ میں نے عرض کی، حضور آپ نے جو دعائیں کی ہیں اسی کی وجہ سے ہم بچ گئے ہیں۔ ورنہ اتنے سخت حادثہ میں ایک دو جانوں کا ضائع ہو جانا تو معمولی بات ہے۔ چنانچہ اس سے اگلے دن ایک ایسا ہی ایکسیڈنٹ ہوا جس میں ایک خاندان کے تمام لوگ مر گئے۔

❋❋❋
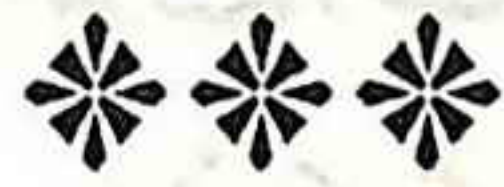
مکرم میجر محمود احمد صاحب کے کچھ ذاتی مشاہدات الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی تا ۷ اگست ۲۰۰۳ کے شمارے میں شائع ہوئے جن میں سے بعض شکریہ کے ساتھ قارئین 'خالد' کے لئے پیش ہیں۔

ایک دفعہ ہم انصار اللہ کی میراتھن واک سے کار میں واپس آرہے تھے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب گاڑی چلا رہے تھے اور ان کے برابر والی سیٹ پر میں ڈیوٹی پر تھا۔ پیچھے مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، حضور رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ اچانک گہرے بادل اور شدید طوفانی بارش نے آن گھیرا۔ یوں لگا کہ سورج غروب ہو گیا ہے اور نماز مغرب کا وقت ہو رہا ہے۔ ابھی ہم نے عصر بھی ادا نہیں کی تھی۔ ایسی صورت کو دیکھ کر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ میجر صاحب! آپ کا وضو ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور!

باوضو ہوں۔ فرمایا کہ پھر نماز پڑھا دیں۔ مجھے تو ایسا لگا کہ جیسے سارے بادل ہی مجھ پر برس رہے ہیں۔ پہلے تو کانوں کو یقین نہیں آیا۔ ڈرتے ڈرتے مڑ کر پیچھے دیکھا تو فرمایا کہ ہاں ہاں پڑھائیں۔ اب تو کوئی گنجائش نہیں تھی۔ ایک دفعہ پھر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ دو یا چار رکعتیں۔ فرمایا کہ چار اور ساتھ ہی مکرم منگلا صاحب نے اقامت کہنی شروع کر دی۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں خاکسار کو نماز پڑھانی پڑی اور حضور نے نماز پڑھی۔ یہ نہیں دیکھا کہ کون نماز پڑھا رہا ہے۔ صرف پیش نظر یہی تھا کہ ایک تو نماز ضائع نہ ہو اور دوسرے جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

***
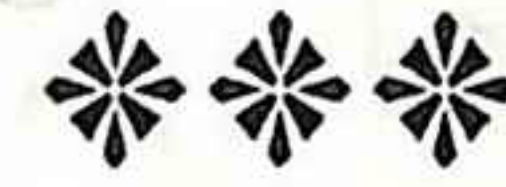
گوئٹے مالا کا پہلا دورہ بھی اس سلسلے میں خاص مقام رکھتا ہے۔ حضور کے دورے کی وجہ سے گورنمنٹ کی طرف سے خاص دستہ سکیورٹی کے لئے مقرر تھا۔ اگرچہ زبان کا بہت مسئلہ تھا مگر پھر بھی سکیورٹی کے لئے کام چل جاتا تھا۔ ان کا پورا دستہ بہت خاموشی سے ہمارے ساتھ ڈیوٹی کرتا رہا۔ جہاں بھی نمازوں کا وقت ہوتا حضور باجماعت نماز پڑھاتے اور تمام قافلے کے احباب مرد عورتیں حضور کی اقتداء میں باجماعت نمازیں ادا کرتے تھے۔ یہ لوگ ڈیوٹی کرتے ہوئے ہمیں دیکھتے رہتے تھے اور حضورؒ کی ہر ایک سے شفقت اور حضور کی مجالس سوال و جواب وغیرہ بھی دیکھتے رہتے تھے۔

***
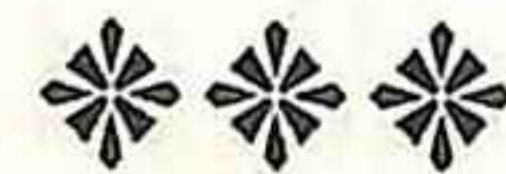
ایک دن شام کے وقت جب ہم لوگ ہوٹل میں مغرب اور عشاء کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ سکیورٹی گارڈ کا جو انچارج کیپٹن تھا وہ کہنے لگا کہ کیا مَیں بھی نماز پڑھ سکتا ہوں۔ وہ عیسائی تھا اور نماز بھی پڑھنی نہیں آتی تھی۔ چنانچہ جب حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں اس کی خواہش عرض کی گئی تو حضورؒ نے فرمایا کہ ضرور۔ چنانچہ اس نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ کہنے لگا کہ مجھے آپ لوگوں کو یوں نمازیں ادا کر کے دیکھتے ہوئے بہت دلی اطمینان ملتا تھا۔ چنانچہ میرا بھی دل کرتا تھا کہ مَیں بھی یہ سکون حاصل کروں۔ اگلی دفعہ اس کے دو اور ساتھی ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم حضور رحمہ اللہ سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے کمرے میں سوال و جواب کی محفل دیر تک چلتی رہی اور پھر سیکیورٹی سٹاف کے انچارج اور دو اور ساتھیوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ سارا اثر اور برکت حضور رحمہ اللہ کی نمازوں اور دعاؤں کا اثر تھا جو باجماعت وہاں ادا کی جاتی رہی تھیں۔ یاد رہے کہ ان افراد کی بیعت سے قبل گوئٹے مالا میں مقامی افراد میں سے کوئی بھی احمدی نہ تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیام کے دوران یہ بیعتیں گوئٹے مالا کی پہلی بیعتیں تھیں۔

****

وقف تھا جو غم دوستاں کیلئے

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب

کینیڈا کے ایک احمدی دوست ایک غیر مسلم پروفیسر ڈاکٹر Gualter کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملانے کے لئے لندن لے کر آئے۔ ملاقات کیلئے جانے سے قبل وہ میرے دفتر میں تشریف لائے۔ احمدی دوست نے ان کا تعارف کروایا اور لندن آنے کا مقصد بیان کیا۔ ابتدائی تعارفی بات چیت کے بعد مجھے خیال آیا کہ یہ پہلی بار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کیلئے آئے ہیں اور انہیں ابھی حضور کے بلند مقام اور منصب کا علم نہیں ہوگا۔ اس لئے ان کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کے بارہ میں کچھ بتا دینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے چند باتوں کا ان سے ذکر کیا۔ ہر احمدی کے دل میں خلیفۂ وقت کی محبت ہوتی ہے اور وہ جب بھی ذکر کرتا ہے تو خلیفۂ وقت سے محبت کا یہ پہلو اس کی گفتگو میں نمایاں ہوتا ہے۔ اس عاجز نے بھی اسی انداز میں کچھ باتیں کی ہوں گی جو مجھے پوری طرح یاد بھی نہیں۔ لیکن انہوں نے ان باتوں سے بہت اچھا تاثر لیا۔

احمدی حضرات
اپنے روحانی سربراہ سے بہت محبت کرتے ہیں
لیکن حق یہ ہے کہ ان کا سربراہ احمدیوں سے ان......
سے بہت بڑھ کر محبت اور پیار کرنے
والا ہے

اس کے بعد وہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کیلئے گئے اور کافی دیر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ تفاصیل کا مجھے علم نہیں کہ کن موضوعات پر بات ہوئی لیکن یہ معلوم ہے کہ اس دانش مند پروفیسر نے اس کا کیا عمدہ خلاصہ بیان کیا۔ اس احمدی دوست نے مجھ سے ذکر کیا کہ پروفیسر صاحب جب حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد باہر آئے تو انہوں نے کہا کہ امام صاحب سے مل کر ان کی باتوں سے میں نے یہ تاثر لیا کہ احمدی حضرات اپنے روحانی سربراہ سے بہت محبت کرتے ہیں اور بعد میں جب میں نے احمدیوں کے روحانی راہنما سے گفتگو کی تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدی ضرور اپنے روحانی سربراہ سے بھرپور محبت کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ان کا سربراہ احمدیوں سے ان سے بہت بڑھ کر محبت اور پیار کرنے والا ہے۔ کتنا صحیح اور سچا تجزیہ ہے جو اس دانشور نے کیا۔

***

احمدیت کی صد سالہ جوبلی 1989ء میں منائی گئی۔ اس موقع کی چند یادگار باتیں قابل ذکر ہیں۔ 23 مارچ کی تقاریب کے علاوہ 24 مارچ کو اسلام آباد میں بھی مختلف تقاریب منعقد ہوئیں۔ اس روز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ایک چھوٹے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے اور اطفال و ناصرات کے الگ الگ گروپ، خوبصورت لباس میں ملبوس، ہاتھوں میں جھنڈے اٹھائے، حضورؒ کے سامنے سے گزرتے رہے۔ اس موقعہ پر حضور کو پھولوں کے خوبصورت ہار پہنائے گئے۔ ایسٹ لندن کے ایک بزرگ دوست مکرم محمد اصغر لون صاحب مرحوم نے چند روز قبل عند الملاقات حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی اجازت حاصل کر لی تھی کہ وہ جوبلی کے موقعہ پر حضور کو ہار پہنائیں۔ چنانچہ اس روز یہ سعادت آپ کو ملی کہ آپ نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ ہار پہنائے جو بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے۔ خاکسار نے تجویز کے طور پر عرض کیا کہ اس اہم دن کی یادگار کے طور پر کوئی درخت بھی اسلام آباد میں لگایا جائے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے ایک درخت اسلام آباد کی بیت الذکر اور تالاب کے درمیان لگایا۔ یہ درخت اب بھی وہاں موجود ہے اور خوب سرسبز ہے۔ اسی طرح خاکسار نے یہ بھی عرض کیا کہ اس یادگار دن میں جو سفید پرندے یعنی خالص برطانوی احمدی احباب اسلام آباد میں جمع ہیں ان سب کی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اجتماعی فوٹو ہو جائے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس تجویز کو پسند فرمایا اور اسلام آباد کی بیت الذکر کے سامنے خالص برطانوی نژاد احمدی احباب کے ساتھ ایک یادگار تصویر ہوئی۔ اس میں قریباً بیس برطانوی احباب تھے۔ مکرم آفتاب خان صاحب مرحوم امیر برطانیہ اور اس عاجز کو بھی اس گروپ فوٹو میں شمولیت کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔

***

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی عجز و انکسار کا نمونہ تھی۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جوبلی کے سال 1989ء میں حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری رفقاء میں سے ایک ممتاز رفیق حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) کے بارہ میں فرمایا کہ وہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے آئیں۔ حضرت مولوی صاحب کی طبیعت ناساز تھی اور لمبا سفر مشکل تھا لیکن حضور رحمہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ لندن تشریف لے آئے۔ اس عاجز کو یہ سعادت ملی کہ میں نے حضرت مولوی صاحب کا استقبال ہیتھرو ایئرپورٹ پر کیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب حضرت مولوی صاحب بیت الفضل لندن پہنچے تو وہ سہارے کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے حضور انور کے دفتر میں تشریف لائے اور کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے انٹرکام پر حضورؒ کو اطلاع دی

کہ حضرت مولوی صاحب خیریت سے تشریف لے آئے ہیں اور حضور کی ملاقات کیلئے اس وقت دفتر میں بیٹھے ہیں۔ حضور نے یہ بات سن کر فرمایا: اچھا اور پھر فون بند کر دیا۔

میرا خیال تھا کہ حضورؒ جو حضرت مولوی صاحب کی آمد کے منتظر تھے، یہ اطلاع ملتے ہی فرمائیں گے کہ انہیں فوراً اندر لے آئیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا اور فون بند کر دیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ حضور اس وقت بہت زیادہ مصروف ہوں۔ میں ابھی اس سوچ میں ہی تھا کہ حضورؒ کے دفتر کا دروازہ کھلا اور حضورؒ باہر تشریف لائے اور بڑی ہی محبت سے حضرت مولوی صاحب سے بغل گیر ہو گئے اور فرمایا کہ یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوں نہ یہ کہ آپ میرے پاس آئیں۔ حضور کچھ دیر حضرت مولوی صاحب کے قریب بیٹھے رہے۔ خیریت دریافت کی اور پھر خود بڑے اعزاز اور اکرام کے ساتھ انہیں اپنے ساتھ دفتر کے اندر لے کر گئے اور کافی دیر گفتگو فرمائی۔

***

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ مروجہ طریق کار اور دستور کی پابندی کے قائل تھے اور اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ نہیں سمجھتے تھے۔ اس کا ایک واقعہ یہ ہے (جو کسی جگہ جماعتی لٹریچر میں شائع شدہ ہے) کہ ایک بار مجھے حضورؒ کی موجودگی میں ایک اعلان نکاح کرنے کا ارشاد ہوا جس میں حضورؒ کو لڑکی یا لڑکے کی والدہ کی طرف سے وکیل بننے کی درخواست کی گئی تھی اور حضورؒ نے از راہ شفقت قبول فرمالی تھی۔ حضورؒ کا عام طریق یہ تھا کہ جس روز نکاح کا اعلان ہوتا اس روز نماز سے فارغ ہو کر حاضرین کی طرف رُخ بدل کر محراب میں ہی تشریف فرما ہوتے اور دعا میں شامل ہوتے تھے۔ میرا یہی خیال تھا کہ اس روز بھی ایسا ہی ہوگا اور حضورؒ بیٹھے بیٹھے ایجاب وقبول کی کارروائی میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب حضورؒ نماز پڑھانے کے بعد کھڑے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے کہ آج تو میں وکیل کے طور پر شامل ہو رہا ہوں محراب سے باہر آ کر پہلی صف کے درمیان تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا کہ امام صاحب آپ نکاح کا اعلان کریں۔ میرے لئے یہ ایک مشکل مرحلہ تھا کہ ایسی صورت میں اعلان نکاح کروں جبکہ خلیفۂ وقت سامنے بطور وکیل تشریف فرما تھے۔ بہر حال ارشاد کی تعمیل میں مسنون خطبہ نکاح پڑھا اور مقررہ آیات کی تلاوت کرنے کے بعد ایجاب وقبول کے موقع پر حضور انورؒ کا نام مع ولدیت لے کر ادب سے استفسار کیا کہ کیا آپ کو یہ نکاح بطورِ وکیل منظور ہے۔ اس پر حضورؒ مروجہ دستور کے مطابق پوری طرح کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ہاں مجھے یہ نکاح منظور ہے۔ یہ مرحلہ میرے لئے بہت ہی مشکل تھا لیکن مجبوری کا عالم تھا۔ ایجاب وقبول کے بعد میں نے دعا کروائی جس میں حضور رحمہ اللہ بھی شامل ہوئے۔ یہ

ساری کارروائی اس روز MTA پر LIVE نشر ہوئی تھی۔

اب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کس طرح مشکل سے میں نے اس روز نکاح کا اعلان کیا۔ حضورؒ نے اپنے نمونہ سے ہمیں عظیم سبق سکھایا۔

***

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے گہری بصیرت اور حکمت کے انداز عطا فرمائے تھے۔ آپ کا منصب غلطیوں کی نشاندہی کرنا اور غلطی کرنے والے کی مناسب راہنمائی کرنا تھا اور آپ ان فرائض کو بڑی جرأت اور تعہد سے ادا فرماتے لیکن اس کے لئے بہت پر حکمت انداز اختیار فرماتے تا کہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور کسی کے لئے دل شکنی اور سبکی کی صورت بھی پیدا نہ ہو۔

۱۹۸۲ء کی بات ہے۔ سپین میں بیت بشارت کا افتتاح کرنے کے بعد حضور لندن تشریف لائے۔ میں بھی جاپان سے حاضر ہو کر اس تقریب میں شامل ہوا اور پھر چند روز کے لئے لندن بھی آیا۔ اس عرصہ میں ایک جماعت نے حضور انور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی۔ آغاز حسبِ معمول تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت کرنے والے دوست نے ان آیات کا انتخاب کیا جن میں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون والی آیت ہے۔ قرآن مجید تو سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا بابرکت کلام ہے اس لحاظ سے کسی جگہ سے بھی تلاوت کی جاسکتی ہے لیکن یہ آیات جو اس موقع پر تلاوت کی گئیں موقع سے مناسبت نہ رکھتی تھیں۔ سب حاضرین اور بالخصوص منتظمین کو یہ لطیف نکتہ سمجھانے کے لئے کہ تلاوت موقع کی مناسبت سے ہونی چاہیے آپ نے بجائے سختی سے اس کا نوٹس لینے کے یا اس وقت کوئی سرزنش کرنے کے ایک نہایت لطیف اور پر حکمت انداز اختیار فرمایا۔ تلاوت مکمل ہو چکی تو حضور رحمہ اللہ نے مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مربی ہالینڈ و انڈونیشیا کو جو ہال کی دائیں طرف پہلی لائن میں بیٹھے ہوئے تھے، ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ''حافظ صاحب آپ تلاوت کے لئے تشریف لائیں'' ارشاد کی تعمیل میں محترم حافظ صاحب اسی وقت سٹیج پر تشریف لائے اور اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ...... والے حصہ کی تلاوت اپنی پرسوز مخصوص آواز میں پیش فرمائی۔ تلاوت مکمل ہوئی تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کی طرف توجہ فرماتے ہوئے بھرپور انداز میں جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔

***

اس عاجز کو حضور رحمہ اللہ کی موجودگی میں بارہا نکاحوں کے اعلان کا موقع ملتا رہا۔ عام طور پر ایجاب و قبول کی کارروائی انگریزی زبان میں ہوتی تھی۔ کئی سال پہلے کی بات ہے کہ ایک روز جب میں حضور رحمہ اللہ سے دفتری ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو باقی باتوں سے پہلے حضور انورؒ

نے مجھے بہت شفقت سے توجہ دلائی کہ فلاں فقرہ جو عام طور پر نکاحوں کے اعلانات کے موقع پر میں استعمال کرتا ہوں وہ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہنا چاہیے۔ میں نے فوراً اس بات کو نوٹ کر لیا اور حضورؒ کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اس کے بعد باقی ملاقات ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ کے اس پر شفقت اور حکیمانہ انداز اصلاح پر میں آج بھی سوچتا ہوں تو دل جذبات سے بھر آتا ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح باریک نظر سے ایک ایک بات کا خیال رہتا تھا، ہر بات کی طرف توجہ ہوتی اور کس طرح شفقت سے آپ نے علیحدہ ملاقات کے وقت توجہ دلائی اور بڑے پیارے انداز میں تربیت اور اصلاح کے یہ حکیمانہ انداز آپ کی عظیم شخصیت میں جا بجا نظر آتے تھے۔

***
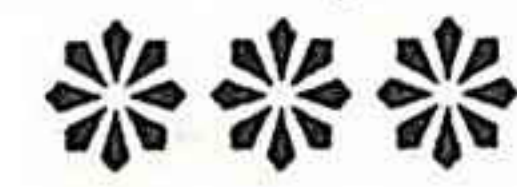
حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے جن خوبیوں سے نوازا تھا ان میں سے ایک لطیف مزاح کی خوبی تھی۔ آپ کے مزاح میں لطف اور مسرت کے ساتھ ساتھ حکمت اور مقصدیت ہوتی اور یہ خیال بھی رہتا کہ کسی کی دل شکنی بھی نہ ہو اور مخاطب کو بات بھی سمجھ آ جائے۔ ان سب امور کا بیک وقت خیال رکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے لیکن حضور رحمہ اللہ کو اس بات کا کمال حاصل تھا۔

ایک دعوت کے موقع پر جب کھانے کے بعد آئس کریم آئی تو وہ کافی پگھلی ہوئی تھی۔ کچھ تو گرم موسم کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ غالباً کافی دیر پہلے فریزر سے نکال کر باہر رکھ دی گئی تھی۔ آئس کریم کا مزا تو تب ہی ہے جبکہ وہ ٹھنڈی ہو اور حضور کو تو یوں بھی آئس کریم اور مشروبات بہت ٹھنڈے پسند ہوتے تھے۔ آپ نے ذرا سی آئس کریم لی تو بہت بے مزہ سی لگی۔ اس پر آپ نے ڈیوٹی پر کھڑے ایک نوجوان کو اشارہ سے بلایا اور کہا کہ اندر کچن میں جا کر منتظمین سے پوچھو کہ کیا ان کے پاس ٹھنڈی آئس کریم ہے؟ نوجوان نے اندر جا کر یہ پیغام دیا تو سب اس پر لطف مزاح سے بہت لطف اندوز ہوئے اور فوراً ہی فریزر سے اسی وقت نکلی ہوئی آئس کریم کا ایک ڈبہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

***
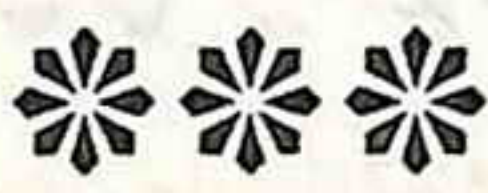
ایک بار ایک دعوت کے موقع پر جو زردہ کھانے کے آخر میں پیش کیا گیا وہ کچھ زیادہ ہی پھیکا تھا۔ حضور رحمہ اللہ کو سویٹ ڈش میں تیز میٹھا بہت پسند ہوا کرتا تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لقمہ لیا تو کچھ زیادہ مزا نہ آیا۔ اتفاق سے اس وقت وہی رضا کار کھانا پکانے والے دوست سامنے نظر آ گئے۔ وہ اپنے فن کے خوب ماہر تھے اور عام طور پر بہت عمدہ کھانا تیار کرتے تھے اور تجربہ سے حضور رحمہ اللہ کی پسند کو بھی خوب اچھی طرح سمجھ گئے تھے مثلاً حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے کے

مزیدار ہونے کا اصل راز یہ ہے کہ مرچ مصالحوں میں صحیح توازن ہو ورنہ سب باورچی مصالحے تو وہی استعمال کرتے ہیں لیکن مزہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ خیر ذکر زردہ کا ہو رہا تھا جو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پھیکا اور بے مزہ تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے زردہ پکانے والے اس دوست کو اشارہ سے بلایا اور پھر آپ کے مزاح کا انداز دیکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ بھئی آج تو تم نے کمال کر دیا اور پچھلے سب ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ آج تو تم نے بڑی مہارت سے ایسا زردہ بنایا ہے کہ شوگر کا ہر مریض بغیر کسی تکلف کے اسے کھا سکتا ہے۔

***
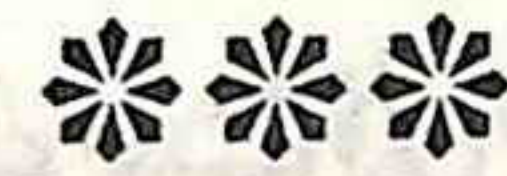
حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بہت سادہ اور تکلفات سے پاک تھی۔ لباس بہت عمدہ ہوتا تھا لیکن تکلفات کا رنگ نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار نماز جمعہ کیلئے تشریف لائے تو آپ کی قمیض کی کف پر بٹن نہیں لگا ہوا تھا۔ خطبہ جمعہ کے دوران جب MTA پر قریب سے تصویر دکھائی گئی تو عشاق کی باریک بین نظر نے اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا اور بعض فون اسی روز آگئے کہ آج حضور انورؒ کی قمیض پر بٹن نہیں لگا ہوا تھا۔

***
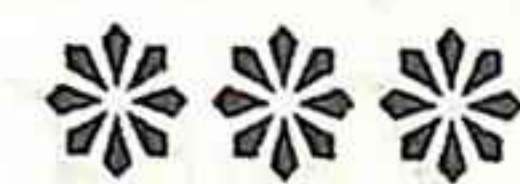
ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سفر کے دوران کھانے کا وقت ہوا تو حضورؒ کی کاروں کا قافلہ ایک آبادی میں سڑک کے کنارے روکا گیا اور خدام نے فوری طور پر کسی مناسب جگہ کی تلاش شروع کی جہاں بیٹھ کر آرام سے کھانا کھایا جا سکے۔ اس عرصہ میں حضورؒ نے اپنی کار کی ڈگی کھلوائی۔ اس میں کچھ بریڈ نظر آئی اور کچھ بچی ہوئی کھیر۔ آپ نے خود ہی اس کھیر کے سینڈوچ بنا لئے اور ساتھیوں سے فرمایا کہ میرے لئے تو یہی کھانا کافی ہے تم اپنی پسند کی جگہ تلاش کر کے وہاں اپنی پسند کا کھانا کھا لو۔

بہار میں جلتے ہوئے چنار

ہر دل دلِ حزیں ہے ہر آنکھ اشکبار
یارب! آسمان سے کوئی سکوں اُتار
گویا تری جدائی میں ہر چیز سوگوار
حد درجہ اس بہار میں جلتے ہوئے چنار
آنکھوں کے نور، دل کے چین، روح کے قرار
میں ہوں ترا ملول مجھے ہنس کے پھر پکار
گلیوں میں تیرے شہر کی، بے چارگی کی دھول
اور کوچہ ہائے دل میں اڑے گرد اور غبار
جیسے کہ آفتاب کوئی ڈھل گیا منیبؔ!
جیسے کہ کوئی خواب ہو قوسِ قزح کے پار

(مقصود احمد منیبؔ)

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

مرتبہ: ابو کرشن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے سے کافی عرصہ پہلے ایک رؤیا دیکھی۔ آپ فرماتے ہیں:-

''میں نے دیکھا کہ میں (بیت) مبارک ربوہ میں جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک بہت بڑی تقریب ہو رہی ہے جس میں تمام انبیاء علیہم السلام شامل ہیں۔ مجھے طبعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش ہوتی ہے کہ ایسی عظیم الشان تقریب، جس میں تمام انبیاءؑ جمع ہیں تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہوں گے چنانچہ میرے دل میں طبعی خواہش ہے کہ میں آپؐ کو دیکھوں مگر مجھے بتایا جاتا ہے کہ اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کر رہے ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے۔ وہاں میں حیران ہوں کہ جماعت میں سے مجھے کیوں نمائندگی ملی ہے اور میرے علاوہ اور کسی کو نہیں ملی۔ پس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تلاش کرنے لگتا ہوں اور ان انبیاء سے بھی ملتا ہوں۔

یہ ایک بے حد خوشی کا ماحول ہے اور اس مجلس میں ایک عجیب شانِ دلربائی ہے کہ جو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔ سارے انبیاءؑ ایک دوسرے سے مل رہے ہیں جیسے خوشی کی تقریب میں ایک دوسرے سے ملا جاتا ہے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تلاش کرتا ہوں اور کوئی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے (بیت) مبارک کے مشرقی برآمدہ کے بیرونی در کے قریب مل جاتے ہیں اور یہ محسوس کر کے کہ میں سوال کرنا چاہتا ہوں، آپ مشرق طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ جس طرح نماز کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے، اور ہم حلقہ کی صورت میں سب حاضرین بیٹھ جاتے ہیں۔ (بیت الذکر) میں چونکہ انبیاء علیہم السلام ہی پھر رہے تھے اس لئے جو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

تاریخی سفر قادیان...... ایک نظر میں

اردگرد بیٹھے ہیں وہ غالباً ان انبیاء علیہم السلام میں سے ہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپ سے خاص طور پر ایک سوال کرنے کے لئے آپ کو تلاش کر رہا تھا اور وہ سوال یہ ہے کہ قادیان واپسی کب ہوگی؟

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے لطف کے ساتھ جب کہ آپ کے چہرے پر خاص التفات کے آثار ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اسی کی تیاری کے لئے تو ہے اور یہ سب انبیاءؑ اسی لئے تو جمع ہیں۔''

اور اسی پر رؤیا ختم ہوگئی۔

(رپورٹ دورہ قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ غیر مطبوعہ)

اسی تناظر میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1990ء کے قادیان کے جلسہ سالانہ پر وہاں کی جماعت کے نام پیغام میں فرمایا:

''بیعت لدھیانہ کے ذریعہ 1889ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس ہاتھوں سے مشیت الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے 1989ء کو سو سالہ جشن تشکر کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال 1991ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو بر لانے میں دعاؤں کے ذریعے میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں''۔

(الفضل ربوہ 13 جنوری 1991ء)

چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدائی بشارات کے مطابق قادیان کا بھرپور دورہ فرمایا جس کی مختصر سی رپورٹ پیش ہے۔

15 / دسمبر کو حضورؒ نے اپنے تاریخی سفر کا آغاز British Air ways کی فلائیٹ BA1147 کے ذریعے ہیتھرو ائیرپورٹ کے ٹرمینل 4 سے ٹھیک سوا نو بجے کیا اور ٹھیک 44 سال کے بعد قادیان دارالامان آنے کے لئے دہلی 16 دسمبر 1991 بروز سوموار 11 بجے پہنچے۔ دہلی میں قیام کے دوران استعمال کے لئے بھائی ہردیال سنگھ نے اپنی کار Accord 1319 مع ڈرائیور پیش کی جو کہ اس قیام کے دوران حضورؒ کے استعمال میں رہی۔

دہلی کی بیت الہادی کی بالائی منزل پر آپ نے قیام فرمایا۔ کم و بیش اس ایک ماہ کے دورے میں حضورؒ نے 2 مرتبہ قادیان کا سفر کیا اسی طرح آگرہ، سکندرہ، فتح پور سیکری کی سیر کی اسی طرح قادیان کے نواح میں بھینی، تغل

والا، گھوڑے وان، راج پورہ، پھیرو چیچی، مکیریاں، سادھو پور، کوٹ ٹوڈرمل سٹھیالی اور کھارا کی سیر کی۔

اسی طرح حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ، حضرت سلیم الدینؒ، غیاث تغلقؒ، سلطان محمد تغلقؒ اور امام ضامنؒ کی قبروں پر دعا کی۔ اس سفر کے دوران حضورؒ نے جہاں افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ پریس اور میڈیا کے لوگوں کو انٹرویو دیے۔ مجموعی طور پر 8 مجالس عرفان میں احباب کے سوالوں کے جوابات دیے جن میں 5 مجالس قادیان میں منعقد ہوئیں جن سے ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا۔

19 دسمبر 1991ء کا تاریخی دن تھا جب آپ نے ''شان پنجاب'' ایکسپریس کے ذریعے قادیان کے سفر کا آغاز کیا۔ اس گاڑی میں خصوصی طور پر 90 سیٹوں کی بوگی لگوائی گئی۔ 5 پولیس کانسٹیبل اور 80 احباب جماعت کے ساتھ حضورؒ نے 6:40 پر دہلی سے سفر کا آغاز فرمایا اور 2:30 دوپہر امرتسر پہنچے جہاں DC اور SP نے آپ کو خوش آمدید کیا۔ وہاں سے 4:15 منٹ پر کوئلہ انجن والی گاڑی ''میلہ ٹرین'' سے قادیان پہنچے۔ یہ ٹرین ایک عرصہ سے بند تھی اور حکام نے اس روز دوبارہ چلانے کی اجازت دی۔ اس طرح 19 دسمبر 1928ء کو پہلی مرتبہ قادیان کے لئے چلنے والی ٹرین ایک مرتبہ پھر حضورؒ کے اعزاز میں 19 دسمبر 1991 کو حکام نے چلانے کی اجازت دے دی۔

قادیان پہنچنے سے پہلے جس وقت منارۃ المسیح پر نظر پڑی تو وہاں کچھ دیر کے لئے گاڑی روکی گئی اور دعا کی گئی اور 44 سال کے بعد شام 7 بجے حضور اپنی سندر بستی قادیان پہنچے۔

ایوان خدمت سے لے کر دار المسیح تک احباب جماعت سے مصافحہ کرتے ہوئے پہنچے اور بیت المبارک کے پرانے حصہ میں چار نفل ادا کئے اور اپنے بچپن کے گھر یعنی حضرت ام طاہر والے حصہ میں قیام پذیر ہوئے۔

پہلے دن تو بطور مہمان کھانا تناول فرمایا لیکن اس کے بعد ذاتی لنگر کا انتظام فرمایا اور اپنے ذاتی مہمانوں کو اس میں شامل فرمایا اس طرح 400 احباب کا کھانا روزانہ بنتا۔

20 دسمبر کو بہشتی مقبرہ میں تشریف لے جا کر سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کی اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہ، اپنی والدہ حضرت سیدہ ام طاہر، حضرت میر محمد اسحاق صاحب، حضرت میر ناصر نواب صاحب، حضرت میر محمد اسماعیل صاحب، حضرت نواب محمد علی صاحب اور اپنے دو وفات یافتہ بھائیوں صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور صاحبزادہ مرزا اطہر احمد کی قبروں پر بھی دعا کی۔

اسی روز بیت اقصیٰ میں اس جگہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

26,27,28 دسمبر کو حضورؒ نے جلسے میں تقاریر کیں جبکہ 29 دسمبر کو حضورؒ نے مجلس مشاورت کی صدارت کی۔

4 جنوری کو حضور رحمہ اللہ دہلی تشریف لے گئے 10 جنوری تک یہیں رہے۔ 10 جنوری کو بوئنگ 737 کے ذریعہ گاندھی ایئر پورٹ سے امرتسر پہنچے وہاں سے کار کے ذریعہ قادیان اس طرح دوسری مرتبہ قادیان تشریف لائے اس دن جمعۃ المبارک تھا اور Friday the 10th کی پیشگوئی ایک مرتبہ پھر پوری ہوئی۔ اس مرتبہ قادیان کے گردونواح کی تفصیلی سیر کی۔

14 جنوری کو امرتسر سے "شان پنجاب" گاڑی کے ذریعے دہلی پہنچے۔ اس تاریخی سفر میں حضورؒ سے کئی معروف اخباری نمائندوں نے انٹرویوز لئے اور ملنے آئے جن میں محترمہ پریما وشوانا تھ اسسٹنٹ ایڈیٹر 'Sunday Times of India'، مشہور 'Indian Express' نمائندہ Mr Sushil Kutty، جرنلسٹ Uma Vasudeva، کلدیپ نیر سابق ہائی کمشنر اس طرح ہندوستان کی سب سے بڑی TV کمپنی 'VIS News' جو دنیا بھر کو TV کی خبریں ترسیل کرتی ہے انہوں نے انٹرویو لیا۔

15 اور 16 جنوری کی درمیانی شب ڈیڑھ بجے حضورؒ برٹش ائیرویز کے ذریعے گاندھی ائیر پورٹ سے فلائیٹ نمبر BA036 کے ذریعے سیٹ نمبر 025 پر بیٹھ کر واپس لندن پہنچے اور 'Gatwick' ائیر پورٹ پر لندن ٹائم کے مطابق 7:50 پر اترے۔

(اس مضمون کی تیاری کے سلسلے میں مکرم ہادی علی چوہدری صاحب کی حضورؒ کے دورہ قادیان کی رپورٹ سے مدد لی گئی ہے)

***

یادوں کا گلدستہ

اس مضمون میں مختلف احباب کی طرف سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حاصل ہونے والے یادگار واقعات کو یکجا کر کے ایک گلدستہ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مکرم احسان اللہ صاحب بیان کرتے ہیں:۔

جب حضور رحمہ اللہ بیمار تھے ان ایام میں وہاں ایک لومڑی آتی تھی جو بڑی دبلی پتلی تھی۔ حضور رحمہ اللہ نے دیکھا تو فرمایا کہ اس لومڑی کا خیال رکھا کریں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے پُر شفقت ارشاد کی تعمیل میں ہم اسے سالن اور روٹی وغیرہ ڈالتے تھے لیکن وہ اسے کھاتی نہیں تھی۔ ایک دن میں نے اُسے کچا گوشت ڈالا تو اُس نے کھا لیا۔ اس کے بعد ہم روزانہ اسے کچا گوشت ہی ڈالا کرتے تھے جسے وہ بڑے شوق سے کھا لیتی تھی۔ شفقت کا یہ سلسلہ مستقل طور پر جاری ہو گیا تو اُسے دیکھ دیکھ کر چھ سات لومڑیاں وہاں آنا شروع ہو گئیں اور ہم انہیں باقاعدہ گوشت ڈالتے تھے اور حضورِ انور رحمہ اللہ باقاعدگی کے ساتھ پوچھتے تھے کہ آج کتنی لومڑیاں آئیں تھیں اور انہیں کتنا گوشت ڈالا تھا۔ میری اِس لومڑیوں کو گوشت ڈالنے کی ترکیب پر حضورِ انور رحمہ اللہ نے پیار سے میرا نام "لومڑی سپیشلسٹ" رکھ دیا۔ چنانچہ وہ لومڑی جو نہایت کمزور تھی ان لازوال شفقتوں سے وافر حصہ پا کر بڑی موٹی تازی ہو گئی۔

***

مکرم حمید اللہ ظفر صاحب آف جرمنی بیان کرتے ہیں:۔

ایک دفعہ مجھے ایک شخص سے قرض لینا پڑا۔ میں اس کی طبیعت کو سمجھتا تھا لہٰذا میری خواہش تھی کہ جلد از جلد اُس کو قرض واپس کر دوں اور اس سوچ میں مبتلا تھا کہ کسی نیک، مومن انسان سے قرض لوں تا کہ آسانی اور سہولت سے اُسے واپس لوٹا سکوں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع پر آپ کو دیکھا تو دل میں ارادہ کر لیا کہ آپ سے قرض لینے کی بات کروں چنانچہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے کچھ رقم بطور قرض درکار ہے۔ آپ نے پوچھا کس لئے؟ وجہ بتانے پر فرمایا میرے پاس اس وقت اتنی رقم نہیں لیکن آپ ایک درخواست میرے نام لکھ دیں میں رقم کا انتظام کروا دیتا ہوں۔ نیز فرمایا جب واپس کرنا چاہیں وہ وقت بھی لکھ دیں۔ عرض کی جب میں واپس کرنا چاہوں؟ فرمایا ہاں جب آپ واپس کرنا چاہیں۔ چنانچہ آپ نے انصار اللہ سے اس رقم کا انتظام کروا دیا۔ جب واپس کرنے کا وقت آیا تو میرے پاس رقم نہ تھی۔ میں نے مزید مہلت مانگی جو آپ نے بخوشی دے دی۔ جب اس کا وقت آیا تو پیسے میرے پاس موجود تھے لیکن اپنی مصروفیات کے باعث تاخیر ہو گئی۔ بیس روز تاخیر سے جب پہنچا تو ملنے پر ادھر

اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پوچھا تک نہیں کہ رقم لائے ہو یا تاخیر سے کیوں آئے؟ میں اکثر سوچا کرتا ہوں کہ اگر کوئی اور دنیا دار شخص ہوتا تو پوچھتا کہ وقت پر کیوں ادائیگی نہیں کی؟ بہرحال عرض کی میاں صاحب میں رقم لایا ہوں۔ فرمایا جاؤ شاہ صاحب کو دے آؤ۔ میں نے یہ رقم شاہ صاحب کو دی تو انہوں نے رسید میں لکھا کہ رقم حضرت میاں طاہر احمد صاحب کے حساب میں جمع کرلی۔ میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ شاہ صاحب یہ رقم تو مجھے حضرت میاں صاحب نے انصار اللہ سے دلوائی تھی۔ کہنے لگے جب آپ نے مہلت مانگی تھی تو میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اس وقت میرے پاس پیسے ہیں یہ انصار اللہ کو ادا کردیں جب حمید اللہ ظفر کے پاس پیسے ہوں گے آجائیں گے۔ جب میں رسید لے کر حاضر خدمت ہوا اور شکریہ ادا کرنا چاہا تو فوراً فرمانے لگے بس بس! میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ کوئی شکریہ وغیرہ نہیں۔

***

مکرم محمد خان صاحب جنہیں بطور انچارج عملہ حفاظت خاص لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی، بیان کرتے ہیں:-

ایک دفعہ حضورؒ سندھ میں اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے اور کماد کی فصل کا جائزہ لے رہے تھے کہ ڈرائیور سے گاڑی کیچڑ میں بری طرح پھنس گئی۔ ڈرائیور نے بہت کوشش کی اور دوسرے خادموں نے بھی دھکا لگایا لیکن گاڑی ایسی بری طرح پھنسی ہوئی تھی کہ سب کوششیں ناکام رہیں۔ حضور رحمہ اللہ جب کھیتوں کا جائزہ لے کر واپس آئے اور صورتحال کو دیکھا تو حضور کے استفسار پر ڈرائیور نے بتایا کہ حضور ہم پوری کوشش کر چکے ہیں لیکن گاڑی نہیں نکل رہی اس پر حضور نے فرمایا: سب پیچھے ہٹ جائیں۔ چنانچہ حضورؒ خود گاڑی میں بیٹھ گئے اور ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگا کر گاڑی اسٹارٹ کی تو گاڑی کیچڑ سے نکل گئی۔

***

مکرم چوہدری محبوب احمد صاحب سابق باڈی گارڈ بیان کرتے ہیں:-

حضور انور کی خلافت کے آغاز میں تحریک جدید گیسٹ ہاؤس میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ خاکسار ڈیوٹی کے سلسلہ میں پہلے سے وہاں موجود تھا۔ حضور کی آمد کا انتظار تھا۔ ایک دم کیا دیکھتا ہوں کہ حضورؒ سائیکل پر اندر داخل ہوئے۔ جب حضورؒ سائیکل سے اترے تو خاکسار نے آگے بڑھ کر سائیکل پکڑلی اور حضورؒ اندر تشریف لے گئے۔ محترم محمود احمد بنگالی صاحب جو اس وقت صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے انہوں نے خاکسار سے کہا سائیکل یہاں سے ہٹا دو۔ حضورؒ سائیکل کی بجائے گاڑی پر واپس جائیں گے۔ خاکسار نے ایک کونے میں سائیکل کھڑی کردی۔ جب حضورؒ واپس تشریف لائے۔ تو فرمایا میری سائیکل لاؤ۔ میں نے عرض کی حضورؒ سائیکل کی کیا ضرورت ہے۔ گاڑی موجود ہے حضورؒ اس پر تشریف لے جائیں۔

لیکن حضورؒ نے فرمایا: نہیں آپ سائیکل لائیں۔ میں آیا بھی سائیکل پر تھا اس لئے جاؤں گا بھی سائیکل پر۔ چنانچہ میں اس ڈر سے کہ حضورؒ ناراض نہ ہو جائیں۔ فوراً سائیکل لے آیا۔ چنانچہ حضورؒ سائیکل پر تشریف لے گئے اور ساتھ باڈی گارڈز بھی سائیکلوں پر گئے۔ اس کے بعد ہم نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب جو ناظر اعلیٰ تھے اُن سے درخواست کی کہ اس طرح تو ہم حفاظت کی ذمہ داری پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔ آپ حضورؒ سے عرض کریں کہ حضورؒ سائیکل کا استعمال ترک فرمادیں۔ چنانچہ انہوں نے حضورؒ کی خدمت میں عرض کی اور حضورؒ نے اُن کی بات قبول فرمالی۔ اس طرح آپ نے ازراہِ شفقت سائیکل کا استعمال چھوڑ دیا۔

*

حضور رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی دورے وغیرہ سے ربوہ واپس تشریف لاتے اور نماز کا وقت ہوتا تو گاڑی سیدھی بیت المبارک میں محراب کے پاس رکواتے اور نماز ادا فرماتے۔ حضورؒ جب خلیفہ بنے تو دستور کے مطابق خادم بیت المبارک آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے گیا۔ لیکن حضورؒ نے اُسے منع فرمادیا اور فرمایا: میں خود ہی ہر نماز پر آجایا کروں گا اور مجھے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں۔

***

مکرم محمد صدیق صاحب ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان بیان کرتے ہیں:۔

خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی متعدد بار گاڑی ڈرائیو کرنے کا موقع ملا۔ حضور رحمہ اللہ تیز گاڑی چلانے والے ڈرائیور کو پسند فرماتے تھے۔ خود بھی جب گاڑی ڈرائیو کرتے نہایت تیز چلاتے۔

*

ایک دفعہ حضور رحمہ اللہ سندھ کے دورے پر گئے ہوئے تھے جب ربوہ واپس آنا تھا تو معلوم ہوا کہ کراچی ائیرپورٹ پر پائلٹوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے فلائٹس نہیں جا رہیں۔ چنانچہ آپ نے بذریعہ سڑک سفر کا ارادہ کیا اور کراچی جماعت کی گاڑیاں حضور کو لے کر بہاولپور تک آئیں اور آگے ہم ربوہ سے آپ کو لینے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ بہاولپور میں ہم نے حضور کی معیت میں نماز ظہر وعصر پڑھی۔ بعد ازاں حضور نے فرمایا کہ ہمیں ہر حال میں رات 12 بجے تک ربوہ پہنچنا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ پائلٹ خدام الاحمدیہ کی گاڑی ہوگی۔ چنانچہ ہم ٹھیک بارہ بج کر چار منٹ پر ربوہ پہنچے۔ حضور نے فرمایا چار منٹ ہم چنیوٹ میں زیرِ تعمیر سڑک کی وجہ سے لیٹ ہوئے ہیں۔

*

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اسلام آباد میں زیر علاج تھے تو خاکسار کو مسلسل سات آٹھ دن صبح ربوہ

آنا ہوتا اور شام تک واپس اسلام آباد پہنچنا ہوتا تھا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات ہوئی اور جنازہ ربوہ آرہا تھا تو خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ جب ہم گجرات پہنچے تو حضور نے ازراہِ شفقت فرمایا: تم کچھ دیر آرام کرلو میں گاڑی چلاتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے پنڈی بھٹیاں تک گاڑی چلائی اور پھر خاکسار نے آگے ربوہ تک ڈرائیو کی۔

*

حضور رحمہ اللہ خلیفہ بننے سے پہلے جب کبھی صبح سویرے بغیر ناشتہ کے لاہور جانے کے لئے گھر سے نکلتے تو سکھیکی کے چھوٹے سے ہوٹل پر ناشتہ کرتے اور واپسی پر جب کبھی چائے کا موڈ ہوتا تو وہیں رکتے اور چائے پیتے تھے۔ سفر کے دوران جب کھانے کا وقت ہو جاتا تو حضور بالکل عام سے ہوٹل پر رکتے اور کھانے کے لئے دال ماش کو تڑکا لگواتے اور ساتھ ہری مرچ پسند فرماتے تھے۔ ایک بار خاکسار کو کہنے لگے کہ ڈرائیور حضرات تو مرغ پسند کرتے ہیں اور ساتھ ہی ہوٹل والے کو کہہ دیا کہ انہیں مرغ دے دو اور ہمیں دال ماش۔

***

مکرم رانا محمد دین صاحب کو بھی حضور رحمہ اللہ کے بال بنانے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:-

خلیفہ بننے سے پہلے حضورؒ اکثر مجھے رات کو بال بنوانے کے لئے بلوا لیا کرتے تھے اور شفقت سے فرماتے کہ مجھے دن کو وقت نہیں ملتا اس لئے رات کو بلاتا ہوں۔ جب آپ خلیفہ بن گئے تو اُس کے فوراً بعد جب خاکسار نے آنکھیں بنوائیں تو کسی نے حضور سے کہا کہ اب آپ بال بنوانے کے لئے کسی اور کو بلوا لیا کریں۔ کیونکہ محمد دین نے آنکھیں بنوائیں ہیں خدانخواستہ کہیں قینچی سے زخم نہ آجائے۔ حضور نے کمال شفقت سے فرمایا نہیں محمد دین ہی آئے گا۔

*

حضور رحمہ اللہ نہایت غریب نواز تھے۔ آپ کے پاس جو کوئی غریب جاتا اُس کو اُسی نظر سے دیکھتے جیسے امیر کو۔ آپ کی شفقت کا ایک نہایت دلفریب واقعہ یہ ہے کہ ایک مولوی خدا بخش صاحب وقف جدید میں ہوا کرتے تھے اِن کو ایک دفعہ خواب آئی کہ اِن کی شادی ہوئی ہے اور ولیمہ ہو رہا ہے۔ حضورؒ نے خاکسار کو بلایا اور فرمایا کہ گوشت اور زردے کی دیگیں پکاؤ۔ اس طرح آپ نے نہایت شفقت کرتے ہوئے دعوت کا انتظام کیا اور کہا کہ یہ خدا بخش کا ولیمہ ہے۔

***

ملک محمد اسلم صاحب کارکن خدام الاحمدیہ بیان کرتے ہیں:-

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ دوپہر کو ایک بجے کے قریب صدر مجلس کی ڈاک اُن کے گھر پہنچانے جا رہا تھا۔ میں ڈاک کا تھیلا اپنے کندھے پر لٹکائے آہستہ جا رہا تھا کہ محترم صدر صاحب سائیکل پر میرے پیچھے سے آئے اور

اچانک میرے کندھے سے ڈاک کا تھیلا پکڑلیا اور تیز تیز روانہ ہوگئے۔ میں حیران رہ گیا کہ میرے ساتھ کیا ہوا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب کیا کروں۔ تھوڑی دور جا کر حضورؒ نے بریک لگائی اور دست مبارک سے میری طرف اشارہ کر کے بلایا۔ بندہ ناچیز شرمندہ شرمندہ قریب پہنچا تو بڑے پیار سے فرمایا۔ ایسے نہیں چلتے۔ تیز قدم اُٹھاتے ہیں اور فرمایا کہ جاؤ ڈاک میں خود لے جاؤں گا۔

***

مکرم میاں احمد صاحب ولد سلطان محمد صاحب آف برجی جو کہ ایک غیر از جماعت دوست ہیں بیان کرتے ہیں:-

(حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب نے جب شروع میں طاہر آباد کی زمین آباد کی تو کچھ حصے میں کَکڑی کی بیلیں لگائیں۔ ایک دفعہ میرا چھوٹا بھائی اور ایک اور بچہ مل کر گئے اور کَکڑیاں وغیرہ کھائیں۔ میاں صاحب کی ان زمینوں کے منشی نے دیکھا اور بچوں کو بھگایا اور بندوق کندھے سے لٹکا کر ان کے پیچھے گیا وہ دونوں بچے سخت گھبراہٹ کے عالم میں گھر میں گھسے۔ اس پر میں باہر نکلا تو ساری بات کا علم ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم جاؤ میں کل خود ہی بچوں کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اگلے دن میں ان دونوں کو لے کر میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ میاں صاحب نے مجھے دیکھ کر بڑے پیار سے پوچھا کہ کیسے آئے۔ میں نے سارا قصہ سنایا اور بچوں کو آگے کر دیا کہ یہ مجرمان حاضر ہیں۔ اس پر میاں صاحب نے منشی کو بلایا اور اسے بہت ڈانٹا کہ اگر خدانخواستہ ڈر کی وجہ سے بچوں کا دل بند ہو جاتا تو پھر۔ ساتھ ہی بچوں کو پیار سے فرمایا کہ آئندہ ان کو کوئی نہیں روکے گا۔ یہ جب مرضی آئیں اور جتنا چاہے کھائیں۔

***

مکرم محمد احمد صاحب دارالفتوح جنہوں نے کچھ عرصہ حضور کی زمینوں پر کام کیا بیان کرتے ہیں کہ:-

جب حضرت صاحبزادہ صاحب نے پہلی مرتبہ طاہر آباد کی زمینوں پر گندم بوئی تو اس وقت کا مجھے یاد ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً عصر کے بعد اپنے گھر سے پیدل ہی طاہر آباد آیا کرتے تھے۔ آپ نے لمبے بوٹ پہنے ہوئے ہوتے تھے اور طبیعت میں کوئی تکلف نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس پہلے سال جب گندم کی کٹائی مکمل ہوگئی بوریاں تیار ہوگئیں اور ان کو اٹھانے کے لئے ٹرالی بھی آگئی تو اس وقت مزدور موجود نہ تھے۔ حضرت میاں صاحب نے خاکسار سے فرمایا کہ آؤ تم اور میں مل کر بوریاں لادتے ہیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بازو پکڑ کر ساری بوریاں ٹرالی پر لادیں اور پھر وہاں سے گھر میں لا کر ان بوریوں کو ٹرالی سے اتارا بھی۔

*

جب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ بنے اور آپ کی خلافت کے پہلے سال کی ہی بات ہے خاکسار ٹریکٹر چلایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خاکسار کا ایکسیڈنٹ ہوا اور ماتھے

اور سر پر شدید چوٹ آئی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہوئی تو فوراً ہومیو پیتھی کی دوا بھجوائی۔ خاکسار آپ کی دعاؤں کے طفیل جلد صحت یاب ہو گیا۔ اس کے بعد خاکسار حضورؒ کی ملاقات کے لئے حاضر ہونے لگا تو اپنے ساتھ بھائیوں وغیرہ کے بچے بھی لے لئے جو کل تیرہ تھے۔ خاکسار جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی محبت سے ملے اور ایکسیڈنٹ کی تفصیل بھی دریافت فرمائی۔ جب ہم واپس جانے لگے تو آپ نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے فرمایا کہ ان کے ساتھ جو بچے ہیں ان سب کو 50 روپے فی کس کے حساب سے دے دیئے جائیں اور اس طرح ان تیرہ بچوں کو پچاس پچاس روپے عنایت فرمائے۔

***

حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترمہ خدیجہ قدسیہ صاحبہ کو ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

''آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو MTA کی نشریات سے استفادہ کی توفیق دے اور وہ پیغامِ مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کریں۔ اگر کسی نے MTA کے نام سے میرا نام مراد لیا ہے تو اس میں حرج کیا ہے؟ خدا کے فضل سے میں نے ہی یہ جاری کیا تھا۔ اگر یہ تاریخی حقیقت ایم۔ٹی۔اے کے نام سے ظاہر ہو جائے تو کسی کو کیا تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے اور وقت کے نُور کو پہچاننے والے ہوں۔'' (مکتوب ۲۲ مارچ ۱۹۹۸ء)

*****

وہی عصرِ نو کا نقیب تھا

وہ جو دور دیس میں بس گیا، وہ جو دیکھنے میں غریب تھا
تجھے کیا خبر مرے ہم نفس! کہ وہ میرے دل کے قریب تھا

جو زباں سے اس کی ادا ہوا، تو وہ فیصلہٴ خدا ہوا
تھا وہ سر تا پا کوئی معجزہ، وہی عصرِ نو کا نقیب تھا

گرہ بات بات کی کھولنا، تو میزانِ عدل پہ تولنا
جو دلوں کی کایا کلپ کرے، وہ تو ایک ایسا خطیب تھا

اسی شخصیت کا نکھار تھا، کہ عدو کے گھر میں غبار تھا
رہا دل گرفتہ و جاں بلب، جو کوئی بھی اس کا رقیب تھا

کبھی اک نگہ مرے گھر میں تھی، کبھی دنیا اس کی نظر میں تھی
رہا جلوہ گر وہ یہاں وہاں، وہی میرا تیرا حبیب تھا

کبھی اس کے در سے دُعا ملی، کبھی اس کے در سے شفا ملی
وہ جو جاگتا تھا میرے لئے، وہی روح و جاں کا طبیب تھا

(ڈاکٹر عارف ثاقب، لاہور)

ترانہ خدام احمدیت

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

ہیں بادہ مست بادہ آشامِ احمدیت
چلتا ہے دورِ مینا و جامِ احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سمت گھومتے ہیں
تھامے ہوئے سبوئے گلفام احمدی
خدامِ احمدیت، خدام احمدیت

جب دہریت کے دَم سے مسموم تھی فضائیں
پھوٹی تھیں جا بجا جب اِلحاد کی وبائیں
تب آیا اک مُنادی اور ہر طرف صدا دی
آؤ کہ ان کی زد سے اسلام کو بچائیں
زورِ دُعا دکھائیں، خدامِ احمدیت

پھر باغ مصطفیٰ کا دھیان آیا ذوالمنن کو
سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اس چمن کو
آہوں کا تھا بلاوا پھولوں کی انجمن کو
اور کھینچ لائے نالے مرغانِ خوش لحن کو
لوٹ آئے پھر وطن کو خدام احمدیت

چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نامِ احمد
مغرب میں جگمگایا ماہِ تمامِ احمد
وہم و گماں سے بالا عالی مقامِ احمد
ہم ہیں غلامِ خاکِ پائے غلامِ احمد
مُرغانِ دامِ احمد، خدامِ احمدیت

ربوہ میں آجکل ہے جاری نظام اپنا
پر قادیاں رہے گا مرکز مدام اپنا
...... احمدیت دُنیا میں کام اپنا
دارُالعمل ہے گویا عالَم تمام اپنا
پوچھو جو نام اپنا خدامِ احمدیت

اُٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جا رہا ہے
پسرِ مسیح دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہِ دُور لیکن
وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے
تم کو بلا رہا ہے، خدامِ احمدیت

کامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا

(مکرم عبدالمومن طاہر صاحب۔ لندن)

حضور کا مشہور الہام Friday The 10th کئی طرح سے پورا ہوا ہے۔ مگر خاکسار کو اس کا وہ نظارہ سب سے پیارا لگتا ہے جب ہمارے پیارے آقا اپنی پہلی بیماری کے بعد Friday The 10th کو پہلی بار جمعہ کے لئے ہم میں جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: شاید یہ جمعہ میری شفا کا جمعہ بن جائے۔

اس Friday The 10th کے روز حضور رحمہ اللہ اس قدر بیمار اور کمزور تھے کہ آپ نے بڑی مشکل سے ڈائس کا سہارا لے کر چند منٹ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر اس کے بعد بھی ساری لمبی بیماری میں باوجود سخت کمزوری کے بیت الفضل میں تشریف لا کر نمازیں پڑھاتے تھے۔

****

عربوں کی مناسبت سے حضور کا ایک اہم ارشاد یہاں درج کرنا مناسب ہوگا۔

کاسل مشن جرمنی میں ایک بار حضور مختلف احباب کو شرفِ ملاقات بخش رہے تھے کہ خاکسار کو مکرم پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کی طرف سے پیغام ملا کہ شام سے آئے ہوئے ایک عرب نوجوان رأفت یونس صاحب کی ترجمانی کے لئے آئیں۔ خاکسار حضور کے دفتر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ نوجوان حضور کے قدموں میں گرا زار و قطار رو رہا ہے اور حضور کے منع کرنے کے باوجود بھی نہیں اٹھتا۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ انہیں کہیں کہ اَلْاَمْرُ فَوقَ الْاَدَب حضور کا یہ فرمان سن کر وہ نوجوان اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے رونے کی وجہ دریافت کریں؟ اس نے عرض کی کہ حضور مجھے آپ سے اس قدر محبت ہے کہ میں آپ سے جدا نہیں رہ سکتا۔ میرا دل کرتا ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں میں آپ کے ساتھ ساتھ رہوں۔

حضور نے فرمایا: سردست تو آپ کے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے کہ آپ لندن آجائیں لیکن میں آپ کو ایک ایسا طریقہ بتاتا ہوں کہ جس پر عمل کر کے آپ ہر وقت میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آپ میری سچی اطاعت کریں تو آپ ہر وقت خود کو میرے ساتھ پائیں گے۔ دیکھو حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنا زیادہ زمانی و مکانی بُعد تھا مگر آپ کی محبت و اطاعت میں فنا ہونے سے یہ ساری دوریاں ختم ہو گئیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو قربِ رسول کا وہ مقام عطا کیا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ کہ وہ مرنے کے بعد بھی میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔

****

حضور کو شروع ہی سے عربی حروف کے صحیح تلفظ کے بارہ میں بہت اہتمام و احتیاط کرتے دیکھا۔

جب خاکسار اکتوبر ۱۹۸۵ء میں تحصیل علم کے لئے مصر گیا تو حضور نے اپنے خط میں خاکسار کو صرف دو ہدایات دیں۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو صرف طالب علم ہی نہ سمجھیں بلکہ وہاں احباب جماعت کو بھی سنبھالیں۔ دوسرے یہ کہ ہماری جماعت میں عربی کے چوٹی کے عالم ہیں مگر شاذ ہی کوئی عربوں کی طرح ان کے صحیح لہجے میں بات کر سکتا ہے۔ اس لئے آپ نے سب سے زیادہ زور عربی زبان کے صحیح تلفظ پر دینا ہے۔ عربوں میں بکثرت بیٹھیں اور گفتگو کریں اور غور سے ان کے لہجے کو سمجھیں اور اپنائیں۔

پھر جب خاکسار مصر سے حضور کے قدموں میں حاضر ہوا تو عربی کے صحیح تلفظ کے بارے میں آپ کے شغف کے پیش نظر میں نے حضور کی خدمت میں ایک کتاب کے بعض صفحات کی فوٹو کاپی پیش کی۔ ان صفحات میں تصویری زبان میں بتایا گیا تھا کہ مختلف حروف کی ادائیگی کیسے کی جاتی ہے اور کس وقت زبان منہ کے کس حصہ کو زیادہ مَس کرتی ہے وغیرہ۔ اس پر حضور نے خاکسار کو بلا کر فرمایا کہ ان تصاویر سے باقی سارے حروف کی تو سمجھ آ گئی ہے مگر ''ض'' کے بارہ میں بات مجھ پر واضح نہیں ہوئی۔ آپ اس سے کیا سمجھے ہیں، مجھے عملاً بتائیں۔ چنانچہ خاکسار نے حسب توفیق وضاحت کی سعادت پائی۔

****

حضور تحقیق کی آخری حدوں کو چھوتے تھے۔ عام طور پر ابھی تک جو نقل در نقل یا حوالہ در حوالہ معلومات دینے کا رواج ہے حضور اس کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ اہل علم کا اسلوب نہیں۔ اصل کتاب ڈھونڈ کر اس سے اصل عبارت درج کرنی چاہیے۔

****

کھیل سے حضورؒ کی دلچسپی محتاجِ بیاں نہیں لیکن اس میں بھی آپ کا مقصدِ اعلیٰ یہی نظر آتا ہے کہ دین کی خدمت کیلئے جسمانی صحت کا خیال رکھا جائے۔ نیز ساتھی کھلاڑیوں کی تربیت کر کے انہیں دین کی طرف لایا جائے۔ حضور کی خلافت سے قبل اکثر دل میں خیال آتا تھا کہ یہ کھلاڑی لڑکے تو اکثر دین سے دور ہیں پھر بھی آپ ان کو اتنا وقت کیوں دیتے اور ان سے اتنا اظہار تعلق کیوں کرتے ہیں؟ لیکن بعد میں جب انہیں کھلاڑیوں کو دیکھا کہ آپ کے زیر سایہ بالکل بدل گئے ہیں اور آپ کی خلافت کے بعد تو ان میں سے اکثر دین کے شیدائی بن گئے ہیں تو اس وقت کھلا کہ آپ تو ان کھلاڑیوں کے ساتھ بھی فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ والا ابراہیمی نسخہ استعمال فرما رہے تھے۔

****

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ میں غیرت کی صفت بھی بہت غالب تھی۔ غالباً ۱۹۷۸۔۸۰ کی بات ہے کہ بیت اقصیٰ ربوہ کے سامنے کے میدان میں آل ربوہ کبڈی ٹورنامنٹ ہوا۔ فائنل میں آپ مہمان خصوصی تھے۔ تقسیم انعامات کے بعد آپ

نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ کبڈی کے ساتھ میرا تعلق صرف میچ دیکھنے تک محدود نہیں بلکہ میں کبڈی کھیلتا بھی تھا اور بہت اچھا ''جاپھی'' تھا۔ ہمارے بچپن کے زمانہ میں قادیان کی کبڈی ٹیم کی سارے علاقے میں دھاک تھی اس لئے مجھے کبڈی سے گہرا لگاؤ ہوگیا تھا۔ بچپن میں تو گھر آنے والے رشتہ دار مہمانوں سے لپٹ کر ''قینچی مارنے'' کا شوق پورا کرتا تھا۔ ذرا بڑا ہوا تو اطفال میں کھیلنے لگا۔ ''قینچی مارنے'' کی مجھے اس قدر مہارت ہوگئی تھی کہ میں مخالف کھلاڑی کے جسم کا کوئی حصہ پکڑے بغیر دور ہی سے قینچی مار دیتا تھا۔ جسے کبڈی کی اصطلاح میں ''ہوائی قینچی'' کہتے ہیں۔ بالکل آغاز نوجوانی میں ایک کھلاڑی کو میں نے ہوائی قینچی ماری تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس پر حضرت اماں جان سخت ناراض ہوئیں اور فرمایا: تم ٹانگیں توڑنے کے لئے تو پیدا نہیں ہوئے۔ آئندہ تم نے کبڈی بالکل نہیں کھیلنی۔ یوں مجھ پر پابندی لگ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد قادیان کا باہر کی کسی غیر مسلم ٹیم کے ساتھ میچ تھا۔ میرے ساتھی کھلاڑیوں نے مجھے کھیلنے کے لئے بہت کہا مگر میں نہ مانا آخر انہوں نے (دین حق) اور قادیان کا واسطہ دے کر میری غیرت کو للکارا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ اس میچ میں بھی مخالف ٹیم کے ایک کھلاڑی کی میری قینچی سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس پر حضرت اماں جان اس قدر ناراض ہوئیں کہ اس کے بعد مجھے کبڈی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنا پڑا اور صرف دوسروں کو کھلا کر یا انہیں کھیلتا دیکھ کر اپنے شوق کی تسکین کرنے لگا۔

تری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز

1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے قبل جلسہ سالانہ UK 1999ء کے اختتامی خطاب کے بعد حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ مارکی میں تشریف لے جا کر فرمایا:-

''یہ دنیا جو چندروزہ ہے ایک وقت ہوگا کہ جب مَیں بھی نہیں رہوں گا اور لوگ بھی بعض چلے جا چکے ہوں گے، مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اس سے زیادہ میری کوئی درخواست نہیں ہے۔ کاش میری موت خدا کے قدموں پر ہو۔ کاش یہ آواز مَیں اپنے کان سے سن سکوں کہ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ o ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ اب اس کے سوا میری کوئی خواہش نہیں رہی''۔

خدا تعالیٰ کا اپنے اس پیارے بندے کے ساتھ غیر معمولی محبت کا سلوک تھا۔ آپ نے 25 اکتوبر 1991ء کے خطبہ جمعہ میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری زندگی میں ایک کروڑ احمدی بنا دے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 1999ء کی عالمی بیعت کے موقع پر خدا تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرما دیا اور صرف ایک سال میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ نفوس حضور رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی 10 ستمبر 1999ء کے خطبہ جمعہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''گذشتہ سال کے جلسہ کی عظیم الشان کامیابی اور خدا کا بہت بڑا احسان تھا جس میں اُس نے ہماری ایک خواہش کو پورا کر دیا کہ ہم ایک کروڑ ہو گئے''۔ نہ صرف یہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سے بہت بڑھ کر سعید روحیں آپ کو عطا فرمائیں اور چند سالوں میں 17 کروڑ افراد احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

اسی سال حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ شفا عطا فرمائی اور دوران بیماری بہت سارے نشانات عطا فرمائے۔ آپ کے علاج کے سلسلہ میں جہاں لندن کے چوٹی کے ڈاکٹر صاحبان شامل تھے وہاں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کو بھی مسلسل آپ کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ ادارہ خالد نے ان کی رہائش گاہ پر ان کے ساتھ ایک نشست کی اور انٹرویو لیا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ انٹرویو پینل میں منصور احمد نور الدین اور میر انجم پرویز شامل تھے۔ (ادارہ)

س: جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 1999ء کے وسط میں بیمار ہوئے تو کیا آپ اسی وقت سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ

کے معالجین میں شامل ہو گئے؟

ج: اس وقت میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے حوالے سے تو لندن نہیں گیا تھا۔ بلکہ ایک کانفرنس کے سلسلے میں پاکستان سے روانہ ہوا اور جب میں لندن پہنچا تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کچھ بیمار تھے چنانچہ جب حضورؒ سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں جس کانفرنس میں شامل ہونے کے پروگرام سے چلا تھا اب میں وہاں نہیں جاتا اور یہیں ٹھہرتا ہوں تا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس علاج میں مَیں بھی شامل ہو جاؤں۔ تو اس پر شروع میں تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ضروری کام کو کیوں چھوڑ رہے ہیں اور آپ نے جس کانفرنس میں شمولیت کرنے کا ارادہ کیا تھا ضرور کریں۔ لیکن اس معاملہ میں میرے تھوڑے سے اصرار پر حضرت صاحب نے بخوشی اجازت دے دی۔

میں ان پورے تین سال میں جو کہ ایک طرح سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کا عرصہ ہے اس میں کوئی تیرہ دفعہ لندن گیا ہوں اور اس علاج کے سلسلہ میں قریباً ساڑھے چھ مہینے بنتے ہیں جو میں نے لندن میں گذارے ہیں۔

س: حضور رحمہ اللہ کی بیماری کے حوالے سے فوری طور پر کیا اقدامات کیے گئے؟

ج: شروع میں ہمارے ڈاکٹر نعیم صاحب حضور رحمہ اللہ کا چیک اپ کروانے کے لئے لندن کے ایک ہسپتال میں لے کر گئے تھے۔ جس میں آپؒ کا معائنہ چند ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان نے کیا تھا اور کچھ ٹیسٹ وغیرہ انہوں نے لکھ کر دیئے تھے اور یہ ٹیسٹ لندن کے ہی ہسپتال میں ہوئے۔ چنانچہ اس وقت تک حضور کی پرائیویٹ consultation ہوئی اور اسی طرح پرائیویٹلی (privately) مختلف ہسپتالوں میں گئے جہاں مختلف test وغیرہ ہوئے۔ اس میں دو یا تین ہسپتال شامل ہیں جہاں حضور کے test ہوئے۔ لیکن اس علاج یا چیک اپ کے سلسلے میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا عمومی دستور یہ ہوتا تھا کہ آپ اپنی مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کو ثانوی حیثیت دیتے تھے۔

س: اس سارے عرصے میں جو ڈاکٹر صاحبان حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاج میں شامل تھے وہ کون کون تھے؟

ج: ان ڈاکٹر صاحبان میں جو نمایاں نام ہیں ان میں

ڈاکٹر سٹیفن جیننگز لندن کے چوٹی کے کارڈیالوجسٹ

ڈاکٹر نک لیوسیف (نیورو فزیشن)

مسٹر پیٹر ٹیلر (ویسکولر سرجن)

لیڈی ڈاکٹر ڈوڈ (انستھیزیا ایکسپرٹ)

امریکہ سے درج ذیل ڈاکٹر صاحبان کئی حوالوں سے اس علاج میں شامل رہے

ڈاکٹر بشیر الدین خلیل احمد صاحب (نیورو فزیشن)

ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب

ڈاکٹر عبد السلام صاحب (ماہر امراض سینہ)

ڈاکٹر شاہد صاحب

اسی طرح محترم امیر صاحب امریکہ بھی اپنے احمدی ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم کے ساتھ اس مشورہ میں شامل تھے۔

لندن سے   ڈاکٹر نعیم احمد صاحب (فزیشن)

ڈاکٹر شکیل احمد صاحب (فزیشن)

ڈاکٹر ریحانہ بٹ صاحبہ حضور کی G.P

مرکز سے   مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اور خاکسار اس ٹیم میں شامل تھے۔

سارے علاج کے لئے یہ جو ٹیم تشکیل دی گئی تھی اس میں مرکز سے ہم دونوں پھر وہاں لندن کے لوکل consultants ایک باہمی مشورہ کرتے اور پھر لندن کے چوٹی کے فزیشنز اور سرجنز کو شامل کیا جاتا۔ بنیادی طور پر لوکل consultants کے مشورہ کے ساتھ ایک پلان کیا جاتا تھا۔ پھر وقتاً فوقتاً وہ consultants حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں آکر معائنہ کرتے۔ ایک دن میں دو دو، تین تین دفعہ بھی معائنہ کیا جاتا تھا یا ہر ہفتہ کیا جاتا تھا اور پھر اس میں کوئی ایسی چیز جو لندن کے top consultants سے مشورہ لینا ہوتا تھا یا ٹاپ لیبارٹریز سے جا کر investigation کروانی پڑتی تھی وہ کروائی جاتی اور اس کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا اور یہ سب کچھ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کیا جاتا۔ اکثر مشوروں پر حضورؒ اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس سے آگے بات چلتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ سے ڈاکٹر صاحبان بھی تھے جو شامل ہو جایا کرتے تھے۔

امیر صاحب امریکہ بھی احمدی ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم کے ساتھ مشورہ کرتے کیونکہ ہم جو رپورٹ بناتے تھے اس کو یہاں سے مرکز سے ہدایت لے کر اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ رپورٹ امیر صاحب امریکہ کو بھی دے دی جاتی تھی اور پھر وہ اس پر اپنا ایک مشورہ دیتے تھے۔

س: بیماری کے دوران حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیڈول کیا ہوا کرتے تھے؟

ج: بیماری کا جو زیادہ عرصہ رہا ہے وہ تین ساڑھے تین سال کا ہے۔ اس میں آپ یقین کریں کہ کوئی چند ایک دن ہوں گے جس میں آپریشن کے یا انجیو پلاسٹی کے یا جب ہسپتال میں داخل رہے وہی تھے کہ حضورؒ نے نمازیں وغیرہ نہیں پڑھائیں۔ باوجود اس کے ہر روز ڈاکٹر صاحبان، سپیشلسٹس اور consultants آپ کے معائنہ کے لئے آتے مگر آپ کے شیڈول میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ بیماری کو بھی آپؒ نے اسی طریق سے لیا کہ جیسے آپ کو بیماری کی کوئی پریشانی ہی نہیں اور یہ کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ کرے گا تو یہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور یہ دور بھی خدا کے فضل سے گزر جائے گا۔

اس لئے آپ رحمہ اللہ کو اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور اگر بیماری کی فکر تھی تو وہ ساری جماعت کو تھی یا ان ڈاکٹر صاحبان کو تھی جو اس علاج میں شامل تھے۔ ہاں حضور کو ایک بات کا شدید احساس ہوا کرتا تھا کہ جماعت کے لوگ میرے لئے کس قدر پریشان ہیں، دعائیں کر

رہے ہیں صدقات دے رہے ہیں۔ اس بات کا خصوصی طور پر حضور کو بہت زیادہ احساس رہا کرتا تھا۔

س: اس بات کی تشخیص کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ عارضہ قلب میں مبتلا ہیں یہ کب ہوئی؟

ج: 1999ء سے لے کر 2002ء تک حضور کی بیماری کے حوالے سے مختلف ٹیسٹ ہوتے رہے اور پھر ان ٹیسٹوں کے مطابق علاج بھی ہوتا رہا مگر 2002ء میں یہ بات سامنے آئی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو ماضی میں کسی وقت دل کا ہلکا سا حملہ ہو چکا ہے۔

اس وقت تک ڈاکٹر Stephen Jenkins حضور کے معالجین کی ٹیم میں شامل نہیں تھے۔ پس اس وقت پہلی مرتبہ ڈاکٹر جینکنز سے رابطہ کیا گیا وہ حضور کی رہائش گاہ پر تشریف لائے وہیں پر حضور کے ٹیسٹ وغیرہ دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کو دل کی تکلیف ہے اور اس کے لئے آپ کو اینجیوگرافی کی ضرورت ہے اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اینجیوگرافی پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔

س: اینجیوگرافی کے لئے کس ہسپتال کا انتخاب کیا گیا؟

ج: اس سلسلے میں سینٹ تھامس ہسپتال کا انتخاب کیا گیا کیونکہ یہ لندن کا چوٹی کا ہسپتال ہے اور سنٹرل لندن میں ہے اور ڈاکٹر جینکنز بھی دراصل اسی ہسپتال کے کارڈیالوجسٹ ہیں جنہوں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اینجیوگرافی کرنا تھی۔ اس ہسپتال کی بارہویں منزل جو کہ ویسٹ منسٹر suite کہلاتی ہے، پر کمرہ نمبر آٹھ کو حضور کے لئے مخصوص کیا گیا۔ یہ suite صرف Royal فیملی اور بڑی بڑی اہم شخصیات کیلئے مختص ہے۔ پہلے مَیں مکرم امیر صاحب UK اور مکرم میجر محمود صاحب اس ہسپتال کا جائزہ لینے کیلئے گئے تو ان کے سٹاف کو پوری طرح معلوم ہو چکا تھا کہ کوئی بہت ہی اہم شخصیت یہاں علاج کیلئے آ رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے نہایت ہی احترام اور محبت کا سلوک رکھا اور غیر معمولی طور پر عمدہ تعاون کا مظاہرہ کیا۔

چونکہ ہسپتال کا معاملہ تھا اور وہاں پر زیادہ رش ممکن نہیں تھا۔ صرف حضورؒ کی بیٹیاں اور داماد ہی ہسپتال میں آتے لیکن کمرہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس صرف ایک ہی فرد کو رہنے کی اجازت ہوتی۔ ساتھ والا کمرہ میرے پاس ہوتا تھا۔ تاکہ ضرورت کے وقت میں ہمہ وقت وہاں موجود رہوں۔ ڈاکٹر صاحبان میں سے رات کے وقت حضور کے ساتھ والے کمرے میں صرف میں ہی موجود ہوتا تھا اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے بچوں میں سے کوئی ایک ہر وقت وہاں پر موجود ہوتا۔

س: اینجیوگرافی اور اینجیو پلاسٹی کس نے کی اور اس میں کتنا وقت صرف ہوا؟

ج: اینجیوگرافی ڈاکٹر جینکنز نے کی۔ ان کے ساتھ میں بھی شامل تھا۔ اس موقعہ پر وہاں ایک ڈاکٹر نے پوچھا کہ میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے تو ڈاکٹر جینکنز نے کہا کہ

"His Holiness is his spiritual father"

یعنی حضوران کے روحانی باپ ہیں۔

انجیوگرافی کا مرحلہ تقریباً نصف گھنٹہ میں مکمل ہو گیا۔ جبکہ انجیو پلاسٹی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا اور اللہ کے فضل سے بہت ہی کامیابی کے ساتھ یہ عمل مکمل ہوا۔ جس وقت حضور کی انجیو پلاسٹی ہوئی جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس وقت آپریٹوروم (operative room) میں مَیں بھی موجود تھا۔ تو وہاں پر ڈاکٹر Jenkins نے اس موقعہ پر کہا کہ ان حالات میں تو انجیو پلاسٹی ہو ہی نہیں سکتی۔ یعنی جو ظاہری حالات تھے ان کے مطابق ڈاکٹر صاحب کا تجربہ کہتا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ انجیو پلاسٹی ہو مگر خدا نے اپنے پیارے کو شفا دینی تھی اس نے طریق بھی سمجھایا اور اس پر عمل بھی کروایا اور خدا کے فضل سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ شفایاب ہوئے۔ اس تمام کام کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن کے لئے یعنی 14 را کتوبر 2002ء کو ہسپتال میں رہے اور اگلے روز واپس گھر تشریف لے آئے۔

س: انجیو پلاسٹی کے نتیجہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کیا محسوس کرتے تھے اور آپ کے خیال میں جس مقصد کے لئے یہ کی گئی وہ پورا ہوا؟

حضور ابھی ہسپتال میں ہی تھے تو ڈاکٹر جینکنز آپ کو ملنے کے لئے آئے تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بستر سے اٹھ کر ڈاکٹر صاحب کو ملے اور فرمانے لگے کہ کیا اب میں گھر جانے کے لئے فٹ ہوں تو ڈاکٹر جینکنز نے جواب دیا کہ ہاں اب آپ پوری طرح سے فٹ ہیں۔

جب انجیو پلاسٹی ہو گئی تو یقین کریں کہ بیماری کی تمام علامتیں بالکل ختم ہو گئیں اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی تیزی سے اپنے آپ کو ایک مرتبہ پھر اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں پوری طرح سے مصروف کر لیا۔ پس میں نہایت یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انجیو پلاسٹی جو دل کے علاج کے لئے کی گئی تھی وہ تو الحمدللہ نہایت کامیاب رہی۔

س: ڈاکٹر سٹیفن جینکنز کے بارے میں کچھ بتائیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بیماری کے وقت بھی وہ علاج میں شامل تھے؟

ج: ڈاکٹر سٹیفن جینکنز کا شمار لندن کے مشہور ڈاکٹروں میں ہوتا ہے۔ سینٹ تھامس ہسپتال سے ان کا تعلق ہے اور اب حال ہی میں وہاں سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اس وقت ۶۵ سال ان کی عمر ہے۔ ۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بیماری کے وقت سینٹ تھامس کے ڈاکٹر مائیکل جو اس وقت وہاں کارڈیالوجی کے Head of Department تھے، کو آنے کی درخواست کی گئی مگر وہ کسی وجہ سے نہ آسکے تو انہوں نے ڈاکٹر سٹیفن جینکنز کو بھجوایا۔ وہ فوری طور پر تشریف لائے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو توفیق ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی انجیوگرافی اور انجیو پلاسٹی انہوں نے کی۔ فطرتاً بہت نیک، شریف اور محبت کرنے والے انسان ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاج کے سلسلہ میں جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں خود

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر حاضر ہو کر ملوں گا اور چیک اپ کروں گا اور ہر مرتبہ وہ خود ہی آئے حالانکہ وہ ایک انتہائی مصروف سرجن ہیں اور home visit ان کے شیڈول میں شامل ہی نہیں اور جب وہ گھر تشریف لاتے تو جوتے اتار کر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمرے میں داخل ہوتے نہایت ادب سے آ کر سب سے پہلے Good Morning یا Good Afternoon کہتے اور پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کرتے تھے کہ Can I take a chair تو اجازت لے کر بیٹھا کرتے تھے اور ادب کی وجہ سے کبھی ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھتے تھے اور پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی کمر نہیں کرتے تھے۔ ہم نے انہیں حضور کو ملنے کے آداب نہیں بتائے تھے بلکہ یہ ان کے دل کی آواز تھی اور حضور رحمہ اللہ کی شخصیت کا اثر تھا جو وہ اس طرح کیا کرتے تھے۔

ان کے علاوہ جو بھی ڈاکٹر صاحبان اور ہسپتال کے سٹاف کے لوگ حضورؒ کے کمرے میں آتے وہ بھی نہایت ادب سے حضور کو His Holiness کہہ کر مخاطب کیا کرتے اور حضور کی وجاہت کی وجہ سے اور خداداد رعب کے تحت وہ ایسا کرتے تھے۔

س: خون کی بند نالی کے آپریشن کا مرحلہ کب آیا؟

ج: اینجیو پلاسٹی کے نتیجہ میں جسم کے مختلف مقامات میں دوران خون بہتر ہو گیا لیکن ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کی وجہ سے خون کی ایک بڑی نالی جو دماغ کی طرف جاتی ہے اس میں ابھی رکاوٹ موجود تھی۔ اس کی وجہ سے خصوصی طور پر ٹانگوں میں کمزوری پیدا ہو رہی تھی اور اس کی سرجری نہایت ضروری تھی۔ چنانچہ اینجیو پلاسٹی کے کامیاب مرحلے کے دو ہفتے کے بعد ڈاکٹر صاحبان نے یہ فیصلہ کیا کہ آپریشن کے ذریعہ اس رکاوٹ کو دور کر دیا جائے۔ تاکہ دورانِ خون میں کمی کے باعث مزید پیچیدگی نہ پیدا ہو۔

س: اس آپریشن کیلئے کس ہسپتال کا انتخاب کیا گیا؟

ج: یہ آپریشن London Bridge Hospital میں کیا گیا۔ اس کا ICU لندن کا بہترین ICU سمجھا جاتا ہے۔

اس ہسپتال کا کمرہ نمبر 203 حضور رحمہ اللہ کے لئے ریزرو کیا گیا۔ جہاں حضور 29 / اکتوبر 2002ء کو داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 7 / نومبر 2002ء کو گھر واپس تشریف لے آئے۔

س: حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کون کون ہوا کرتا تھا؟

ج: چونکہ ہسپتال کے قواعد کے مطابق مریض کے پاس ایک ہی تیماردار رہ سکتا تھا تو رات کے وقت صرف حضورؒ کے ایک داماد ہوا کرتے تھے۔ جبکہ ساتھ والا کمرہ میرے پاس تھا اور سارا وقت میں وہیں پر رہتا تھا۔

س: یہ آپریشن کس ڈاکٹر نے کیا اور یہ کس قسم کا آپریشن تھا؟

ج: ڈاکٹر پیٹر ٹیلر لندن کے معروف ویسکولر سرجن نے حضور رحمہ اللہ کا Carotid Endarterectomy کا آپریشن کیا۔ اس آپریشن میں خون کی نالی میں جو

blood clotting ہو جاتی ہے اس کو کھولا جاتا ہے۔ اس کے بند ہونے کے نتیجہ میں جو خون سر کی طرف جا رہا ہوتا ہے اس میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس کے نتیجہ میں بعض پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحبان کے پینلز (panels) نے ہر لحاظ سے تحقیقات کر کے اپنی رائے دی کہ یہ آپریشن کرنا لازمی ہے۔

س: کیا اس میجر سرجری کے نتیجے میں کوئی پیچیدگی ہو سکتی تھی؟

ج: اس سلسلے میں دونوں ڈاکٹر صاحبان یعنی پیٹر ٹیلر اور نک لیوسف نے مجھے سامنے بٹھا کر کہا کہ ہم نے اس آپریشن اور علاج کے سلسلہ میں یہاں لندن میں بھی تمام سینئیر ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کیا ہے۔ ویسٹرن یورپ کے ڈاکٹر صاحبان سے بھی مشورہ کیا ہے اور امریکہ میں بھی مشورہ ہوا ہے اور جو بہترین علاج ممکن تھا وہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس آپریشن کے بعد recovery کے امکانات بہت کم ہیں۔ بلکہ recovery کو چھوڑیں اگر صرف بستر پر لیٹے رہیں تو یہی غنیمت ہوگا کیونکہ اس سے زیادہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

س: کیا اس آپریشن کے نتیجے میں ہونے والی یہ ممکنہ پیچیدگی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی؟

ج: یہ تمام باتیں آپریشن سے قبل حضورؒ کے علم میں تمام تفصیلات کے ساتھ لائی گئیں تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذرا بھر بھی پرواہ نہ کی اور فرمایا کہ علاج کے لئے جو بھی ظاہری تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں وہ ضرور کی جائیں۔ ذرا برابر بھی گھبراہٹ یا بے چینی کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر کامل توکل کا اظہار کیا۔

س: اس آپریشن کا کچھ احوال؟

ج: 30/اکتوبر لندن وقت کے مطابق شام چھ بجے یہ آپریشن ہوا جو کہ خدا کے فضل سے نہایت کامیابی سے ہو گیا مگر انستھیزیا کے اثر سے نکلتے ہی فوری طور پر ایک پیچیدگی سامنے آئی اور وہ یہ تھی کہ قے آنے کے نتیجہ میں پانی حضور رحمہ اللہ کی سانس کی نالی میں داخل ہو گیا جس کا اثر پھیپھڑوں پر پڑا اور پھیپھڑے کچھ حد تک کام کرنا چھوڑ گئے اور اس وجہ سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو دو سے تین دن تک کے لئے Artificial Respirator استعمال کروایا گیا۔ آپریشن کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی یہ کیفیت (ARDS) Adult Respiratory Distress Syndrome کہلاتی ہے جو عموماً جان لیوا ہوتی ہے۔ خصوصاً جب کہ مریض شوگر اور بلڈ پریشر کے عوارض سے بھی دو چار ہو۔ مگر اس تکلیف سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو معجزانہ طور پر شفا عطا فرمائی۔

س: ہسپتال میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی کیا مصروفیت رہتی تھی اور کھانے میں کیا کیا استعمال فرماتے تھے؟

ج: ہسپتال میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ تر وقت دعاؤں میں گزرتا تھا اور قریباً ہر وقت حضور رحمہ اللہ تعالیٰ دعائیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے۔

ٹیسٹوں کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تو راستے میں موجود عزیزوں اور رشتہ داروں کو مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملتے اور آپ کے چہرے سے ہرگز ہرگز یہ احساس نہ ہوتا تھا کہ آپ اس قدر بیمار ہیں۔

کھانے میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کوئی خاص تکلف نہ فرماتے تھے بلکہ نہایت سادہ غذا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً 6 نومبر 2002ء کو جب حضور ابھی ہسپتال میں تھے تو حضور رحمہ اللہ نے اپنے کھانے کے لئے جو چیزیں پسند فرمائیں ان میں سے سیریلز (Cereals) میں سے Bran منگوایا جو کہ ایک چھان کی قسم کی چیز ہوتی ہے اور ایک پھل جو کہ قبض کشا ہوتا ہے۔ پھر Natural Youghurt منگوایا اور فروٹ جوسز میں سے اورنج جوس اور ایک کھانے کی کریم پسند کی جس میں سے Fat نکالی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح Sunflower Spread اور شہد اور چائے منگوائی تو یہ ایک دن کی حضور رحمہ اللہ کی سادہ سی غذا تھی جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہسپتال سے فارغ ہونے سے ایک دن پہلے استعمال فرمائی۔

اس روز جب میں سحری (کیونکہ رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا) کرنے کے بعد حضورؒ کی خدمت میں دوائی دینے کے لئے حاضر ہوا تو حضورؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے سحری کر لی ہے تو میں نے جواب دیا کہ جی حضور۔ تو اب دیکھئے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو دینی شعار کے ساتھ کس قدر محبت تھی۔ فرمانے لگے کہ دیکھیں اب اس بیماری کی وجہ سے میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا بہت احساس تھا اور بڑی حسرت سے حضورؒ نے اس کا اظہار فرمایا کہ میں روزہ نہیں رکھ پا رہا۔

س: حضور رحمہ اللہ گھر کب تشریف لائے اور صحت کی بحالی کی کیا رفتار رہی؟

ج: 7 نومبر کو لندن وقت کے مطابق دوپہر 2:30 حضور رحمہ اللہ گھر تشریف لائے۔ حضورؒ پر اس میجر سرجری اور ادویات کے استعمال کے نتیجہ میں کمزوری کافی نمایاں نظر آ رہی تھی اور عملاً سہارے سے حضور رحمہ اللہ کو فلیٹ تک پہنچایا گیا۔ لیکن میرے لئے حیران کن بات یہ تھی کہ باوجود کمزوری اور تھکان کے حضورؒ نے اپنے فلیٹ پر پہنچ کر سب سے پہلے وضو کیا اور شکرانے کے نوافل ادا کیے۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس آپریشن کے معاملے میں کافی کچھ پہلے سے بتا چکے تھے۔ اپنے لمبے تجربے اور میڈیکل سائنس میں ہونے والی نت نئی ایجادات اور طریق علاج اور اس کے نتیجے میں ہونے والی ظاہری شفا کی ایک حد بھی مقرر کر چکے تھے مگر میڈیکل سائنس کی اس پیشگوئی کو حضور کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے بالکل الٹ پلٹ کر دیا اور یہ بتا دیا کہ شفا دینے والا تو میں ہوں اور پھر اپنے پیارے کو معجزانہ شفا عطا فرمائی۔

اس سرجری کے ایک مہینے کے بعد جب میں پاکستان سے لندن گیا ہوں تو اس وقت ڈاکٹر نک لیوسیف نے

حضور رحمہ اللہ کو دیکھنے کے بعد جو رپورٹ تیار کی اس میں انہوں نے لکھا کہ یہ ایک ایسا معجزہ میڈیکل سائنس میں ہوا ہے جس کو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ ڈاکٹر جیکنز نے بھی اسی بات کو دُہرایا اور اس کو معجزہ قرار دیا۔

ایسا ہی امریکہ کے ڈاکٹر صاحبان نے نہایت حیرانی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ شفا ایک معجزہ سے کم نہیں ہے۔

میں خود اور میرے ساتھ کے دوسرے ڈاکٹر صاحبان جو آئے دن پوری دنیا میں ہونے والی کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے ہیں اور ان میں اسی قسم کی پیچیدگیاں زیر بحث آتی رہتی ہیں ہم سب کے لئے بھی یہ بات حیران کن تھی کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے شفا کے نظام کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے جاری فرمایا ہے۔

عام طور پر ڈاکٹر صاحبان کے خیال کے برعکس حضورؒ نہ صرف بیماری سے باہر نکلے بلکہ بڑی جلدی آپؒ نے صحت بھی حاصل کی تو اس چیز نے بہت حیرت میں ڈالا کہ یہ کس طرح ممکن ہوا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ عمر اور ذیابطیس کے نتیجہ میں کچھ کمزوری جو اس عمر کا لازمی حصہ بن جاتی ہے موجود تھی۔ چلنے پھرنے میں وہ تیزی موجود نہ تھی جو چالیس پچاس سال کی عمر میں تھی لیکن حضورؒ کی یادداشت، سوچ بہترین طریقے سے کام کر رہی تھی اور کسی قسم کی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ محسوس ہوتا تھا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوچ اور دماغی صلاحیت پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ sharpen ہو گئے ہیں۔ یقین کریں حیرت ہوتی تھی شفا کے اس نظام پر۔

س: اس آپریشن کے بعد حضور رحمہ اللہ کی کیفیت کیا تھی؟

ج: جس روز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہسپتال سے گھر تشریف لائے اسی رات میں نے واپس پاکستان آنا تھا تو میں اجازت لینے کے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا ذرا بیٹھو میں نماز ادا کر لوں تو میں نے کمرہ کے باہر بیٹھ کر انتظار کیا۔ حضورؒ نے دس پندرہ منٹ میں نماز پڑھی اس کے بعد جب میں حضورؒ کے کمرہ میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور رحمہ اللہ کا چہرہ سرخ تھا آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں وہ نمی تھی جس کو حضورؒ لوگوں سے چھپایا کرتے تھے اور حضورؒ کے چہرے پر جذبۂ تشکر غالب تھا۔ اس بات کا اندازہ شاید حضور کو خود تھا یا پھر دیکھنے والا بتا سکتا تھا اور میں اس بات کا اندازہ اس لئے بھی خاص طور پر کر سکتا تھا کہ ان بیماری کے دنوں میں کئی کئی گھنٹے حضورؒ کے پاس خادم کے طور پر بیٹھا رہا اور اس بات کا کئی مرتبہ مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اس آپریشن کے وقت کی اور بعد کی تمام کیفیات میں حضورؒ پر خدا کے شکر کا جذبہ غالب تھا اور دوسرا اس جماعت کیلئے شکر کا احساس بھی تھا جو دن رات تڑپ تڑپ کر اپنے پیارے آقا کیلئے دعائیں کر رہی تھی اور صدقات دے رہی تھی۔

اس بات کا اتنا اثر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا تھا کہ کئی مرتبہ کئی منٹ اور کئی کئی گھنٹے خاموش ہوتے اور آنکھوں

سے آنسو رواں ہوتے کیونکہ آپ کی طبیعت میں یہ بات داخل تھی کہ جماعت کے لوگ ان کے لئے جو دعائیں کر رہے ہیں، جو صدقات دے رہے ہیں، تو اس کو وہ احسان سمجھتے تھے اور کسی معمولی سی بات پر بھی حضورؒ بہت جلد احسان مند ہو جایا کرتے تھے۔ ایک طرف تو جماعت کے کروڑوں لوگ جو حضورؒ کے لئے مسلسل دعائیں کر رہے تھے اور دوسری طرف یہ عالم تھا کہ ان چاہنے والوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ان کے پیارے امام اپنے دل میں یہ احساس لئے بیٹھے تھے کہ میرے چاہنے والوں کو میری وجہ سے کتنا دکھ پہنچ رہا ہے اور یہ احساس کہ دعا کرنے والا ایک نہیں، دو نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں ہیں تو حضورؒ اس کا اپنے دل پر اور دماغ پر بہت زیادہ بوجھ لیتے تھے اور مجھے یہ گھبراہٹ ہوتی تھی کہ میڈیکل سائنس کے حوالہ سے اگر سوچا جائے کہ ایک انسان اپنے دماغ اور دل پر اس بیماری کی حالت میں اتنا بوجھ ڈالے تو اگر خدا کا فضل نہ ہو اور وہ نہ بچائے تو انسان کا دماغ، دل یا اعضاء shatter ہو جائیں۔

س: حضور کے آپریشن کے دوران جماعتوں کو اطلاع کا نظام کیا ہوا کرتا تھا؟

ج: خلفاء کرام کی تربیت کے نتیجہ میں جماعت کا نظام اتنا مضبوط اور مربوط ہے کہ ہر کام خدا کے فضل سے نہایت احسن طریقہ سے انجام پاتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے دنوں میں اطلاع کا نظام اس طرح ہوا کرتا تھا کہ ہم ڈاکٹروں کا ایک بورڈ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں روزانہ ایک رپورٹ تیار کرتا پھر اس رپورٹ کو ربوہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں فیکس کر دیا جاتا۔ اس رپورٹ میں چونکہ میڈیکل terms بھی ہوتیں۔ ربوہ میں اس کو عام فہم زبان میں منتقل کیا جاتا اور اردو اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کر کے محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے ایک گھنٹے کے اندر اندر لندن فیکس کر دیا جاتا۔

لندن میں مرکزی نمائندے نواب منصور احمد خان صاحب کی وساطت سے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب MTA پر نشر کر دیا کرتے اور حضورؒ کے بارہ میں یہ رپورٹیں بعض دفعہ دن میں تین تین دفعہ بھی ربوہ بھیجی اور منگوائی جاتیں۔

س: اپریل 2003ء میں جب آپ لندن تشریف لے گئے تو کیا اس وقت حضور رحمہ اللہ بیمار تھے؟

ج: حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں مجھے مسلسل اطلاع رہتی تھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں بچوں سے بھی بات ہو جایا کرتی تھی اور اس طرح یہ اطلاع رہتی تھی کہ حضور کی صحت کا کیا حال ہے اور ویسے بھی ابھی فروری میں مَیں لندن کا چکر لگا کر آیا تھا۔

15/ اپریل کو میری لندن بات ہوئی تو مجھے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر والوں نے یہ بتایا کہ الحمدللہ حضور بڑی تیزی سے improve کر رہے ہیں اور آج حضور رحمہ اللہ

تعالیٰ نے فلاں چیز کھائی اور فلاں فلاں کام کئے جو اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ اب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہوتی چلی جارہی ہے۔

پچھلے دنوں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ایک لمبی بیماری سے گزرے تھے اور اب الحمدللہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحت بہت بہتر لگ رہی تھی تو بچوں نے یہ پروگرام بنایا کہ کیوں نہ کچھ سیر کرلی جائے تو وہ لندن سے باہر چلے گئے جب کہ صاحبزادہ مرزا لقمان صاحب اور صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ حضورؒ کے پاس رہے تو مجھے خیال آیا کہ بچے بھی گئے ہوئے ہیں اور اب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بھی نسبتاً اکیلے ہیں تو میں نے سوچا کہ ایک چھٹی ہے اور دو چھٹیاں ساتھ لے کر long weekend کرکے میں تین دن کے لئے لندن سے ہو آتا ہوں۔

اس طرح پروگرام میرا یہ بنا کہ 17 را پریل کو جاتا ہوں اور 20 اپریل کو واپس آجاؤں گا اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کا کوئی اندیشہ تھا۔ اسی بات سے اس کا اندازہ کرلیں کہ حضورؒ کے بچے جو بیماری میں مسلسل حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کرتے رہے اور ایک لمحے کے لئے جدا نہیں ہوئے انہوں نے بھی محسوس کیا کہ اب ابا جان کی طبیعت بہت اچھی ہے تو انہوں نے اس سفر کا پروگرام بنایا۔ اگر انہیں ذرا بھی اندازہ ہوتا تو بچے جو دل و جان سے ساتھ تھے وہ کبھی ایسا پروگرام نہ بناتے۔ تو یہ بات بڑی واضح تھی کہ میرا جو لندن کا پروگرام بن رہا تھا وہ بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ محض حضورؒ کے قرب میں تین دن لندن گزارنا مقصد تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جانے سے پہلے میں نے ربوہ فون کیا تو مکرم مرزا خورشید احمد صاحب (جو اس وقت قائمقام ناظر اعلیٰ تھے) نے مجھے بتایا کہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ سندھ کے دورے پر تشریف لے گئے ہیں اور کچھ دیر تک واپس آجائیں گے اور جب محترم ناظر صاحب کو میں نے اپنا لندن جانے کا پروگرام بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ ضرور ہو آئیں۔ اس کے بعد میری بات محترم ناظر صاحب اعلیٰ، جبکہ وہ واپس تشریف لے آئے تھے تو ان، سے بھی ہوگئی۔ as such جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا لیکن خدا کی تقدیر یہ کام کروا رہی تھی۔

چنانچہ جب میں لندن پہنچا تو ائیر پورٹ پر جماعت کے ایک دوست مجھے لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بیت الفضل جاتے ہوئے راستے میں موبائل پر مجھے فون آیا کہ حضور آپ کا پوچھ رہے ہیں کہ کیا ڈاکٹر نوری آئے ہیں یا نہیں (اسلام آباد سے چلنے سے پہلے میں نے حضورؒ سے لندن آنے کی اجازت لے لی تھی اور اس طرح حضورؒ کے علم میں تھا کہ میں لندن آرہا ہوں) حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خدام کا بہت زیادہ احساس اور خیال رہتا تھا اور یہ بات بھی میں واضح کرتا چلوں کہ حضور کو اس بات کا بہت

زیادہ احساس تھا کہ کوئی دوسرا حضورؒ کے لئے کیوں تکلیف اٹھائے تو حضور بہت جلد احسان مند ہو جاتے تھے۔

اس لئے میں جب لندن آیا کرتا تو عموماً کوئی کانفرنس یا میٹنگ وغیرہ arrange کر لیا کرتا۔ اس طرح لندن آنے کا میرے پاس ایک معقول بہانہ ہو جایا کرتا تھا۔ اس بات کا مجھے شدت سے احساس تھا کہ اگر میں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ کہا کہ حضور میں آپ کے لئے آنا چاہتا ہوں تو حضورؒ نے فرمانا تھا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں تمہیں آنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ تو اس سلسلہ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے مجھے یہ ہدایت تھی کہ آپ کا جب بھی دل کرے اور جانے کا ارادہ ہو تو آپ ضرور جائیں۔ یہ بھی آپ کا خلافت سے تعلق اور فدائیت کا ایک رنگ تھا۔

سامان گیسٹ ہاؤس میں رکھتے ہی حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت حضورؒ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے الفضل کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ میں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا بلڈ پریشر چیک کیا۔ سوائے کمزوری کے کوئی تشویشناک علامت نہیں تھی۔

س: آپ کو حضور رحمہ اللہ کی وفات کا کب علم ہوا؟

ج: میں بیت الفضل کے ساتھ والے گیسٹ ہاؤس میں تھا جب کہ مجھے مرزا لقمان احمد صاحب کا فون آیا جس میں پریشانی تھی کہ حضورؒ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ فوراً آئیں۔ تو ایک بہت بڑا Question Mark تھا کہ خدا نخواستہ حضورؒ کی طبیعت کو کیا ہوا ہے رات تو بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور رات حضورؒ نے مجلس عرفان میں شمولیت فرمائی اور بڑے احسن انداز میں حضور نے سوالوں کے جواب دیئے اور گھر میں بچوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ آج حضور رحمہ اللہ مجلس سے آنے کے بعد بہت خوش تھے کہ آج بچوں نے بہت اچھے اچھے سوال کئے اور مجلس عرفان کے بعد امیر صاحب UK نے کچھ دوستوں کو رات کے کھانے پر بلایا ہوا تھا اور میں بھی اس میں شامل تھا اور اس لحاظ سے سارے ماحول میں ایک خوشی تھی کہ الحمدللہ حضورؒ کی طبیعت اب اچھی ہے اور وہ فکر والی بات اب گذر چکی تھی۔ محترمہ صاحبزادی بی بی فائزہ لقمان صاحبہ نے بتایا کہ اس رات حضورؒ نے کھانے کے بارہ میں بھی فرمایا کہ آج کھانا بہت لذیذ ہے۔ بڑے مزے کا کھانا ہے اور پیٹ بھر کر میں نے کھایا ہے تو اس روز غیر معمولی طور پر حضورؒ خوش تھے۔

اس روز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فجر کی نماز گھر پر پانچ بجے اپنے وقت پر ادا کی اور اس کے بعد دیر تک بلند آواز سے تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔ حضور کی آواز بہت صاف اور نمایاں تھی۔ اس کے بعد حضور کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور ساڑھے نو بجے محترمہ صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ نے ناشتہ تیار کیا تو مرزا لقمان

صاحب حضور کو جگانے کے لئے کمرے میں گئے اور سلام کیا مگر جواب نہ ملا اس پر کچھ پریشانی ہوئی کیونکہ حضور کا دستور تھا کہ فوراً ہی بیدار ہو جایا کرتے تھے اس پر مرزا لقمان صاحب نے اسی وقت مجھے 65۔ ملروز روڈ والے گیسٹ ہاؤس میں فون کیا۔ میں اپنے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق آنے کے لئے تیار ہی بیٹھا تھا پریشانی میں بھاگتا ہوا حضور کے فلیٹ پر پہنچا۔ حضور انور اپنی دائیں کروٹ لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں ہاتھ سینے پر تھے۔ میں نے نزدیک ہو کر سانس محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن سانس نہیں آ رہا تھا۔ دائیں بازو کی نبض دیکھی جو کہ بالکل معدوم تھی۔ سٹیتھو سکوپ سے دل کی دھڑکن سنی جو موجود نہیں تھی۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہو چکی ہے۔

حضور نے وفات کے وقت سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ہلکے سے print والی bed sheet تھی دو تکیے بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ نہایت سادہ سا کمرہ تھا۔ حضورؒ کے جسم مبارک پر جو ہلکی سی رضائی تھی وہ بھی ہلکے پرنٹ والی تھی اور side table پر ٹشو پیپر قرینے سے پڑے ہوئے تھے۔

side table پر وہ قرآن مجید پڑا ہوا تھا جس کا دور حضورؒ نے ایک روز قبل مکمل کیا تھا اور آج اس کو نئے سرے سے شروع کیا تھا۔ حضورؒ کے کمرہ میں bed side کے ساتھ حضور کے slipper پڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح side table پر ہی ایک چھوٹا سا فون پڑا ہوا تھا۔

bed کی دوسری طرف والی side table پر وہ چھوٹی سی مشین تھی جو حضور اکثر رات کو اپنے ناک کے ساتھ سانس کے لئے لگاتے تھے۔ اس کے ذریعہ سے آکسیجن ذرا بہتر طریقے سے اور آسانی سے پھیپھڑوں میں جاتی ہے اور سانس لینے میں دقّت نہیں ہوتی۔ کمرے میں ایک کریم رنگ کی کرسی اور ایک writing table ایک طرف دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے تھے کرسی قبلہ رخ پڑی ہوئی تھی اور اس کرسی کے بازو پر جائے نماز پڑا ہوا تھا اس روز حضور نے اسی کرسی پر بیٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرض نماز کھڑے ہو کر اور نوافل اس کرسی پر بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔

س: خدا کے فضل سے آپ کو یہ توفیق ملی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بیماری کے دوران آپ مسلسل حاضر خدمت رہے تو لازماً آپ کو حضور کی شفقتوں سے بھی وافر حصہ ملا ہو گا؟

ج: حضور رحمہ اللہ اپنے خدام کا بہت خیال رکھا کرتے تھے اور میرے ساتھ بھی حضور نے کئی بار بے پناہ شفقتوں کا سلوک فرمایا۔ حضورؒ نے اپنی ایک اچکن اور سوٹ خاکسار کو تبرک کے طور پر دیا جو خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔ وفات سے ایک روز قبل جب مرزا لقمان صاحب

نے حضور کی داڑھی کا خط بنایا تو حضورؒ نے فرمایا کہ یہ بال نوری صاحب کو دے دیئے جائیں۔ اسی طرح جب لندن سے میں نے وہ سٹیتھوسکوپ خریدا جس کی مجھے بڑے عرصہ سے خواہش تھی تو میں وہ لے کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور اس پر دعا کردیں تو حضور نے اس سٹیتھوسکوپ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور اس پر کافی دیر تک دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے حضور کے ارشاد پر حضور کا بلڈ پریشر چیک کیا اور اس کے ذریعہ تقریباً دس سیکنڈ کی heart sound کو ریکارڈ بھی کیا جو اس وقت میرے پاس محفوظ ہے۔ یہ ایک خاص قسم کی سٹیتھوسکوپ ہے جس میں heart sound کو محفوظ کر کے دوسرے ڈاکٹروں کی opinion لینے کے لئے دنیا کے کسی بھی حصہ میں بھیجا جاسکتا ہے۔

اسی طرح جن کپڑوں میں حضور کی وفات ہوئی ان کی جیب میں ایک ٹشو پیپر تھا جو کہ میرے پاس اس وقت محفوظ ہے۔ اسی طرح میرے پاس حضور کا بلڈ شوگر چیک کرنے کے لئے جو نیڈل ہوتی ہے وہ بھی محفوظ ہے جس پر کچھ قطرے خون کے لگے ہوئے ہیں۔ یہ ۱۷ اپریل کا آخری بلڈ شوگر ٹیسٹ ہے۔

حضورؒ کے لئے دو تابوت خریدے گئے ایک وہ تابوت تھا جس میں حضورؒ کا چہرہ MTA کے ذریعہ ساری دنیا کو دکھایا بھی گیا۔ اور دوسرا تابوت ایلومینیم کا تھا جو کہ بند کرنے کے وقت پوری طرح seal کر دیا جاتا ہے اور اس کو سیل کرنے والا ہینڈل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کو عنایت فرمایا جو کہ اس وقت خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔

اسی طرح جس تابوت میں حضور رحمہ اللہ کا جسد مبارک رکھا گیا اس کے اندر کا پیکنگ میٹریل (تھرماپور) کا ایک ٹکڑا بھی خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔

س: حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسد اطہر کو کس گاڑی کے ذریعہ بیت الفضل سے اسلام آباد لے جایا گیا؟

ج: ایک گاڑی جو ''ہرسٹ'' کہلاتی ہے اس کے ذریعے حضور کا جنازہ لے جایا گیا۔ یہ خاص گاڑی ہوتی ہے جو کہ اہم شخصیات کے جنازے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور خاص طور پر hire کرنی پڑتی ہے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر ہم چار لوگ تھے۔ دو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے داماد تھے جن میں سے ایک تو مرزا سفیر احمد صاحب اور دوسرے مرزا لقمان صاحب تھے جو تابوت کے دونوں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ تابوت کو اچھی طرح سکریو (screw) کر دیا گیا تھا۔

میرے اور ڈرائیور کے درمیان وہ کتبہ تھا جو عارضی طور پر حضور کی تدفین کے بعد حضور کے مزار پر لگایا گیا تھا۔ اس کتبے کے رکھنے کی بھی باقاعدہ گاڑی میں جگہ بنی ہوئی تھی۔

***

حکیم و عالم و شاعر، خطیب و شاہ گیا

چمک رہے ہیں بھنور آنسوؤں کے، پانی میں
اجل نے ڈالی گرہ ہجر کی، روانی میں
محبتوں کی غریب الوطن کہانی میں
وہ دلنواز ابھی بزمِ رنگ و بو میں تھا
وہ خوابِ یکتا ابھی چشمِ آرزو میں تھا
مرا حبیب، مری جاں وہ آفتاب مرا
مرا چراغِ شبِ غم، وہ ماہتاب مرا
مرا پپیہا، وہ ساغر مرا، سحاب مرا
لگا کے باغِ محبت یہ کیا کِیا اس نے
فضائے جاں ہی کا موسم بدل دیا اُس نے
پھٹی زمیں نہ کہیں سر پہ آسمان گرا
چلی ہوائے مشیت تو بجھ گیا ہے دِیا
عجب تماشہ ہے بے بس کھڑے ہیں اہلِ وفا
حلق میں اشک ٹپکتے ہیں غم نے گھیرا ہے
دُہائی دیتی ہیں آنکھیں بہت اندھیرا ہے
یہ منزلوں کی اداسی، یہ خواہشوں کے کھنڈر
یہ رہ ٹٹولتے جذبے، یہ جان لیوا خبر
سرِ وجود یہ کیا ہو گیا ہے زیر و زبر

نہ کام آئی ہیں قسمیں، نہ زورِ عشق چلا
بس آئی ایک صدا سی، ''وہ جانِ جاں تو گیا''
ہزار رحمتیں نازل ہوں جانے والے پر
ہمارے درد کو اپنا بنانے والے پر
ہمارے ناز اٹھا کے رلانے والے پر
وہ چارہ گر کہ ہر اک زخم کا رفوگر تھا
مرا تو ہونا بھی شاید اُسی کے بل پر تھا
حکیم و عالم و شاعر، خطیب و شاہ گیا
نظر تھی جس کی الوہی وہ خوش نگاہ گیا
دکھا کے شانِ ادا، حسن بے پناہ گیا
گیا وہ جس کے سبھی رنگ تھے گلستاں میں
نہیں ہے جس کی طرح کوئی اور خوباں میں
جہانِ خاک میں ناپائیدار ہونا بھی
عجیب دکھ ہے یہ مُشتِ غبار ہونا بھی
کسی کے عشق میں بے اختیار ہونا بھی
میں دل کی بات کہوں تو سنے اگر۔ اے دوست!
رضائے مولیٰ پہ راضی تو ہوں مگر۔ اے دوست!

(مکرم جمیل الرحمٰن صاحب۔ ہالینڈ)

موجِ نشاط و سیلِ غمِ جاں تھے ایک ساتھ

Love for All
Hatred for None

قرارداد تعزیت بر وفات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

ہم ممبران مجلس عاملہ و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اپنے نہایت مشفق اور مہربان آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت پر شدید درد و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 19 شہادت 1382 ہش / 19 اپریل 2003ء کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اپنے محبوب آقا کے فراق میں تڑپ رہے ہیں لیکن اپنے رب کی رضا پر سرِ تسلیم خم کئے ہوئے کہتے ہیں۔

اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ

وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا

آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل انتہائی غمگین ہیں تاہم مشیتِ ایزدی پر ہم راضی ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کے سوا چارہ نہیں پاتے۔

نافلہ مسیح موعود، قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر، دین حق کے بطلِ جلیل، ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلبہ دین کے اس بے مثل مناد نے احمدیت کا پیغام نہایت کامیابی کے ساتھ اکنافِ عالم تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک دورِ خلافت کو اکیس برس تک ممتد فرمایا جس کے دوران میں جماعت نے آپ کے وجود باجود میں ان گنت نشانات کا مشاہدہ کیا اور تائیداتِ الٰہیہ کو موسلا دھار بارش کی طرح برستے دیکھا۔

آپ نے جماعت کے ہر فرد کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر اپنا چین و قرار قربان کیا۔ ہر وار اپنے سینے پر لیا اور اپنے قلب و جگر کو چھلنی کیا۔ اپنے آقاؐ کی اقتداء میں اپنے اوپر موت وارد کر کے ہمارے لئے حیاتِ جاوید کے سامان پیدا فرمائے۔ حضور رحمہ اللہ نے استحکامِ خلافت اور جماعت احمدیہ کی ترقی کیلئے اپنے وقت کا ہر لحہ صرف کیا۔ اپنے قویٰ، استعدادوں اور قائدانہ صلاحیتوں کا صحت کی پرواکئے بغیر نذرانہ دیا۔ اپنے وجود کے ہر ذرّہ کو فنا کیا اور اپنے خون کے ہر قطرہ سے قصرِ احمدیت کو مضبوط اور آراستہ کیا۔ آپ ہی کی دعاؤں سے نمرودیت آپ ہی اپنی آگ میں جل گئی اور رسوائی اس کا مقدر ٹھہری۔

اپنے بابرکت دورِ خلافت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، وہ تاریخ احمدیت کا ایک زریں باب ہیں اور رہتی دنیا تک ایک عالم ان کے شیریں اثمار سے متمتع ہوتا رہے گا۔

ایم ٹی اے حضورؒ کا ایک ایسا ہی تاریخ ساز کارنامہ ہے جو افرادِ جماعت کو قیامت تک آپ کا گرانبارِ احسان رکھے گا۔ اسی کی بدولت دنیا بھر میں پھیلی ہوئی احمدی جماعت ایک خاندان بن گئی۔

خدام الاحمدیہ کے ساتھ حضور کی گہری وابستگی اور خصوصی تعلق تھا۔ ابتداء سے ہی آپ اس کے پُرجوش رکن اور عہدیدار رہے۔ بطور مہتمم، نائب صدر اور صدر، خدام الاحمدیہ کے کاموں کو حیرت انگیز وسعت دی۔ خلافت کے بعد تو آپ نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے اور اسے فعال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرمایا۔

حضور رحمہ اللہ کے کس کس کارنامے کو قرطاس پر منتقل کیا جائے۔ تربیت کے اسلوب ہوں یا دعوت الی اللہ کے گُر۔ طب روحانی ہو یا طبِ جسمانی، تقریر ہو یا تحریر، نثر ہو یا نظم، ہر میدان میں ہی آپ نے عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ صدہا کتب بھی اس کی تفاصیل بیان کرنے سے قاصر رہیں گی مختصر یہ کہ آپ کا دورِ خلافت درحقیقت جماعت کی خدمات، ترقیات وفتوحات کا ایک برق رفتار اور روشن دَور ہے جس کی یاد دلوں کو ہمیشہ دردمند اور گداز رکھے گی۔

اے جانے والے ہمارے طاہر ومطہر آقا! تجھے تیرا پاک عہدِ خلافت مبارک ہو کہ تو نے اپنے امام ومطاع کی امانت کو خوب نبھایا اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا۔ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارکباد کا تحفہ لے اور رضوانِ یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر۔

ہم اپنے رب کے حضور عہد کرتے ہیں کہ تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان تمام کاموں کو پوری وفا کے ساتھ، پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک ان نیک کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کیلئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پاسکی۔ اے ہمارے جانے والے آقا! اُس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی۔ انشاء اللہ

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ وارا کین مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

چاند اِک رخصت ہوا اک ماہ پارہ آ گیا

ماہنامہ ''اخبار احمدیہ'' برطانیہ کے نمائندگان مکرم محمود افضل بٹ صاحب اور مکرم محمود احمد ملک صاحب نے امیر جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب کا ایک انٹرویو کیا جس میں انہوں نے ازراہ مہربانی ۱۹؍اپریل بروز ہفتہ صبح ساڑھے نو بجے سے لے کر ۲۳؍اپریل بدھ کی شام تک رونما ہونے والے تمام حالات وواقعات کی تفصیل بیان فرمائی۔ یہ انٹرویو بعض ضروری تبدیلیوں کے بعد شکریہ کے ساتھ قارئین ''خالد'' کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

محترم امیر صاحب نے بتایا کہ ہفتہ کے دن صبح ساڑھے نو بجے کے لگ بھگ اُنہیں صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا فون آیا۔ السلام علیکم کہنے کے بعد انہوں نے جلد از جلد بیت الذکر پہنچنے کے لئے کہا، اُن کی آواز میں گھبراہٹ نمایاں تھی جس کی وجہ سے مَیں انتہائی پریشان ہوگیا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا ہوا ہے۔ بہرحال بیت الذکر کی طرف روانہ ہوگیا۔ گھر سے بیت الذکر پہنچتے پہنچتے دل میں کئی قسم کے خیالات آتے رہے مثلاً یہ کہ کہیں حضور کی طبیعت اچانک خراب نہ ہوگئی ہو۔ اگر ایسا ہو تو کسے بلانا ہے، کیا کرنا ہے، کہاں جانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کل حضور نے خود جمعہ کی نماز پڑھائی تھی اور حسب معمول مجلس عرفان میں بھی جلوہ افروز ہو کر احباب کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے تھے۔ اس لئے کچھ نہیں ہو گا، کوئی اور اہم بات ہوگی۔ پانچ منٹ کے اندر میں بیت الذکر پہنچ گیا جہاں چند لمحوں کے اندر میں اوپر والے حصہ میں قائم لائبریری میں صاحبزادہ صاحب سے ملنے گیا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے مجھے حضورؒ کے انتقال کی خبر دی مگر چونکہ کان ایسی خبر سننے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے سمجھ نہ سکا۔ جس کے بعد ہم حضور انورؒ کے بیڈروم میں چلے آئے جہاں ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب موجود تھے۔ چند لمحوں کے لئے ماحول پر سناٹا چھا گیا۔ ہوش وحواس قائم نہ رہے۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے ہوا اور اب کیا ہوگا۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے ہوش وحواس کو سنبھالا اور اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ مبذول کی جو اس اندوہناک حادثے کے نتیجہ میں کندھوں پر آ پڑی تھیں۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ سب سے پہلے ربوہ

فون کر کے مکرم ومحترم ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو حضور رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی گئی اور انتظامی امور کے حوالہ سے ہدایات لی گئیں۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر مجیب الحق صاحب جنرل فزیشن (GP) بھی آ گئے اور اس دوران مکرم منیر احمد جاوید صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب بھی وہاں پہنچ گئے نیز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب اور مکرم سید احمد یحیٰی صاحب بھی انتظامی امور میں معاونت کے لئے پہنچ گئے۔ ضمناً یہ بیان کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ مکرم مرزا لقمان احمد صاحب نے بتایا کہ حضور انور رحمہ اللہ نے نماز فجر اپنے وقت پر گھر میں ادا کی جس کے بعد کافی بلند آواز میں قراءت کے ساتھ معمول سے زیادہ لمبی تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔

کیونکہ ہفتہ کا دن تھا اور تمام سرکاری دفاتر بارہ بجے ہی بند ہو جاتے تھے، اتوار مکمل چھٹی کا دن تھا اور پھر سوموار کو بھی بینک ہالی ڈے تھا، اس لئے ہم چاہتے تھے کہ کونسل آفیسرز سے متعلقہ امور ہر حالت میں آج ہی نپٹا لئے جائیں۔ چنانچہ ڈاکٹر مجیب الحق صاحب وفات کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے سرجری چلے گئے اور وہاں سے فارغ ہونے کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کے ہمراہ کونسل کے دفاتر چلے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ دفاتر بند ہو جانے سے محض چند منٹ پہلے متعلقہ شعبہ میں وفات کا اندراج عمل میں آ گیا۔

دوسرا مرحلہ دنیا بھر سے برطانیہ آنے والے مجلس انتخاب خلافت کے ممبران کے ویزوں کا حصول تھا جو ہفتہ، اتوار اور سوموار کی چھٹیاں ہونے کے باعث ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے فوراً ممبر آف پارلیمنٹ جناب ٹونی کولمین سے فون پر رابطہ کیا۔ انہیں حضور کی وفات کی خبر دی اور ویزوں کے اجرا کی راہ میں حائل مشکلات کا ذکر کر کے مدد کی درخواست کی۔ باوجود اس کے کہ ٹونی کولمین لانگ ویک اینڈ کی وجہ سے لندن سے باہر کہیں جا رہے تھے وہ اپنے سارے پروگرام ختم کر کے واپس آئے، اپنے دفتر کے عملہ کو بلایا اور دفتر خارجہ سے ہنگامی رابطہ کر کے مجاز افسران کے ساتھ متعلقہ امور کے حوالہ سے تفصیلات کو طے کیا اور یوں فارن آفس نے فوری طور پر تمام سفارت خانوں کو ہدایات روانہ کر دیں کہ چھٹیوں کے باوجود جماعت احمدیہ کے معزز راہنماؤں کے لئے ویزوں کا فوری اجرا ممکن بنایا جائے تاکہ وہ بروقت برطانیہ پہنچ کر اپنی مذہبی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان تھا کہ جرمنی، جاپان، افریقہ، ہندوستان اور پاکستان، غرضیکہ کسی بھی جگہ کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ اگرچہ دنیا بھر میں قائم برطانوی سفارتخانے ایسٹر کی تعطیلات کی وجہ سے بند تھے اور ہنگامی امور طے کرنے کے لئے محدود سٹاف ہی دستیاب تھا۔

ان اہم امور کو نپٹانے کے باوجود ابھی تک جماعت کو وفات کی اطلاع نہیں دی جاسکتی تھی اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک ربوہ سے محترم ناظر اعلیٰ حضرت

صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی ہدایت نہ پہنچے۔ یہ ہفتہ کا روز تھا اس لئے حضورؒ کی Saturday Class میں شامل ہونے والے بچے نیچے محمود ہال میں جمع ہو رہے تھے جن کو بتایا گیا کہ آج کی کلاس ملتوی ہو گئی ہے۔ دن کے تقریباً ایک بجے مکرم ناظر اعلیٰ صاحب کا جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے نام پیغام موصول ہوا جو اُسی وقت پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب نے ایم ٹی اے پر پڑھا اور یوں ساری دنیا کی جماعتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انتقال کی باقاعدہ اطلاع دی گئی۔

وفات کی اطلاع نشر ہو جانے کے بعد دنیا بھر سے اور خود برطانیہ کے ہر شہر اور قصبہ سے افراد جماعت کا بیت الفضل لندن کی طرف سفر اختیار کرنا قدرتی بات تھی اور امیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا احساس تھا کہ آنے والوں میں سے ہر ایک کی اوّلین خواہش یہی ہوگی کہ وہ اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک کا دیدار کر سکیں۔ لہٰذا ناظر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق مندرجہ ذیل احباب کرام نے ہفتہ کی شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسدِ اطہر کو غسل دینے کی سعادت پائی۔

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یو کے

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری

مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب

مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب

مکرم کریم احمد اسد خان صاحب

مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب

مکرم ڈاکٹر بریگیڈیئر مسعود الحسن نوری صاحب

مکرم بشیر احمد صاحب۔

غسل کے بعد حضورؒ کے جسد اطہر کو تابوت میں رکھ دیا گیا اور برف اور ایئر کنڈیشنرز کے ذریعہ کمرہ کو مطلوبہ درجہ حرارت مہیا کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے مہمانوں کی رہائش و خوراک، ٹرانسپورٹ، لنگر خانہ، نیز حفاظت کی ذمہ داریاں اور اسی طرح کے دوسرے اہم انتظامات کے متعلق بتایا کہ مہمانوں کی آمد سے پہلے ان تمام انتظامات کا مکمل ہونا ضروری تھا۔ لہٰذا جماعت احمدیہ برطانیہ کی مجلس عاملہ کے سینئر اراکین، ذیلی تنظیموں کے صدر اور نائب صدر کی ہنگامی میٹنگ طلب کی گئی جس میں ایک انتظامی ڈھانچہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مکرم سید احمد یحییٰ صاحب کی ذمہ داری تھی کہ وہ میری ہدایات کے مطابق انتظامی معاملات کی تعمیل کروائیں۔

اس موقع پر جو ذمہ داریاں مختلف افراد کو سپرد کی گئی تھیں اُن کی تفصیل یوں ہے۔

شعبہ استقبال: عبد اللطیف خان صاحب۔

ٹرانسپورٹ: رفیع بھٹی صاحب، رفیق جاوید صاحب اور ظہیر احمد جتوئی صاحب (نگران چودھری ناصر احمد صاحب)۔

ضیافت: مظفر کھوکھر صاحب، رفیع شاہ صاحب اور جلال الدین اکبر صاحب۔

رہائش: مسرور احمد صاحب، مظفر احمد صاحب اور ارشد احمدی صاحب (نگران: ناصر خان صاحب)۔

تکفین و تدفین کے انتظامات: اکرم احمدی صاحب۔

اسلام آباد میں قبر کی کھدائی و احاطہ کی تیاری: ناصر خان صاحب، انجم عثمان صاحب۔

دفتر معلومات: ناصر خان صاحب۔

مہمان نوازی بیت الفتوح: بشیر اختر صاحب، رانا مشہود احمد صاحب۔

مہمان نوازی بیت الفضل: لئیق حیات صاحب۔

مہمان نوازی کرائیڈن مشن: حنیف احمد صاحب۔

صفائی: شمیم خان صاحب۔

سکیورٹی، خدمت خلق اور وقار عمل: مرزا فخر احمد صاحب (صدر خدام الاحمدیہ)۔

امیگریشن و ہوم آفس: منصور شاہ صاحب۔

رابطہ پریس: احمد سلام صاحب، ظہیر حیات صاحب۔

رابطہ ممبران پارلیمینٹ و لوکل گورنمنٹ و دیگر مقامی آبادی: سلیم احمد ملک صاحب، منیر دین صاحب، منیر الدین شمس صاحب، رجب علی صاحب۔

لاؤڈ سپیکر بیت الفضل لندن: صفدر علی میاں صاحب، فضل عمر ڈوگر صاحب۔

وڈیو ریکارڈنگ: سفیر بھٹی صاحب۔

آڈیو ریکارڈنگ: شیخ بشارت احمد صاحب (نگران: صفدر علی میاں صاحب)۔

دفتر: نثار احمد بٹ صاحب، چوہدری مبارک احمد صاحب، مبشر احمد گوندل صاحب، انیس احمد صاحب، سلمان محمود صاحب۔

اسلام آباد میں مارکیاں: شیخ باسط احمد صاحب (نگران چوہدری ناصر احمد صاحب)۔

تیاری جنازہ گاہ و سیکورٹی احاطۂ خاص اسلام آباد: مرزا رشید احمد صاحب۔

ضیافت و پکوائی اسلام آباد: جماعت احمدیہ جرمنی کے کارکنان (نگران: چوہدری وسیم احمد صاحب)۔

جنازہ کے قافلہ کے انتظامات: سید احمد یحیٰی صاحب۔

گیسٹ ہاؤسز: عبدالخالق تعلقدار صاحب، فلاح الدین صاحب۔

اسی طرح لجنہ اماء اللہ UK نے زیارت کے لئے آنے والی خواتین، ضیافت اور گھروں میں مہمانوں کے ٹھہرانے کے انتظامات کئے۔ حضور انور رحمہ اللہ کی حفاظت خاص کی ٹیم مکرم میجر محمود احمد صاحب اور پاکستان سے آئے ہوئے کیپٹن عبدالماجد صاحب نے بہت جانفشانی سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ اسی طرح خدمت کرنے والوں کے نام اَن گنت ہیں اور ممکن نہیں کہ ان سب کا ذکر کیا جا سکے۔ MTA انٹرنیشنل کے چیئرمین نصیر شاہ صاحب اور اُن کی ٹیم، انتخاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری عطاء المجیب راشد صاحب اور ان کی ٹیم، نیز تمام مرکزی دفاتر دن رات کھلے رہے اور ہنگامی نوعیت کے کاموں کو سرانجام دیتے رہے۔

وانڈزورتھ کونسل کے میئر اور چیف ایگزیکٹو نے فون کے ذریعہ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی اور ایک ہفتہ کے لئے بیت کے اردگرد پورے علاقہ میں پارکنگ فری کردی گئی۔

مہمانوں کی رہائش کے لئے بیت الفتوح، اسلام آباد اور کرائیڈن بیت الذکر کو استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا نیز بیت الذکر کے قریبی علاقوں میں آباد بہت سے گھرانوں نے اپنے گھروں کو مہمانوں کے لئے پیش کردیا جہاں سینکڑوں مہمان ٹھہرائے گئے جبکہ اسلام آباد، بیت الفضل لندن اور بیت الفتوح لندن میں مستقل لنگر کا اہتمام کیا گیا۔ مہمانوں کو ایئرپورٹس وغیرہ سے بیت الفضل لندن، بیت الفتوح مورڈن اور اسلام آباد لانے کے لئے متعدد کوچز، منی بسیں اور کاروں کا انتظام کیا گیا تھا اور جہاں تک حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا تعلق ہے مہمانوں کی بڑے پیمانے پر آمد اور ٹریفک کی پیچیدگیوں نے خود ہی پولیس کو الرٹ کیا اور یوں لوکل پولیس نے فوری طور پر رابطہ کر کے جماعت کے لئے خدمات سرانجام دینا شروع کردیں مگر جب اُنہیں تفصیل کا علم ہوا تو موقع کی نزاکت کے پیش نظر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے چیف سپرنٹنڈنٹ، جو Long weekend کی وجہ سے اپنے عزیز واقارب کے ساتھ کسی دوسرے شہر گئے ہوئے تھے، کو اطلاع دی گئی۔ وہ اپنی تمام نجی مصروفیات ختم کر کے واپس آئے اور مکرم سید احمد یحییٰ صاحب سے ملاقات کر کے وعدہ کیا کہ پولیس جماعت کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کرے گی۔

حضورؒ کے جسد اطہر کو قریباً دس بجے (بروز اتوار) رہائش گاہ سے نیچے محمود ہال میں لایا گیا تھا اور یہاں درجہ حرارت کو کم رکھنے کے لئے محمود ہال کو خاص طور پر خدام الاحمدیہ نے تیار کیا تھا۔ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب مسلسل وہاں موجود رہے۔ اس کے بعد مردوں اور خواتین کو وقفہ وقفہ سے باری باری زیارت کا موقع دیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ منگل کی صبح تک جاری رہا۔ اس خدمت کو بجالانے میں ذیلی تنظیموں نے خصوصیت سے بہت محنت سے کام کرنے کی توفیق پائی یعنی وسیم احمد چودھری صاحب صدر انصاراللہ اور آپ کے نائبین مرزا رشید احمد صاحب، رفیق احمد جاوید صاحب اور ظہیر احمد جتوئی صاحب۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرزا فخر احمد صاحب اور آپ کے نائبین نصیر دین صاحب، طارق احمد بی ٹی صاحب، مبشر مرزا صاحب، ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب اور فہیم انور صاحب۔ صدر لجنہ اماءاللہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ اور آپ کی نائبات ودود چیمہ صاحبہ اور غزالہ ملک صاحبہ۔

مہمانوں کی تعداد تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی اور بیت الذکر سے ملحقہ سڑکوں پر ٹریفک قریباً معطل ہو چکی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار مہمان آئیں گے اور ہمیں ڈر تھا کہ بیت الذکر کے اردگرد کی آبادی کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن جب انہیں خطوط کے ذریعے حضور انورؒ

کے انتقال کی اطلاع دی گئی اور مہمانوں کے کثیر تعداد میں آنے کی وجہ سے اُن کے آرام وسکون میں جو خلل پڑ رہا تھا اس کے لئے پیشگی معافی کی درخواست کی گئی تو تمام ہمسایوں کی طرف سے بلا استثناء ایسے اعلیٰ ردِّ عمل کا مظاہرہ کیا گیا جس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں تھی۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ مہمانوں کی رہائش کا بندوبست مختلف مقامات پر تھا مگر دن کے وقت مہمانوں کی اکثریت بیت الفضل لندن میں ہی آجاتی تھی۔ مہمانوں کے ہجوم کا یہ عالم تھا کہ کھلی سڑکیں بھی کم پڑ رہی تھیں اور کوئی ایسی جگہ میسر نہیں تھی جہاں بیٹھ کر لوگ تھوڑی دیر آرام کر سکیں یا کھانا کھا سکیں۔ اس بڑے مسئلہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری توجہ ایک سکول کے وسیع و عریض میدان کی طرف پھیر دی جو Gressen Hall Road. پر واقع جماعت کے مہمان خانوں کے عقب میں تھا اور جس کے چاروں طرف آہنی باڑ اور باقاعدہ گیٹ لگے ہوئے تھے یعنی ہماری ضرورت کے عین مطابق تھا جب اُس کے حصول کیلئے لوکل چرچ سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بلا توقف گیٹ کی چابیاں ہمارے حوالے کر دیں اور کہا کہ جب تک چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

اسی طرح کاروں کو پارک کرنے کا بڑا مسئلہ پیدا ہو رہا تھا اور جو جگہ تھی وہ برطانیہ اور یورپ سے آنے والے ہزاروں مہمانوں کی کاروں کیلئے بالکل کافی نہیں تھی۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ نے یوں حل فرما دیا کہ قریب ہی واقع وائٹ لینڈ کالج کے سربراہ نے بیت الفضل لندن میں آکر تعزیت کی اور کالج کی کار پارکنگ پیش کر دی جہاں سینکڑوں کاریں کھڑی کرنے کی سہولت میسر آ گئی۔

رہائش و خوراک کے انتظامات کے حوالے سے مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ہم پندرہ سولہ ہزار مہمانوں کی آمد کی توقع کر رہے تھے۔ چنانچہ اُس تعداد کو سامنے رکھ کر اسلام آباد، بیت الفتوح اور بیت الفضل کے آس پاس انتظامات کئے گئے مگر مہمانوں کی تعداد میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پہلے دو دنوں میں ہی مہمانوں کی تعداد بیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی جو آخری روز تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ امیر صاحب کہتے ہیں کہ اس حوالے سے جو خاص بات بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم انتظامات کو دیکھیں تو پندرہ کی جگہ جب تیس ہزار مہمان آئے تو بظاہر رہائش و خوراک کا سارا انتظام درہم برہم ہو جانا چاہیے تھا لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آنے والے مہمانوں میں سے ہر شخص اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزور حالتوں پر پردہ ڈالتے ہوئے فرشتوں کی فوج سے ہماری مدد کی۔

اتوار کے روز جب ربوہ سے پہلا مرکزی وفد ''گلف ایئر'' کے ذریعہ برطانیہ پہنچا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھی شامل تھے۔ آپ کے ارشاد پر اُسی روز سے ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور رحمہ اللہ کے چہرہ مبارک کا دیدار کروانا شروع

کر دیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ تمام کام تسلی بخش طریقے سے ہو رہے تھے مگر دو مراحل ابھی ایسے تھے جن کو طے کرنا باقی تھا اور جو یقیناً ایک بڑے امتحان کا درجہ رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک تھا انتخاب خلافت اور دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے جسدِ اطہر کی تدفین جس کے متعلق تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ کہاں ہوگی۔ گو ہم نے بروک وڈ کے مقامی قبرستان کے علاوہ متبادل انتظامات بھی کر رکھے تھے نیز Weverley Borough اور Surrey County Council سے رابطہ کر کے اسلام آباد میں تدفین کی اجازت طلب کر لی گئی تھی۔ حکام نے غیر معمولی ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی اجازت دیدی جبکہ آخری فیصلہ صرف خلیفہ وقت ہی کر سکتے تھے۔

انتخاب خلافت کے لئے مجلس کے ارکان کی بڑی تعداد منگل کے دن تک لندن پہنچ چکی تھی اور صبح ہی سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ نماز مغرب وعشاء کے بعد خلافت کا انتخاب ہوگا۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ بیت الفضل لندن کے بڑے گیٹ پانچ بجے بند کر دیئے جائیں گے اور سوائے ذمہ دار افراد کے کوئی دوسرا فرد احاطۂ بیت الذکر میں داخل نہیں ہوگا اور نماز مغرب وعشاء کے لئے بھی بیت الذکر میں صرف مجلس انتخاب خلافت کے ممبران ہی داخل ہوں گے۔

انتخاب کے وقت کا اعلان سنتے ہی لوگوں نے بیت الفضل کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا اور شام پانچ بجے کے بعد تو اردگرد کی تمام سڑکیں انسانوں سے بھر گئی تھیں اور لوگ بے چینی و بے قراری سے نماز مغرب وعشاء کے وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر شخص دعاؤں میں مصروف تھا اور اللہ تعالیٰ سے التجائیں کر رہا تھا کہ جماعت کی خوف کی حالت کو جلد از جلد امن میں بدل دے۔ نماز مغرب وعشاء کا وقت ہوا تو ساری سڑکیں بیت الذکر میں بدل گئیں۔ بیت الذکر سے ملحقہ ٹینس گراؤنڈ کی انتظامیہ کی طرف سے گراؤنڈ کے استعمال کی اجازت کے بعد گراؤنڈ میں خواتین کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لاؤڈ سپیکر پر امام صاحب کی آواز دور دور تک صاف سنائی دے رہی تھی جنہوں نے نمازیں پڑھائیں اور مختلف ہدایات دیں۔ مجلس انتخاب کے ممبران ساڑھے نو بجے بیت الذکر کے اندر چلے گئے تو بیت الذکر کے دروازے بند کر دئے گئے اور ہر طرف خاموشی اور سکوت چھا گیا۔

انتظار کا دور کٹا، پونے بارہ بجے ساؤنڈ سسٹم آن ہوا اور مجلس انتخاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے اور مجلس انتخاب خلافت کے تمام ممبران کی طرف سے بیعت کرنے کی خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد مجلس خلافت کے ممبران نے بیت الذکر

خالی کردی اور عام بیعت کا انتظام کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ اسی دوران ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا جو یہ تھا کہ جب بیت الذکر بھر گئی تو حضور انور نے عُشاقِ خلافت کو بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا۔ ان الفاظ کا کان میں پڑنا تھا کہ بیت الذکر تو کیا بیت الذکر کے اردگرد سڑکوں پر دور دور تک کھڑے لوگ فوراً بیٹھ گئے اور یوں خاموش ہو گئے جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو۔ اس عدیم المثال نظارہ کو MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے کہا یہ نظارہ نظم وضبط، اطاعت و فرمانبرداری کا عظیم الشان مظاہرہ تھا جس نے بلاشبہ چودہ سو سال پہلے اس واقعہ کی یاد تازہ کردی جب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت الذکر میں صحابہ کو بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور پھر اس آواز کو جب گلی میں ایک صحابی نے سنا تو انہوں نے بھی اطاعت کی۔

رات سوا بارہ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت سے بیعت لی اور اُس کے بعد آپ افراد خاندان سے ملنے کے لئے قصر خلافت میں تشریف لے گئے۔ جس کے بعد آپ 41 نمبر گیسٹ ہاؤس میں قیام کے لئے چلے گئے اور یہاں حضورؒ کی تدفین کے انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے میٹنگ طلب کی اور فیصلہ فرمایا کہ تدفین اسلام آباد میں کی جائے گی۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ نماز جنازہ کے انتظامات کے حوالہ سے تو کوئی مشکل نہیں تھی کیونکہ اسلام آباد میں جلسہ کے دنوں کی طرح بڑی بڑی مارکیاں تو پہلے سے لگا دی گئی تھیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اتنی بڑی مارکیاں چھٹیوں میں ملنی ناممکن تھیں لیکن جلسہ سالانہ کے ایک سپلائیر Snowdens نے اپنے ورکرز کو چھٹیوں سے واپس بلا کر یہ کام کروایا۔

جنازہ کا قافلہ بیت الذکر سے اسلام آباد صبح دس بجے روانہ ہوا۔ اس وقت بیت الذکر کا سارا ماحول بہت سوگوار تھا۔ ہمسائے بھی اپنے گھروں سے باہر آ کر احتراماً کھڑے تھے۔ پولیس نے ساڑھے نو بجے سے ہی A3 ہائی وے بند کردی تھی اور پولیس کے موٹر سائیکل سوار آفیسرز بیت الفضل سے اسلام آباد تک قافلہ کے ہمراہ رہے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد اور دنیا بھر کی جماعتوں کے وفود کے پیش نظر اس تاریخی قافلہ کے لئے ایک سو کاروں کا انتظام کیا گیا تھا اور قافلہ کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ جسد اطہر کو لے جانے والی گاڑی میں مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب، محترم بریگیڈیئر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب تھے اور قافلہ کو جو کار لیڈ کر رہی تھی اُس میں نائب امیر مکرم سید احمد یحییٰ صاحب، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ UK، مکرم کریم اسد احمد خان صاحب، مکرم ملک سلطان محمد صاحب اور مکرم کیپٹن عبد الماجد صاحب بیٹھے اور اس

کے پیچھے بیس کاروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے افراد بیٹھے اور پھر باہر سے آئے ہوئے نمائندگانِ خاص اور وفود کے لئے کاریں مختص تھیں۔

راستہ میں موٹروے کے تمام جنکشنز پر پولیس افسران تعینات تھے تاکہ کوئی کار موٹروے کی طرف نہ آسکے۔

موٹروے کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ احمدیوں کے گروہ اپنے امام کو رخصت کرنے کیلئے احتراماً کھڑے نظر آتے تھے۔

حفاظتی تدابیر کو ہر لحاظ سے مکمل بنانے اور فضا سے زمین پر قافلہ کی منظر کشی کے لئے ہیلی کاپٹر بھی ساتھ ساتھ اُڑتا رہا۔

اسی طرح MTA کی ٹیم سارے سفر کو نشریات میں پیش کرتی رہی۔ ایک گھنٹہ میں قافلہ اسلام آباد پہنچ گیا جہاں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسدِ اطہر کو جنازہ گاہ کے طور پر لگائی ہوئی مارکی کے سامنے کھڑی کی گئی چھوٹی مارکی کے اندر لے جایا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ بیت الفضل لندن سے پورے گیارہ بجے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن اسلام آباد سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچ کر قافلہ ٹریفک میں پھنس گیا۔ ٹریفک کی بھیڑ دیکھ کر تشویش ہوئی اور خیال آیا کہ اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو اسلام آباد پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوسکتی ہے چنانچہ مکرم ناصر خان صاحب کے ذریعہ، پولیس سے رابطہ کیا گیا جو چند منٹ کے اندر وہاں پہنچ گئی جہاں قافلہ پھنسا ہوا تھا۔ اس طرح بہت کم وقت میں انہوں نے قافلہ کے اسلام آباد پہنچنے کا بندوبست کر دیا۔

نماز ظہر و عصر کا وقت ڈیڑھ بجے مقرر تھا لیکن اطلاعات آرہی تھیں کہ جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والوں کی سینکڑوں کاریں ٹریفک میں پھنسی ہوئی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے نمازوں کا وقت اڑھائی بجے مقرر فرمادیا اور اس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جنازہ میں شرکت کرنے کی سعادت مل گئی۔

حضور ایدہ اللہ نے اڑھائی بجے نماز ظہر و عصر پڑھائی اور پھر خطاب کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی جس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ایک اندازہ کے مطابق تیس ہزار افراد شامل ہوئے۔ پھر جسدِ اطہر کو اس قطعۂ خاص کی طرف لے جایا گیا جہاں تدفین عمل میں آنی تھی۔ سارا راستہ حضور ایدہ اللہ نے جسد اطہر کو کندھا دیا اور پھر لحد میں اتارنے اور قبر پر مٹی ڈالنے میں بھی دوسروں کا ہاتھ بٹایا۔ تدفین کی ساری کارروائی کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ موقع پر موجود رہے اور قبر تیار ہوجانے پر دُعا کرائی اور قبر پر کتبہ نصب فرمایا۔ تدفین کے موقع پر قطعہ خاص میں جانے کی اجازت درجہ ذیل افراد کو تھی:-

1۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد۔

2۔ جملہ اراکین مجلس انتخاب خلافت۔

3۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے عملہ کے افراد۔

4۔ اراکین مجلس عاملہ UK۔

5۔ بیرونی ممالک کی ذیلی تنظیموں کے صدر صاحبان۔

6۔ حضور انور کی خدمت کرنے والے ڈاکٹر صاحبان۔

7۔ بیرونی ممالک سے آئے ہوئے جملہ مربی انچارج۔

تدفین کے وقت اراکین پارلیمینٹ، مقامی پادری اور بہت سے معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔ کئی ہفتوں تک قومی اور مقامی اخباروں میں حضورؒ کی وفات کی خبریں اور تعزیتی پیغامات شائع ہوتے رہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی بعض قابل ذکر اخبارات The Times اور Daily Telegraph وغیرہ میں شائع ہوا۔ تدفین کے روز برطانیہ کے مختلف ٹیلی وژن نیٹ ورکس اور اخباری نمائندوں نے جنازہ کی کارروائی کے بعض حصے پیش کیے ان میں ITV, BBC, SKY, ARY شامل ہیں، نیز BBC اور مقامی ریڈیو سٹیشنز نے بھی تفصیلی خبریں نشر کیں۔ بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کی اکثریت اگرچہ اگلے دو روز میں واپس چلی گئی لیکن یہ سلسلہ کم وبیش قریباً دو ہفتہ بعد تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ مئی، جون 2003 صفحہ 9 تا 17)

اک یاد ہے جو دل میں رہے گی تمام عمر

منزل کی بات اور ہے، منزل تو پا گیا
اِک شخص ہم کو حد سے زیادہ رُلا گیا

اِک یاد ہے جو دل میں رہے گی تمام عمر
اِک دائمی سا کرب وہ دل کو لگا گیا

آئے کسی کی یاد تو آنسو نکل پڑیں
کرتے ہیں کس طرح سے محبت، بتا گیا

کہنی تھی ایک بات مگر دیر ہو گئی
سننا تھا دل کا حال مگر وہ چلا گیا

دن رات کے گذرنے کی تخصیص نہ رہی
آیا جو کوئی یاد تو آتا چلا گیا

ٹھنڈک تھا وہ دلوں کی، سکوں تھا، قرار تھا
اِک چاند تھا جو چاندنی ہر سُو بچھا گیا

سُکھ بانٹتا رہتا تھا مگر جانے کیا ہوا
اپنوں کو کس طرح سے وہ آنسو بنا گیا

(عطاء القدوس طاہر۔ ٹورانٹو کینیڈا)

☆☆☆

ہم یہ اعادہ کرتے ہیں کہ اے جانے والے ہم تیرے کاموں کو زندہ رکھیں گے اور تیرے کاموں کو مکمل کرنے اور تیری خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ

194 رب لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے بعد مجھے بیٹا عطاء کیا ہے۔ بیٹے کا نام ابراہیم رکھا ہے۔ دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم ابراہیم کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور سلسلہ کے لئے مفید وجود ہو۔ آمین

طاہر انور کاہلوں۔ لطیف آباد ضلع حیدر آباد

☆☆☆

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ ارشادات پر احسن رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

نصیر احمد ہاشمی

زعیم محلّہ و عاملہ صدر شمالی الف ربوہ

ہم مجلس خدام الاحمدیہ کو "سیدنا طاہر نمبر" کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

آصف وقار

لطیف آباد۔ حیدر آباد

☆☆☆

خدا تعالیٰ ہمیں مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ

ضلع حیدر آباد۔ سندھ

****

Toyota Faisalabad Motors

TOYOTA

DAIHATSU

An Authorized 3S Automobile Dealership of indus Motor Company, Ltd.

Deals in sale of all new Brands of Toyota & Daihatsu (0451-217404-5)
Sale of Spares (0451-211502) & Services (0451-217404-5)

Address: West Canal Road, Mansoor Abad, Faisalabad.
Ph:041-719902-712002-712004, Fax: 041-712003

Toyota Sargodha Motors

An Authorized 3S Automobile Dealership of indus Motor Company, Ltd.

Deals in sale of all new Brands of Toyota & Daihatsu (041-722002,722007) Sale of Spares (041-722003) & Services (041-722005, 732040)

Address: Lahore Road Sargodha.
Ph:0451-221801-2, Fax:0451-221803

Nasir Traders, Faisalabad

One of the Largest Importers of Spare Parts in Pakistan.

Deals in all Genuine, Non-Genuine Automobile Spares

Address: West Canal Road, Mansoor Abad, Faisalabad.
Ph:041-763260-786558-732050, Fax: 041-712003

Al-Nasir Motors, Karachi

One of the Largest Importers of Spare Parts in Pakistan.

Deals in all Genuine, Non-Genuine Automobile Spares

Address: 1-A Al-Hayat Auto Market, M.A Jinnah Road, Karachi. Ph:021-7720344-5, Fax:7720948

Hino central Motors

An Authorized 3S Automobile Dealership of Hino Pak.Ltd.

Deals in Sale of new Bus - Truck - Van - spareparts - service

Address: 19km Multan Road, Lahore.
Ph:042-7512007, Fax: 042-7512008

خاکسار چوہدری ناصر احمد کے بیٹے چوہدری نقی احمد ساکن اورنگی ٹاؤن کراچی حال مقیم کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت راضیہ نقی نام عطا کیا ہے۔ بچی کی درازئ عمر اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح خاکسار کی بیٹی آصفہ پروین کی شادی ہمراہ نوید اقبال اگست 2003ء میں طاہر ہال بیت الفتوح میں انجام پائی۔ دونوں گھرانوں کے لئے شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری ناصر احمد

اورنگی ٹاؤن کراچی

نہ وہ تم بدلے نہ ہم طور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے پر قرب تو سارے ہیں وہی

سیدنا طاہر نمبر کی شاندار اشاعت پر تمام خدام الاحمدیہ کو

مبارک باد

طالب دعا

چوہدری محمود احمد

مجلس خدام الاحمدیہ دستگیر سوسائٹی

کراچی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درازئ عمر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بلند درجات کے لئے دعا گو

محمد جمیل

پروپرائٹر:

فضل عمر کنٹریکٹر (کنسٹرکشن + وڈ ورکس)

29/104 پیپلز ٹاؤن کراچی

موبائل نمبر: 0300-2234972

جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور اور ترقیات مبارک ہوں

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ساری جماعت کو پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسوہ اور آپ کے تمام ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو

والدہ مبشر مشتاق سہگل۔ کراچی

☆☆☆

خلافت رابعہ کے دوران ان گنت کامیابیوں اور خلافت خامسہ کے باسعادت آغاز پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو دلی مبارکباد

شیخ نثار احمد

سمن آباد، لاہور

ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

علاقہ کراچی

ہم ممبران خدام الاحمدیہ ضلع کراچی عہد کرتے ہیں کہ اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جدائی کے غم کی ہمیشہ حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ

ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اے جانے والے ہم تیرے کاموں کو زندہ رکھیں گے اور تیرے کاموں کو مکمل کرنے اور تیری خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

ضلع کراچی

☆☆☆

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

قائد مجلس و مجلس عاملہ گلبرگ
ضلع لاہور

اے ہمارے رحیم اور رحمٰن خدا۔ اے ہمارے کریم اور ودود رب۔ ہم تیرے شکر گذار ہیں کہ تو نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا۔ اور ہماری حالت خوف کو ایک بار پھر امن میں بدل دیا۔

منجانب
مجلس خدام الاحمدیہ گلشن راوی
ضلع لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے درجات کی بلندی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی صحت وسلامتی والی درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب
قائد و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ
شاہدرہ ٹاؤن لاہور

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

منجانب
قائد و عاملہ مجلس جنوبی چھاؤنی
ضلع لاہور

ہم ''ماہنامہ خالد'' کے مدیر اور عملہ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ''سیدنا طاہر نمبر'' شائع کیا۔

قائد و عاملہ
مجلس شالامار ٹاؤن لاہور

فاصلے بڑھ گئے پر قرب تو سارے ہیں وہی

منجانب
خورشید برادرز، داؤد برادرز
پروپرائٹرز: بشیر احمد نوید، محمد نواز
بہاولپور شہر۔ ضلع بہاولپور

خلافت رابعہ کے دوران ان گنت کامیابیوں اور خلافت خامسہ کے باسعادت آغاز پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو دلی مبارکباد

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ

راجگڑھ ضلع لاہور

اے آنے والے

ہم تیرے اشارے پر اٹھیں گے اور بیٹھیں گے اور تیرے دائیں بھی لڑیں گے اور تیرے بائیں بھی آگے بھی اور پیچھے بھی۔ اور ہم اور ہماری نسلیں انشاء اللہ قیامت تک خلافت کی وفادار رہیں گی۔ (آمین)

دعا گو

قائد وارا کین عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور

تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے
طاہر لیا جو تو نے مسرور دے دیا ہے

صدر و اراکین عاملہ مجلس بھاٹی گیٹ

قائد خدام الاحمدیہ و ناظم اطفال الاحمدیہ بھاٹی گیٹ

زعیم اعلیٰ انصار اللہ و اراکین عاملہ

کی جانب سے سیدنا طاہر نمبر شائع کرنے پر رسالہ خالد کے پورے عملہ کو مبارک ہو
خداوند کریم ہمیں خلافت رابعہ کی یادوں کو زندہ رکھنے اور خلافت خامسہ کے ساتھ زندہ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ عالمگیر

کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور

مبارک ہو

منجانب

قائد و اراکین عاملہ علاقہ راولپنڈی

"درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے"۔ (حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ)

ہم عہد کرتے ہیں کہ قدرت ثانیہ کے دورِ خامسہ میں خدام الاحمدیہ کے عہد کی عملی تفسیر بن کر دکھائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تکمیل میں ہر آن تیار اور ثابت قدم رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب

قائد و ممبران عاملہ و مجلس خدام الاحمدیہ

لالہ رخ واہ کینٹ۔ ضلع راولپنڈی

عالمگیر جماعت احمدیہ کی ترقیات اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی صحت کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب

ملک شمیم احمد

قائد مجلس واراکین عاملہ

سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام چلو

درخواست دعا

ماسٹر نعمت اللہ

قائد مجلس و عاملہ

گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ

☆☆☆

خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقیات عطاء فرمائے۔

دعا گو

مکرم منصور احمد احمدی، انیس احمد چیمہ

عزیز پور ڈگری۔ سیالکوٹ

❋❋❋

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سیالکوٹ کو مقابلہ بین الاضلاع میں اوّل آنے پر مکرم قائد صاحب ضلع اور ان کی عاملہ کو مبارک ہو نیز اللہ تعالیٰ ان کو یہ اعزاز برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

نعیم احمد بٹ

ناظم مال ضلع سیالکوٹ

0300-6452027 - 04341-614674

جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات کے لئے

دعا گو

منجانب

قائد مجلس و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

گھٹیالیاں خورد ضلع سیالکوٹ
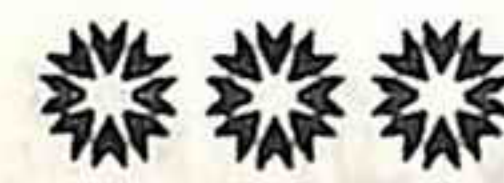
دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بہتر سے بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے

قائد مجلس و عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ

کلاس والا ضلع سیالکوٹ

☆☆☆

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ

ڈگری گھمناں ضلع سیالکوٹ

ہم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

قائد مجلس وعاملہ خدام الاحمدیہ موسے والا

ضلع سیالکوٹ

جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت خامسہ کی برکات مبارک ہوں

طالب دعا

درویش برادران

ضلع گوجرانوالہ

عبدالمجید درویش۔ عبدالحمید درویش

خدا تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس وعاملہ خدام الاحمدیہ

مجلس اگوکی ماڈل ٹاؤن

ضلع سیالکوٹ

خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کو دن دگنی رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس وعاملہ خدام الاحمدیہ

ریلوے کے ضلع سیالکوٹ

جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت خامسہ کی برکات مبارک ہوں

طالب دعا

عبدالقادر

مجلس خدام الاحمدیہ گل روڈ

ضلع گوجرانوالہ

اے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پرور دگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

خدا تعالیٰ کی تقدیر کا ہاتھ جماعت کی تائید میں اٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت خامسہ عطا کی ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس انعام کے ملنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں

قیادت علاقہ و اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ
علاقہ گوجرانوالہ

***
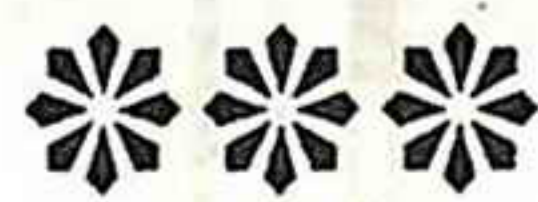
محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منجانب
قائد مجلس و عاملہ خدام الاحمدیہ
ضلع سیالکوٹ

***
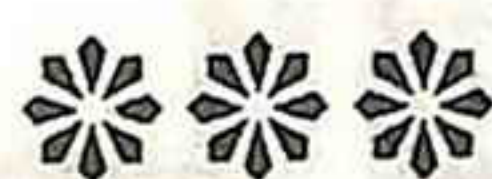
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

نثار احمد شمس

قائد مجلس و عاملہ جھنگ صدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور مبارک ہو۔

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ شہر و ضلع بہاولپور

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ شاہ تاج شوگر ملز

ضلع منڈی بہاؤالدین

❋❋❋

جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور مبارک ہو

منجانب

ڈاکٹر عبدالمنان، ڈاکٹر عبدالغفار

سمن آباد فیصل آباد

فون: 041-634955

ہم عالمگیر جماعت احمدیہ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس و عاملہ

منڈی بہاؤالدین شہر

☆☆☆

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

قائد و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

راجن پور شہر

خدا تعالیٰ ہمیں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

دعا گو

مجلس چک سکندر

ضلع گجرات

ہماری دعا کہ خدا تعالیٰ ہر احمدی کو پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

طارق محمود بٹر

قائد مجلس کرتو ضلع شیخوپورہ

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو نظام خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ نوابشاہ شہر

انی معک یامسرور

منجانب

زعیم و عاملہ حلقہ دارالیمن شرقی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ دارالیمن وسطی (سلام) ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ دارالیمن غربی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ باب الابواب ربوہ

دعا ہے خدا تعالیٰ ہمیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

منجانب

مجلس گولیکی

ضلع گجرات

احباب جماعت کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور مبارک ہو

زعیم و اراکین عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ

دارالرحمت وسطی ربوہ

تمام جماعت ہائے عالمگیر کو خلافت کی برکتیں مبارک ہوں

منجانب

قائد ضلع ومجلس عاملہ ضلع واراکین خدام الاحمدیہ ضلع واراکین اطفال الاحمدیہ ضلع مظفر گڑھ

***

ہمہ تن دنیاوی امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

یہ محبتوں کا لشکر جو کرے گا فتح خیبر
ذرا تیرے بغض ونفرت کے حصار تک تو پہنچے
(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

طالب دعا

قائد ضلع وممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع حافظ آباد

اللہ کرے ہمارا ہمیشہ خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم رہے۔ (آمین)

طالب دعا

اعظم ندیم۔ (ناظم صحت جسمانی ضلع)

عمران خان۔ (ناظم عمومی ضلع)

شعیب ظفر واثق۔ (ناظم سمعی بصری ضلع)

ضلع حافظ آباد

***

مجلس خدام الاحمدیہ دنیاپور ضلع لودھراں کی جانب سے خلافت خامسہ کی مبارکباد قبول ہو۔

طالب دعا

شیخ محمد داؤد

قائد مجلس خدام الاحمدیہ دنیاپور ضلع لودھراں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وہ خدمات جلیلہ جو آپ نے احمدیت کی ترقی کے لئے کیں۔ تاریخ احمدیت میں یادگار رہیں گی۔ آپ کا نام اور آپ کا کام تا قیامت زندہ رہے گا۔ اور مثلِ خورشید ہمیشہ روشن وتابندہ رہے گی۔

منجانب

قائد مجلس وممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ نوابشاہ شہر

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے **176** ممالک کے کروڑوں احمدیوں کو محبت بھرا اسلام اور قدرت ثانیہ کا پانچواں دور

مبارک ہو

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال شہر

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

منجانب.

کرامت اللہ

آڈیٹر مجلس انصاراللہ

ضلع سانگھڑ

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ جملہ تحریکات کی کامیابی اور تکمیل کے لئے دعا گو ہیں

دعا گو

قائد مجلس خدام الاحمدیہ وارا کین عاملہ

مجلس 166 مراد ضلع بہاولنگر

ہم حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی والی لمبی عمر کی دعا کرتے ہیں۔

منجانب

خدام واطفال مجلس 327/HR مروٹ

تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر

❖❖❖

وہی جلسے ، وہی رونق ، وہی بزم آرائی
ایک تم ہی نہیں مہمان تو سارے ہیں وہی

اراکین عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

سانگھڑ شہر

احباب جماعت کو خلافت کی برکات مبارک ہوں

دعا گو

مجلس دارالفضل شرقی ربوہ

خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو

خلافت رابعہ کے دور میں ملنے والا آسمانی روحانی

مائدہ MTA جماعت احمدیہ

عالمگیر کو مبارک ہو (آمین)

خلافت خامسہ کے دور کا آغاز مبارک ہو

قائد مجلس ونگران حلقہ وارا کین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ

سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

✡✡✡
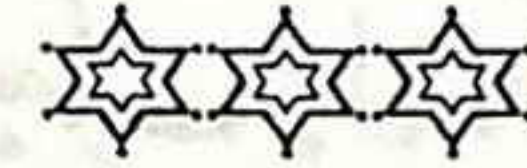
ادارہ خالد کو ''سیدنا طاہرؒ نمبر''

شائع کرنے پر ہم سب کی طرف

سے مبارکباد

منجانب

عاملہ وامیر جماعت احمدیہ

ضلع میانوالی

دعا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

کی قیادت میں جماعت کا قافلہ دن دگنی رات

چوگنی ترقی کرے (آمین)

دعا گو

کامران ناصر، ماھد شریف، تنزیل قادر

پسران ناصر محمود آصف

قائد علاقہ بہاولپور

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ ارشادات پر

احسن رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد وممبران عاملہ

ضلع بدین

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ تحریکات کو ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو درازئ عمر عطا فرمائے۔ اور ہمیں آپ کی مکمل اطاعت کی توفیق بخشے۔ آمین

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ بہاولنگر شہر

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو سیدنا طاہر نمبر کی اشاعت کی سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

ضلع شیخوپورہ

خلافت رابعہ کے دوران ان گنت کامیابیوں پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو دلی مبارک ہو

منجانب

محمد زبیر مہدی

قائد ضلع و عاملہ ضلع جھنگ

ہم پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بیت الفتوح کے افتتاح کی مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

کرتار پور ضلع فیصل آباد

ہم سب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعاگو ہیں

منجانب

قائد مجلس خدام الاحمدیہ ندیم آباد چھانگا

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

***

ہم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ ''ناصر'' ضلع اسلام آباد

سنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فدائے خلافت

منجانب۔ دعاگو

رانا سلطان احمد (ابتسام احمد راوید، تیمور احمد، حذیفہ احسن)

باب الابواب ربوہ

طاہر ہومیو پیتھک اینڈ الیکٹرو ہومیو پیتھک کلینک و سٹورز

بشیر آباد ضلع حیدر آباد

زیر نگرانی

ڈاکٹر طالب حسین DHMS

ڈاکٹر بشارت احمد DHMS - DEHM

فون: 0221-224026

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور سلامتی کے لئے دعاگو

طالب دعا

مجلس خدام الاحمدیہ لیہ شہر

قائد اور عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لیہ عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہے اور دعا کی درخواست کرتی ہے

منجانب

قائد و ممبران عاملہ ضلع لیہ

خدا تعالیٰ ہم سب کو جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع میر پور خاص

قیادت علاقہ حیدر آباد و ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ لطیف آباد ضلع حیدر آباد کو علم انعامی حاصل کرنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو مبارک کرے اور آئندہ مزید اعزازات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

طالب دعا

قائد علاقہ و ممبران عاملہ حیدر آباد
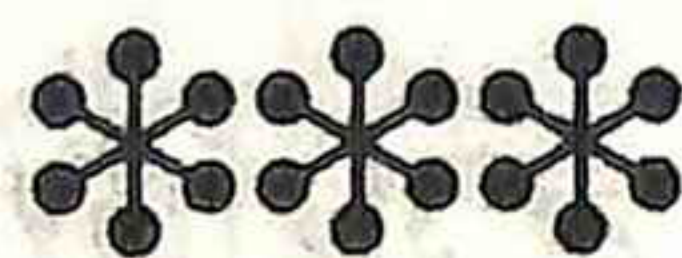
ہم قیادت ضلع حیدرآباد ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ لطیف آباد کو علم

انعامی حاصل کرنے پر مبارک باد دیتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس

اعزاز کو مبارک کرے اور آئندہ مزید اعزازات کا پیش خیمہ بنائے۔

طالب دعا

قائد و ممبران عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع حیدرآباد

سدا سہاگن رہے یہ بستی۔ جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی

جس سے نُور کے سوتے پھوٹے۔ جو نوروں کا اِک ساگر تھا

ہیں سب نام خدا کے سندر۔ واہے گرو۔ اللہ اکبر

سب فانی۔ اِک وہی ہے باقی۔ آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درازی عمر اور جماعت احمدیہ

کی ترقی کے لئے دعا گو ہیں

قیادت ضلع و قائدین مجالس

کوٹلی آزاد کشمیر

عالمگیر جماعت احمدیہ کو محبت بھرا اسلام اور دعا کی درخواست ہے

مجلس خدام الاحمدیہ گوندل فارم

ضلع حیدر آباد

تمام احباب جماعت عالمگیر کو سلام و دعا کی درخواست

ممبران مجلس عاملہ

بشیر آباد۔ ضلع حیدر آباد

انی معک یا مسرور

عالمگیر جماعت احمدیہ کو خلافت خامسہ کا بابرکت دور مبارک ہو

منجانب

قائد مجلس و ممبران عاملہ حیدر آباد شہر

تمام احباب جماعت عالمگیر کو سلام و دعا کی درخواست

طارق محمود پیسٹی سائیڈ

زرعی ادویات کا مرکز۔ تمام زرعی ادویات دستیاب ہیں

بشیر آباد ضلع حیدر آباد

***

ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ۔ القمر سرگودھا

محبت سب کے لئے

نفرت کسی سے نہیں

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ۔ 99 شمالی سرگودھا

خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ۔ الشمس سرگودھا

ہم مجلس خدام الاحمدیہ کو ''سیدنا طاہر نمبرؒ'' شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ۔ ضلع سرگودھا

خداتعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

کی بیان فرمودہ نصائح کے مطابق چلنے

کی توفیق عطا فرمائے

منجانب

قائد مجلس و عاملہ خدام الاحمدیہ

سیالکوٹ شہر

خداتعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ ارشادات پر احسن رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

120 ج ب علی ٹاؤن ضلع فیصل آباد

ہمارا خلافت پر ایمان ہے

یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

منجانب

زعیم و عاملہ حلقہ ناصر آباد شرقی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ ناصر آباد غربی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ ناصر آباد جنوبی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ شکور پارک ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ نصرت آباد ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ دارالفتوح غربی ربوہ

زعیم و عاملہ حلقہ دارالفتوح شرقی ربوہ

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی اطاعت میں دنیا میں قرآن و سنت کے غلبہ کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

84 ج ب سرشمیر روڈ ضلع فیصل آباد

جماعت احمدیہ عالمگیر

کو خلافت خامسہ

مبارک ہو

دعا گو

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ

194 ر ب ۔ لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد

ادارہ "خالد" کو

سیدنا طاہرؒ نمبر

شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

قائد مجلس واراکین عاملہ

کریم نگر ضلع فیصل آباد
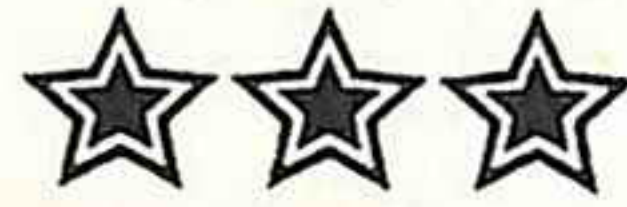
☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وہ خدمات جلیلہ جو آپ نے احمدیت کی ترقی کے لئے کیں۔ تاریخ احمدیت میں یادگار رہیں گی۔ آپ کا نام اور آپ کا کام تاقیامت زندہ رہے گا اور مثلِ خورشید ہمیشہ روشن وتابندہ رہے گی۔

منجانب

قائد مجلس وممبران عاملہ مجلس

دارالنور ضلع فیصل آباد
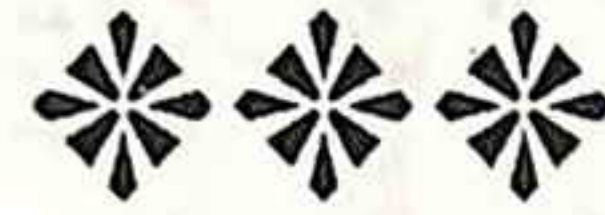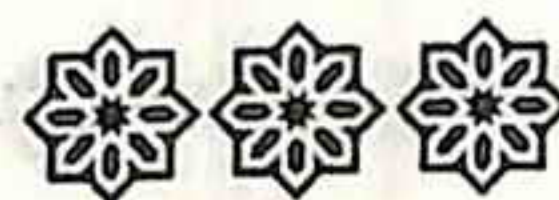
بڑھے اُس کا غم تو قرار کھو دے وہ میرے غم کے خیال میں

اٹھیں ہاتھ اپنے لیے تو پھر بھی مرے لئے ہی دعا کرے

طالب دعا

قائد مجلس واراکین عاملہ

دارالذکر ضلع فیصل آباد

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس واراکین عاملہ

فضل عمر ضلع فیصل آباد

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر احمدی کو پنج وقتہ نماز با جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

قائد مجلس و اراکین عاملہ

276 رب گوکھووال ضلع فیصل آباد

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

88 ج ب ضلع فیصل آباد

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

61 رب بیدیانوالہ ضلع فیصل آباد

ہم عہد کرتے ہیں کہ قدرت ثانیہ کے دورِ خامسہ میں خدام الاحمدیہ کے عہد کی عملی تفسیر بن کر دکھائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تکمیل میں ہر آن تیار اور ثابت قدم رہیں گے۔ انشاءاللہ

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ 69 رب گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد